NO-COPYRIGHT

سب مل کر اللہ کی رسی (قرآن) کو مضبوطی سے پکڑ لو اور تفرقہ میں نہ پڑو (آلِ عمران ۔۱۰۳)

جس نے رسول کی اطاعت کی، اس نے اللہ کی اطاعت کی (النساء ۔۸۰)

میرا پیغام لوگوں تک پہنچاؤ، اگرچہ ایک ہی آیت ہو (بخاری: ۳۴۶۱)

کلیدی پیغاماتِ صحیح بخاری

(موضوعاتی درجہ بندی کے ساتھ)

(تالیف: جولائی ۲۰۲۱ء)

ناشر:

پیغامِ قرآن پبلی کیشن، کراچی

www.paighamequran.blogspot.com

(WhatsApp:0300-2178317)

مطبوعات:

() پیغامِ قرآن () پیغامِ حدیث () پیغامِ قرآن وحدیث () قرآن جو پیغام ۔ سندھی

() اسلامی ضابطہ حیات () اسلامک لائف اسٹائل ۔ انگریزی

کلیدی پیغاماتِ بخاری ۔ موضوعاتی درجہ بندی

(پیش لفظ)

پیغام حدیث کا پہلا ایڈیشن مئی ۲۰۱۰ میں شائع ہوا تھا جس میں صحیح بخاری کے تمام کتب کے ترتیب وار احادیث کی تلخیص سلیس اور عام فہم انداز میں ۳۶۰ صفحات میں سمونے کی کوشش کی گئی تھی ۔ پھر دسمبر ۲۰۱۰ء پیغام حدیث کے دوسرے ترمیم شدہ ایڈیشن میں سوصفحات کا ضمیمہ بھی شامل کیا گیا۔جس میں کتب ستہ کے دیگر مجموعوں سے وہ اضافی احادیث منتخب کر کے اس میں شامل کی گئیں، جو قبل ازیں بخاری کی اس تلخیص میں شامل نہ تھیں ۔ پیغام حدیث کے دوسرے ایڈیشن میں دو مزید خصوصیات شامل کر کے اس کتاب کی اہمیت وافادیت میں اضافہ کیا گیا۔اول پیغام حدیث کے متن میں موجود اوامر ونواہی کو جلی اور خط کشیدہ کر کے اسے نمایاں کیا گیا۔دوم کتاب کے کل ۴۵۶ صفحات میں موجود جملہ اوامر ونواہی کا تفصیلی موضوعاتی اشاریہ بارہ صفحات میں پیش کیا گیا تا کہ قارئین کو متعلقہ موضوع پر مبنی احادیث کی تلاش میں آسانی ہو۔پیغام حدیث کا یہ ترمیم شدہ ایڈیشن انہی خصوصیات پر مبنی پیغام قرآن کے ساتھ تین مرتبہ شائع ہوا۔ پیغام قرآن وحدیث کا یہ مشترکہ ایڈیشن عام قارئین کے ساتھ ساتھ اہل علم میں بھی مقبول ہوا۔جولائی ۲۰۱۱ء میں منعقدہ اس کتاب کی تقریب رونمائی میں متعدد اہل علم نے مقالے پیش کئے ۔ پیغام حدیث پر الگ سے تفصیلی تبصرہ میں شیخ الحدیث مفتی محمد ابراہیم حنیف (صدر جمعیت اتحاد العلماء، کراچی شرقی) لکھتے ہیں: پیغام حدیث بے شمار خصوصیات کی حامل ہے۔ مدرسین اور معلمین تک رسائی نہ رکھنے والے عربی زبان سے ناواقف عام پڑھے لکھے طبقوں کے لیے پیغام حدیث ایک عمدہ کتاب ثابت ہوسکتی ہے۔مؤلف نے فنی مباحث سے کنارہ کرتے ہوئے بخاری شریف کا ترجمہ آسان ترین انداز میں خوبصورت عنوان قائم کر کے کیا ہے۔ یوں عوام الناس کے لیے بخاری شریف کا مطالعہ،اس کا سمجھنا،اس پر غور وفکر کرنا، اپنے عقائد اور اعمال کو قرآن وسنت کے مطابق ڈھالنا اور صراط مستقیم پر چلنے کا راستہ آسان ترین کر دیا ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر وقار احمد زبیری (نائب پرنسپل، اردو سائنس کالج، کراچی) فرماتے ہیں: پیغام حدیث کی خوبی یہ ہے کہ عام پڑھے لکھے لوگ بھی اس سے بھر پور استفادہ کر سکتے ہیں کیونکہ اس میں بہت سی ایسی تفصیل کو حذف کر دیا گیا ہے جو سب کے لیے ضروری نہیں ہے۔ انہی راویوں کا ذکر کیا گیا ہے جنہوں نے براہ راست نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔طویل احادیث کو چھوٹے چھوٹے پیرا گراف میں تقسیم کیا گیا ہے تا کہ قارئین سہولت سے پڑھ سکیں اور یاد رکھ سکیں ۔

ان تمام خصوصیات اور عوام وخواص میں مقبولیت کے باوجود اس کتاب میں ایک کمی یا خامی کا بار بار ذکر کیا گیا کہ پیغام حدیث میں کہیں بھی حوالہ کے لیے وہ نمبر شمار موجود نہیں ہے، جو بخاری کے اصل نسخہ میں احادیث کے ساتھ موجود ہے۔گو کہ پیغام حدیث کے کتب کے ابواب کی ترتیب، بخاری شریف کے ترتیب وار کتب سے ہی ہم آہنگ ہے اور پیغام حدیث کے ہر باب میں احادیث کی ترتیب بھی وہی ہے، جو بخاری شریف کے متعلقہ کتاب میں موجود ہے۔مگر اس کے باوجود پیغام حدیث میں اس کمی یا خامی کی نشاندہی اس بات کی متقاضی تھی کہ پیغام حدیث کو بخاری شریف کے احادیث نمبر کے حوالہ کے ساتھ دوبارہ مرتب کیا جائے ۔ ملازمت سے ریٹائرمنٹ اور دیگر خانگی فرائض کی مصروفیات سے فراغت کے بعد ۲۰۲۱ء کے اوائل میں مجھے یہ موقع ملا کہ پیغام حدیث کو نئے سرے سے مرتب کیا جائے۔اس مرتبہ بھی اس کام کا آغاز بخاری شریف ہی سے کیا جا رہا ہے۔موجودہ پیغام حدیث کا یک سطری تعارف یوں بیان کیا جا سکتا ہے کہ یہ بخاری شریف کے احادیث کے کلیدی پیغامات (Key-Messages) کی موضوعاتی درجہ بندی پر مبنی کتاب ہے۔تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ بخاری شریف کے ہر حدیث میں موجود صرف کلیدی پیغامات کو مختصر ترین، عام فہم، سادہ اور سلیس زبان میں حدیث نمبر کے حوالہ کے ساتھ تحریر کیا گیا ہے۔ ایک حدیث میں ایک سے زائد کلیدی پیغام کی صورت میں ہر کلیدی پیغام کو الگ الگ مگر اسی نمبر شمار کے ساتھ مرتب کیا گیا ہے۔ اور اگر ایک ہی کلیدی پیغام مختلف احادیث میں موجود ہوں (جیسا کہ احادیث کے بیشتر ذخیروں میں ایک عام سی بات ہے) تو بار بار آنے والے ایسے کلیدی پیغامات کو ایک ہی مرتبہ لکھ کر اس کے سامنے احادیث کے وہ سارے نمبر شمار بطور حوالہ درج کر دئے گئے ہیں تا کہ تکرار سے بچا جا سکے۔حوالہ کے لیے بخاری شریف کے نمبر شمار کی موجودگی میں راویان کے نام کو عام قاری کے لیے غیر ضروری سمجھتے ہوئے تحریر نہیں کیا گیا ہے۔اسی طرح ہر کلیدی پیغام سے قبل (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) والا روایتی جملہ بھی تحریر نہیں کیا گیا ہے کیونکہ پیغام حدیث کا ہر کلیدی پیغام (قول وفعل) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی طرف منسوب ہے الا یہ کہ کلیدی پیغام سے قبل کوئی وضاحتی جملہ موجود ہو۔ان ساری تدابیر سے ایک طرف تو کتاب کی ضخامت میں کمی ہوگئی ہے تو دوسری طرف عام قاری کے لیے احادیث کو پڑھنے اور سمجھنے میں بھی سہولت ہوگئی ہے۔ قارئین کو کسی حدیث کے متن کے ضمن میں تشنگی محسوس ہو تو وہ بخاری شریف کے کسی بھی کتابی یا آن لائن نسخہ سے رجوع کر کے تفصیلی مطالعہ بھی کر سکتے ہیں اور حدیث کے کسی عالم سے بھی رجوع کر سکتے ہیں ۔

بخاری شریف کی اب تک درجنوں شروحات لکھی جا چکی ہیں اوران میں سے کئی شروحات درجن بھر سے زائد جلدوں پر بھی مشتمل ہیں ۔ظاہر ہے کہ یہ سارا قیمتی تحقیقی کام علمائے کرام اور دینی اسکالرز کے استفادہ کے لیے ہی ہے ۔ بخاری شریف میں کل (۷۵۶۳) احادیث ہیں ۔ اگر تکرار والی احادیث کو نہ گنا جائے تو تقریباً چار ہزار کے قریب ایسی احادیث ہیں ، جن سے ایک عام دیندار مسلمان کا واقف ہونا ضروری ہے ۔مگر اردو زبان میں عام ضخامت پر مشتمل ایسی کتب نہ ہونے کے برابر ہیں ، جس میں اسناد اور علمی مباحث سے ہٹ کر عام فہم زبان میں ان چار ہزار بخاری کی احادیث کی ایسی تلخیص موجود ہو ، جسے عام پڑھا لکھا فرد بآسانی پڑھ بھی سکے اور کسی ایک موضوع کی تمام احادیث کو ایک جگہ پاکر شریعت کا مجموعی مفہوم سمجھ بھی سکے تا کہ اسے عمل کرنے میں یکسوئی حاصل ہو ۔ اردو داں طبقہ کی اسی ضرورت کو پورا کرنے کی غرض سے بخاری کی تمام احادیث کے کلیدی پیغامات (تعلیمات) کی موضوعاتی درجہ بندی پر مبنی یہ کتاب پیش ہے ۔مطلوبہ موضوع کی تلاش کو آسان بنانے کی غرض سے تمام عنوانات کو حروف تہجی کے اعتبار سے مرتب کیا گیا ہے ۔ امید ہے کہ یہ کاوش عوام الناس میں حدیث فہمی کے ضمن میں معاون ثابت ہونے کے علاوہ حدیث کے باقاعدہ طالب علموں کے لیے بھی مفید ثابت ہوگی ۔ اہلِ علم کو کتاب میں اگر کہیں کوئی کمی یا خامی نظر آئے تو مؤلف کو آگاہ فرمائیں ۔

---(دیباچہ)---

الحمد للہ ہم سب مسلمان اللہ کی توحید اور محمد ﷺ کی رسالت پر ایمان رکھتے ہیں ۔ ہم اللہ کے کلام پر مبنی کتاب قرآن مجید سے تو کسی نہ کسی طرح کا تعلق بنائے رکھتے ہیں ۔خواہ یہ تعلق معنی سے بے خبر رہ کر محض عربی مصحف کی تلاوت کر کے یا روزانہ کی نمازوں میں امام صاحب سے اور رمضان کی تراویح کی نمازوں میں حافظ صاحب کی تلاوت سن کر ہی کیوں نہ قائم ہوا ہو ۔ ہم میں سے کچھ خوش نصیب ایسے بھی ہوتے ہیں جو عربی زبان سے ناواقفیت کے باوجود تراجم وتفاسیر قرآن سے بھی استفادہ کرتے ہیں تا کہ ہم یہ جان سکیں کہ اللہ نے ہمیں قرآن مجید میں کیا پیغام دیا ہے ۔ وہ ہم سے کن عقائد پر ایمان لانے ، کن باتوں پر عمل کرنے اور کن باتوں سے دور رہنے کو کہہ رہے ہیں ۔ مگر بد قسمتی سے ہم میں سے بیشتر مسلمان محمد ﷺ کی رسالت کا زبانی اقرار کرنے کے باوجود یہ نہیں جانتے کہ اللہ کے رسول محمد ﷺ کے اقوال وافعال پر مبنی کتب احادیث میں اللہ کے رسول ﷺ نے ہمارے لئے کیا پیغام دیا ہے ۔کلام اللہ کی کیا تشریح کی ہے ۔ کیونکہ کُل قرآن کے مقابلہ میں کُل احادیث سے ہمارا تعلق نہ ہونے کے برابر ہے ۔

ہم میں سے بیشتر کو تو شاید یہ بھی نہ معلوم ہو کہ احادیث کے کتنے اہم مجموعے موجود ہیں اوران اہم مجموعوں میں کتب ستہ اور موطا وغیرہ کو بنیادی حیثیت حاصل ہے ۔ عوام الناس میں سے ایسے بہت کم لوگ ہوں گے جنہیں کتب ستہ کی چھ کتب (صحیح بخاری ، صحیح مسلم ، جامع ترمذی ، سنن ابوداؤد ، سنن نسائی ، سنن ابن ماجہ) کے نام بھی ازبر ہوں اور وہ یہ بھی جانتے ہوں کہ بخاری ومسلم کو صحیحین بھی کہا جاتا ہے ، کیونکہ ان دو مجموعوں میں شامل تمام احادیث کی اسناد درست اور صحیح ہیں اوران میں کوئی بھی ضعیف حدیث شامل نہیں ہے ۔لیکن ہم میں سے بیشتر مسلمان صرف صحیحین یا صرف صحیح بخاری (جسے بعد از قرآن ، صحیح ترین کتاب کا درجہ بھی حاصل ہے) میں شامل احادیث کے تمام پیغامات سے بھی بوجوہ ناواقف ہی ملیں گے ۔ ان وجوہات میں احادیث کے مجموعوں کی بھاری ضخامت ، تکرارِ احادیث اور عوام الناس کے لیے احادیث کے متن کا مشکل اور نامانوس لہجہ سرفہرست ہے ۔

مطالعہ احادیث کی انہی بنیادی مشکلات کو دور کرنے کے لیے کلیدی پیغامات بخاری کو قرآن مجید کی ضخامت کے مساوی ایک عام ہینڈ بک کی شکل میں مرتب کیا گیا ہے ۔تکراری احادیث کی ممکنہ حد تک تخفیف کی گئی ہے ۔طرز بیان کو انتہائی سادہ اور آسان رکھا گیا ہے ۔ تمام پیغامات کی موضوعاتی درجہ بندی کر کے اسے حروف تہجی کی ترتیب سے عام فہم عنوانات کے ذیل میں پیش کیا گیا ہے تا کہ ایک ہی موضوع سے متعلق تمام احکامات کا ایک ہی جگہ مطالعہ کیا جا سکے ۔ اس کتاب کی تالیف کے دوران مجھے معلوم ہوا کہ میں بہت سے ایسے کاموں سے اب بھی دور ہوں ، جن کا حکم دیا گیا ہے اور ایسے کاموں میں ملوث ہوں ، جن سے روکا گیا ہے ۔ مطالعہ کلیدی پیغامات بخاری کے دوران اگر آپ کو بھی ایسا ہی محسوس ہو تو آیئے آج سے ہم اپنی اپنی زندگیوں کی اس کمی اور خامی کو دور کرنے کی کوشش کریں تا کہ کل روز قیامت رحمۃ اللعالمین کے ہاتھوں جامِ کوثر پینے سے محروم نہ ہوں ۔

طالبِ دعا ، **یوسف ثانی** : مصنفہ : یوسف کا بکا جانا ، پیغام قرآن ، پیغام حدیث ، قرآن جو پیغام (سندھی) ، اسلامی ضابطہ حیات ، اسلامک لائف اسٹائل (انگریزی)

اس کتاب کو حلقہ احباب میں شیئر کیجئے ، دینی فریضہ کے ساتھ ثواب جاریہ حاصل کیجئے ۔NO-COPYRIGHT۔طباعت واشاعت کی عام اجازت ہے ۔(واٹس ایپ:03002178317)

کلیدی پیغامات بخاری ۔ عنوانات کی کہکشاں

()اللہ تبارک تعالیٰ ()اللہ۔اعلانِ عام ()اللہ۔بندہ،حق ()اللہ۔ملاقات ()اللہ۔رحمت،سایہ ()اللہ۔صبر ()اللہ۔قسم ()اللہ۔جھوٹی قسم ()اللہ۔قسم، کفارہ ()اللہ۔صفاتی نام ()امت۔امتیں ()اُمت محمدیؐ۔خصوصیت ()اُمت محمدیؐ۔غیر جنتی ()اُمت۔اسباب تباہی ()انسان۔پیدائش ()اوامر ونواہی ۔نیکی وثواب ()اوامر ونواہی۔برائی،گناہ ()اہل کتاب۔یہودی،عیسائی ()ایمان ()ایمان۔اسلام ()ایمان۔اسلام،بچے ()آخرت۔جنت ()جنت، جنتی ()جنتی۔پیشگوئی ()جنت۔دوزخ ()آخرت۔جہنم ()جہنم،جہنمی ()آخرت۔قبر ()عذاب قبر ()آخرت۔مرحومین ()آخرت۔قیامت،نشانیاں ()قیامت۔اللہ ()قیامت۔انبیاء ()قیامت۔بُرے لوگ ()قیامت۔حساب کتاب ()قیامت۔شفاعت ()قیامت۔صور ()قیامت۔ظلم،بدلہ ()قیامت۔مسلم،بدعتی ()قیامت۔مشرک،کافر ()قیامت۔مشکلات،عذاب ()قیامت۔واقعات ()آدابِ زندگی ()آدابِ زندگی۔جھوٹ،چغلی ()آداب زندگی۔غصہ ()آداب زندگی۔مہمانی ()آداب زندگی۔نسب بدلنا ()آداب زندگی۔آسانی ()آزمائش ()باغی،مرتد۔سزا ()بت، تصاویر،کتے ()بدعت ()بھیک مانگنا ()بیع،تجارتی معاملات ()بیع۔اُجرت ()بیع۔شفعہ ()بیع۔ممنوعہ ()ممنوعہ تجارت ()بیع۔حرام ()بیع۔قسم ()بیع۔قرض ()بیع۔گروی ()بیع۔رباء،سود ()بیع نجش ()بیعت۔نبوت ()تبلیغ دین ()تحفہ،ہبہ ()تقدیر۔نصیب ()تنازعہ،مقدمہ ()تعریف، تنقید۔مبالغہ ()توبہ۔دعائیں ()توبہ۔اذکارِ مسنونہ ()توبہ۔دعائے مسنونہ ()توبہ۔وظائف ()جادو،زہر ()جانور۔احکام ()جانور۔رحمدلی ()جزیہ،ذمی۔ (صفحہ نمبر: ۳۶ تک)

()جمعہ۔فضائل ()جن۔اسلام ()جہاد فی سبیل اللہ ()جہاد۔مشقیں ()جہاد۔ممنوعات ()جہاد۔فضائل ()جہاد۔فرشتے ()جہاد۔دعا ()جہاد۔ ہدایات ()جہاد۔متبادل ()جہاد۔مقصد ()جہاد۔گھوڑے ()جہاد۔ذمہ داری ()جہادی۔مشن ()جہاد پیشگوئی ()جہاد۔قیدی،قتل،نماز ()جہاد۔ غزوات ()جہاد۔غزوہ بدر ()جہاد۔غزوہ اُحد ()جہاد۔غزوہ خندق (احزاب) ()جہاد۔غزوہ بنو قریظہ ()جہاد۔غزوہ ذات الرقاع ()جہاد۔غزوہ بنی المصطلق ()جہاد۔غزوہ خیبر ()جہاد۔غزوہ موتہ ()جہاد۔غزوہ حنین ()جہاد۔غزوہ فتح مکہ ()جہاد۔غزوہ ذوالخلصہ ()جہاد۔غزوہ خبط ()جہاد۔ غزوہ تبوک ()جہاد۔قیدی،فدیہ، مال غنیمت ()جہاد۔خواتین ()جہاد۔توشہ ()جہاد۔شہید ()جھانکنا۔گھر ()حج۔عمرہ ()حج،عمرہ۔احرام ()حج۔ ترتیبِ ارکان ()حج۔اقسام ()حج۔انتقال ()حج۔بدل ()حج۔تکمیل عمرہ ()حج۔تلبیہ ()حج۔حجۃ الوداع ()حج۔حلق،قصر ()حج۔تجارت ()حج۔ خواتین ()حج۔طواف،رمل،استلام،سعی ()حج۔طوافِ وداع ()حج۔عرفہ،مزدلفہ ()حج۔جمرات،رمی ()حج وعمرہ۔فضائل ()حج،عمرہ۔فدیہ،قضا ()حج۔تمتع،قربانی ()حج وعمرہ۔قصر نماز ()حج۔میقات ()حدود۔اللہ ()حدود۔زنا،رجم ()حدود۔شراب نوشی ()حدود۔چوری ()حدود۔آگ سزا ()حدیثِ قدسی ()حرمت۔ایام،مہینے ()حرمین۔مکہ،حرمت ()حرمین۔فتح مکہ ()حرمین۔کعبۃ اللہ ()کعبہ۔انہدام ()حرمین۔مدینہ،حرمت () حرمین۔مسجد نبوی ()حرمین۔ریاض الجنۃ،منبر،کوثر ()حرمین۔ہجرت مدینہ ()حرمین۔واقعات ہجرت مدینہ ()حلال،حرام،مشتبہ ()حقوق۔اللہ،العباد ()حیاء، فحاشی ()خلافت۔حکمران،رعیت۔()حکمران۔جائز اطاعت ()حکمران۔ناجائز اطاعت ()حکمران۔ذمہ داریاں ()حکمران۔اہلیت ()حکمران۔مشیر ()حکمران۔سرکاری تحائف ()حکمران۔نامزدگی۔ (صفحہ نمبر: ۶۳ تک)

()خواب۔اچھا،بُرا ()خواب۔دیدار نبیؐ ()خوابِ مومن۔حصہ نبوت ()خواب۔تین اقسام ()خواب۔جھوٹا بیان ()خواب۔بیان کرنا ()خواب۔ تعبیر ()خواتین۔افضل،کامل ()خواتین۔پردہ ()خواتین۔حکمرانی ()خواتین۔ناشکری،خامی ()خواتین۔سوکن ()خواتین۔سفر ()خواتین۔ صدقہ ()خواتین۔نان نفقہ ()خواتین۔ہدایات برائے مرد ()خواتین۔ہدایات برائے عورت ()خواتین۔امور خانہ داری ()خواتین۔خواجہ سرا ()خودکشی ()دجال، مسیلمہ کذاب، ابن صیاد ()دجال،حلیہ،خصوصیت ()دنیا،زمانہ ()دین۔سمجھ ()رات۔بلائیں،رحمتیں ()راستے۔حقوق ()رحم دلی۔صلہ رحمی،قطع تعلق ()رحم دلی۔پڑوسی،مہمان ()رشک،حسد ()رمضان۔آغاز،اختتام ()رمضان۔اعتکاف ()رمضان۔روزے فضائل

()رمضان۔روزے،ممنوعہ اعمال ()رمضان۔روزے،سحری ()رمضان۔اوقاتِ افطار ()نفلی روزے ()روزے۔ممنوعہ ایام ()روزے۔جائز اعمال ()روزے۔طہارت ()رمضان۔جبریلؑ ()رمضان۔سفر،روزہ ()رمضان۔قضا روزے ()رمضان۔روزے،کفارہ ()رمضان۔قیام الیل، تراویح ()رمضان۔لیلۃ القدر ()رزق ()روح ()ریاکاری ()سانپ ()سفارش۔ثواب ()سفر۔آداب ()سفر۔واپسی ()سفر۔نشیب وفراز ()سفر۔نمازیں ()سفر۔روزے ()سلام۔آداب ()سونے،لیٹنے کے آداب ()شاعری۔حسانؓ ()شرافت،اخلاق۔فضائل ()شرافت۔حسن سلوک ()شرافت۔حسن سلوک،ماں باپ ()شرافت کے منافی اعمال۔(صفحہ نمبر: ۷۵ تک)

()شکاراور ذبیحہ()حلال وحرام شکار ()حلال ذبیحہ ()حرام ذبیحہ ()گورخر،خرگوش،مرغی،ٹڈی،گھوڑا،گدھا ()ممنوعہ شکار ()کتاپالنا ()شیطان اور انسان ()شیطان،نیند،وسوسہ ()شیطان۔آیت الکرسی ()شیطان۔رمضان ()شیطان۔رمضان،رات ()شیطان۔اذان ()شیطان۔نومولود () شیطان۔فرشتے۔کاہن ()شیطان۔جمائی ()شیطان۔نماز ()شیطان۔بُراخواب ()شیطان۔وضو () ()صحابہ کرامؓ()صحابہ۔انصار ()انصار۔فضائل ()انصار۔مومن،منافق ()انصار۔میزبانی ()انصار۔نبیؐ ()انصار۔نبیؐ وصیت ()صحابی۔ہجرت مدینہ،انصارومہاجرین ()صحابہ۔اہل بیتؓ ()صحابی۔ابن عباسؓ ()صحابی۔ابوہریرہؓ ()صحابی۔خلیفہ ابوبکرؓ()ابوبکرؓ۔فضائل ()ابوبکرؓ۔امامت ()ابوبکرؓ۔خلافت ()ابوبکرؓ۔ہجرت ()ابوبکرؓ۔اہل بیت ()ابوبکرؓ۔وفاتِ نبیؐ ()صحابی۔ابوذرغفاریؓ()صحابی۔ابوعبیدہ بن جراحؓ ()صحابی ابی بن کعبؓ ()صحابی۔اسیدوعبادؓ ()صحابی۔ابواسیدساعدیؓ ()صحابی۔بلالؓ ()صحابی۔جعفربن ابی طالبؓ ()صحابی۔حاطبؓ ()صحابی۔خزیمہ انصاریؓ ()صحابی۔زبیرؓ ()صحابی۔زیدبن عمروبن نفیلؓ ()صحابی۔سائب بن یزیدؓ ()صحابی۔سعدبن معاذؓ ()صحابی۔سعدبن وقاصؓ ()صحابی۔عبدالرحمٰن بن عوفؓ ()صحابی۔عبداللہ بن زبیرؓ ()صحابی۔عبداللہ بن سلامؓ ()عبداللہ بن مسعودؓ ()صحابی۔خلیفہ عثمانؓ()صحابی۔خلیفہ علیؓ ()علیؓ۔رب(معاذاللہ) ()علیؓ۔وحی،اہل بیت ()علیؓ۔فرمودات ()علیؓ۔خیبر ()علیؓ۔ابوتراب ()علیؓ۔نائب رسولؐ ()صحابی۔خلیفہ عمرؓ ()عمرؓ۔فضائل ()عمرؓ۔قبول اسلام ()عمرؓ۔صدقہ،خیرات ()عمرؓ۔خطبہ،وصیت ()عمرؓ۔قتل،تدفین ()صحابی۔کعب بن مالکؓ ۔(صفحہ نمبر: ۸۷ تک)

()صحابیہ۔اُم ہانیؓ ()صحابیہ۔اُم المومنین خدیجہؓ ()خدیجہؓ۔فضائل ()خدیجہ۔غارِحرا ()خدیجہؓ۔عائشہؓ ()صحابیہ۔اُم المومنین عائشہؓ ()عائشہؓ۔فضیلت ()عائشہؓ۔تیمّم ()عائشہؓ۔نکاح ()عائشہؓ۔تہمت ()عائشہؓ۔وفات،وصیت ()عائشہؓ۔عمرؓ ()صحابیہ اسماءبنت ابوبکرؓ ()صحابیہ۔اُم المومنین زینبؓ ()صحابیہ۔فاطمہؓ ()صدقہ وخیرات ()صدقہ۔اہل خانہ ()صدقہ۔سنت ()صدقہ۔رشک ()صدقہ۔صحابہؓ ()صدقہ۔حلال ()صدقہ۔جہنم ()صدقہ۔واپس لینا ()صدقہ۔افضل ()صدقہ۔اولین حقدار ()صدقہ۔تلقین ()صدقہ۔اقسام ()صدقہ۔مسجد ()صدقہ۔دعا ()صدقہ۔اللہ ()صدقہ۔بیوہ،مسکین ()صدقہ۔ایصال ثواب ()صدقہ۔بخل،سخی ()صدقہ۔زکوٰۃ ()صدقہ۔فطرانہ ()زکوٰۃ۔مویشی،داغ ()زکوٰۃ۔اہل بیت () زکوٰۃ۔نادہندگان ()زکوٰۃ۔پیشگی ادائیگی ()زکوٰۃ۔غیرمستحق ()زکوٰۃ۔زراعت ()زکوٰۃ۔مختلف نصاب ()زکوٰۃ۔سونے کانصاب ()زکوٰۃ۔چاندی کا نصاب ()زکوٰۃ۔غلہ کانصاب ()زکوٰۃ۔مویشی ()زکوٰۃ۔اونٹوں کانصاب ()زکوٰۃ۔بکریوں کانصاب ()زکوٰۃ۔منکرین ()صدقہ۔ہدیہ ()صلح۔ حدیبیہ ()طعام۔آدابِ ضیافت ()طعام۔مومن ()طعام۔مریض،سوگواران ()طعام۔دعا ()طعام۔ہدیہ ()طعام۔مسجد ()طہارت۔بیت الخلاء ()طہارت۔قبلہ رُخ ()طہارت۔پیشاب ()طہارت۔تیمّم ()طہارت۔جنابت ()طہارت۔حیض ()حیض۔استحاضہ ()حیض۔نماز،روزہ،حج ()حیض۔گھریلوکام ()حیض۔بیوی،شوہر ()حیض۔احرام ()حیض۔طوافِ وداع ()طہارت۔غسل ()غسل۔جنابت ()غسل احتلام ()غسل۔ جریان ()غسل۔میت ()غسل۔پانی ()طہارت۔فطرت () طہارت۔نجاست۔ (صفحہ نمبر: ۹۹ تک)

()ظلم۔شرک ()ظلم۔ظالم،مظلوم ()عبادات،اعمال صالحہ ()عذاب۔بستی ()عذاب۔طاعون ()عقیقہ،تحنیک ()علاج وامراض ()امراض۔ بھلائی ()امراض۔موت ()علاج۔نبویؐ ()علاج۔حجامہ ()علاج۔جھاڑ پھونک ()جھاڑ پھونک۔مسنون ()مریض۔عیادت ()امراض۔وبائی ()علم،جہل ()عیدین۔عیدالفطر ()عیدین۔جمعہ ()عیدالفطر۔عیدگاہ،نماز ()عیدگاہ۔خواتین ()عیدین۔عیدالاضحیٰ ()عیدالاضحیٰ۔ایام تشریق ()عید

الاضحیٰ۔نماز،قربانی ()قربانی۔گوشت،کھال ()قربانی۔جانور ()غلام،باندی،خادم()غلام۔احکامات ()غلام۔آزادی ()غلام،باندی،مکاتبت ()لونڈی۔احکامات ()لونڈی،غلام۔حقوق ()لونڈی سے زنا ()غلام،قیدی۔ہجرت،فدیہ ()غیب۔علوم ()فتنہ،فسق وفجور ()فتنے۔نشانیاں ()فتنے۔جھگڑے ()فتنے۔تباہی ()فتنے۔بچاؤ ()قتل۔ظلم ()قتل۔ناحق ()قتل۔مسلمان ()قتل۔قصاص،خون بہا ()قرآن۔آیات سجدہ ()قرآن۔آیاتِ متشابہ ()قرآن۔تلاوت ()تلاوت۔سکینت ()تلاوت۔قاری ()تلاوت۔آداب ()تلاوت۔آواز ()قرآن۔مصحف،تیاری ()قرآنِ واحد۔فرمانِ علیؓ ()قرآن۔صحابہؓ ()قرآن۔فضائل ()قرآن۔دم ()قرآن۔احکام ()قصاص ()قصاص۔بدلہ ()قصاص۔خوں بہا ()قصص الانبیاء۔فضائل ()قصص الانبیاء۔آدم ()قصص الانبیاء۔ابراہیمؑ ()قصص الانبیاء۔ابراہیمؑ واسماعیلؑ ()قصص الانبیاء۔ایوبؑ ()قصص الانبیاء۔داؤد ()قصص الانبیاء۔سلیمانؑ ()قصص الانبیاء۔عیسیٰؑ ()قصص الانبیاء۔موسیٰؑ۔ (صفحہ نمبر: ۱۱۳ تک)

()قصص صحیح بخاری ()نیکی۔دعا ()قرض۔بروقت واپسی ()ماں۔بددعا ()اسرائیلی روایات ()امتحان۔کوڑھی،اندھا،گنجا ()شیرخوار بچہ۔گفتگو ()ننانوے قتل۔توبہ ()مکان۔مدفون خزانہ ()کھیتی باڑی،شجرکاری ()کھیت بٹائی۔جائز،ناجائزامور ()مفتوحہ خیبر۔زمین ()جنت۔کھیتی باڑی () خیبر۔یہودی جلاوطنی ()گدھے کی حرمت ()گری پڑی چیز۔لقطہ ()گھوڑے پالنا ()لباس۔آداب ()لباس۔ریشمی ()لباس۔تکبر ()لباس۔تکبر ()لباس۔تبرک ()لباس۔رنگ ()لباس۔جوتے،نماز ()مال وجائیداد ()مال۔ناجائز ()مال۔غنیمت ()مال۔بخیل،غنی ()مال۔کثرت ()مال۔ہوس،طمع ()مال۔اصلی ()مال۔عمدہ ()مال۔حسد ()محبت۔اللہ،رسولؐ،مخلوق ()محرم۔عاشورہ ()مُردار جانور ()مساجد۔فضیلت () مساجد۔آداب ()مساجد۔سفر ()مسجد۔قباء ()مسلمان۔فضائل ()مسلمان۔باہمی تعلقات ()مسلمان۔گالی،کافر،فاسق،لعنت ()مسلمان۔گناہ ()گناہ۔لعنت ()مسلمان۔قتل ()مسلمان واہل کتاب۔مثالیں ()مسلمان۔قبر،جنت ()مسلمان۔نومسلم ()مسلمان۔ہتھیار ()مشروبات۔شراب، خمر ()مشروبات۔احکامات ()مشروبات۔کھڑے کھڑے پینا ()مشروبات۔پانی تقسیم ()مشروبات ()پانی۔اضافی ()منافق۔نشانیاں ()منافق۔ عبداللہ بن ابی ()منت۔نذر ()موت۔سفرآخرت ()موت کی موت ()موت۔سوگ ()موت۔صحابہؓ ()موت۔سوگ ()موت۔غسل میت ()موت۔جنازہ ()موت۔تعزیت ()موت۔نوحہ ()موت۔عدت ()موت۔کفار ()موت۔عذاب قبر۔ (صفحہ نمبر: ۱۲۶ تک)

()نام رکھنا ()نبی آخرالزماںؐ ()نبیؐ۔منفرد خصوصیت ()نبیؐ۔شخصیت ()نبیؐ۔شمائل ()نبیؐ۔انگوٹھی،مہر ()نبیؐ۔ابوطالب ()نبیؐ۔ازدواجیات،اہل بیت ()نبیؐ۔بہادری ()نبیؐ۔دعا،بددعا ()نبیؐ۔پیشگوئی ()نبیؐ۔تمثیل ()نبیؐ۔تورات ()نبیؐ۔خطوط ()نبیؐ۔خواب ()نبیؐ۔درود ()نبیؐ۔رحم دلی ()نبیؐ۔روضہ ()نبی۔زہر،جادو ()نبیؐ۔سیرت طیبہ ()نبیؐ۔حیا ()نبیؐ۔فرشتے ()نبیؐ۔معجزات ()نبیؐ۔معراج ()نبیؐ۔نکاح ()نبیؐ۔نماز ()نبیؐ۔وراثت،باغ فدک ()نبیؐ۔وراثت ()نبیؐ۔وصیت ()نبیؐ۔وفات ()نبیؐ۔وحی ()نجومی،کاہن ()نحوست ()نکاح۔ازدواجیات ()نکاح۔ممنوعہ معاملات ()نکاح۔لعان ()نکاح۔رضاعی رشتے ()نکاح۔حرمت رشتے ()نکاح۔متعہ،شغار ()نکاح۔بچہ تنازعہ ()نکاح۔عورت، مرضی ()نکاح۔حقوق ()نکاح۔زوجین ()نکاح۔تجرد،خصی ()نکاح۔ایلاء ()نکاح۔صحابہؓ ()نکاح۔طلاق،عدت ()نکاح۔مہر ()نکاح۔یتیم لڑکی ()نماز۔اذان،اقامت ()نماز۔استخارہ ()نماز۔استسقاء ()نماز۔امام ()نماز۔اوقات ()نماز۔اونگھ ()نماز۔تحیۃ المسجد،تحیۃ الوضو ()نماز۔تسبیح واذکار ()نماز۔تشہد ()نماز۔تکبیر تحریمہ،رفع یدین ()نماز۔قیام الیل ()نماز۔جماعت،صف بندی ()نماز۔جمعہ ()نماز۔جنازہ ()نماز۔چاشت ()نماز۔خلل ()نماز۔خواتین ()نماز۔خوف ()نماز۔رکعتیں ()نماز۔جمع بین الصلاتین ()نماز۔سترا ()نماز۔سجدہ ()نماز۔سنتیں ()نماز۔سجدہ سہو ()نماز۔طریقہ ()نماز۔عیدین ()نماز۔فضائل ()نماز۔نفلی نماز ()نماز۔قبلہ ()نماز۔سفر ()نماز۔قضاء ()نماز۔قیام ()نماز۔کلام ()نماز۔گرہن ()نماز۔لباس ()نماز۔لقمہ ()نماز۔مسواک ()نماز۔مصلیٰ ()نماز۔نبویؐ ()نماز۔وضو ()نماز۔وضو،مسح ()نماز۔وضوٹوٹنا ()نماز۔وضو۔تلاوت ()وضو۔تیمّم ()نیت ()وراثت ()وراثت۔مسلمان،کافر ()وراثت۔حصہ ()وصیت،وصی،وقف () یتیم،بیوہ،مسکین۔ (صفحہ نمبر: ۱۶۰ تک)

(☆☆☆)

کلیدی پیغامات بخاری

اللہ تبارک تعالیٰ:

جوشخص اللہ سے اس کیفیت کے ساتھ ملاقات کرے کہ اس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا ہو، وہ یقیناً جنت میں داخل ہوگا۔ (بخاری:۱۲۹)۔اللہ تعالیٰ ازل سے موجود تھا اور اس کے سوا کوئی چیز موجود نہ تھی۔ اس کا عرش پانی پر تھا لوح محفوظ میں اس نے ہر چیز کو لکھ لیا تھا پھر اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین کو پیدا کیا (بخاری:۳۱۹۱) ۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ابن آدم نے مجھے گالی دی اور مجھے جھٹلایا۔ اس کی گالی یہ ہے کہ وہ کہتا ہے اللہ کا بیٹا ہے اور اس کا جھٹلانا یہ ہے کہ وہ کہتا ہے اللہ موت کے بعد اسے دوبارہ پیدا نہیں کرسکے گا (بخاری:۳۱۹۳)۔اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کو پیدا کرنے کے بعد عرش پر موجود اپنی کتاب لوح محفوظ میں لکھا کہ میری رحمت میرے غصہ پر غالب ہے (بخاری:۳۱۹۴)۔حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جس نے یہ گمان کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا تھا تو اس نے بڑی جھوٹی بات زبان سے نکالی (بخاری:۳۲۳۴)۔اللہ کو اپنی تعریف سے زیادہ اور کوئی چیز پسند نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ نے اپنی مدح خود کی ہے (بخاری:۴۶۳۴؛ ۴۶۳۷)۔اللہ سے بڑھ کر کوئی اپنی تعریف پسند کرنے والا نہیں ہے (بخاری:۵۲۲۰؛ ۷۴۰۳)۔اللہ سے زیادہ کوئی بھی غیرت مند نہیں، اسی لیے اس نے بے حیائی کے کاموں کو حرام کیا ہے (بخاری:۵۲۲۰؛ ۵۲۲۲؛ ۷۴۰۳)۔اللہ کو غیرت اس وقت آتی ہے جب بندہ مومن وہ کام کرے جسے اللہ نے حرام کیا ہے (بخاری:۵۲۲۳)۔اللہ نے اپنی ذات کے متعلق اپنی کتاب میں لکھا اور یہ اب بھی عرش پر لکھا ہوا ہے: میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے (بخاری:۷۴۰۴)۔میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں۔ جب وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے اپنے دل میں یاد کرتا ہوں۔ جب وہ مجھے مجلس میں یاد کرتا ہے تو میں اسے اس سے بہتر فرشتوں کی مجلس میں یاد کرتا ہوں۔ جب وہ مجھ سے ایک بالشت قریب آتا ہے تو میں اس سے ایک ہاتھ قریب ہو جاتا ہوں۔ اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کے پاس دوڑ کر آجاتا ہوں (بخاری:۷۴۰۵)۔

اللہ۔اعلانِ عام:

ہمارا پروردگار ہر رات کے آخری تہائی حصہ میں آسمان دنیا پر آکر یہ اعلان کرتا ہے: کوئی مجھ سے دعا کرنے والا ہے کہ میں اس کی دعا قبول کروں۔ کوئی مجھ سے مانگنے والا ہے کہ میں اسے عطا کروں۔ کوئی بخشش طلب کرنے والا ہے کہ میں اسے بخش دوں (بخاری:۱۱۴۵)۔

اللہ، بندہ۔حق:

اللہ کا اپنے بندوں پر حق یہ ہے کہ وہ اللہ ہی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ جب بندے یہ کرلیں تو بندوں کا اللہ پر حق یہ ہے کہ وہ انہیں عذاب نہ دے (بخاری:۶۵۰۰)۔

اللہ۔ملاقات:

مقررہ دن تم میں سے ہر کوئی اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ درمیان میں کوئی ترجمان نہ ہوگا (بخاری:۳۵۹۵)۔اللہ قیامت کے دن جب اپنی پنڈلی کھولے گا تو اس وقت ہر مومن اور مومنہ سجدہ میں گر پڑیں گے۔ جبکہ دنیا میں دکھاوے کے لیے سجدہ کرنے والوں کی پیٹھ تختہ ہو جائے گی اور وہ سجدہ نہ کرسکیں گے (بخاری:۴۹۱۹)۔جو شخص اللہ سے ملنے کو محبوب رکھتا ہے، اللہ بھی اس سے ملنے کو محبوب رکھتا ہے (بخاری:۶۵۰۷؛ ۶۵۰۸)۔جنت میں قوم اور اللہ کے دیدار کے درمیان صرف چادر کبریائی رکاوٹ ہوگی جو اللہ رب العزت کے منہ پر پڑی ہوگی رکاوٹ ہوگی (بخاری:۷۴۴۴)۔تین طرح کے لوگوں سے اللہ قیامت کے دن بات نہیں کرے گا اور نہ ان کی طرف رحمت کی نظر سے دیکھے گا۔ ایک وہ تاجر جو اپنے مال کے بارے میں جھوٹی قسم کھائے کہ اسے اتنے میں خریدا ہے۔ دوسرا وہ جو کسی مسلمان کا مال ناحق غصب کرنے کے لیے عصر کے بعد جھوٹی قسم کھائے اور تیسرا وہ جو ضرورت سے زائد پانی مانگنے والے کو نہ دے (بخاری:۷۴۴۶)۔

اللہ۔رحمت، سایہ:

کسی شخص کو صرف اس کا عمل نجات نہیں دلا سکے گا الا یہ کہ اللہ اسے اپنی رحمت کے سایہ میں لے لے۔ (بخاری:۶۴۶۳؛ ۶۴۶۷)۔اللہ نے تمام مخلوق کے لیے

رحمت کا صرف ایک فیصد حصہ بھیجا ہے۔ پس اگر کافر کو وہ تمام رحم معلوم ہو جائے جو اللہ کے پاس ہے تو وہ جنت سے ناامید نہ ہو۔ اور اگر مومن کو وہ تمام عذاب معلوم ہو جائیں جو اللہ کے پاس ہیں تو دوزخ سے کبھی بے خوف نہ ہو (بخاری:۶۴۶۹)۔ سات قسم کے لوگوں کو اللہ اُس دن اپنے عرش کے سایہ میں جگہ دے گا، جس دن اس کے سایہ کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا (۱) عادل حکمران (۲) جوانی میں رب کی عبادت کرنے والا (۳) جس کا دل ہر وقت مسجد میں لگا رہے (۴) اللہ کے لئے باہم محبت رکھنے والا (۵) حسین عورت کے دعوت گناہ کو خوف خدا سے ٹھکرانے والا (۶) پوشیدہ طور پر صدقہ کرنے والا (۷) تنہائی میں اللہ کو یاد کر کے آنسو بہانے والا (بخاری:۶۶۰؛۱۴۲۳؛۶۸۰۶)۔ اللہ کو یاد میں تنہائی میں، جس کی آنکھوں میں آنسو جاری ہو گئے تو اسے اللہ اپنے سایہ میں پناہ دے گا (بخاری:۶۴۷۹)۔

اللہ۔ صبر:

اللہ سے زیادہ صبر کرنے والا کوئی نہیں۔ لوگ اس کے لیے اولاد ٹھہراتے ہیں اور وہ انہیں تندرستی اور رزق بھی دیتا ہے (بخاری: ۶۰۹۹)۔ تکلیف دہ بات سن کر اللہ سے زیادہ صبر کرنے والا کوئی نہیں۔ کم بخت مشرک کہتے ہیں کہ اللہ اولاد رکھتا ہے اور پھر بھی اللہ انہیں معاف کرتا اور روزی دیتا ہے (بخاری:۷۳۷۸)۔

اللہ۔ قسم:

خبردار! اللہ تمہیں اپنے باپ دادا کی قسم کھانے سے منع کرتا ہے۔ پس اگر کسی کو قسم کھانی ہی ہے تو اللہ ہی کی قسم کھائے ورنہ خاموش رہے (بخاری:۲۶۷۹؛۳۸۳۶؛ ۶۱۰۸؛ ۶۶۴۶ تا ۶۶۴۸؛۷۴۰۱)۔ حضرت انس بن نضرؓ کی بہن نے کسی خاتون کے آگے کے دانت توڑ دئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قصاص میں ان کے دانت توڑنے کا فیصلہ سنایا۔ اس فیصلہ پر انس بن نضرؓ نے فرمایا: اللہ کی قسم میری بہن کے دانت نہ ٹوٹیں گے۔ پھر مدعی نے قصاص چھوڑ کر تاوان لینے پر راضی ہو گئے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ کے کچھ بندے ایسے ہیں کہ اگر وہ اللہ کا نام لے کر قسم کھا لیں تو اللہ خود ان کی قسم پوری کرتا ہے (بخاری:۲۷۰۳؛۲۸۰۶؛۴۶۱۱)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھانے والے کو سچا کرنے کا حکم فرمایا (بخاری:۶۶۵۴)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح بھی قسم کھاتے تھے: قسم ہے اس کی جو دلوں کا پھیرنے والا ہے (بخاری:۷۳۹۱)۔

اللہ۔ جھوٹی قسم:

جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین پر ہونے کی جھوٹی قسم قصداً کھائے تو وہ ویسا ہی ہو جائے گا جیسا کہ اس نے اپنے لیے کہا ہے (بخاری:۱۳۶۳)۔ جھوٹی قسم کھا کر مال بیچنے والے پر روز قیامت دردناک عذاب ہوگا (بخاری:۲۳۵۸؛۲۳۶۹)۔ جس نے جھوٹی قسم کھا کر کسی مسلمان کا مال ناجائز طریقے پر حاصل کیا تو وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ اس پر غضب ناک ہوگا (بخاری:۶۶۵۹؛۶۶۷۶؛۶۶۷۷؛۲۳۵۶؛۲۳۵۷؛ ۲۳۶۹؛۲۴۱۶؛۲۴۱۷؛۷۱۸۳)۔

اللہ۔ قسم، کفارہ:

اللہ کی قسم! ان شاء اللہ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا کہ میں کوئی قسم کھا لوں اور بعد میں مجھ پر کوئی بہتر چیز واضح ہو جائے تو پھر میں وہی نہ کروں جو بہتر ہے۔ میں قسم توڑ کر بہتر کام کروں گا اور قسم توڑنے کا کفارہ ادا کروں گا (بخاری:۳۱۳۳؛۴۳۸۵؛۵۵۱۸؛۶۶۴۹)۔ جب قسم کے کفارہ کا حکم نازل ہوا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنی قسم کے خلاف دوسری چیز بہتر معلوم ہوتی تو وہ اللہ کی دی ہوئی رخصت پر عمل کرتے (بخاری:۴۶۱۴)۔ اپنے گھر والوں کے معاملہ میں اپنی کسی قسم پر اڑا رہنا، اپنی قسم توڑ کر اس کا کفارہ ادا کرنے سے بڑا گناہ کرتا ہے (بخاری:۶۶۲۵؛۶۶۲۶)۔ لات اور عزیٰ کی قسم کھانے والے کو تجدید ایمان کے لیے کہنا چاہئے: لا الٰہ الا اللہ (بخاری:۴۸۶۰)۔ اگر تم قسم کھا لو اور پھر اس کے سوا کوئی اور بہتر بات نظر آئے تو وہی کرو جو بہتر ہو اور قسم کا کفارہ ادا کر دو (بخاری:۶۷۲۱؛۶۷۲۲)۔

اللہ۔ صفاتی نام:

اللہ کے ننانوے (۹۹) نام ہیں۔ جو ان سب کو یاد رکھے گا وہ جنت میں داخل ہوگا (بخاری:۲۷۳۶؛۶۴۱۰؛۷۳۹۲)۔

اُمت ۔اُمتیں:

ہم دنیا میں تمام اُمتوں کے بعد آنے کے باوجود قیامت میں سب سے آگے رہیں گے ۔(بخاری:۸۷۶؛۸۹۶) ۔ہم بعد میں آنے والے لوگ ہیں لیکن مرتبہ میں سبقت لے جانے والے ہیں (بخاری:۲۹۵۶) ۔ہم آخری اُمت ہیں لیکن قیامت کے دن جنت میں سب سے پہلے داخل ہوں گے (بخاری:۶۶۲۴) ۔ہم آخری امت ہیں لیکن قیامت کے دن سب سے آگے رہنے والے ہیں (بخاری:۶۸۸۷) ۔یہ اُمت اپنے مخالفین کے خلاف ہمیشہ غالب رہے گی ۔حتیٰ کہ جب اللہ کا حکم یعنی قیامت آئے گا تو اس وقت بھی یہ غالب ہوں گے (بخاری:۳۱۱۶) ۔میرے سامنے تمام اُمتیں لائی گئیں تو میں نے دیکھا کہ ایک بہت بڑی جماعت آسمان کے کناروں پر چھائی ہوئی ہے ۔ مجھے بتلایا گیا کہ یہ اپنی قوم کے ساتھ موسیٰؑ ہیں (بخاری:۳۴۱۰) ۔تم سے پہلی امتوں کے لوگوں کے سر پر آرا رکھ کر ان کے دو ٹکڑے کردیئے جاتے تھے ۔لوہے کے کنگھے ان کے گوشت میں دھنسا کر ان کی ہڈیوں اور پٹھوں پر پھیرے جاتے مگر وہ اپنے دین سے نہ پھرتے ، اپنا ایمان نہ چھوڑتے ۔(بخاری:۳۶۱۲؛۳۸۵۲) ۔

اُمت محمدیؐ ۔خصوصیت:

میری اُمت کے لیے مالِ غنیمت حلال کئے گئے ہیں (بخاری:۳۱۲۲) ۔میری امت میں سے ستّر ہزار کی ایک جماعت جنت میں ایک ہی وقت میں داخل ہوگی جن کے چہرے چودھویں کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے (بخاری:۳۲۴۷) ۔ مجھے اُمید ہے کہ تمام اہل جنت کے آدھے لوگ میری اُمت میں سے ہوں گے (بخاری:۳۳۴۸) ۔جنتیوں کی نصف آبادی میری اُمت پر مشتمل ہوگی ۔ یہ سُن کر صحابہؓ نے نعرہ تکبیر بلند کیا (بخاری:۴۷۴۱) ۔میری اُمت کے کچھ لوگ ہمیشہ غالب ہی رہیں گے یہاں تک کہ جب قیامت یا موت آئے گی تب بھی وہ غالب ہی ہوں گے (بخاری:۳۶۴۰؛۷۳۱۱) ۔میری اُمت میں ہمیشہ ایک گروہ ایسا موجود رہے گا جو اللہ کی شریعت پر قائم رہے گا ۔ان کی مخالفت کرنے والے انہیں کوئی نقصان نہ پہنچا سکیں گے یہاں تک کہ قیامت آجائے گی (بخاری:۳۶۴۱؛۷۴۶۰) ۔میری اُمت کو خیالات فاسدہ معاف ہے جب تک وہ اس پر عمل نہ کرے یا اسے زبان سے نہ ادا کرے (بخاری:۲۵۲۸؛۵۲۶۹) ۔اللہ نے میری امت کی ان غلطیوں کو معاف کیا ہے جن کا صرف دل میں وسوسہ گزرے یا دل میں اسے کرنے کی خواہش پیدا ہو مگر اس کے مطابق نہ عمل کرے اور نہ کوئی بات کرے (بخاری:۶۶۶۴) ۔گناہوں کو کھلم کھلا کرنے والوں کے سوا میری تمام اُمت کو معاف کردیا جائے گا (بخاری:۶۰۶۹) ۔ ہر نبی کو ایک مقبول دعا حاصل ہوتی ہے ۔ میں نے اپنی دعا قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے لیے محفوظ رکھی ہوئی ہے (بخاری:۶۳۰۴؛۶۳۰۵؛۷۴۷۴) ۔میری امت کے ستّر (۷۰) ہزار ایسے لوگ بے حساب کتاب جنت میں جائیں گے جو جھاڑ پھونک نہیں کراتے ، شگون نہیں لیتے اور اپنے رب پر ہی بھروسہ رکھتے ہیں (بخاری:۶۴۷۲) ۔میرے سامنے امتیں پیش کی گئیں تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے افق کی طرف ایک زبردست جماعت دکھائی اور فرمایا: یہ آپ کی امت ہے ۔اس کے آگے آگے جو ستّر (۷۰) ہزار کی تعداد ہے ، ان لوگوں سے حساب نہ لیا جائے گا کیونکہ یہ لوگ داغ نہیں لگواتے تھے ، دم جھاڑ نہیں کرواتے تھے ، شگون نہیں لیتے تھے اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے تھے (بخاری:۶۵۴۱؛۶۵۴۲) ۔

اُمت محمدیؐ ۔غیر جنتی

میری ساری امت جنت میں جائے گی سوائے ان کے جنہوں نے انکار کیا ۔جو میری اطاعت کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا اور جو میری نافرمانی کرے گا گویا اس نے جنت میں جانے سے انکار کیا (بخاری:۷۲۸۰) ۔

امت ۔اسباب تباہی:

اختلاف نہ کرو ۔کیونکہ تم سے پہلے لوگ اختلاف ہی کی وجہ سے تباہ ہوگئے (بخاری:۲۴۱۰) ۔تم لوگ پہلی امتوں یعنی یہود و نصاریٰ کے طریقوں کی قدم بقدم پیروی کروگے یہاں تک کہ اگر وہ کسی سانڈے کے بل میں داخل ہوئے ہوں گے تو تم بھی اس میں گھس جاؤ گے (بخاری:۳۴۵۶) ۔میری اُمت میں ایسے بُرے لوگ پیدا ہوجائیں گے جو زنا ، ریشمی لباس ، شراب اور گانے بجانے کو حلال بنالیں گے اور امراء فقیروں کی ضرورت پورا کرنے کی بجائے انہیں ٹال دیا کریں گے ۔اللہ ان کی سرکشی کی وجہ سے انہیں ہلاک کردے گا اور بہت سوں کو قیامت تک کے لیے بندر اور سؤر کی صورتوں میں مسخ کردے گا (بخاری:۵۵۹۰) ۔تم سے پہلے کی امتیں غیر

ضروری سوال اور انبیاء کے سامنے اختلاف کی وجہ سے تباہ ہوگئیں۔(بخاری:۷۲۸۸)۔قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک میری امت اگلی امتوں یعنی پارسی اور رومیوں کے مطابق نہیں ہو جائے گی۔(بخاری:۷۳۱۹)۔تم اپنے سے پہلی امتوں یعنی یہود و نصاریٰ کی ایک ایک بات میں اتباع کروگے(بخاری:۷۳۲۰)۔مسیلمہ اپنے حامیوں کے ساتھ مدینہ میں آیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: اگر تو نے اسلام سے پیٹھ پھیرا تو اللہ تجھے ہلاک کردے گا (بخاری:۷۴۶۱)۔

انسان۔پیدائش:

تمہاری پیدائش کی تیاری تمہاری ماں کے پیٹ میں چالیس چالیس دنوں کے تین مرحلوں (یعنی ایک سوبیس دنوں یا چار ماہ) میں ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایک فرشتہ اس بچہ کا عمل، اس کا رزق، اس کی مدت زندگی اور نیک ہے یا بد لکھ لیتا ہے، تب اس نطفہ میں روح ڈالی جاتی ہے۔(بخاری:۳۲۰۸؛۳۳۳۲؛۶۵۹۴؛ ۶۵۹۵؛۷۴۵۴)۔ جب اللہ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبرئیل علیہ السلام سے فرماتا ہے کہ تم بھی اس سے محبت رکھو۔پھر جبرئیل علیہ السلام تمام اہل آسمان کو یہ بات بتلا کر کہتے ہیں کہ تم سب لوگ اس سے محبت رکھو۔اس کے بعد روئے زمین والے بھی اس کو مقبول سمجھتے ہیں (بخاری:۳۲۰۹)۔مرد و زن کے ملاپ کے وقت اگر مرد کی منی پہل کر جاتی ہے تو بچہ مرد کی شکل وصورت پر اور اگر عورت کی منی پہل کر جائے تو پھر بچہ عورت کی شکل وصورت پر ہوتا ہے(بخاری:۳۳۲۹)۔اللہ تعالیٰ نے ماں کے رحم کے لیے ایک فرشتہ مقرر کردیا ہے۔پھر جب اللہ اسے پیدا کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو فرشتہ پوچھتا ہے اے رب! یہ مرد ہے یا عورت؟ یہ بد ہے یا نیک؟ اس کی روزی کیا ہے؟ اس کی مدت زندگی کتنی ہے؟ چنانچہ یہ تمام تفاصیل اس کی ماں کے پیٹ ہی میں لکھ دی جاتی ہیں (بخاری:۳۳۳۳)۔عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے۔اگر کوئی اسے بالکل سیدھی کرنے کی کوشش کرے تو انجام کار اسے توڑ کے رہے گا اور اگر اسے یونہی چھوڑ دے گا تو پھر ہمیشہ ٹیڑھی ہی رہ جائے گی۔ پس عورتوں کے بارے میں میری نصیحت مانو، عورتوں سے اچھا سلوک کرو(بخاری:۳۳۳۱)۔اللہ جب مخلوق کی پیدائش سے فارغ ہوا تو رحم نے کھڑے ہو کر رحم کرنے والے اللہ کے دامن میں پناہ لی۔اللہ نے رحم سے فرمایا: کیا تجھے یہ پسند نہیں کہ جو تجھ کو جوڑے میں بھی اسے جوڑوں اور جو تجھے توڑے، میں بھی اسے توڑوں۔رحم نے عرض کیا: ہاں میرے رب! اللہ نے فرمایا: پھر ایسا ہی ہوگا (بخاری:۴۸۳۰)۔ جب اللہ نے زمین وآسمان پیدا کئے تو اس نے خرچ کرنے میں کوئی کمی نہیں کی جو اس کے ہاتھ میں ہے۔پھر اس نے لوح محفوظ میں ہر چیز لکھ دی۔اللہ کا عرش پانی پر ہے اور اس کے دوسرے ہاتھ میں ترازو ہے، جسے وہ اٹھاتا جھکاتا رہتا ہے (بخاری:۷۴۱۱؛۷۴۱۸؛۷۴۱۹)۔اللہ نے جب مخلوق پیدا کی تو عرش کے اوپر اپنے پاس لکھ دیا کہ میری رحمت میرے غصہ سے بڑھ کر ہے (بخاری:۷۴۲۲؛۷۴۵۳)۔

اوامر و نواہی۔نیکی وثواب:

سب سے افضل عمل اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا، اس کے بعد اللہ کی راہ میں جہاد کرنا اور اس کے بعد حج مبرور ہے۔(بخاری:۲۶) چار باتوں کا حکم: ۱۔شہادت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں ۲۔نماز قائم کرنا ۳۔زکوٰۃ دینا ۴۔مالِ غنیمت میں پانچواں حصہ ادا کرنا (بخاری:۵۲۳)۔انسان کے اہل خانہ، مال، اولاد اور پڑوسی سب فتنہ یعنی آزمائش کی چیزیں ہیں اور نماز، روزہ، صدقہ، اچھی باتوں کا حکم اور بُری باتوں سے روکنا ان فتنوں کا کفارہ ہیں (بخاری:۵۲۵)۔اللہ کے نزدیک محبوب اعمال: ۱۔وقت پر نماز پڑھنا ۲۔والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنا ۳۔اللہ کی راہ میں جہاد کرنا (بخاری:۵۲۷)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر وہ نیک کام پسند تھا، جو ہمیشہ کیا جائے (بخاری:۱۱۳۲)۔سات کام کرنے کا حکم: جنازہ کے ساتھ چلنا، مریض کی مزاج پرسی، دعوت قبول کرنے، مظلوم کی مدد کرنے، قسم پوری کرنے، سلام کا جواب دینے اور چھینک پر یرحمک اللہ کہنے کا حکم ہے (بخاری:۱۲۳۹؛۱۲۴۰؛ ۲۴۴۵؛۵۱۷۵؛۵۶۳۵؛۵۶۵۰)۔ جنت میں لے جانے والے اعمال: اللہ کی عبادت کرو۔اس کا کوئی شریک نہ ٹھہراؤ۔نماز قائم کرو۔رمضان کے روزے رکھو۔زکوٰۃ دو اور صلہ رحمی کرو (بخاری:۱۳۹۶؛۱۳۹۷)۔چار باتوں کا حکم: اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی گواہی دینا، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، مالِ غنیمت سے پانچواں حصہ ادا کرنا۔(بخاری:۱۳۹۸)۔ دین کے کاموں میں افضل کام وقت پر نماز پڑھنا، والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنا اور اللہ کے راستے میں جہاد کرنا ہے (بخاری:۲۷۸۲)۔اپنے وطن واپس جانے والے دو صحابیوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت: ہر نماز کے وقت اذان پکارنا اور اقامت کہنا۔اور تم دونوں میں جو بڑا ہو وہ نماز پڑھائے (بخاری:۲۸۴۸)۔قبیلہ عبدالقیس کے مسلمانوں کے وفد کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان باتوں پر عمل کرنے کا حکم دیا: اللہ کے سوا

کوئی معبود نہیں، اس بات پر ایمان لاؤ۔ نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو۔ رمضان کے روزے رکھو اور مالِ غنیمت میں سے پانچواں حصہ (خمس) اللہ کے لیے نکالو۔ آپؐ نے انہیں دبا، نقیر، حنتم اور مزفت کے استعمال سے منع فرمایا (بخاری:۳۰۹۵؛۳۴۹۲؛ ۳۵۱۰)۔ جو شخص ایک ذرہ برابر بھی نیکی اور ایک ذرہ برابر بھی برائی کرے گا تو وہ اس کا بدلہ پائے گا (بخاری:۳۶۴۶)۔ تم سات سمندر پار بھی عمل کرو تو اللہ تمہارے کسی عمل کا ثواب کم نہیں کرے گا (بخاری:۳۹۲۳)۔ جس نے کسی نیکی کا ارادہ کیا لیکن اس پر عمل نہ کر سکا تو اللہ اس کے لیے ایک نیکی لکھی جاتی ہے۔ اور جس نے ارادہ کے بعد اس پر عمل بھی کر لیا تو اس کے لیے دس گنا سے سات سو گنا بلکہ اس بھی زیادہ تک نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ جس نے کسی برائی کا ارادہ کیا اور پھر اس پر عمل نہیں کیا تو اس کے لیے ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور اگر اس نے ارادہ کے بعد عمل بھی کر لیا تو اس کے لیے صرف ایک برائی لکھی جاتی ہے (بخاری:۶۴۹۱)۔ جب میں تمہیں کسی چیز سے روکوں تو تم بھی اس سے پرہیز کرو۔ اور جب کسی بات کا حکم دوں تو بجالاؤ، جس حد تک تم میں طاقت ہو (بخاری:۷۲۸۸)۔

اوامر ونواہی۔ برائی، گناہ:

سات چیزوں یعنی چاندی کے برتن، سونے کی انگوٹھی، ریشم، دیباج کپڑے، قسی اور استبرق سے منع کیا گیا ہے (بخاری:۱۲۳۹؛۱۲۴۰)۔ پانچ باتوں کی ممانعت: کدو کے تونبی، سبز رنگ کے مرتبان حنتم، کھجور کی جڑ سے کھودا ہوا برتن فقیر اور بصرہ کے زفت تیل لگا ہوا برتن استعمال کرنا (بخاری:۱۳۹۸)۔ اللہ نے تم پر والدین کی نافرمانی، لڑکیوں کو زندہ دفن کرنا، واجب حقوق کی ادائیگی نہ کرنا اور دوسروں کا مال ناجائز طریقہ سے دبا لینا حرام قرار دیا ہے۔ فضول بکواس کرنے، کثرت سے سوال کرنے اور مال ضائع کرنے کو مکروہ قرار دیا ہے (بخاری:۲۴۰۸)۔ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، ماں باپ کی نافرمانی کرنا، کسی کی جان لینا اور جھوٹی گواہی دینا کبیرہ گناہ ہیں (بخاری:۲۶۵۳؛۲۶۵۴)۔ سات گناہوں سے بچو: (۱) اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا (۲) جادو کرنا (۳) ناحق کسی کی جان لینا (۴) سود کھانا (۵) یتیم کا مال کھانا (۶) لڑائی سے بھاگ جانا (۷) پاک دامن ایمان والیوں پر تہمت لگانا (بخاری:۲۷۶۶)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبیلہ عبد القیس کو کدو کے تونبے، کریدی ہوئی لکڑی کے برتن، سبز لاکی برتن اور روغنی برتن میں کھجور بھگو کر نبیذ مشروب بنانے سے منع فرمایا (بخاری:۴۳۶۸؛۴۳۶۹)۔ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا سب سے بڑا گناہ ہے۔ اس کے بعد بھوک کے خوف سے اپنی اولاد کو قتل کرنا اور پڑوسی کی عورت سے زنا کرنا بڑے گناہ ہیں (بخاری: ۴۴۷۷؛۴۷۶۱؛۶۸۱۱؛۶۸۶۱؛۶۰۰۱؛۷۵۲۰؛۷۵۳۲)۔ جو شخص اس حالت میں مر جائے کہ وہ اللہ کے سوا اوروں کو بھی اس کا شریک ٹھہراتا رہا ہو تو وہ جہنم میں جاتا ہے (بخاری:۴۴۹۷)۔

بُرائی، گناہ: ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے ایک گناہ کا اقرار کیا تو یہ آیت نازل ہوئی کہ بے شک نیکیاں بدیوں کو مٹا دیتی ہیں نصیحت ماننے والوں کے لیے یہ ایک نصیحت ہے (ھود:۱۱۴) صحابی کے پوچھنے پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ ہر انسان کے لیے ہے جو اس پر عمل کرے (بخاری: ۴۶۸۷)۔ جو شخص اپنے ساتھی سے یہ کہے کہ آؤ جوا کھیلیں تو اسے صدقہ دینا چاہئے (بخاری:۴۸۶۰)۔ ریشم و دیبا نہ پہنو اور نہ سونے چاندی کے برتن میں کچھ کھاؤ پیو۔ یہ چیزیں کفار کے لیے دنیا میں اور ہمارے لیے آخرت میں ہیں (بخاری:۵۴۲۶؛۵۶۳۲؛۵۶۳۳)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سات چیزوں سے منع فرمایا: سونے کی انگوٹھیوں سے، چاندی کے برتن میں پینا، ریشمی گدا میثر، مصری ریشمی لباس قسی، ریشم و دیبا اور استبرق پہننا (بخاری:۵۱۷۵؛۵۶۳۵؛۵۶۵۰)۔ اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا سب سے بڑے گناہ ہیں (بخاری:۶۲۷۳)۔ اللہ کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، ناحق کسی کی جان لینا اور قصداً جھوٹی قسم کھانا کبیرہ گناہ ہیں (بخاری:۶۶۷۵)۔ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا، کسی کی ناحق جان لینا، والدین کی نافرمانی کرنا اور جھوٹی گواہی دینا گناہِ کبیرہ ہیں (بخاری:۶۸۷۱؛۶۹۱۹؛۶۹۲۰)۔ برائی کے ارادے پر کوئی گناہ نہیں لکھا جاتا۔ برائی کا ارادہ کر کے اللہ کے خوف سے برائی نہ کرنے پر ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور برائی پر عمل کرنے پر برائی کے برابر گناہ لکھا جاتا ہے۔ نیکی کے ارادے پر بھی ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور اس پر عمل کرنے پر دس گنا سے سات سو گنا تک نیکی لکھی جاتی ہے (بخاری:۷۵۰۱) ہر گناہ کا ایک کفارہ ہے جس سے وہ گناہ معاف ہو جاتا ہے (بخاری:۷۵۳۸)۔ سات مہلک گناہوں سے بچو: اللہ کے ساتھ شرک کرنا، جادو کرنا، ناحق کسی کی جان لینا، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، جنگ کے دن پیٹھ پھیرنا اور پاک دامنوں عورتوں پر تہمت لگانا (بخاری:۶۸۵۷)۔

اہل کتاب۔ یہودی، عیسائی:

اُس اہلِ کتاب کے لیے دُگنا اجر ہے جو اپنے نبی پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے (بخاری:۹۷)۔ اہل کتاب کو اسلام لانے پر دُہرا اجر ملے گا کہ پہلے اپنے

نبی پر پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا (بخاری: ۳۰۱۱)۔ جو پہلے عیسیٰ ؑ پر ایمان رکھتا تھا، پھر مجھ پر ایمان لایا تو اسے دوگنا ثواب ملے گا (بخاری: ۳۴۴۶)۔ جن معاملات کے متعلق اللہ کا کوئی حکم نہ ملا ہوتا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اہل کتاب کی موافقت کو پسند فرماتے (بخاری: ۳۵۵۸؛ ۳۹۴۴)۔تم اہل کتاب کی نہ تصدیق کرو اور نہ تکذیب کرو بلکہ یہ کہا کرو: ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس چیز پر جو ہماری طرف نازل کی گئی ہے (بخاری: ۴۴۸۵)۔اہل کتاب کی نہ تعلیمات کی نہ تصدیق کرو اور نہ تکذیب کرو کیونکہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو ہم پر نازل ہوا اور جو ہم سے پہلے تم پر نازل ہوا (بخاری: ۷۳۶۲؛ ۷۵۴۲)۔اگر کوئی اور برتن دستیاب نہ ہو تب اہل کتاب کے برتن کو خوب دھو کر اس میں کھا سکتے ہو (بخاری: ۵۴۷۸؛ ۵۴۸۸؛ ۵۴۹۶)۔

ایمان:

ایمان کی ساٹھ سے زائد شاخوں میں شرم وحیاء بھی ایمان کی ایک شاخ ہے۔ (بخاری: ۹) تم میں سے کوئی اُس وقت تک ایمان والا نہیں ہوسکتا، جب تک اپنے بھائی کے لئے بھی وہی نہ چاہے جو وہ اپنی ذات کے لئے چاہتا ہے۔ (بخاری: ۱۳)۔تم میں سے کوئی ایمان والا نہیں ہوسکتا جب تک اس کے والد اور اس کی اولاد سے بھی زیادہ میں (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کو محبوب نہ ہو جاؤں۔ (بخاری: ۱۴) جس میں تین خصلتیں پیدا ہو جائیں: اُس نے ایمان کی مٹھاس کو پالیا۔اول اللہ اور اُس کا رسول اس کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب بن جائے۔دوم وہ کسی انسان سے محض اللہ کے لئے محبت رکھے۔سوم وہ کفر میں واپس لوٹنے کو ایسا بُرا جانے جیسا کہ آگ میں ڈالے جانے کو بُرا جانتا ہے۔ (بخاری: ۱۶) انصار سے محبت رکھنا ایمان کی نشانی اور انصار سے کینہ رکھنا نفاق کی نشانی ہے۔ (بخاری: ۱۷)۔ایمان یہ ہے کہ تم اللہ کے وجود اور اس کی وحدانیت پر ایمان لاؤ۔اللہ کے فرشتوں کے وجود پر، اللہ سے ملاقات کے برحق ہونے پر، اس کے رسولوں کے برحق ہونے پر اور مرنے کے بعد دوبارہ اُٹھنے پر ایمان لاؤ۔ (بخاری: ۵۰) جو شخص سچے دل سے اس بات کی گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں، اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ کی آگ حرام کر دیتا ہے۔ (بخاری: ۱۲۸) اللہ پر ایمان لانا اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنا افضل عمل ہے (بخاری: ۲۵۱۸) ۔ ایمان یہ ہے کہ تم اللہ، اس کے فرشتوں، رسولوں اور قیامت کے دن پر ایمان لاؤ (بخاری: ۴۷۷۷)۔تین خصوصیات کا حامل ایمان کی شیرینی کو پالے گا۔اول یہ کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اسے سب سے زیادہ عزیز ہوں۔دوسرے وہ کسی سے محض اللہ ہی کے لیے محبت کرے اور تیسرے اسے کفر کی طرف لوٹ کر جانا اتنا ہی ناگوار ہو جیسے آگ میں پھینک دیا جانا (بخاری: ۶۹۴۱)۔

ایمان۔اسلام:

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر قائم کی گئی ہے (۱) گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں (۲) نماز قائم کرنا (۳) زکوٰۃ ادا کرنا (۴) حج کرنا (۵) رمضان کے روزے رکھنا۔ (بخاری: ۸)۔بہتر اسلام لوگوں کو کھانا کھلانا، جاننے اور نہ جاننے والوں کو سلام کرنا ہے۔ (بخاری: ۱۲)۔ بے شک دین آسان ہے اور جو دین میں سختی اختیار کرے گا تو دین اس پر غالب آجائے گا۔اپنے عمل میں پختگی اور میانہ روی اختیار کرو۔ (بخاری: ۳۹)۔اسلام یہ ہے کہ تم خالص اللہ کی عبادت کرو۔اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔نماز قائم کرو۔فرض زکوٰۃ ادا کرو۔رمضان کے روزے رکھو۔ (بخاری: ۵۰)۔حدیبیہ میں رات بارش ہوئی اور صبح کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھائی اور کہا: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔آج میرے دو طرح کے بندوں نے صبح کی۔ایک مومن ہے، جس نے کہا کہ اللہ کے فضل سے بارش ہوئی۔وہ تو مجھ پر ایمان لایا اور ستاروں کا منکر ہوا۔دوسرا کافر ہے، جس نے کہا کہ فلاں تارے کے فلاں جگہ آنے سے بارش ہوئی۔اس نے میرا کفر کیا اور تاروں پر ایمان لایا۔ (بخاری: ۱۰۳۸)۔ضمام بن ثعلبہ کے اسلام کے متعلق پوچھنے پر نبی ﷺ کا جواب: دن بھر میں پانچ نمازیں، ماہ رمضان کے روزے اور مقررہ زکوٰۃ ادا کرنا ہی فرض ہے الا یہ کہ تم کچھ نفلی نماز، نفلی روزے اور نفلی صدقات ادا کرو (بخاری: ۲۶۷۸)۔ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔اللہ اور اللہ کے رسول پر ایمان لانا، پانچ وقت کی نماز پڑھنا، رمضان کے روزے رکھنا، زکوٰۃ دینا اور حج کرنا (بخاری: ۴۵۱۴)۔اسلام یہ ہے کہ تنہا اللہ کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ، نماز قائم کرو، رمضان کے روزے رکھو اور فرض زکوٰۃ ادا کرو (بخاری: ۴۷۷۷)۔ احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی اس طرح عبادت کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو ورنہ یہ عقیدہ لازماً رکھو کہ وہ تو تمہیں دیکھ ہی رہا ہے (بخاری: ۵۰؛ ۴۷۷۷)۔نبی کریم ﷺ کے ساتھ بیس دنوں تک رہنے والے اور مدینہ سے باہر سے آئے ہوئے ہم عمر نوجوانوں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے گھروں کو واپس جاؤ، اپنے ملک والوں کو دین سکھاؤ، اسی طرح نماز پڑھو جیسا تم نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا ہے۔جب نماز کا وقت ہو جائے تو تم میں سے ایک شخص اذان دے اور جو تم

میں بڑا ہو، وہ امامت کرائے (بخاری:۲۰۰۸)۔

ایمان۔اسلام، بچے:
ہر بچہ فطرت (دین اسلام) پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔(بخاری:۱۳۵۸؛۱۳۵۹؛۱۳۸۵؛۴۷۷۵؛۶۵۹۹) ۔ابن شہاب اُس بچے کی بھی نماز جنازہ پڑھتے تھے جو حرام کا ہو بشرطیکہ اس کے والدین یا کم از کم باپ مسلمان ہونے کا دعویدار ہو۔(بخاری:۱۳۵۸)۔اگر پیدائش کے وقت بچہ کے رونے کی آواز سنائی دے اور پھر وہ مرجائے تو اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔لیکن اگر پیدائش کے وقت کوئی آواز نہ آئے تو اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی (بخاری:۱۳۵۸)۔مشرکوں کے نابالغ بچوں کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان: اللہ نے جب انہیں پیدا کیا تھا، اسی وقت وہ خوب جانتا تھا کہ یہ کیا عمل کریں گے (بخاری:۱۳۸۳؛۱۳۸۴)۔مشرکین کی اولاد کے بارے میں اللہ کو خوب معلوم ہے کہ وہ بڑے ہوکر کیا عمل کرتے (بخاری: ۶۵۹۷؛۶۵۹۸؛۶۶۰۰)۔اگر کسی مسلمان کے تین نابالغ بچے وفات پاجائیں اللہ ان بچوں کے ماں باپ کو بھی جنت میں داخل کرے گا (بخاری:۱۲۴۸)۔جس عورت کے تین یا دو نابالغ بچے مرجائیں تو وہ بچے اپنی ماں کے لیے جہنم سے پناہ بن جاتے ہیں (بخاری:۱۰۱؛۱۰۲؛ ۱۲۴۹تا۱۲۵۱)۔

آخرت۔جنت:
جب جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں داخل ہوجائیں گے تو اللہ کے حکم سے ایسے لوگوں کو دوزخ سے نکال لیا جائے گا جس کے دل میں رائی کے برابر بھی ایمان ہوگا۔(بخاری:۲۲) جس نے کلمہ پڑھا اور اس کے دل میں ایک ذرہ برابر بھی ایمان ہو وہ دوزخ سے ضرور نکلے گا۔(بخاری:۴۴)۔نماز کے دوران نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قبلہ کی طرف والی دیوار پر جنت اور جہنم کی تصویریں دکھلائی گئیں (بخاری:۷۴۹)۔میری اُمت میں سے جو کوئی اس حال میں مرے کہ اس نے اللہ کے ساتھ کوئی شریک نہ ٹھہرایا ہو خواہ وہ زنا اور چوری میں ہی کیوں نہ ملوث رہا ہو، وہ جنت میں جائے گا اور جو شخص اس حالت میں مرے کہ کسی کو اللہ کا شریک ٹھہراتا تھا تو وہ جہنم میں جائے گا (بخاری:۱۲۳۷؛۱۲۳۸)۔ایک مرتبہ خواب میں عالم بالا کی سیر کے دوران پھر آپؐ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا جو لوگوں کے نابالغ بچوں کے ساتھ ایک باغ میں ایک بہت بڑے درخت کی جڑ میں بیٹھے ہوئے تھے۔پھر جنت میں آپ کو عام مومنوں کے گھر، شہداء کے گھر اور خود نبی ﷺ کے گھر دکھلائے گئے۔(بخاری:۱۳۸۶)۔ایک اعرابی کے سوالات پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ نے تم پر دن بھر میں پانچ نمازیں اور ماہ رمضان کے روزے فرض کئے ہیں، یہ اور بات ہے کہ تم اپنی طرف سے کچھ نفل نمازیں پڑھ لو اور کچھ نفل روزے رکھ لو۔اسی طرح زکوٰۃ اور دیگر فرائض سن کر اس اعرابی نے کہا: اللہ کی قسم! جتنا اللہ نے مجھ پر فرض کردیا ہے، اس میں نہ کچھ بڑھاؤں گا اور نہ گھٹاؤں گا۔اس کے جانے کے بعد نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر اس نے سچ کہا ہے تو جنت میں جائے گا (بخاری:۱۸۹۱)۔جبرئیل علیہ السلام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا: تمہاری اُمت کا جو شخص بھی اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کئے بغیر فوت ہوا، وہ جنت میں جائے گا (بخاری:۲۳۸۸)۔اللہ کی قسم! اس دنیا کے خوبصورت نازک ریشمی جبوں سے جنت میں سعد بن معاذ کے رومال بھی بہتر ہوں گے (بخاری:۲۶۱۵؛۳۲۴۸؛۳۲۴۹)۔جو شخص اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے، نماز قائم کرے اور رمضان کے روزے رکھے تو اللہ اسے جنت میں داخل کرے گا خواہ وہ اللہ کے راستے میں جہاد کرے یا اسی جگہ میں پڑا رہے، جہاں وہ پیدا ہوا تھا (بخاری:۲۷۹۰)۔اللہ نے اپنے راستے میں جہاد کرنے والوں کے لیے جنت میں سو درجے تیار کئے ہیں اور ان کے دو درجوں میں اتنا فاصلہ ہے جتنا زمین و آسمان میں ہے (بخاری:۲۷۹۰)۔جب اللہ تعالیٰ سے مانگنا ہو تو فردوس مانگو کیونکہ وہ جنت کے وسط میں جنت کا سب سے بلند درجہ ہے (بخاری:۲۷۹۰)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو شہیدوں کے لیے تیار کردہ خوبصورت اور پاکیزہ گھر دکھلائے گئے (بخاری:۲۷۹۱)۔

جنت، جنتی: جنت میں ایک کمان کے برابر کی جگہ دنیا کی ان تمام چیزوں سے بہتر ہے جس پر سورج طلوع اور غروب ہوتا ہے (بخاری:۲۷۹۳؛۲۷۹۶)۔اگر جنت کی کوئی عورت زمین کی طرف جھانک لے تو زمین و آسمان اپنی تمام وسعتوں کے ساتھ منور اور خوشبو سے معطر ہوجائیں (بخاری:۲۷۹۶)۔جنت میں کسی کے لیے ایک کوڑے دان جتنی جگہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے (بخاری:۲۸۹۱؛۶۴۱۵)۔اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں پر تعجب کریں گے جو بیڑیوں سمیت جنت میں داخل ہوں گے۔یہ وہ لوگ ہوں گے جنہیں بطور کافر پکڑ کر بیڑیوں میں قید کیا گیا پھر وہ مسلمان ہوگئے (بخاری:۳۰۱۰)۔مسلمان کے سوا جنت میں کوئی داخل نہیں ہوگا۔اللہ تعالیٰ کبھی

اپنے دین کی امداد کسی فاسق و فاجر سے بھی کرا لیتا ہے (بخاری:۳۰۶۲)۔اللہ کے راستہ میں جو شخص کسی چیز کا بھی جوڑا دے تو جنت کے چوکیدار فرشتے اسے بلائیں گے کہ اے فلاں! اس دروازے سے اندر آ جا (بخاری:۳۲۱۶)۔۔ میں نے خواب میں جنت دیکھی ۔ایک محل کے کنارے ایک عورت وضو کر رہی تھی ۔فرشتوں نے بتلایا کہ یہ عمر بن خطابؓ کا محل ہے ۔ مجھے ان کی غیرت یاد آئی تو میں وہاں سے فوراً لوٹ آیا (بخاری:۳۲۴۲)۔جنتیوں کا خیمہ ایک خولدار موتی ہے جس کی بلندی اوپر کو تیس میل (ایک دوسری روایت ساٹھ میل) تک ہے ۔اس کے ہر کنارے پر ایک بیوی ہوگی ، جسے دوسرے نہ دیکھ سکیں گے (بخاری:۳۲۴۳)۔جنت میں سب سے پہلے داخل ہونے والے گروہ کے چہرے چودھویں کے چاند کی طرح اور اس کے بعد داخل ہونے والے گروہ کے چہرے سب سے زیادہ چمکدار ستارے کی طرح روشن ہوں گے ۔ وہ نہ تھوکیں گے ، نہ بول و براز کریں گے اور نہ ہی ان کی ناک سے کوئی آلائش نکلے گی ۔ان کے برتن سونے کے اور انگیٹھی کا ایندھن عود ہوگا ۔ پسینہ مشک جیسا خوشبودار ہوگا ۔ ہر فرد کی دو بیویاں ہوں گی ۔جنتیوں کا آپس میں کوئی اختلاف اور بغض نہ ہوگا ۔ وہ صبح شام اللہ کی تسبیح وتہلیل میں مشغول رہیں گے ۔(بخاری:۳۲۴۵؛۳۲۴۶؛۳۲۵۴؛۳۳۲۷)۔جنت میں ایک کوڑے کی جگہ دنیا سے اور جو کچھ دنیا میں ہے، سب سے بہتر ہے (بخاری:۳۲۵۰)۔جنت میں ایک ایسا درخت ہے جس کے سائے میں ایک سوار سو سال تک بھی چلے تو اسے طے نہ کر سکے گا (بخاری:۳۲۵۱؛۳۲۵۲)۔جنت میں ایک کمان کے برابر کی جگہ اس پوری دنیا سے بہتر ہے (بخاری:۳۲۵۳)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کمسن بیٹے ابراہیمؑ کی وفات پر فرمایا: اسے جنت میں ایک دودھ پلانے والی انا کے حوالہ کر دیا گیا ہے (بخاری:۳۲۵۵)۔

جنت، جنتی: جنت کے آٹھ دروازوں میں ایک دروازے کا نام ریان ہے، جس میں سے صرف روزے دار داخل ہوں گے ۔(بخاری:۳۲۵۷)۔اہل جنت کی دعوت کا سب سے پہلا کھانا مچھلی کی کلیجی ہوگی (بخاری:۳۳۲۹)۔جس نے بھی ان باتوں کی گواہی دی اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ وحدہ لاشریک ہے، محمدﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں، عیسیٰؑ اللہ کے بندے، رسول اور اس کا کلمہ ہیں جسے پہنچا دیا تھا اللہ نے مریم تک اور ایک روح ہیں، اللہ کی طرف سے اور جنت دوزخ حق ہے (بخاری:۳۴۳۵)۔سابقہ زمانے کے ایک شخص کو لین دین میں خوشحال لوگوں کو مہلت دینے اور تنگ ہاتھ والوں کو معاف کرنے کے سبب اللہ نے اسے جنت میں داخل کر دیا۔(بخاری:۳۴۵۱)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں جنت میں ابوطلحہؓ کی بیوی رمیصاء کو دیکھا، حضرت بلالؓ کے قدموں کی چاپ سنی، حضرت عمرؓ کا محل دیکھ کر دل میں خیال آیا اندر داخل ہو کر اسے دیکھوں ۔لیکن پھر مجھے عمرؓ کی یاد آ گئی تو رک گیا۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ رونے لگے کہ یا رسول اللہ! کیا میں آپ پر غیرت کروں گا (بخاری:۳۶۷۹؛۳۶۸۰)۔جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ کلمہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ ہے یعنی گناہوں سے بچنا اور نیکی کرنا اسی وقت ممکن ہے، جب اللہ کی مدد شامل ہو (بخاری:۴۲۰۵)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں جنت عدن کی سیر کرائی گئی جہاں آپ کا مکان ہے۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے لوگ دکھلائے گئے جن کا آدھا جسم خوبصورت اور آدھا جسم بدصورت تھا۔ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے اچھے اور بُرے سب کام کئے تھے اور اللہ نے انہیں معاف کر دیا۔ان لوگوں نے فرشتوں کے کہنے پر جنت کے ایک نہر میں غوطہ لگایا تو ان کی بدصورتی جاتی رہی (بخاری:۴۶۷۴)۔جنت کے دو باغ میں برتن اور دوسری تمام چیزیں چاندی کی ہوں گی جبکہ دو دوسرے باغ میں برتن اور دوسری تمام چیزیں سونے کی ہوں گی (بخاری:۴۸۷۸)۔جنت میں کھوکھلے موتی کا خیمہ ہوگا جس کی چوڑائی ساٹھ میل ہوگی ۔اس کے ہر کنارے پر مسلمان کی ایک بیوی ہوگی ۔ایک کنارے والی دوسرے کنارے والی کو نہ دیکھ سکے گی اور مومن ان کے پاس باری باری جائیں گے (بخاری:۴۸۷۹؛۴۸۸۰)۔جنت والوں کو اللہ پاک کے دیدار میں صرف ایک جلال کی چادر حائل ہوگی جو اس کے چہرہ مبارک پر پڑی ہوگی (بخاری:۴۸۸۰)۔جنت میں ایک درخت اتنا طویل ہوگا کہ سوار اس کے سایہ میں سو سال تک چلے گا، پھر بھی اس کا سایہ ختم نہ ہوگا (بخاری:۴۸۸۱)۔

جنت، جنتی: جنتی آدمی دیکھنے میں کمزور ناتواں ہوتا ہے۔ اگر کسی بات پر اللہ کی قسم کھا لے تو اللہ اسے ضرور پوری کر دیتا ہے۔(بخاری:۴۹۱۸)۔جس نے بھی کلمہ لا الہ الا اللہ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں) کو مان لیا اور پھر وہ اسی پر مرا تو وہ جنت میں جائے گا (بخاری:۵۸۲۷)۔اللہ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو اور صلہ رحمی کرتے رہو تو یہ اعمال تمہیں جنت میں لے جائیں گے (بخاری:۵۹۸۳)۔قطع رحمی کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا (بخاری:۵۹۸۴)۔میں تمہیں جنت والوں کی خبر دیتا ہوں، ہر کمزور و تواضع کرنے والا اگر وہ اللہ کا نام لے کر قسم کھا لے تو اللہ اس کی قسم پوری کرے۔ (بخاری:۶۰۷۱)۔قبیلہ عبدالقیس کے وفد نے پوچھا: یا رسول اللہﷺ! آپ کچھ ایسی باتیں بتا دیں جس پر عمل کرنے سے ہم جنت میں داخل ہو جائیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ

وسلم نے جواب دیا: نماز قائم کرو، زکوٰۃ دو، رمضان کے روزے رکھو اور غنیمت کا پانچواں حصہ بیت المال کو ادا کرو (بخاری: ۶۱۷۶)۔ جبرئیل علیہ السلام نے مجھے خبر دی ہے کہ میری امت کا جو شخص بھی اس حال میں مرے گا کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراتا ہو تو وہ جنت میں جائے گا۔ (بخاری: ۶۲۶۸)۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ یہ جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے (بخاری: ۶۳۸۴؛ ۶۴۰۹)۔ جو مجھے اپنے دونوں جبڑوں کے درمیان کی چیز (زبان) اور دونوں ٹانگوں کے درمیان کی چیز (شرمگاہ) کی ذمہ داری دیدے، میں اس کے لئے جنت کی ذمہ داری دیتا ہوں (بخاری: ۶۴۷۴)۔ مجھے امید ہے کہ اہل جنت کی نصف آبادی میری اُمت پر مشتمل ہوگی (بخاری: ۶۵۲۸)۔ جنتیوں میں سے ہر کوئی جنت میں اپنے گھر کو دنیا کے اپنے گھر کے مقابلہ میں زیادہ بہتر طریقے پر پہچان لے گا (بخاری: ۶۵۳۵)۔ اللہ جنتیوں سے فرمائے گا کہ اب میں تمہارے لیے اپنی رضامندی کو دائمی کردوں گا یعنی اس کے بعد کبھی تم پر ناراض نہیں ہوں گا (بخاری: ۶۵۴۹)۔ جنت میں ایک درخت ہے جس کے سایہ میں سوار سو سال تک چلنے کے بعد بھی اسے طے نہیں کر سکے گا (بخاری: ۶۵۵۲؛ ۶۵۵۳)۔ جنت والے اپنے اوپر کے درجوں کے بالاخانوں کو اس طرح دیکھیں گے جیسے تم لوگ آسمان میں ستاروں کو دیکھتے ہو (بخاری: ۶۵۵۵)۔ اگر جنت کی عورتوں میں سے کوئی عورت روئے زمین کی طرف جھانک دیکھ لے تو آسمان سے لے کر زمین تک منور کردے اور ان تمام کو خوشبو سے بھر دے (بخاری: ۶۵۶۸)۔ جنت میں جو بھی داخل ہوگا اسے جہنم بھی دکھایا جائے گا کہ اگر نافرمانی کی ہوتی وہاں اسے جگہ ملتی تاکہ وہ اور شکر کرے۔ اور جو بھی جہنم میں داخل ہوگا اسے جنت بھی دکھایا جائے گا کہ اگر اچھے عمل کئے ہوتے تو وہاں جگہ ملتی تاکہ اس کے لیے حسرت و افسوس کا باعث ہو (بخاری: ۶۵۶۹)۔

جنت، جنتی: جنت کے سب سے کم درجے والا شخص وہ ہوگا جو جہنم سے گھٹنوں کے بل گھسٹتا ہوا نکلے گا اور اللہ اسے کہے گا کہ جنت میں داخل ہو جاؤ۔ تمہیں دنیا کا دس گنا دیا جاتا ہے (بخاری: ۶۵۷۱)۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ (طاقت وقوت اللہ کے سوا اور کسی کے پاس نہیں) جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے (بخاری: ۶۶۱۰؛ ۷۳۸۶)۔ دنیوی ریشمی کپڑے کا بہترین ٹکڑے سے بھی بہتر سعدؓ کا جنتی رومال ہے (بخاری: ۶۶۴۰)۔ مجھے امید ہے کہ جنت میں آدھے لوگ میری امت ہی میں سے ہوں گے (بخاری: ۶۶۴۲)۔ بہشتی ہر وہ ناتواں ہے جسے لوگ کمزور اور حقیر خیال کرتے ہوں، جو اگر اللہ کے بھروسے پر قسم کھالیں تو اللہ اسے سچا کردے اور اہل جہنم ہر وہ موٹی گردن والا بدخلق اور تکبر والا ہے (بخاری: ۶۶۵۷)۔ جو شخص اس حال میں مرجائے کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتا ہو تو وہ جہنم میں جائے گا اور جو شخص اس حال میں مرے کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو تو وہ جنت میں جائے گا (بخاری: ۶۶۸۳) سبحان اللہ وبحمدہٖ اور سبحان اللہ العظیم ایسے دو کلمے ہیں جو زبان پر ہلکے اور آخرت کے میزان پر بھاری ہیں (بخاری: ۶۶۸۲)۔ جس نے مجھے دونوں ٹانگوں کے درمیان (شرمگاہ) اور دونوں جبڑوں کے درمیان (زبان) کی ضمانت دی تو میں اسے جنت میں جانے کی ضمانت دلاتا ہوں (بخاری: ۶۸۰۷)۔ جنت کی خوشبو چالیس برس کی مسافت تک پہنچتی ہے (بخاری: ۶۹۱۴)۔ نبی کریم ﷺ ایک باغ میں تھے جبکہ دروازے پر ابوموسیٰؓ بطور نگراں تعینات تھے۔ وہاں باری باری حضرات ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم تشریف لائے تو نبی کریم ﷺ نے تینوں کو باغ میں آنے کی اجازت دینے کے ساتھ ساتھ انہیں جنت کی بشارت سنانے کا بھی حکم دیا (بخاری: ۷۲۶۲)۔ جنت میں جگہ باقی رہ جائے گی یہاں تک کہ اللہ اس کے لیے ایک اور مخلوق پیدا کردے گا اور وہ لوگ جنت کے باقی حصے میں رہیں گے (بخاری: ۷۳۸۴)۔ جنت کے سو درجے ہیں۔ پس تم اللہ سے جنت الفردوس مانگا کرو کیونکہ وہ بلند ترین ہے اور اس کے اوپر رحمان کا عرش ہے اور اسی سے جنت کی نہریں نکلتی ہیں (بخاری: ۷۴۲۳)۔ چودھویں کے چاند کی طرف دیکھتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے رب کو صاف صاف اسی طرح دیکھو گے جس طرح اس چاند کو دیکھ رہے ہو (بخاری: ۷۴۳۴ تا ۷۴۳۷)۔ تم میں سے ہر شخص سے اس کا رب بغیر کسی ترجمان اور حجاب کے کلام کرے گا (بخاری: ۷۴۴۳)۔ دو جنتوں کا سارا سامان چاندی کا جبکہ دو جنتوں کا سارا سامان سونے کا ہوگا۔ (بخاری: ۷۴۴۴)۔ جبرئیل علیہ السلام نے مجھے بشارت دی ہے کہ جو شخص اس حال میں مرے گا کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو، وہ جنت میں جائے گا (بخاری: ۷۴۸۷)۔ حدیث قدسی: جنت میں، مَیں نے اپنے نیک بندوں کے لیے وہ چیزیں تیار کر رکھی ہیں جنہیں نہ آنکھوں نے دیکھا نہ کانوں نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل میں ان کا خیال گزرا (بخاری: ۷۴۹۸)۔ جنت میں سب سے بعد میں داخل ہونے والا اور دوزخ سے سب سے بعد میں نکلنے والا وہ شخص ہوگا جو گھسٹ کر نکلے گا اور اس کے لیے بھی دنیا سے دس گنا بڑی جنت ہوگی (بخاری: ۷۵۱۱)۔ اہل جنت میں سے ایک شخص کھیتی باڑی کرنا چاہے گا اور اللہ کی اجازت سے بیج ڈالے گا تو پلک جھپکتے فصل اگ کر کٹ جائے گی اور غلہ کا ڈھیر لگ جائے گا (بخاری: ۷۵۱۹)۔

جنتی۔ پیشن گوئی: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک باغ کے اندر کنویں کی منڈیر پر تشریف فرما تھے اور حضرت ابوموسیٰؓ دروازے پر دربانی کے فرائض انجام دے رہے

تھے۔سب سے پہلے ابوبکرؓ ملنے آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: انہیں آنے دو اور جنت کی خوش خبری بھی سنا دو۔دوسری مرتبہ حضرت عمرؓ اور تیسری مرتبہ حضرت عثمانؓ آئے تب بھی آپؐ نے یہی کہلوایا۔ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہم تو نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہی دائیں بائیں بیٹھ گئے تھے لیکن جب حضرت عثمانؓ آئے تو چبوترہ پر بیٹھنے کی جگہ نہ پا کر وہ آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ گئے (بخاری: ۳۶۷۴؛ ۳۶۹۳؛ ۳۶۹۵؛ ۶۲۱۶)۔

جنت۔دوزخ: میں نے جنت میں جھانک کر دیکھا تو وہاں غریبوں کی کثرت اور جہنم میں جھانک کر دیکھا تو وہاں عورتوں کی کثرت نظر آئی (بخاری: ۳۲۴۱؛ ۴۹ ۶۴؛ ۶۵۴۶؛ ۶۵۴۷)۔جنت اور دوزخ نے اپنے رب کے حضور بحث کی۔دوزخ نے کہا کہ میں متکبروں اور ظالموں کے لیے خاص کی گئی ہوں۔جنت نے کہا کہ میرے اندر صرف کمزور اور کم رتبہ والے لوگ داخل ہوں گے۔اس پر اللہ نے جنت سے کہا: تو میری رحمت ہے، تیرے ذریعہ میں اپنے بندوں میں جس پر چاہوں رحم کروں اور دوزخ سے کہا: تو عذاب ہے۔تیرے ذریعہ میں اپنے بندوں میں سے جسے چاہوں عذاب دوں (بخاری: ۴۸۵۰؛ ۷۴۴۹)۔جنت اور دوزخ تمہارے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ تمہارے قریب ہے (بخاری: ۶۴۸۸)۔دوزخ خواہشات نفسانی سے اور جنت مشکلات اور دشواریوں سے ڈھکی ہوئی ہے (بخاری: ۶۴۸۵)۔جنتی جنت میں اور جہنمی جہنم میں داخل ہو جائیں گے تو انہیں پکار کر بتلایا جائے گا کہ اب تمہیں کبھی موت نہیں آئے گی بلکہ اب ہمیشہ یہیں رہنا ہوگا (بخاری: ۶۵۴۴؛ ۶۵۴۵؛ ۶۵۴۸)۔حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی وجہ سے جہنم سے نکل کر جنت میں داخل ہونے والوں کو جہنمیین کے نام سے پکارا جائے گا (بخاری: ۶۵۶۶)۔جنت کے لوگ جہنمیوں سے پہچانے جا چکے ہیں۔ہر شخص وہی عمل کرتا ہے جس کے لیے وہ پیدا کیا گیا ہے یا جس کے لیے اسے سہولت دی گئی ہے (بخاری: ۶۵۹۶)۔ایک بندہ دوزخیوں کے سے کام کرتا رہتا ہے حالانکہ وہ جنتی ہوتا ہے اور دوسرا بندہ جنتیوں کے سے کام کرتا رہتا ہے حالانکہ وہ دوزخی ہوتا ہے۔بلاشبہ اعمال کا اعتبار خاتمہ پر ہے (بخاری: ۶۶۰۷)۔

آخرت۔جہنم:

مجھے دوزخ دکھلائی گئی تو اس میں زیادہ تر عورتیں تھیں جو خاوند کے احسان کی ناشکری کا کفر کرتی تھیں۔(بخاری: ۲۹) جب دو مسلمان اپنی اپنی تلواریں لے کر بھڑ جائیں تو قاتل اور مقتول دونوں جہنمی ہیں کیونکہ مقتول بھی اپنے ساتھی کو مار ڈالنے کی حرص رکھتا تھا۔(بخاری: ۳۰) ایک مرتبہ خواب میں عالم بالا کی سیر کے دوران دو فرشتوں حضرت جبرائیل اور حضرت میکائیل علیہ السلام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو (جنت جہنم کے) مختلف مناظر دکھلائے۔ایک منظر میں جھوٹی باتیں بیان کرنے والے آدمی کا جبڑا لوہے کے آنکس سے بار بار پھاڑا جا رہا تھا۔ایک ایسے عالم قرآن کا سر بار بار سر کچلا جا رہا تھا جو اس علم پر عمل نہیں کرتا تھا۔زنا کار مرد و زن کو تنور کے آگ میں ننگا جلایا جا رہا تھا۔سود خور کو بار بار پتھر مار کر خون کے نہر میں دھکیل دیا جاتا تھا۔(بخاری: ۱۳۸۶)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غزوہ میں ایک مجاہد کی سب سے زیادہ بہادرانہ لڑائی کا تذکرہ سُن کر فرمایا کہ وہ تو دوزخی ہے۔اگلے دن ایک مسلمان نے اس بات کی تحقیق کے لئے اُس بہادر مجاہد کے تعاقب میں لگ گیا۔اُس نے دیکھا کہ جنگ کے دوران وہ شدید زخمی ہو گیا تو جلدی موت کی خاطر اپنے ہی تلوار سے خودکشی کر لی (بخاری: ۲۸۹۸)۔ایک آدمی زندگی بھر اہلِ جنت کے سے کام کرتا ہے حالانکہ وہ اہلِ دوزخ میں سے ہوتا ہے (اپنی زندگی کا خاتمہ کفریہ کام پر کر کے)۔اسی طرح ایک آدمی بظاہر اہلِ دوزخ کے کام کرتا ہے حالانکہ وہ اہلِ جنت میں سے ہوتا ہے (اپنی زندگی کا خاتمہ ایمان پر کر کے)۔(بخاری: ۲۸۹۸)۔نماز ٹھنڈے اوقات میں پڑھا کرو کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کی بھاپ سے پیدا ہوتی ہے (بخاری: ۳۲۵۸؛ ۳۲۵۹)۔جہنم نے اللہ سے شکایت کی کہ میرے بعض حصے نے بعض کو کھا لیا ہے تو اللہ نے اسے دو سانسوں کی اجازت دی۔موسموں میں انتہائی گرمی اور انتہائی سردی کا یہی سبب ہے (بخاری: ۳۲۶۰)۔بخار جہنم کے جوش مارنے کے اثر سے ہوتا ہے۔اس لیے اسے پانی سے ٹھنڈا کر لیا کرو (بخاری: ۳۲۶۱ تا ۳۲۶۴)۔دنیا کی آگ جہنم کی آگ کے مقابلہ میں سترّواں حصہ ہے (بخاری: ۳۲۶۵)۔دنیا میں جو شخص اچھے کاموں کا حکم دے لیکن خود عمل نہ کرے اور بُرے کاموں سے منع کرے لیکن خود بُرے کام کرتا رہے، اسے جب جہنم میں ڈالا جائے گا تو اس کی آنتیں باہر نکل آئیں گی اور وہ چکی پر گردش کرنے والے گدھے کی طرح چکر لگانے لگے گا (بخاری: ۳۲۶۷)۔دوزخ میں جسے سب سے ہلکا عذاب کیا گیا ہوگا، اللہ کے پوچھنے پر کہے گا کہ اس عذاب سے نجات پانے کے لیے وہ اپنی دنیا کی کوئی بھی چیز دے سکتا تھا۔پھر اللہ کہے گا کہ میں نے تو تجھ سے روزِ ازل میں معمولی سی چیز کا مطالبہ کیا تھا کہ میرا کسی کو بھی شریک نہ ٹھہرانا مگر تو نے اسی شرک کو اختیار کیا (بخاری: ۳۳۳۴)۔

جہنم ،جہنمی: میرے اصحاب میں سے بعض کو جہنم کی طرف لے جایا جائے گا اور مجھے بتایا جائے گا کہ میری وفات کے بعد ان لوگوں نے پھر کفر اختیار کر لیا تھا (بخاری: ۳۳۴۹)۔ بنی اسرائیل کی ایک عورت نے ایک بلی کو قید کر دیا، جس سے وہ مر گئی۔ اسے کھانے پینے کو کچھ نہ دیا نہ ہی چھوڑا کہ وہ کیڑے مکوڑے ہی کھا لیتی۔ اس کی سزا میں اسے دوزخ میں ڈال دیا گیا (بخاری: ۳۴۸۲)۔ جہنم سے ڈرو، اگرچہ کھجور کے ایک ٹکڑے کے ذریعہ ہو۔ اگر کسی کو یہ بھی میسر نہ ہو تو ایک اچھا کلمہ ہی کہہ دے (بخاری: ۳۵۹۵)۔ جہنم میں دوزخیوں کو ڈالا جائے گا اور وہ کہے گی کہ کچھ اور بھی ہے؟ حتیٰ کہ اللہ رب العزت اپنا قدم اس پر رکھے گا اور وہ کہے گی کہ بس بس (بخاری: ۴۸۴۸؛ ۴۸۴۹؛ ۶۶۶۱؛ ۷۳۸۴)۔ ہر بدخو، بھاری جسم والا اور تکبر کرنے والا دوزخی ہوتا ہے (بخاری: ۴۹۱۸)۔ جو شخص بھی لڑکیوں کی پرورش کرتے ہوئے ان کے ساتھ اچھا معاملہ کرے گا تو یہ اس کے لیے جہنم سے پردہ بن جائیں گی (بخاری: ۵۹۹۵)۔ میں تمہیں دوزخ والوں کی خبر دیتا ہوں کہ ہر تندخو، اکڑ کر چلنے والا اور متکبر (بخاری: ۶۰۷۱)۔ اللہ کی خوشنودی کے لیے کلمہ لا الہ الا اللہ کا اقرار کرنے والا بندہ جب قیامت کے دن پیش ہوگا تو اللہ دوزخ کی آگ کو اس پر حرام کر دے گا (بخاری: ۶۴۲۳)۔ جہنم سے بچنے کی کوشش کرو خواہ کھجور کے ایک ٹکڑے ہی کے ذریعہ یا اچھی بات کہنے ہی کے ذریعہ (بخاری: ۶۵۴۰)۔ جب جنتی جنت میں اور جہنمی جہنم میں داخل ہو چکیں گے تو اللہ فرمائے گا کہ جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہو تو اسے دوزخ سے نکال لو۔ چنانچہ جل کر کوئلہ کی طرح سیاہ ہو جانے والوں کو نہر حیات میں ڈالا جائے گا اور وہ تر و تازہ و شگفتہ ہو جائیں گے (بخاری: ۶۵۶۰)۔ دوزخ سے بچو صدقہ دے کر خواہ کھجور کے ایک ٹکڑے ہی کے ذریعہ ہو سکے۔ جسے یہ بھی نہ ملے اسے چاہئے کہ اچھی بات کرے (بخاری: ۶۵۶۳)۔ کچھ لوگ اپنے گناہوں کی سزا میں آگ سے جھلس جائیں گے پھر اللہ انہیں اپنی رحمت سے جنت میں داخل کرے گا۔ ان لوگوں کو جہنمیون کہا جائے گا (بخاری: ۷۴۵۰)۔ جس نے بیٹیوں کی وجہ سے خود کو معمولی سی بھی تکلیف میں ڈالا تو یہ بیٹیاں اس کے لیے دوزخ سے بچاؤ میں آڑ بن جائیں گی (بخاری: ۱۴۱۸)۔

آخرت ۔قبر:

تم اپنی قبروں میں آزمائے جاؤ گے۔ صاحبِ ایمان کہے گا: محمد اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو ہمارے پاس اللہ کی ہدایت لے کر آئے تو ہم نے ان کو قبول کر لیا اور ان کی پیروی کی۔ اس سے کہہ دیا جائے گا کہ آرام سے سو جا۔ (بخاری: ۸۶) لوگوں کو قبروں میں آزمایا جائے گا۔ ہر ایک کے پاس اللہ کے فرشتے بھیجے جائیں گے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں پوچھا جائے گا کہ اس شخص کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ ایماندار کہے گا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں۔ وہ ہمارے پاس نشانیاں اور ہدایت کی روشنی لے کر آئے تو ہم نے اسے قبول کیا، ایمان لائے اور آپ کا اتباع کیا۔ پھر اسے کہہ دیا جائے گا کہ تو سو جا۔ ہم جانتے تھے کہ تو مومن ہے۔ جب منافق میت سے یہی بات پوچھی جائے گی تو وہ کہے گا کہ میں کچھ نہیں جانتا۔ میں نے تو لوگوں کو جو کہتے سنا، میں نے بھی وہی کہہ دیا (بخاری: ۱۸۴)۔ ایک مرتبہ سورج گرہن کے موقع پر نبی کریم نے طویل نماز پڑھائی حتیٰ کہ سورج صاف ہو گیا۔ پھر خطبہ دیا اور حمد و ثناء کے بعد فرمایا: مجھے بذریعہ وحی بتایا گیا کہ قبر میں تمہاری ایسی آزمائش ہوگی جیسے کانے دجال کے سامنے۔ ہر ایک کے پاس فرشتہ آ کر پوچھے گا تو اس شخص کے بارے میں کیا اعتقاد رکھتا تھا؟ مومن کہے گا وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ہمارے پاس ہدایت لے کر آئے تو ہم ان پر ایمان لائے۔ ان کی تصدیق کی اور ان کی اتباع کی۔ اب اس سے کہا جائے گا کہ تو صالح ہے، آرام سے سو جا۔ جب منافق سے پوچھا جائے گا کہ تو اس شخص کے بارے میں کیا کہتا ہے تو وہ جواب دے گا کہ مجھے نہیں معلوم۔ میں نے لوگوں کو ایک بات کہتے سنا تو اسی کے مطابق میں نے بھی کہا۔ (بخاری: ۹۲۲)۔ سورج گرہن کی نماز کے دوران مَیں نے جنت اور دوزخ تک دیکھ لی۔ مجھے وحی کے ذریعہ بتلایا گیا کہ تم قبر میں دجال کے فتنہ جیسی آزمائش میں مبتلا ہو گے۔ (بخاری: ۱۰۵۳)۔ رات میں وفات پانے اور رات ہی میں دفن کر دئے جانے والے صحابیؓ کی نماز جنازہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی قبر پر جا کر پڑھی (بخاری: ۱۲۴۷)۔ ایک قبر پر بیٹھی روتی ہوئی عورت کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت: اللہ سے ڈر اور صبر کر (بخاری: ۱۲۵۲)۔ صبر تو صدمہ کے شروع میں ہی ہوتا ہے (بخاری: ۷۱۵۴)۔

عذاب قبر: میں عذاب قبر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں (بخاری: ۱۰۴۹؛ ۱۰۵۵)۔ قبر والوں کو عذاب ہوگا اور ان کے عذاب کو تمام چوپائے سنیں گے (بخاری: ۶۳۶۶)۔ مکہ کے ایک باغ میں دو قبروں کی طرف اشارہ کر کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلایا کہ ان پر عذاب ہو رہا ہے۔ ایک پیشاب کے چھینٹوں سے بچنے کا اہتمام نہیں کرتا تھا اور دوسرا چغل خوری کیا کرتا تھا۔ پھر آپ نے کھجور کی شاخ کے دو سبز ٹکڑے ان قبروں پر رکھ دئے اور فرمایا: جب تک یہ ڈالیاں خشک ہوں، شاید اس وقت تک ان پر عذاب کم ہو جائے (بخاری: ۲۱۶؛ ۲۱۸)۔

آخرت ۔ مرحومین:

کسی نیک انسان کی وفات پراس کے جنتی ہونے کی گواہی دینے کی ممانعت ہے البتہ اللہ سے مرحوم کے بارے میں خیر کی امید رکھنی چاہیۓ (بخاری:۱۲۴۳)۔ مہاجر حضرت عثمان بن مظعون کی وفات پر مدینہ میں ان کی میزبان اُم علاءؓ نے فرمایا: میری گواہی ہے کہ اللہ نے ضرورعزت افزائی کی ہوگی۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کا رسول ہونے کے باوجود مجھے نہیں معلوم کہ ان کے ساتھ کیا معاملہ ہوگا۔ میں تو ان کے بارے میں اللہ سے خیر ہی کی امید رکھتا ہوں (بخاری:۲۶۸۷)۔

آخرت ۔ قیامت، نشانیاں:

قیامت اُس وقت آئے گی جب لونڈی اپنے آقا کو جنے گی اور سیاہ اونٹوں کو چرانے والے دیہاتی مکانات کی تعمیر میں ایک دوسرے سے بازی لے جانے کی کوشش کریں گے۔ (بخاری:۵۰) جب امانت دنیا سے اُٹھ جائے یعنی کاروبارِمملکت نالائق لوگوں کوسونپ دیئے جائیں تو قیامت کا انتظار کرو۔ (بخاری:۵۹)۔ قیامت کی علامات میں سے یہ ہے کہ علم کم ہوجائے گا، جہل ظاہر ہوجائے گا، زنا بکثرت ہوگا، عورتیں بڑھ جائیں گی اور مرد کم ہوجائیں گے، حتیٰ کہ پچاس عورتوں کا نگراں صرف ایک مرد رہ جائے گا۔ (بخاری:۸۱؛ ۶۸۰۸)۔ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک بیت اللہ کا حج بند نہ ہوجائے۔ بیت اللہ کا حج اور عمرہ یاجوج اور ماجوج کے نکلنے کے بعد بھی ہوتا رہے گا (بخاری:۱۵۹۳)۔ قیامت کی چھ نشانیاں: میری (نبی ﷺ کی) موت، بیت المقدس کی فتح، بکریوں کے طاعون کی طرح شدت سے پھیلنے والی ایک وبا، مال کی اتنی کثرت کہ سو دینار کو بھی کم سمجھا جائے گا، عرب کے ہر گھر میں آنے والا تباہ کن فتنہ، تمہارے اور روم کے عیسائیوں کے درمیان صلح جس میں وہ دغا کریں گے اور نو لاکھ ساٹھ ہزار فوج کے ساتھ تم پر چڑھائی کریں گے (بخاری:۳۱۷۶)۔ قیامت کی سب پہلی نشانی ایک آگ ہوگی جو لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف ہانکے گی (بخاری:۳۳۲۹)۔ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ قبیلہ قحطان میں ایک ایسا شخص پیدا نہیں ہوگا جو لوگوں پر اپنی لاٹھی کے زور سے حکومت کرے گا (بخاری:۳۵۱۷)۔ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک مسلمانوں کی دو جماعتیں آپس میں بڑی جنگ نہ کرلیں (بخاری:۳۶۰۸؛ ۳۶۰۹)۔ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک دو ایسے گروہ آپس میں جنگ نہ کریں جن کا دعویٰ ایک ہی ہو (بخاری: ۶۹۳۵)۔ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک تقریباً تیس جھوٹے دجال پیدا نہ ہولیں۔ ان میں سے ہر ایک کا یہی گمان ہوگا کہ وہ اللہ کا نبی ہے (بخاری: ۳۶۰۹)۔ آخری زمانہ میں کچھ لوگ پیدا ہوں گے جو روزہ رکھیں گے اور قرآن کی تلاوت کریں گے لیکن وہ ان کے حلق کے نیچے نہیں اترے گا۔ ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو کم عقل اور بیوقوف ہوں گے مگر باتیں ایسی کریں گے جو دنیا کی بہترین بات ہوگی۔ یہ لوگ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے زوردار تیر جانور سے پار ہوجاتا ہے اور تیر کے کسی حصے میں بھی خون کا کوئی نشان نہیں ہوتا (بخاری:۳۶۱۰؛ ۳۶۱۱)۔ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی، جب تک سورج مغرب سے طلوع نہ ہولے۔ اس وقت ایمان لانے والوں کو کوئی فائدہ نہ ہوگا، اگر وہ پہلے سے ایمان نہ رکھتا ہو (بخاری:۴۶۳۵؛ ۴۶۳۶؛ ۶۵۰۶)۔

قیامت ۔ نشانیاں: قیامت اس وقت آئے گی جب عورت ایسی اولاد جنے جو اس کے آقا بن جائیں، جب ننگے پاؤں، ننگے جسم والے لوگ عوام پر حاکم بن جائیں (بخاری:۴۷۷۷)۔ قرآن وحدیث کا علم اٹھالیا جائے گا اور جہالت بڑھ جائے گی۔ شراب کثرت سے پی جائے گی اور زناکاری بڑھ جائے گی۔ عورتیں اتنی بڑھ جائیں گی کہ پچاس پچاس مردوں کی نگرانی کرنے والا ایک ہی مرد رہ جائے گا (بخاری:۵۲۳۱؛ ۵۵۷۷)۔ جب امانت ضائع کی جائے یعنی کام نا اہل لوگوں کے سپرد کردئے جائیں تو قیامت کا انتظار کرو (بخاری:۶۴۹۶)۔ قیامت کے دن سے پہلے علم اٹھالیا جائے گا، جہالت غالب ہوجائے گی اور قتل بڑھ جائے گا (بخاری: ۷۰۶۲تا ۷۰۶۶)۔ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ قحطان کا ایک شخص بادشاہ بن کر نکلے گا اور لوگوں کو اپنے ڈنڈے سے ہانکے گا (بخاری:۷۱۱۷) قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ سرزمین حجاز سے ایک آگ نکلے گی اور بصریٰ میں اونٹوں کی گردنوں کو روشن کردے گی (بخاری:۷۱۱۸)۔ عنقریب دریائے فرات سے سونے کا ایک خزانہ نکلے گا۔ پس جو کوئی وہاں موجود ہو وہ اس میں سے کچھ نہ لے (بخاری:۷۱۱۹)۔ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک دو عظیم جماعتوں کے درمیان بڑی خونریز جنگ نہ ہو جبکہ دونوں کا دعویٰ ایک ہی ہوگا۔ تیس جھوٹے دجال آئیں گے اور ہر ایک کا دعویٰ ہوگا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔ علم اٹھالیا جائے گا، زلزلوں اور مال کی کثرت ہوگی۔ قتل بڑھ جائے گا (بخاری:۷۱۲۱)۔

قیامت۔اللہ: روزِ قیامت ہم اپنے رب کو اسی طرح دیکھ سکیں گے جیسے بادلوں کی غیر موجودگی میں آسمان پر چودھویں رات کا چاند دیکھتے ہیں یا دن میں سورج دیکھتے ہیں (بخاری:۸۰۶؛۴۵۸۱)۔تم اپنے رب کو اسی طرح دیکھو گے جس طرح چودھویں کے چاند کو بغیر کسی دھکم پیل کے دیکھتے ہو (بخاری:۴۸۵۱)۔ روزِ قیامت اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جو جسے پوجتا تھا، وہ اس کے ساتھ ہو جائے۔ چنانچہ بہت سے لوگ سورج کے پیچھے ہولیں گے، بہت سے چاند کے اور بہت سے بتوں کے ساتھ ہولیں گے۔ پھر یہ اُمت باقی رہ جائے گی، جس میں منافقین بھی ہوں گے۔ (بخاری:۸۰۶)۔قیامت کے دن اللہ مومن پر پردہ ڈال کر اس کے دنیوی گناہ یاد دلائے گا اور فرمائے گا کہ دنیا میں بھی مَیں نے تیرے گناہوں پر پردہ ڈالا تھا اور آج بھی تیری مغفرت کرتا ہوں (بخاری:۲۴۴۱؛۴۶۸۵؛۶۰۷۰؛۷۵۱۴) ۔روز قیامت کافر اور منافق کے متعلق ان پر گواہ (ملائیکہ، انبیاء اور تمام جن وانس) کہیں گے کہ یہی وہ لوگ ہیں، جنہوں نے اپنے رب پر جھوٹ باندھا تھا۔ظالموں پر اللہ کی پھٹکار ہوگی (بخاری:۲۴۴۱)۔قیامت کے دن اللہ ساری زمین کو اپنی مٹھی میں لے گا اور آسمان کو اپنے داہنے ہاتھ میں لپیٹ لے گا اور پھر فرمائے گا: آج حکومت صرف میری ہے۔اب میں بادشاہ ہوں۔آج زمین کے بادشاہ کہاں گئے؟ (بخاری:۴۸۱۲؛۷۴۱۲؛۷۴۱۳؛۶۵۱۹؛۷۳۸۲)۔ قیامت کے دن اللہ تم میں سے ہر ہر فرد سے اس طرح کلام کرے گا کہ اللہ اور بندے کے درمیان کوئی ترجمان نہ ہوگا (بخاری:۶۵۳۹)۔اللہ قیامت کے دن تین طرح کے لوگوں سے بات نہیں کرے گا، نہ انہیں پاک کرے گا اور ان کے لیے سخت دکھ دینے والا عذاب ہوگا۔ایک وہ جس کے پاس راستے میں زیادہ پانی ہو مگر اس میں سے دوسروں کو نہ پلائے۔دوسرا وہ جو امام سے صرف دنیا کمانے کی غرض سے بیعت کرے۔امام سے کچھ ملے تو پوری کرے ورنہ بیعت توڑ دے۔تیسرا وہ جو بازار میں جھوٹ بولے کہ مجھے اس مال کی اتنی قیمت مل رہی تھی اور خریدار اسے سچا سمجھ کر اس کا مال خرید لے (بخاری:۷۲۱۲)۔

قیامت۔انبیاء: روزِ قیامت پُلِ صراط جہنم کے بیچوں بیچ رکھا جائے گا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اُمت کے ساتھ گزرنے والے پہلے رسول ہوں گے (بخاری:۸۰۶)۔ مومنین قیامت کے دن پریشان ہو کر رب کے حضور سفارش کے لیے باری باری حضرت آدم علیہ السلام، نوح علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام، اور عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے۔ ہر نبی دوسرے نبی کے پاس اور حضرت عیسی علیہ السلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانے کو کہیں گے۔پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کو دیکھتے ہی سجدے میں گر پڑیں گے۔اللہ فرمائے گا: اپنا سر اٹھاؤ، جو چاہو مانگو، تمہیں دیا جائے گا، شفاعت کرو، تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی۔اس کے بعد آپ ﷺ شفاعت کریں گے اور آپ کے لیے ایک حد مقرر کر دی جائے گی، جنہیں آپ ﷺ جنت میں داخل کرائیں گے حتیٰ کہ آپ فرمائیں گے: اب جہنم میں ان لوگوں کے سوا اور کوئی باقی نہیں بچا جنہیں قرآن نے کہا ہے کہ وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے (بخاری:۶۴۷۶؛۷۴۱۰؛۴۷۱۲)۔

قیامت۔بُرے لوگ: ہر دھوکہ دینے والے کے لیے قیامت کے دن ایک جھنڈا ہوگا جس کے ذریعہ وہ پہچانا جائے گا (بخاری:۶۹۶۶)۔وہ بدترین لوگوں میں سے ہوں گے جن کی زندگی میں قیامت آئے گی (بخاری:۷۰۶۷)۔

قیامت۔حساب کتاب: روز قیامت جس کے حساب میں جانچ پڑتال کی گئی، سمجھو وہ غارت ہو گیا (بخاری:۱۰۳)۔قیامت کے دن جس کے بھی حساب میں کرید کی گئی اس کو عذاب یقینی ہوگا (بخاری:۶۵۳۶؛۶۵۳۷)۔

قیامت۔شفاعت: قیامت میں میری شفاعت سے سب سے زیادہ وہ شخص فیض یاب ہوگا جو سچے دل سے لا الہ الا اللہ کہے گا (بخاری:۹۹؛۶۵۷۰)۔قیامت کے دن اللہ تمام مخلوق کو ایک چٹیل میدان میں اس طرح جمع کرے گا کہ دیکھنے والا سب کو ایک ساتھ دیکھ سکے گا۔آواز دینے والے کی آواز ہر جگہ سنی جا سکے گی۔سورج بالکل قریب ہو جائے گا۔لوگ قیامت کی پریشانیوں سے نجات کے لیے حضرت آدمؑ سے شفاعت کی درخواست کریں گے۔حضرت آدمؑ کے انکار پر وہ نوحؑ سے شفاعت کی درخواست کریں گے اور نوحؑ کے انکار پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں گے تو وہ عرش کے نیچے سربسجود ہو جائیں گے تب آواز آئے گی: اے محمد ﷺ! سر اٹھاؤ اور شفاعت کرو، تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی۔ مانگو، تمہیں دیا جائے گا (بخاری:۳۳۴۰؛۳۳۶۱)۔ جب تمام انبیاء شفاعت کرنے سے انکار کر دیں گے تب لوگ شفاعت کے لیے نبی کریم صلی اللہ کی خدمت میں حاضر ہوں گے تو یہی وہ دن ہے جب اللہ تعالیٰ نبی کریم ﷺ کو مقام محمود عطا فرمائے گا (بخاری:۴۷۱۸)۔جس نے اذان سن کر یہ دعا پڑھی تو اس کے لیے قیامت کے دن میری شفاعت ضرور ہوگی۔اے اللہ! اس کامل پکار کے رب اور کھڑی ہونے

والی نماز کے رب! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قرب اور فضیلت عطا فرما اور انہیں مقام محمود پر کھڑا فرما ئیو جس کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے (بخاری:۴۷۱۹)۔ قیامت کے دن لوگ شفاعت کے لیے حضرت آدم، حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس سے ہوتے ہوئے میرے پاس آئیں گے اور میں اللہ کے حکم سے شفاعت کرتے ہوئے جہنم سے تین چار مرتبہ لوگوں کو نکال کر جنت میں لے جاؤں گا اور جہنم میں صرف وہی لوگ رہ جائیں گے جن پر جہنم میں ہمیشہ رہنا واجب ہو گیا ہے (بخاری:۶۵۶۵؛۷۵۱۰)۔ قیامت کے دن میری شفاعت قبول کی جائے گی۔ میں کہوں گا: اے رب! جس کے دل میں رائی کے برابر یا معمولی سا بھی ایمان ہو اس کو بھی جنت میں داخل فرما دے چنانچہ ایسے لوگ بھی جنت میں داخل کر دئے جائیں گے (بخاری:۷۵۰۹)۔

قیامت۔صور: ہر چیز فنا ہو جائے گی سوائے ریڑھ کی ہڈی کے کہ اسی سے ساری مخلوق دوبارہ بنائی جائے گی (بخاری:۴۸۱۴)۔ قیامت کے دن دو صور پھونکے جانے کے بعد اللہ آسمان سے بارش برسائے گا جس سے تمام مردے جی اٹھیں گے۔ اس وقت ریڑھ کی ہڈی کے علاوہ انسان کا ہر حصہ گل چکا ہوگا۔ اسی ریڑھ کی ہڈی سے تمام مخلوق دوبارہ بنائی جائے گی (بخاری:۴۹۳۵)۔

قیامت۔ظلم، بدلہ: جس نے اپنے کسی بھائی پر ظلم کیا ہو، اسے چاہئے کہ اسی دنیا میں اس سے معاف کرا لے۔ ورنہ قیامت کے دن اس کے مظلوم بھائی کے لیے اس کی نیکیوں میں سے حق دلایا جائے گا اور اگر اس کے پاس نیکیاں نہیں ہوں گی تو مظلوم کی برائیاں اس پر ڈال دی جائیں گی (بخاری:۶۵۳۴)۔ مومنین جہنم سے چھٹکارا پا جائیں گے لیکن دوزخ و جنت کے درمیان ایک پل پر انہیں روک کر ایک کے دوسرے پر ان مظالم کا بدلہ لیا جائے گا جو ان کے درمیان آپس میں ہوئے تھے۔ جب صفائی ہو جائے گی تب انہیں جنت میں داخل ہونے کی اجازت ملے گی (بخاری:۶۵۳۵)۔

قیامت۔مسلم، بدعتی: قیامت میں میری اُمت کے کچھ لوگوں کو جہنم کی بائیں طرف لے جایا جائے گا۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے میرے بعد شریعت میں نئی نئی باتیں نکالی ہوں گی (بخاری:۴۶۲۵؛۴۷۴۰)۔ قیامت کے دن میرے حوض کوثر پر آنے والے میرے کچھ امتیوں کو مجھ تک آنے سے روک دیا جائے گا کہ میرے بعد یہ لوگ الٹے پھر گئے تھے اور دین میں نئی نئی باتیں نکال لی تھیں (بخاری:۷۰۴۸؛۷۰۴۹)۔

قیامت۔مشرک، کافر: روز قیامت جب یہودی کہیں گے کہ وہ عزیز ابن اللہ کی اور نصاریٰ کہیں گے کہ وہ مسیح ابن اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے تو ان سے کہا جائے گا کہ تم جھوٹے تھے۔ اللہ نے کسی کو بیوی اور بیٹا نہیں بنایا پھر یہود و نصاریٰ دونوں کو آگ میں ڈال دیا جائے گا (بخاری:۴۵۸۱)۔ اللہ کافر کو قیامت کے دن چہرے کے بل چلائے گا (بخاری:۴۷۶۰)۔ اللہ قیامت میں کافروں کو ان کے منہ کے بل چلا دے گا (بخاری:۶۵۲۳)۔

قیامت۔مشکلات، عذاب: قیامت کے دن بہت سے لوگ اپنے اعمال کی وجہ سے ہلاک ہوں گے۔ بہت سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے۔ پھر ان کی یوں نجات ہوگی کہ اللہ کے حکم سے فرشتے خالص اللہ کی عبادت کرنے والوں کو جہنم سے نکالیں گے۔ جہنم کی آگ پیشانی پر اثر سجدہ کے سوا تمام جسم کو جلا چکی ہوگی۔ پھر انہیں آب حیات میں ڈالا جائے گا تب ان کا جسم ابھر آئے گا (بخاری:۸۰۶)۔ قیامت کے دن مجھ سمیت سب لوگ بیہوش ہو جائیں گے۔ بے ہوشی سے ہوش میں آنے والا سب سے پہلا شخص میں ہوں گا اور موسیٰ علیہ السلام کو عرش الٰہی کا کنارہ پکڑے ہوئے پاؤں گا۔ اب یہ معلوم نہیں کہ وہ مجھ سے پہلے ہوش میں آ گئے تھے یا اللہ نے انہیں بیہوش ہی نہیں ہونے دیا تھا۔ انبیاء کو ایک دوسرے پر بزرگی نہ دیا کرو کہ فلاں، فلاں سے برتر ہے (بخاری:۲۴۱۱؛ ۲۴۱۲؛۳۳۹۸؛۳۴۰۸؛۳۴۱۴)۔ جب مومنوں کو دوزخ سے نجات مل جائے گی تو انہیں جنت اور دوزخ کے درمیان واقع ایک پل پر روک کر انہیں ان کے مظالم کا بدلہ دے دیا جائے گا جو وہ دنیا میں باہم کیا کرتے تھے تاکہ پاک صاف ہو کر جنت میں داخل ہوں (بخاری:۲۴۴۰)۔ قیامت کے دن سب سے کم عذاب اس شخص کا ہوگا کس کے دونوں قدموں کے نیچے آگ کا انگارہ رکھا جائے گا جس کی وجہ سے اس کا دماغ ہانڈی کی طرح کھول رہا ہوگا (بخاری:۶۵۶۱؛۶۵۶۲)۔ اگر تم آخرت کی وہ مشکلات جانتے جو میں جانتا ہوں تو تم روتے زیادہ اور ہنستے کم (بخاری:۶۶۳۱؛۶۶۳۷)۔

قیامت ۔ واقعات: قیامت کے دن ہر دغا باز کے لیے ایک جھنڈا ہوگا جسے قیامت کے دن سب دیکھیں گے اوراسی کے ذریعہ اسے پہچانا جائے گا (بخاری:۳۱۸۶ تا ۳۱۸۸)۔ زمانہ گھوم پھر کر اسی حالت پر آ جائے گا جس دن اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین پیدا کی تھی (بخاری:۳۱۹۷)۔سورج عرش کے نیچے پہنچ کر پہلے سجدہ کرتا ہے پھر دوبارہ آنے کی اجازت چاہتا ہے تو اسے اجازت دی جاتی ہے۔لیکن ایک دن اسے یہ اجازت نہ ملے گی اور کہا جائے گا کہ جہاں سے آیا تھا، وہیں واپس چلا جا۔چنانچہ وہ اس دن مغرب ہی سے نکلے گا (بخاری:۳۱۹۹)۔قیامت کے دن سورج اور چاند دونوں بے نور اور تاریک ہوجائیں گے (بخاری:۳۲۰۰)۔قیامت کے دن تم لوگ ننگے پاؤں، ننگے بدن اور بغیر ختنہ کے اٹھائے جاؤ گے۔پھر سب سے پہلے ابراہیمؑ کو کپڑا پہنایا جائے گا (بخاری:۳۳۴۹؛ ۳۴۴۷؛ ۴۶۲۵؛ ۴۷۴۰)۔روزِ حشر دنیا کے شروع سے قیامت کے دن تک کی ساری خلقت ایک چٹیل میدان میں جمع ہوگی۔سورج بالکل قریب ہوجائے گا۔لوگوں کی پریشانی اور بے قراری کی کوئی حد نہیں رہے گی۔(بخاری:۴۷۱۲)۔اللہ کی راہ میں زخمی ہونے والا روزِ قیامت اس حالت میں اٹھایا جائے گا کہ اس کے زخم سے خون جاری ہوگا جس سے مشک جیسی خوشبو آ رہی ہوگی (بخاری:۵۵۳۳)۔جو کوئی لوگوں کو دکھانے کے لیے نیک کام کرے گا یا کسی نیک کام کے نتیجہ میں شہرت کا طالب ہوگا، اللہ اس کی بدنیتی قیامت کے دن سب پر ظاہر کر دے گا (بخاری:۶۴۹۹)۔ مجھ کو حضرت موسیٰؑ پر فضیلت نہ دو۔روزِ قیامت سب سے پہلے مجھے ہوش آئے گا تو میں انہیں عرشِ الٰہی کا کونہ تھامے ہوئے پاؤں گا (بخاری:۶۵۱۷؛ ۶۵۱۸)۔

قیامت ۔ واقعات: قیامت کے دن ساری زمین ایک روٹی کی طرح ہوجائے گی جسے اللہ جنتیوں کی میزبانی کے لیے اپنے ہاتھ سے الٹے پلٹے گا۔اس ضیافت کا سالن مچھلی کلیجی ہوگی (بخاری:۶۵۲۰)۔قیامت کے دن لوگوں کا حشر سفید و سرخی آمیز زمین پر ہوگا جیسے میدہ کی صاف و سفید روٹی ہوتی ہے (بخاری:۶۵۲۱)۔قیامت کے دن لوگوں کا حشر تین فرقوں میں ہوگا ایک فرقہ والے لوگ رغبت والے اور ڈرنے والے ہوں گے۔دوسرا فرقہ ایسے لوگوں کا ہوگا جو اونٹوں پر دو، دو، تین تین، چار چار اور دس دس کی تعداد میں سوار ہوں گے۔اہلِ شرک کے تیسرے فرقہ کو آگ جمع کرے گی۔یہ آگ صبح و شام ان کے ساتھ موجود ہوگی (بخاری:۶۵۲۲)۔ قیامت کے دن تم اللہ سے ننگے پاؤں، ننگے بدن اور پیدل چل کر بن ختنہ کے ملو گے۔اس وقت معاملہ اتنا سخت ہوگا کہ مرد عورتوں کو ایک دوسرے کی برہنگی کی طرف خیال بھی نہیں جائے گا (بخاری:۶۵۲۴ تا ۶۵۲۷)۔قیامت کے دن لوگ پسینے میں شرابور ہوں گے اور ہر کسی کا پسینہ زمین پر ستّر (۷۰) ہاتھ تک پھیل جائے گا اور اس کے منہ اور کانوں کو چھونے لگے گا (بخاری:۶۵۳۲)۔روزِ حشر لوگوں کے درمیان سب سے پہلے خونِ ناحق کے بدلہ کا فیصلہ ہوگا (بخاری:۶۵۳۳)۔قیامت کے دن انسان کو دائیں اور بائیں طرف اس کے اپنے اعمال اور سامنے جہنم کے سوا کچھ نظر نہیں آئے گا پس جہنم سے بچو خواہ کھجور کے ایک ٹکڑے ہی کے ذریعہ سے (بخاری:۷۵۱۲)۔جو بندہ بھی قیامت کے دن کلمہ لا الٰہ الا اللہ کو لے کر آئے گا، اللہ تعالیٰ اس پر جہنم کو حرام کر دے گا (بخاری:۶۹۳۸)۔

آدابِ زندگی:

جوتا پہننے، کنگھی کرنے، وضو کرنے سمیت اپنے ہر کام کی ابتدا دائیں طرف سے کرو (بخاری:۱۶۸)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جہاں تک ممکن ہوتا اپنے تمام کاموں بشمول بوقت طہارت، کنگھا کرنے اور جوتا پہننے کا آغاز دائیں طرف سے کرتے (بخاری:۴۲۶)۔تین مرتبہ اجازت مانگنے پر اگر اندر سے اجازت نہ ملے تو لوٹ جاؤ (بخاری:۲۰۶۲)۔کسی دوسرے کے دودھ کے جانور کو مالک کی اجازت کے بغیر نہ دوہا جائے (بخاری:۲۴۳۵)۔جب کوئی کسی کے گھر آنے کی تین مرتبہ اجازت چاہے (یا آج کل تین مرتبہ اطلاعی گھنٹی بجائے) اور گھر کے اندر سے اجازت نہ ملے تو وہ واپس چلا جائے (بخاری:۶۲۴۵)۔ایک شخص تکبر کی وجہ سے اپنا تہبند زمین سے گھسیٹتا ہوا جا رہا تھا۔اسے زمین میں دھنسا دیا گیا۔اب وہ قیامت تک یونہی زمین میں دھنستا چلا جائے گا (بخاری:۳۴۸۲)

آدابِ زندگی:

کسی کا ریاح خارج ہونے پر ہنسنا منع ہے کہ ایسا ہر شخص کے ساتھ ہوتا ہے (بخاری:۴۹۴۲)۔بدگمانی سے بچتے رہو۔لوگوں کے رازوں کی کرید نہ کیا کرو اور نہ دوسروں کی نجی گفتگو کان لگا کر سنو (بخاری:۵۱۴۳)۔بعض تقریر جادو کی طرح اثر کرتی ہے (بخاری:۵۱۴۶)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ ہجرت کے بعد دس سالہ حضرت انس بن مالکؓ آپ ﷺ خدمت پر مامور ہوئے اور نبی کی وفات یعنی دس سال تک خدمت کرتے رہے۔(بخاری:۵۱۶۶)۔جب تم میں سے کسی کو دعوت ولیمہ پر بلایا جائے تو اسے یہ دعوت قبول کرنی چاہیے۔جس نے ولیمہ کی دعوت رَد کی، اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔دعوت کرنے والے کی

دعوت قبول کیا کرو۔ (بخاری: ۵۱۷۳؛۵۱۷۴؛۵۱۷۵؛۵۱۷۷؛۵۱۷۹)۔ بیمار کی عیادت کرو (بخاری: ۵۱۷۴؛۵۱۷۵)۔ ولیمہ کا وہ کھانا بدترین کھانا ہے جس میں صرف مالداروں کو بلایا جائے، غریبوں کو نہ بلایا جائے (بخاری: ۵۱۷۷)۔ مجھے اگر بکری کے کھر کی دعوت دی جائے تو بھی اسے قبول کروں گا۔ اگر مجھے وہ کھر بھی ہدیہ میں دیئے جائیں تو میں اسے قبول کروں گا (بخاری: ۵۱۷۸)۔ جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ پہنچائے (بخاری: ۵۱۸۵)۔ بھوکے کو کھلاؤ، بیمار کی مزاج پرسی کرو اور قیدی کو چھڑاؤ (بخاری: ۵۳۷۳)۔ چہرے پر مارنا منع ہے (بخاری: ۵۵۴۱)۔ سونے سے پہلے دروازے بند کر دو اور کھانے پینے کے برتنوں کو بسم اللہ کہہ کر ڈھانپ دو (بخاری: ۵۶۲۴)۔ کوئی شخص اپنے پڑوسی کو اپنی دیوار میں کھونٹی لگانے سے نہ روکے (بخاری: ۵۶۲۷)۔ بھوکے کو کھانا کھلاؤ، مریض کی عیادت کرو اور قیدی کو چھڑاؤ (بخاری: ۵۶۴۹)۔ پانچ اعمال یعنی ختنہ کرانا، زیر ناف بال مونڈنا، بغل کے بال نوچنا، ناخن ترشوانا اور مونچھ کتروانا پیدائشی سنت ہے (بخاری: ۵۸۸۸ تا ۵۸۹۱)۔ فرمانِ رسول ﷺ: مونچھیں کترواؤ اور داڑھی کو بڑھاؤ۔ عبداللہ بن عمرؓ جب حج و عمرہ کرتے تو اپنی داڑھی کو ہاتھ سے پکڑ لیتے اور مٹھی سے جو بال زیادہ ہوتے انہیں کتروا لیتے (بخاری: ۵۸۹۲؛ ۵۸۹۳)۔ یہود و نصاریٰ خضاب نہیں لگاتے۔ تم ان کے خلاف کرو یعنی (سیاہ رنگ کے علاوہ) خضاب لگاؤ (بخاری: ۵۸۹۹)۔ فرمانِ حضرت عمر رضی اللہ عنہ: جیسے احرام میں سر کے بالوں کو جما لیتے ہیں، غیر احرام میں نہ جماؤ۔ اور جو احرام میں بالوں کو جما لے، وہ حج یا عمرے سے فارغ ہو کر سر منڈوالے۔ ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ احرام میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی بالوں کو جما لیتے تھے (بخاری: ۵۹۱۴؛۵۹۱۵)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بالوں کا قزع کرنے یعنی سر منڈواتے وقت ادھر ادھر بال چھوڑنے سے منع فرمایا (بخاری: ۵۹۲۰؛۵۹۲۱)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کنگھا کرنے، وضو کرنے سمیت ممکنہ حد تک ہر کام کو دائیں طرف سے شروع کرتے (بخاری: ۵۹۲۶)۔

آدابِ زندگی: جنت میں چغل خور نہیں جائے گا (بخاری: ۶۰۵۶)۔ کسی کی تعریف میں مبالغہ کرنا اسے ہلاک کرنے یا اس کی کمر یا گردن توڑنے کے مترادف ہے۔ اگر تمہارے لیے کسی کی تعریف کرنی ضروری ہو تو یوں کہو: میں اس کے متعلق ایسا خیال کرتا ہوں، باقی علم اللہ کو ہے (بخاری: ۶۰۶۰؛۶۰۶۱)۔ بدگمانی سے بچو، لوگوں کے عیوب تلاش نہ کرو، آپس میں حسد نہ کرو، کسی کے پیٹھ پیچھے برائی نہ کرو، بغض نہ رکھو (بخاری: ۶۰۶۴ تا ۶۰۶۶؛ ۶۰۷۶)۔ کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے کسی بھائی سے تین دن سے زیادہ سلام کلام چھوڑ کر رہے۔ دونوں میں سے بہتر وہ ہے جو سلام میں پہل کرے۔ (بخاری: ۶۰۶۵؛۶۰۷۶؛۶۰۷۷)۔ مومن ایک سوراخ سے دوبار نہیں ڈسا جا سکتا (بخاری: ۶۱۳۳)۔ اگر تمہیں کسی کی تعریف کرنی ہی پڑ جائے تو یوں کہو کہ فلاں کے متعلق میرا یہ خیال ہے۔ (بخاری: ۶۱۶۲)۔ جب کوئی چھینک کے بعد الحمدللہ کہے تب جواب میں یرحمک اللہ کہو (بخاری: ۶۲۲۱؛۶۲۲۴؛۶۲۲۵)۔ اللہ چھینک کو پسند کرتا ہے اور جمائی (انگڑائی) کو ناپسند کرتا ہے۔ جب کوئی چھینکے اور الحمدللہ کہے تو جواب میں یرحمک اللہ کہو۔ جمائی شیطان کی طرف سے ہے اس لیے جہاں تک ہو سکے اسے روکو (بخاری: ۶۲۲۳؛ ۶۲۲۶)۔ عہد توڑنے والے کے لیے قیامت میں ایک جھنڈا اٹھایا جائے گا اور پکارا جائے گا کہ یہ فلاں بن فلاں کی دغابازی کا نشان ہے (بخاری: ۶۱۷۷؛ ۶۱۷۸)۔ تم میں سے کوئی شخص یوں نہ کہے کہ میرا نفس پلید ہو گیا ہے بلکہ یہ کہے کہ میرا دل خراب یا پریشان ہو گیا (بخاری: ۶۱۷۹؛۶۱۸۰)۔ چھوٹا بڑے کو، سوار پیدل چلنے والے کو، گزرنے والا بیٹھے ہوئے لوگوں کو اور چھوٹی جماعت بڑی جماعت کو پہلے سلام کرے (بخاری: ۶۲۳۱ تا ۶۲۳۴)۔ اسلام کی افضل صورت یہ ہے کہ اللہ کی مخلوق کو کھانا کھلاؤ اور سلام کرو اسے بھی جسے پہچانتے ہو اور اسے بھی جسے نہیں پہچانتے (بخاری: ۶۲۳۶)۔ کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو اس کے بیٹھنے کی جگہ سے نہ اٹھائے کہ خود وہاں بیٹھ جائے۔ البتہ آنے والے کو مجلس میں جگہ دے دیا کرو (بخاری: ۶۲۶۹؛۶۲۷۰)۔ جب تین آدمی ساتھ ہوں تو تیسرے ساتھی کو چھوڑ کر دو آپس میں سرگوشی نہ کریں (بخاری: ۶۲۸۸؛۶۲۹۰)۔ جب سونے لگو تو گھر میں آگ نہ چھوڑو بلکہ اسے بجھا دیا کرو (بخاری: ۶۲۹۳؛۶۲۹۴)۔ سونے سے قبل کھانے پینے کے برتن ڈھک لیا کرو، دروازے بند کر لیا کرو اور چراغ بجھا لیا کرو (بخاری: ۶۲۹۵؛۶۲۹۶)۔ بستر پر لیٹنے سے پہلے اپنا بستر جھاڑ لیا کرو کیونکہ تم نہیں جانتے کہ تمہاری بے خبری میں کیا چیز اس پر آ گئی ہے (بخاری: ۶۳۲۰)۔ قیدیوں کو چھڑاؤ (بخاری: ۷۱۷۳) دعوت کرنے والے کی دعوت قبول کرو (بخاری: ۷۱۷۳) بدترین آدمی وہ دورُخا ہے جس کا کسی کے سامنے ایک رُخ ہوتا ہے تو دوسرے کے سامنے دوسرا رُخ (بخاری: ۷۱۷۹)۔ فرمان عمرؓ: ہمیں تکلف اختیار کرنے سے منع کیا گیا ہے (بخاری: ۷۲۹۳)۔ آسانی کرو، سختی نہ کرو۔ خوش کرو، نفرت نہ دلاؤ۔ (بخاری: ۶۹)۔ قیدی کو چھڑایا کرو، بھوکے کو کھلایا کرو اور بیمار کی عیادت کیا کرو (بخاری: ۳۰۴۶)۔

آدابِ زندگی۔ جھوٹ، چغلی:

وہ جھوٹا نہیں ہے جو لوگوں میں باہم صلح کرانے کے لیے کسی اچھی بات کی چغلی کھائے یا کوئی اور اچھی بات کہہ دے (بخاری:۲۶۹۲) جس نے جان بوجھ کر اپنے باپ کے سوا کسی اور کو اپنا باپ بنایا تو اس نے کفر کیا۔ جس نے اپنا نسب کسی ایسی قوم سے ملایا جس سے اس کا کوئی نسبی تعلق نہیں تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے (بخاری:۳۵۰۸)۔ سب سے بڑا بہتان اور جھوٹ یہ ہے کہ اپنے باپ کے سوا کسی اور کو اپنا باپ کہے، جو خواب دیکھا نہیں اس کے دیکھنے کا دعویٰ کرے اور رسول اللہ کی طرف ایسی بات منسوب کرے جو آپ نے نہ فرمائی ہو (بخاری:۳۵۰۹)۔ فرمانِ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا: جو یہ کہے کہ معراج کی شب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کو دیکھا تو وہ جھوٹا ہے (بخاری:۴۸۵۵)۔ فرمانِ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا: جو یہ کہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آنے والے کل کی بات جانتے ہیں، وہ جھوٹا ہے (بخاری:۴۸۵۵) فرمانِ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا: جو یہ کہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ دین میں کوئی بات چھپائی تھی، وہ جھوٹا ہے (بخاری:۴۸۵۵)۔ بلاشبہ سچ آدمی کو نیکی کی طرف بلاتا ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے۔ اور بلاشبہ جھوٹ برائی کی طرف لے جاتا ہے اور برائی جہنم کی طرف لے جاتی ہے (بخاری:۶۰۹۴)۔ رات میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک جھوٹے کا جبڑا چیرا جا رہا تھا۔ وہ بڑا ہی جھوٹا تھا جو ایک بات کو لے کر ساری دنیا میں پھیلا دیتا تھا، قیامت تک اس کو یہی سزا ملتی رہے گی (بخاری:۶۰۹۶)۔ بدگمانی، بغض اور غیبت (پیٹھ پیچھے برائی) سے بچو (بخاری:۶۷۲۴)۔

آداب زندگی۔ غصہ:

اصلی پہلوان وہ ہے جو غصہ کی حالت میں اپنے آپ پر قابو پائے اور بے قابو نہ ہو جائے (بخاری:۶۱۱۴)۔ اگر کوئی غصہ کی حالت میں اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کہہ لے تو اس کا غصہ دور ہو جائے (بخاری:۶۱۱۵)۔ کوئی ثالث غصہ کی حالت میں دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ نہ دے (بخاری:۷۱۵۸)۔

آداب زندگی۔ مہمانی:

مہمانی تین دن اور راتوں کی ہے۔ اس کے بعد جو ہو، وہ صدقہ ہے۔ مہمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے میزبان کے پاس اتنے دن ٹھہر جائے کہ اسے تنگ کر ڈالے (بخاری:۶۱۳۵)۔

آداب زندگی۔ نسب بدلنا:

جس نے اپنے باپ کے سوا کسی اور کے بیٹے ہونے کا دعویٰ کیا یہ جانتے ہوئے کہ وہ اس کا باپ نہیں ہے تو اس پر جنت حرام ہے (بخاری:۶۷۶۶)۔ کوئی اپنے باپ کا انکار نہ کرے کیونکہ جو اپنے باپ سے منہ موڑ کر خود کو کسی دوسرے کا بیٹا ظاہر کرتا ہے تو یہ کفر ہے (بخاری:۶۷۶۸)۔ جو شخص جانتے ہوئے اپنے باپ کے سوا کسی دوسرے کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرے تو اس پر جنت حرام ہے (بخاری:۴۳۲۶؛ ۴۳۲۷)۔

آداب زندگی۔ آسانی:

جب بھی دو چیزوں میں سے کسی ایک کے اختیار کرنے کے لیے کہا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیشہ اسی کو اختیار فرمایا جس میں زیادہ آسانی ہو بشرطیکہ اس میں کوئی گناہ نہ ہو (بخاری:۳۵۶۰؛ ۶۱۲۶)۔ حضرت ابو برزہ اسلمیؓ اپنے گھوڑے پر سوار ایرانی شہر اہواز میں ایک خشک نہر کے کنارے اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچے اور نماز پڑھنے لگے تو ان کا گھوڑا بھاگنے لگا۔ آپ نے نماز توڑ کر گھوڑے کا پیچھا کیا اور اسے پکڑ لائے اور قضا نماز ادا کی۔ نماز توڑنے پر کچھ لوگوں نے اعتراض کیا تو آپؓ نے فرمایا: میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہا ہوں اور میں نے آپ ﷺ کو ہمیشہ آسان صورتوں کو اختیار کرتے دیکھا ہے (بخاری:۶۱۲۷)۔ زندگی تو بس آخرت ہی کی زندگی ہے (بخاری:۶۴۱۳؛ ۶۴۱۴)۔

آزمائش:

انسان کی آزمائش اس کے خاندان، اولاد اور پڑوسیوں میں ہوتی ہے۔ نماز، صدقہ، اچھی باتوں کا حکم اور بُری باتوں سے منع کرنا اس آزمائش کا کفارہ ہے (بخاری:۱۴۳۵)۔ انسان کے لیے اس کے بال بچے، اس کا مال، اور اس کے پڑوسی آزمائش ہیں، جس کا کفارہ نماز روزہ اور صدقہ بن جاتا ہے (بخاری:۱۸۹۵)

باغی، مرتد۔سزا:

ایک عیسائی اسلام لاکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا منشی بن گیا۔ پھر وہ مرتد ہوکر دوبارہ عیسائی ہوگیا۔ اس کی موت کے بعد اس کے ساتھیوں نے اسے قبر میں دفن کیا تو لاش اگلے روز قبر سے باہر نکلی پڑی نظر آئی۔ انہوں نے تین مرتبہ گہری سے گہری قبر کھود کر اسے دفن کیا مگر ہر مرتبہ اس کی لاش قبر سے باہر ملتی تو وہ سمجھ گئے کہ یہ کسی عذاب میں گرفتار ہے۔ پھر انہوں نے اسے ایسا ہی چھوڑ دیا (بخاری: ۳۶۱۷)۔ جب اللہ کسی قوم پر عذاب نازل کرتا ہے تو عذاب اس قوم کے سب لوگوں پر آتا ہے پھر انہیں ان کے اعمال کے مطابق اٹھایا جاتا ہے (بخاری: ۷۱۰۸)۔ جو اسلام کی حالت میں نیک اعمال کرتا رہا اس سے جاہلیت کے گناہوں کا مواخذہ نہ ہوگا اور جو شخص مسلمان ہوکر بھی برے کام کرتا رہا، اس سے دونوں زمانوں کے گناہوں کا مواخذہ ہوگا (بخاری: ۶۹۲۱)۔ جو شخص اسلام سے پھر جائے یعنی مرتد ہو جائے تو اس کو قتل کر ڈالو۔ (بخاری: ۶۹۲۲)۔ حضرت علیؓ نے کچھ بے دین لوگوں کو آگ میں جلوادیا تو ابن عباسؓ نے فرمایا: میں اگر حاکم ہوتا تو ان کو کبھی نہ جلواتا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: آگ اللہ کا عذاب ہے۔ تم اللہ کے عذاب سے کسی کو مت عذاب دو۔ (بخاری: ۶۹۲۲)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ابو موسیٰ ؓ اور پھر ان کے پیچھے معاذ بن جبلؓ کو یمن کی حکومت پر بھیجا۔ ابوموسیٰ ؓ نے وہاں ایک بندھے ہوئے فرد کے بارے میں بتایا کہ یہ پہلے یہودی تھا، پھر مسلمان ہوا اب دوبارہ یہودی ہوگیا ہے۔ حضرت معاذؓ نے فرمایا کہ اسے رسول اللہ کے حکم کے مطابق قتل کردو۔ چنانچہ اسے قتل کردیا گیا (بخاری: ۶۹۲۳)۔ فرمانِ حضرت ابوبکرؓ: اللہ کی قسم! میں ہر اس شخص سے لڑوں گا جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرے اور زکوٰۃ دینے سے انکار کرے (بخاری: ۶۹۲۵)۔

بت، تصاویر، کتے:

بتوں کے لیے وقف اونٹنی (بحیرۃ) کے دودھ کی ممانعت تھی اور اپنے معبودوں کے لیے چھوڑے گئے اونٹوں (سائبۃ) پر بوجھ لادنے اور سواری کرنے کی ممانعت تھی۔ اس رسم کا بانی عمرو بن عامر بن لحی خزاعی کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہنم میں اپنی انتڑیاں گھسیٹتے ہوئے دیکھا (بخاری: ۳۵۲۱)۔ حبشہ کے گرجے کے اندر لگی تصاویر کا ذکر سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: جب ان میں کسی نیک مرد کی وفات ہوجاتی تو اس کی قبر کو وہ لوگ مسجد بناتے پھر اس میں اس کی تصویریں رکھتے۔ اللہ کی بارگاہ میں قیامت کے دن یہ لوگ بدترین مخلوق ہوں گے (بخاری: ۳۸۷۳)۔ بدری صحابی ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا فرمان: فرشتے اس گھر میں نہیں آتے جس میں جاندار کی تصویر یا کتا ہو (بخاری: ۴۰۰۲)۔ عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ جو بت موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں پوجے جاتے تھے، بعد میں وہی عرب میں پوجے جانے لگے۔ ان بتوں میں بنی کلب، سواع بنی ہذیل، یعوق بنی ہمدان، نسر حمیر وغیرہ کے بت دراصل نوح علیہ السلام کی قوم کے نیک لوگ تھے۔ ان کی وفات کے بعد شیطان کے کہنے پر ان کے نام پر بت بنا لیے گئے اور ان کی پوجا ہونے لگی (بخاری: ۴۹۲۰)۔ تصویروں کے بنانے والوں کو قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا اور اپنی بنائی ہوئی تصویروں کو زندہ کرنے کو کہا جائے گا۔ جن گھروں میں تصویریں ہوتی ہیں وہاں رحمت کے فرشتے نہیں آتے (بخاری: ۵۱۸۱)۔ رحمت کے فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا مورتیاں موجود ہوں (بخاری: ۵۹۴۹)۔ اللہ کے پاس قیامت کے دن جاندار کی تصویر بنانے والوں کو سخت ترعذاب ہوگا اور ان سے کہا جائے گا کہ جس کو تم نے بنایا ہے ان اس میں جان بھی ڈالو (بخاری: ۵۹۵۰؛ ۵۹۵۱؛ ۵۹۶۳)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجرہ عائشہؓ میں لٹکے ہوئے تصویروں والے پردے اتارنے کا حکم دیا (بخاری: ۵۹۵۴؛ ۵۹۵۵) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ حجرہ عائشہؓ میں اپنے بیٹھنے کے لیے رکھے ہوئے تصویروں والے گدے کو دیکھ کر اندر تشریف نہیں گئے اور فرمایا: فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں مورت ہو (بخاری: ۵۹۵۷؛ ۵۹۶۰؛ ۵۹۶۱)۔

بت، تصاویر، کتے: حبشہ کے ایک کلیسا میں اُم حبیبہ اور اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے تصویریں دیکھیں تو اس کا تذکرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ لوگ اپنے نیک لوگوں کی قبر پر مسجد بنا کر اس میں ان کی تصویریں بنا دیتے۔ قیامت میں اللہ کی بارگاہ میں یہ لوگ تمام مخلوق میں بُرے ہوں گے (بخاری: ۴۲۷؛ ۴۳۴ تا ۴۳۷)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تصویر بنانے والے پر لعنت بھیجی ہے (بخاری: ۲۰۸۶)۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے خریدے ہوئے مورت بنے گدے کو دیکھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ناگواری سے فرمایا: اس طرح کی مورتیں بنانے والوں پر عذاب ہوگا اور مصوروں سے ان کی بنائی ہوئی تصویروں کو زندہ کرنے کو کہا جائے گا۔ جن گھروں میں جاندار کی تصویریں ہوتی ہیں، ان میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے (بخاری: ۲۱۰۵؛ ۷۵۵۷؛ ۷۵۵۸)۔ جس نے بھی کوئی مورت بنائی تو اللہ تعالیٰ اسے اس وقت تک عذاب کرتا رہے گا جب تک وہ شخص اپنی مورت میں جان نہ ڈال دے اور وہ کبھی اس میں جان نہیں ڈال سکتا

(بخاری:۲۲۲۵)۔ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مورت بنانے والے کو نصیحت: درختوں اور بے جان چیزوں کی مورتیں تم بنا سکتے ہو (بخاری: ۲۲۲۵)۔گودنے، گودوانے والوں، سود لینے اور دینے والوں اور تصویر بنانے والوں پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی تھی (بخاری: ۲۲۳۸)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجرہ حضرت عائشہ رضی اللہ کے سائبان پر تصویروں والے پردے کو پھاڑ دیا تو حضرت عائشہؓ نے اس پردے سے دو گدے بنا لیے جن پر نبی ﷺ بیٹھا کرتے تھے (بخاری:۲۴۷۹)۔حدیث قدسی: اس شخص سے بڑھ کر حد سے تجاوز کرنے والا کون ہے جو میری مخلوق کی طرح مخلوق بناتا ہے۔ ذرا وہ چنے، گندم یا جَو کا ایک دانہ بنا کر تو دکھائیں (بخاری:۷۵۵۹)۔

بدعت:

جس نے دین اسلام میں کوئی ایسی چیز نکالی جو اس میں نہیں تھی تو وہ رَد ہے (بخاری:۲۶۹۷)۔قیامت میں میری اُمت کے اُن لوگوں کو جہنم کی بائیں طرف لے جایا جائے گا، جنہوں نے میرے بعد شریعت میں نئی نئی باتیں نکالی ہوں گی (بخاری:۴۶۲۵؛۴۷۴۰)۔قیامت کے دن میرے حوض کوثر پر آنے والے میرے کچھ امتیوں کو مجھ تک آنے سے روک دیا جائے گا کہ میرے بعد یہ لوگ الٹے پھر گئے تھے اور دین میں نئی نئی باتیں نکال لی تھیں (بخاری:۷۰۴۸؛۷۰۴۹)۔

بھیک مانگنا:

لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے بہتر ہے کہ لکڑیوں کا گٹھا لا کر بیچے اور اللہ اس کی آبرو محفوظ رکھے (بخاری:۲۳۷۳؛۲۳۷۴)۔جو شخص سوال کرنے سے بچتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اسے سوال کرنے سے محفوظ رکھتا ہے۔ جو بے نیازی برتتا ہے تو اللہ اسے بے نیاز بنا دیتا ہے اور جو اپنے اوپر زور ڈال کر بھی صبر کرتا ہے تو اللہ اسے صبرو استقلال دے دیتا ہے (بخاری:۱۴۶۹)۔جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر اور انہیں بازار میں بیچ کر رزق حاصل کرنا، کسی کے پاس آ کر سوال کرنے سے بہتر ہے (بخاری:۱۴۷۰؛۱۴۷۱؛۱۴۸۰)۔اگر تمہیں کوئی ایسا مال ملے جس پر تمہارا خیال نہ لگا ہوا ہو اور نہ تم نے اس مانگا ہو تو اسے قبول کر لیا کرو۔ اور جو نہ ملے تو اس کی پرواہ نہ کیا کرو (بخاری:۱۴۷۳)۔جو ہمیشہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتا رہتا ہے، وہ قیامت کے دن اس طرح اٹھے گا کہ اس کے چہرے پر ذرا بھی گوشت نہ ہوگا (بخاری:۱۴۷۴)۔مسکین وہ ہے جس کے پاس اتنا مال نہیں کہ وہ اس کے ذریعہ سے بے پرواہ ہو جائے۔ لیکن وہ لوگوں سے چمٹ کر نہیں مانگتا کہ اسے لوگوں سے سوال کرنے سے شرم آتی ہے (بخاری:۱۴۷۶؛۱۴۷۹)۔اللہ تعالیٰ تین باتیں پسند نہیں کرتا۔ بلا وجہ کی گپ شپ، فضول خرچی اور لوگوں سے بہت مانگنا (بخاری: ۱۴۷۷)۔جو سوال کرنے سے بچتا رہے گا، اللہ اسے غیب سے دے گا۔ جو دل پر زور ڈال کر صبر کرے گا، اللہ بھی اسے صبر دے گا اور جو بے پرواہ رہنا اختیار کرے گا، اللہ بھی اسے بے پرواہ کر دے گا (بخاری:۶۴۷۰)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بے فائدہ بات چیت کرنے، زیادہ سوال کرنے، مال ضائع کرنے، اپنی چیز بچا کر دوسروں کی چیز مانگتے رہنے، ماؤں کی نافرمانی کرنے اور لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے سے منع فرماتے تھے۔(بخاری:۶۴۷۳)۔

بیع۔تجارتی معاملات:

کتاب اللہ سے ہٹ کر (خلاف شرع) کسی تجارتی شرط کی کوئی حیثیت نہیں، چاہے کوئی سو مرتبہ کر لے (بخاری:۴۵۶)۔مکہ میں عکاظ، مجنہ اور ذوالمجاز عہد جاہلیت کے بازار تھے۔ چنانچہ مسلمان ان بازاروں میں خرید و فروخت کے لیے جانے کو گناہ سمجھنے لگے تو اللہ نے یہ آیت (البقرہ: آیت۔۱۹۸) نازل فرمائی: تمہارے لیے اس میں کوئی حرج نہیں اگر تم حج کے موسم میں اپنے رب کا فضل (یعنی رزق حلال) تلاش کرو (بخاری:۲۰۵۰؛۲۰۹۸)۔سونے چاندی کی تجارت ہاتھوں ہاتھ ہو تو کوئی حرج نہیں۔ لیکن ادھار کی صورت میں جائز نہیں (بخاری:۲۰۶۰؛۲۰۶۱)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ایک زرہ گروی رکھ کر ایک یہودی سے کچھ غلہ ادھار خریدا تھا (بخاری:۲۰۶۸؛۲۰۹۶)۔محنت مشقت کرنے والے صحابہ کرامؓ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان: پسینے وغیرہ کی بو دور کرنے کے لیے تم غسل کر لیا کرو تو بہتر ہوگا (بخاری:۲۰۷۱)۔بہترین روزی اپنے ہاتھوں سے کما کر کھانا ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام بھی اپنے ہاتھ سے کام کر کے روزی کھایا کرتے تھے (بخاری:۲۰۷۲؛۲۰۷۳)۔بوجھ اٹھانا یا کوئی اور مزدوری کرنا کسی کے آگے ہاتھ پھیلانے سے بہتر ہے۔(بخاری:۲۰۷۴؛۲۰۷۵)۔خرید و فروخت کرتے اور تقاضہ کرتے وقت فیاضی سے کام لینے والے پر اللہ رحم کرے (بخاری:۲۰۷۶)۔خرید و فروخت کرنے والوں کو ایک دوسرے سے جدا ہونے تک اپنی بیع یعنی سودا ختم کرنے یا باقی رکھنے کا اختیار رہتا ہے۔(بخاری:۲۰۷۹؛۲۰۸۲؛۲۱۰۸ تا ۲۱۱۴)۔خرید و فروخت کرنے والے اگر سچائی سے کام لیں اور ہر بات کھول کر بیان

کریں تو ان کے کاروبار میں برکت ہوتی ہے۔ جھوٹ بولنے یا کوئی بات چھپانے سے ان کی برکت ختم ہو جاتی ہے (بخاری: ۲۰۷۹؛ ۲۰۸۲؛ ۲۱۱۰؛ ۲۱۱۴)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ نے پچھنا لگانے پر ابوطیبہؓ کو اجرت میں ایک صاع کھجور دلوایا (بخاری: ۲۱۰۲؛ ۲۱۰۳)۔ نیک ساتھی عطار جیسا اور بُرا ساتھی لوہار جیسا ہے۔ عطار سے مشک نہ بھی خریدو، خوشبو تو پا ہی لوگے، جبکہ لوہار کی بھٹی تمہارے بدن یا لباس کو جھلسا دے گی ورنہ تم اس سے بدبو تو ضرور پا لوگے (بخاری: ۲۱۰۱)۔ کچھ ویرانے اور کچھ کھجوروں کے درخت پر مبنی باغ میں مسجد بنانے کے لیے باغ کے مالک بنونجار سے کہا کہ باغ کی قیمت مقرر کر دو (بخاری: ۲۱۰۶)۔

تجارتی معاملات: عبداللہ بن عمرؓ جب کوئی ایسی چیز خریدتے جو انہیں پسند ہوتی تو خریدنے کے بعد بیچنے والے سے جدا ہو جاتے کیونکہ فرمان رسول ﷺ کے مطابق خرید و فروخت کرنے والوں کو جب تک وہ جدا نہ ہوں، سودا منسوخ کرنے کا اختیار رہتا ہے (بخاری: ۲۱۰۷) عبداللہ بن عمرؓ نے اپنی وادی قریٰ والی زمین حضرت عثمانؓ کی خیبر کی زمین کے بدلہ میں بیچی اور سودا کرتے ہی اُلٹے پاؤں ان کے گھر سے باہر نکل گیا کی کہیں وہ یہ سودا منسوخ نہ کر دیں (بخاری: ۲۱۱۶)۔ خرید و فروخت میں اکثر دھوکہ کھا جانے کی شکایت پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت: تم جب کسی چیز کی خرید و فروخت کیا کرو تو یوں کہہ دیا کرو۔ بھائی دھوکہ اور فریب کا کام نہیں (بخاری: ۲۱۱۷؛ ۲۴۰۷؛ ۲۴۱۴)۔ اپنے غلہ کو ناپ لیا کرو تو برکت ہوگی (بخاری: ۲۱۲۸)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے مدینہ ہجرت کرنے کی اجازت ملنے کی اطلاع حضرت ابوبکرؓ کے گھر آ کر انہیں دی اور اس مقصد کے لئے حضرت ابوبکرؓ سے ایک اونٹنی خریدی (بخاری: ۲۱۳۸)۔ باندی کی ولاء (ترکہ) تو اسی کی ہوتی ہے، جو اسے آزاد کرے (بخاری: ۲۱۵۵؛ ۲۱۵۶؛ ۲۱۶۸؛ ۲۱۶۹)۔ ابوطیبہ حجام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پچھنا لگایا تو آپؐ نے انہیں ایک یا دو صاع کھجور مزدوری دینے کا حکم دیا (بخاری: ۲۲۱۰؛ ۲۲۷۷ تا ۲۲۸۱)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مشرک بکریوں والے سے ایک بکری خریدی تھی (بخاری: ۲۲۱۶)۔ جابر بن عبداللہؓ دوران سفر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا اونٹ فروخت کیا اور سفر سے واپسی پر اونٹ کی قیمت سے زیادہ ادائیگی کروائی (بخاری: ۲۶۰۳؛ ۲۶۰۴)۔ پیوندکاری کے بعد کھجور کا باغ بیچا جائے تو اس سال کا پھل بیچنے والے ہی کا ہوگا الا یہ کہ خریدنے والا پھل سمیت خریدنے کی شرط لگا دے (بخاری: ۲۷۱۶)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوران سفر حضرت جابرؓ کا اونٹ خرید لیا اور پھر اسی اونٹ پر انہیں مدینہ کے واپسی سفر کی اجازت دی (بخاری: ۲۷۱۸)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مؤاخات کے بعد مدینہ کے انصاری صحابہ کرامؓ کی یہ پیشکش مسترد کر دی کہ ان کے باغات انصاریوں اور مہاجرین میں تقسیم کر دئے جائیں تو انصار نے کہا کہ مہاجرین ہمارے باغوں کے کام کر کے باغ کے پھل میں شریک ہو جائیں۔ مہاجرین نے یہ پیشکش قبول کر لی (بخاری: ۲۷۱۹)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مقررہ مدت کے قرض پر ایک یہودی سے اپنی زرہ گروہ رکھ کر غلہ خریدا (بخاری: ۲۲۰۰؛ ۲۲۵۱؛ ۲۲۵۲)۔ جو بھی کھجور میں بیع سلم (پیشگی پیسے دے کر مال بعد میں اٹھانا) کرے، اسے مقررہ پیمانے یا مقررہ وزن اور مقررہ مدت کے لیے ٹھہرا کر کرنی چاہیئے۔ مدینہ کے لوگ دو اور تین سال کے لیے بیع سلم کرتے تھے (بخاری: ۲۲۳۹ تا ۲۲۴۱؛ ۲۲۵۳)۔ عہد رسالت اور حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے زمانوں میں لوگ گندم، جو، منقیٰ اور کھجور، زیتون کی بیع سلم مقررہ وزن اور مقررہ مدت کے لیے کیا کرتے تھے (بخاری: ۲۲۴۲ تا ۲۲۴۵؛ ۲۲۵۴؛ ۲۲۵۵)۔

بیع۔ اُجرت:

مالک کے حکم کے مطابق دل کی فراخی کے ساتھ صدقہ کرنے والے امانت دار خزانچی کا شمار بھی صدقہ کرنے والوں ہی میں ہے (بخاری: ۲۲۶۰؛ ۲۳۱۹)۔ تمام انبیاء علیہ السلام نے بکریاں چرائی ہیں۔ کبھی میں بھی چند قیراط کی اُجرت پر مکہ والوں کی بکریاں چرایا کرتا تھا (بخاری: ۲۲۶۲)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت مکہ کرتے وقت ایک قابل اعتماد مگر کفار قریش ہی کے دین پر قائم ایک ماہر راہبر کو راستہ دکھانے کے لیے مزدوری پر رکھا اور اپنی سواریاں اسے دیکر تین رات کے بعد غار ثور پر ملنے کی تاکید کی (بخاری: ۲۲۶۳؛ ۲۲۶۴)۔ یہود، نصاریٰ اور مسلمانوں کی بالترتیب مثال اُن تین مزدوروں جیسی ہے جس میں پہلے مزدور نے دوپہر تک کام کیا اور شام تک کام مکمل کئے اور مزدوری لئے بغیر چلا گیا۔ دوسرے مزدور نے اسی کام کو عصر تک کیا اور پہلے مزدور کی طرح کام مکمل کئے اور مزدوری لئے بغیر چلا گیا۔ تیسرے مزدور نے سورج غروب ہونے تک کام کو پورا کیا اور دوسرے مزدوروں کی مزدوری بھی اسے ملی۔ یہ مسلمانوں کی مثال ہے اور اس نور کی جسے انہوں نے قبول کیا۔ اللہ نے اُمت محمدیہ کو اپنے فضل سے یہ درجہ دیا (بخاری: ۲۲۶۸؛ ۲۲۶۹؛ ۲۲۷۱)۔ حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ ایک لوہار تھے۔ انہوں نے ایک مشرک عاص بن وائل کا بہت سارا کام کیا اور جب مزدوری طلب کی تو وہ کہنے لگا کہ میں اس وقت تک مزدوری نہیں دوں گا جب تک تم محمد ﷺ کے دین سے نہ پھر جاؤ۔ جواباً حضرت خباب بن ارتؓ نے فرمایا: یہ تو اس وقت بھی نہ ہوگا، جب تو مر کے دوبارہ زندہ ہوگا (بخاری: ۲۲۷۵؛ ۲۴۲۵؛ ۴۷۳۲ تا ۴۷۳۵)۔

ایک سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ نے ایک قبیلہ میں پڑاوٴ ڈالا تو انہوں نے مہمانی سے صاف انکار کر دیا۔ اتفاق سے قبیلہ کے سردار کو سانپ نے ڈس لیا اور کوششوں کے باوجود سردار اچھا نہ ہوا تو وہ نبی ﷺ کے قافلہ کے پاس مدد کے لیے آئے۔ ایک صحابی نے بکریوں کے ایک گلے کی اجرت طے کر کے سورت فاتحہ پڑھ کر دم کیا تو سانپ کا ڈسا ہوا سردار ایک دم اچھا ہو گیا اور تکلیف و درد کے بغیر چلنے لگا۔ نبی کریم ﷺ نے یہ ماجرا سن کر کہا: تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ سورۃ فاتحہ بھی ایک رقیہ ہے (بخاری: ۲۲۷۶)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی زمین یہودیوں کو دی تھی کہ اس میں محنت سے کاشت کریں اور پیداوار کا آدھا حصہ خود لے لیا کریں۔ بعد میں حضرت عمرؓ نے یہودیوں کو وہاں سے جلاوطن کر دیا تھا (بخاری: ۲۲۸۵؛ ۲۲۸۶)۔ جن چیزوں پر تم اجرت لے سکتے ہو، ان میں سب سے زیادہ اس کی مستحق اللہ کی کتاب ہی ہے (بخاری: ۵۷۳۷)۔

بیع۔شفعہ:

شفعہ کا حق (غیر منقولہ جائیداد خریدنے کا پہلا حق پڑوسی کا ہے) ہر اس مال میں ہے جو تقسیم نہ ہوا ہو۔ لیکن اگر اس کی حد بندی ہو جائے اور راستے بھی پھیر دیئے جائیں تو اب شفع کا حق نہیں رہتا (بخاری: ۲۲۱۳؛ ۲۲۱۴)۔ بکنے والی جائیداد کی خریداری کا پہلا حقدار پڑوسی ہے۔ اسے ہر اس چیز میں شفعہ کا حق ہے، جو ابھی تقسیم نہ ہوئی ہو۔ لیکن حدود مقرر ہو گئیں اور راستے بدل دیئے گئے تو پھر حق شفعہ باقی نہیں رہتا (بخاری: ۲۲۵۷)۔ پڑوسی اپنے پڑوس کی جائیداد خریدنے کا زیادہ حقدار ہے (بخاری: ۲۲۵۸)۔ اگر دو پڑوسیوں میں سے کسی ایک کو ہدیہ بھیجنا ہو تو اسے بھیجو، جس کا دروازہ تجھ سے زیادہ قریب ہو (بخاری: ۲۲۵۹)۔ شفعہ کا حق ایسی زمین جائیداد وغیرہ میں ہے، جن کی تقسیم نہ ہوئی ہو۔ جب حد بندی ہو جائے اور راستے بھی بدل دئے جائیں تو پھر شفعہ کا حق باقی نہیں رہتا (بخاری: ۲۴۹۵؛ ۲۴۹۶)۔

بیع۔ممنوعہ:

ممنوعہ تجارت: خرید و فروخت میں ایام جاہلیت والا منابذہ (کپڑے کا تھان یا کوئی اور چیز دوسرے کی طرف پھینک کر سودا طے کرنے کا طریقہ جس میں خریدار کو اسے اچھی طرح پرکھنے کا اختیار نہ ہو) اور ملامسہ (کپڑے یا کسی چیز کو خریدار ہاتھ لگا دے تو سودا طے پا جائے) کرنا منع ہے (بخاری: ۵۸۴؛ ۱۹۹۳؛ ۲۱۴۴؛ ۲۱۴۵ تا ۲۱۴۷)۔ درختوں پر لگے کھجور کو اس وقت تک بیچنا منع ہے جب تک کھجور پک کر سرخ نہ ہو جائیں اور یہ معلوم ہو جائے کہ اب یہ پھل آفت سے بچ رہے گا (بخاری: ۱۴۸۶ تا ۱۴۸۸)۔ اندازے ہی سے درخت کے پھلوں کی بیع کی صرف ایک صورت عرایا کی اجازت ہے (بخاری: ۲۱۷۳)۔ خریدا ہوا مال پوری طرح اپنے قبضہ میں کرنے سے پہلے اسے نہ بیچو (بخاری: ۲۱۲۴؛ ۲۱۲۶؛ ۲۱۳۲؛ ۲۱۳۳؛ ۲۱۳۶)۔ جہاں سے غلہ خریدو، وہیں پر اسے نہ بیچو بلکہ اسے اپنی مارکیٹ میں لا کر بیچو (بخاری: ۲۱۲۳؛ ۲۱۳۷)۔ کوئی شخص اپنے بھائی کی خرید و فروخت میں دخل اندازی نہ کرے (بخاری: ۲۱۳۹؛ ۲۱۴۰؛ ۲۱۵۰)۔ ایام جاہلیت کی طرح حمل کے حمل کی بیع ممنوع ہے۔ یعنی اونٹنی خرید کر اس کی قیمت دینے کی میعاد یہ مقرر کرے کہ یہ اونٹنی بچہ جنے اور پھر پیٹ کی اونٹنی بڑی ہو کر جنے (بخاری: ۲۱۴۳)۔ اونٹنی اور بکری کو اس کے تھنوں میں دودھ روک کر نہ بیچو۔ ایسا جانور خریدنے والے کو اختیار ہے کہ چاہے تو تین دن کے اندر اندر جانور رکھ لے، چاہے تو واپس کر دے۔ البتہ اسے استعمال شدہ دودھ کے بدلہ میں ایک صاع کھجور ساتھ دینا ہوگا (بخاری: ۲۱۴۸ تا ۲۱۵۱؛ ۲۱۶۴)۔ خرید و فروخت میں ایسی شرط باطل ہوگی، جس کی اصل کتاب اللہ میں نہ ہو (بخاری: ۲۱۵۵)۔ کوئی شہری دلال بن کر دیہاتی کا مال تجارت نہ بیچے (بخاری: ۲۷۲۳؛ ۲۷۲۷؛ ۲۷۲۴)۔ کوئی شخص اپنے بھائی کی لگائی ہوئی قیمت پر بھاؤ نہ بڑھائے (بخاری: ۲۷۲۳؛ ۲۷۲۷)۔ تجارتی قافلوں سے منڈی سے آگے جا کر کاروبار کی نیت سے ملاقات کرنا منع ہے (بخاری: ۲۲۷۴)۔ تجارتی قافلوں کو منڈی میں آنے سے قبل نہ ملو۔ کوئی شہری دلال بن کر کسی دیہاتی کا مال نہ بیچے (بخاری: ۲۱۵۸ تا ۲۱۶۶) باندی کے زنا کی کمائی سے منع کیا گیا ہے۔ (بخاری: ۲۲۸۳)۔ جفتی (مادہ جانور کو نر سے حاملہ) کرانے کی اجرت لینا منع ہے (بخاری: ۲۲۸۴)۔ کتے کی قیمت، زنا کی اجرت اور کاہن کی کہانت کی اجرت سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے (بخاری: ۵۷۶۱)۔ کتے اور خون کی قیمت لینا منع ہے (بخاری: ۲۰۸۶)۔ بیع مزابنہ، درخت پر لگی کھجور یا انگور کو ٹوٹی ہوئی کھجور یا کشمش کے بدلہ میں ناپ کر بیچنے کو کہتے ہیں۔ محاقلہ اور مزابنہ تجارت کرنا منع ہے (بخاری: ۲۱۷۱؛ ۲۱۷۲؛ ۲۱۸۵ تا ۲۱۸۷؛ ۲۲۰۵)۔

ممنوعہ تجارت: درخت پر لگا پھل اُس وقت تک نہ بیچو جب تک اس کا پکا ہونا ظاہر نہ ہو جائے۔ درخت پر لگے کھجور کو خشک کھجور کے بدلہ میں نہ بیچو۔ البتہ صرف بیع تریہ کی تر یا خشک کھجور کے بدلہ میں اجازت ہے (بخاری: ۲۱۸۳؛ ۲۱۸۴؛ ۲۱۸۹؛ ۲۱۹۱؛ ۲۲۰۸) صاحب عریہ کو اجازت ہے کہ اپنا عریہ اس کے اندازے برابر میوے

کے بدل بیچ ڈالے (بخاری:۲۱۸۸؛۲۱۷۳) بیع عریہ میں پانچ وسق یا اس سے کم کی اجازت ہے۔اس بیع میں انسان اپنے ایک دو درخت کے پھل کسی کو عاریتاً دے دیتا ہے۔اسی متوقع پھل کے بدلہ ٹوٹی ہوئی کھجور کا تبادلہ جائز ہے (بخاری:۲۱۹۰؛۲۱۹۲؛۲۳۸۲) درختوں پر لگے پھلوں کو پختہ ہونے سے پہلے بیچنا اور خریدنا دونوں منع ہے (بخاری:۲۱۹۴ تا ۲۱۹۸) اگر درخت پر لگے پھل پختہ ہونے سے پہلے ہی خرید لئے پھر ان پر کوئی آفت آ گئی تو جتنا نقصان ہوا، وہ سب اصل مالک کو بھرنا پڑے گا (بخاری:۲۱۹۹)۔زائد مقدار کے گھٹیا کھجور کے بدلہ اعلیٰ معیار کے کم مقدار کھجور خریدنا منع ہے۔گھٹیا کھجور کو پیسوں کے بدلہ بیچ کر اسی پیسے سے اعلیٰ معیار کی کھجور خریدنا چاہیئے۔(بخاری:۲۲۰۱؛۲۲۰۲) پیوندی لگائے ہوئے کھجور کے درخت کو اگر کسی نے بیچ دیا تو اس موسم کا پھل درخت بیچنے والے ہی کا ہوگا، الا یہ کہ خریدار نے پھلوں سمیت خریدنے کی شرط لگائی ہو (بخاری:۲۲۰۳؛۲۲۰۴؛۲۲۰۶)۔محاقلہ، مخاضرہ، ملامسہ، منابذہ اور مزابنہ بیع سے منع کیا گیا ہے (بخاری: ۲۲۰۷)۔ درخت کے پھل کو بیچنا اس وقت تک منع ہے، جب تک وہ کھانے اور وزن کا اندازہ لگانے کے قابل نہ ہو جائے (بخاری:۲۲۴۶ تا ۲۲۵۰؛۲۳۸۱)۔ چاندی کو ادھار، نقد کے بدلہ بیچنا منع ہے (بخاری:۲۲۴۷ تا ۲۲۴۸)۔چاندی کو سونے کے بدلہ بیچنا منع ہے، اگر ایک نقد اور دوسرا ادھار ہو (بخاری:۲۲۴۹ تا ۲۲۵۰)۔ اونٹ وغیرہ کے حمل کے حمل ہونے کی مدت کے لیے بیچنا منع ہے (بخاری:۲۲۵۶)۔پیوندکاری کے بعد اگر کسی نے کھجور کا درخت بیچا تو اس سال کی فصل کا پھل بیچنے والے ہی کا ہوگا الا یہ کہ خریدار نے پھل سمیت خریدنے کا معاہدہ کیا ہو (بخاری:۲۳۷۹)۔ بیع عریہ میں درخت پر لگے کھجور کو اندازہ کر کے خشک کھجور سے بیچنے کی اجازت ہے (بخاری:۲۳۸۰)۔ بیع مخابرہ، محاقلہ، مزابنہ منع ہے (بخاری:۲۳۸۱)۔ درخت پر لگے غلہ یا میوہ کو دینار و درہم ہی کے بدلہ بیچا جائے۔ البتہ عرایہ کی اجازت ہے (بخاری:۲۳۸۱)۔ عرایہ کے علاوہ درخت پر لگے کھجور کو خشک کی ہوئی کھجور کے بدلہ بیچنا یعنی بیع مزابنہ منع ہے (بخاری:۲۳۸۳؛ ۲۳۸۴)۔بیع صرف یعنی سونے چاندی کو رقم سے خریدنے میں نقد جائز ہے، ادھار منع ہے (بخاری:۲۴۹۷؛۲۴۹۸)۔

بیع۔حرام:

شراب فروخت کرنے والے کے لیے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بد دعا: اسے اللہ تعالیٰ تباہ و برباد کرے (بخاری:۲۲۲۳)۔اللہ یہودیوں کو برباد کرے۔انہوں نے حرام کی گئی چربیوں کو بیچ کر اس کی قیمت کھائی تھی (بخاری:۲۲۲۳؛۲۲۲۴)۔فتح مکہ کے سال ہی اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب، مردار، سور اور بتوں کا بیچنا حرام قرار دے دیا تھا۔تاہم مردار کی چربی کو کشتیوں پر ملنا، اسے بطور تیل استعمال کرنا اور چراغ جلانا حرام نہیں ہے (بخاری:۲۲۳۶)۔کتے کی قیمت، زانیہ کے زنا اور کاہن کی اُجرت لینا ممنوع ہے (بخاری:۲۲۳۷؛۲۲۸۲)۔خون کی قیمت، کتے کی قیمت، باندی کی حرام کمائی کھانا منع ہے (بخاری: ۲۲۳۸)۔کتے کی قیمت کھانا اور سود لینا دینا دونوں منع ہے (بخاری:۵۹۴۵)۔

بیع۔قسم:

سامان بیچتے وقت قسم کھانے سے دکاندار کا مال تو جلدی بک جاتا ہے لیکن یہ قسم برکت کو مٹا دینے والی ہوتی ہے (بخاری:۲۰۸۷)۔مال بیچتے وقت جھوٹی قسم کھانے والے کو سخت دردناک عذاب ملے گا (بخاری:۲۶۷۲؛۲۶۷۳؛۲۶۷۵)۔

بیع۔قرض:

سابقہ اُمتوں میں مقروضوں کو مہلت دینے، ان پر سختی نہ کرنے اور محتاجوں کو معاف کرنے والے سے بوقت موت فرشتوں نے بھی درگزر سے کام لیا اور سختی نہ کی (بخاری:۲۰۷۷)۔قرض دینے والا ایک تاجر تنگ دستوں سے اس وجہ سے درگزر کرتا تھا کہ شاید آخرت میں اللہ بھی اُس سے درگزر فرمائے۔چنانچہ مرنے کے بعد اللہ نے اسے بخش دیا (بخاری:۲۰۷۸)۔مالدار کی طرف سے قرض واپس کرنے میں ٹال مٹول کرنا ظلم ہے۔اگر کسی مقروض کا قرض کسی مالدار پر حوالہ دیا جائے تو وہ اسے قبول کرے (بخاری:۲۲۸۷؛۲۲۸۸)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے مقروض کی نماز جنازہ خود نہیں پڑھایا کرتے تھے جس نے قرض کی ادائیگی کے لئے کوئی مال نہ چھوڑا ہو، الا یہ کہ کوئی مرحوم کا قرض ادا کرنے کے لیے تیار ہو (بخاری:۲۲۸۹؛۲۲۹۵؛۲۲۹۸؛ ۵۳۷۱)۔تم میں سب سے بہتر وہ لوگ ہیں جو قرض کو پوری طرح ادا کرتے ہیں۔(بخاری:۲۳۰۵؛۲۳۰۶)۔جو شخص لوگوں سے قرض ادا کرنے کی نیت سے لیتا ہے تو اللہ اسے ادا کرنے کی توفیق دے گا اور جو کوئی نہ دینے کے لیے لے تو اللہ بھی اس کو تباہ کر دے گا (بخاری:۲۳۸۷)۔تم میں سے اچھا وہی ہے جو قرض ادا کرنے میں سب سے اچھا ہو۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم

نے قرض میں لئے گئے کم عمر کے اونٹ کے بدلہ میں زیادہ عمر والا اونٹ واپس کروایا (بخاری:۲۳۹۰؛۲۳۹۲؛۲۳۹۳؛۲۶۰۶؛۲۶۰۹)۔ایک تاجر کی اس بنیاد پر بخشش ہوگئی کہ وہ مالدار مقروضوں کو مہلت اور تنگ دستوں کے قرض کو معاف کر دیا کرتا تھا (بخاری:۲۳۹۱)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جابر بن عبداللہؓ کو اس کے قرض سے بھی زیادہ واپس کیا (بخاری:۲۳۹۴)۔جب آدمی مقروض ہوتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے اور وعدہ کر کے اس کی خلاف ورزی کرتا ہے۔اے اللہ! میں گناہ اور قرض سے تیری پناہ مانگتا ہوں (بخاری:۲۳۹۷)۔ فوت ہونے والا جو مال چھوڑے تو وہ اس کے وارثوں کا ہے اور جو قرض چھوڑے تو وہ ہمارے ذمہ ہے (بخاری:۲۳۹۸؛۲۳۹۹)۔مالدار کی طرف سے قرض کی ادائیگی میں ٹال مٹول کرنا ظلم ہے (بخاری:۲۴۰۰)۔جس نے اپنا مال بعینہٖ اس شخص کے پاس پایا جو دیوالیہ ہوگیا ہو تو وہ دوسروں کی نسبت اس کا زیادہ حقدار ہے (بخاری:۲۴۰۲)۔ایک شخص اپنے قرضداروں میں سے کسی کو مفلس پاتا تو اسے اس لیے معاف کر دیتا کہ ممکن ہے اللہ بھی مجھے معاف کر دے۔جب وہ اللہ سے ملا تو اللہ نے اسے بخش دیا (بخاری:۳۴۸۰)۔

بیع۔گروی:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زرہ یہودی کے پاس رکھ کر اس سے ایک خاص مدت کے لیے غلہ خریدا (بخاری:۲۳۸۶؛ ۲۵۰۸؛۲۵۰۹؛۲۵۱۳)۔گروی جانور پر اس کا خرچ نکالنے کے لیے سواری کی جائے اور دودھ والا جانور گروی ہو تو اس کا دودھ پیا جائے (بخاری:۲۵۱۱؛۲۵۱۲)۔

بیع۔رباء(سود):

دو صاع (ادنیٰ کھجور یا غلہ وغیرہ) ایک صاع (عمدہ کھجور یا غلہ) کے بدلہ میں نہ بیچی جائے۔اور نہ دو درہم ایک درہم کے بدلہ میں بیچے جائیں (بخاری:۲۰۸۰)۔ گودنا لگانا اور لگوانا، سود لینا اور دینا دونوں منع ہے (بخاری:۲۰۸۶)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دکھلایا گیا کہ ایک شخص خون کی نہر کے درمیان کھڑا ہے۔جب وہ نہر سے نکلنے کی کوشش کرتا ہے تو نہر کے باہر کھڑا ایک شخص اس کے منہ پر پتھر مار کر اسے واپس اس کی جگہ لوٹا دیتا ہے۔فرشتوں نے آپؐ کو بتلایا کہ نہر والا آدمی سود خور ہے (بخاری:۲۰۸۵)۔سونا سونے کے بدلے میں، گندم گندم کے بدلہ میں، جو جو کے بدلہ میں اور کھجور کھجور کے بدلہ میں خریدنا سود ہے مگر یہ کہ نقدا نقد ہو (بخاری:۲۱۳۴؛۲۱۷۰؛۲۱۷۴)۔بیع صرف (روپیہ اشرفیاں بدلنے یا تڑوانے) میں سونا سونے کے بدلے میں اور چاندی چاندی کے بدلہ میں اس وقت نہ بیچو جب تک دونوں طرف سے برابر برابر نہ ہو۔البتہ دونوں کو ایک دوسرے کے بدل میں جس طرح چاہو بیچو۔ادھار کو نقد کے بدلہ میں نہ بیچو (بخاری:۲۱۷۵ تا ۲۱۷۷؛۲۱۸۲) دینار، دینار کے بدلہ میں اور درہم، درہم کے بدلہ میں بیچا جا سکتا ہے۔سود صرف ادھار میں ہوتا ہے (بخاری:۲۱۷۸؛۲۱۷۹) بیع صرف: سونے کو چاندی کے بدلہ میں ادھار کی صورت میں بیچنا منع ہے (بخاری:۲۱۸۰؛۲۱۸۱)۔خیبر کے تحصیلدار نے دو صاع گھٹیا قسم کے کھجور کے بدلہ ایک صاع عمدہ قسم کے کھجور خریدنے کا ذکر کیا تو نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی بیع کو سود قرار دیتے ہوئے منع فرمایا اور کہا کہ پہلے گھٹیا کھجوریں پیسوں کے بدلہ بیچ کر انہی پیسوں سے اچھی قسم کی کھجور خریدا کرو۔اور ایسا ہی عمل تولے جانے والے غلہ وغیرہ میں بھی کیا کرو (بخاری:۲۳۰۲؛۲۳۰۳؛۲۳۱۲؛۴۲۴۴؛۴۲۴۵؛۷۳۵۰؛۷۳۵۱)۔تمہارا کسی شخص پر کوئی حق ہو اور پھر وہ تمہیں ایک تنکے یا جَو کے ایک دانے یا ایک گھاس کے برابر بھی ہدیہ دے تو اسے قبول نہ کرنا کیونکہ وہ بھی سود ہے (بخاری:۳۸۱۴)۔

بیع نجش:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع نجش سے منع کیا ہے یعنی کسی چیز کا خریدنا منظور نہ ہو مگر دوسرے خریداروں کو بہکانے کے لیے اس کی قیمت بڑھانے کی بولی دینا منع ہے (بخاری:۶۹۶۳)۔

بیعت۔نبوت:

مجھ سے اس بات پر بیعت کرو کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو گے، چوری نہ کرو گے، زنا نہ کرو گے، جان بوجھ کر کسی پر بہتان نہ باندھو گے، کسی بھی اچھی بات میں اللہ کی نافرمانی نہ کرو گے۔(بخاری:۱۸) رسول اللہ سے بیعت: حضرت جریر رضی اللہ نے اس بات کی شہادت پر کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرنے، زکوٰۃ دینے، امیر کی بات سننے اور اطاعت کرنے اور ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کرنے کی بیعت کی تھی (بخاری:۲۱۵۷)۔

زہرہ بن معبد کوان کی والدہ زینب بنت حمیدؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیعت کے لیے لے کر آئیں تو آپؐ نے فرمایا: یہ تو ابھی بچہ ہے۔ پھر آپ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور ان کے لیے دعا کی۔ ان کے دادا عبداللہ بن ہشامؓ غلہ خریدنے بازار جاتے تو زہرہ بن معبد کو بھی ساتھ لے جاتے اور کبھی ایک اونٹ مع غلہ نفع میں پیدا کر لیتے (بخاری: ۲۵۰۱؛ ۲۵۰۲)۔ صرف مال دنیا کی خاطر خلیفہ سے بیعت کرنے والے کو سخت دردناک عذاب ملے گا (بخاری: ۲۶۷۲)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جریرؓ سے نماز قائم کرنے، زکوٰۃ ادا کرنے اور ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کرنے کی شرط پر بیعت کی تھی۔ (بخاری: ۲۷۱۴؛ ۲۷۱۵)۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے صبر و استقامت پر بیعت لی تھی (بخاری: ۲۹۵۸)۔ حرہ کی لڑائی میں عبداللہ بن حنظلہ لوگوں سے موت پر بیعت لے رہے تھے تو عبداللہ بن زیدؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اب میں موت پر کسی سے بیعت نہیں کروں گا (بخاری: ۲۹۵۹)۔ سلمہ بن الاکوع نے حدیبیہ کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے موت پر بیعت کی تھی (بخاری: ۲۹۶۰)۔ غزوہ خندق کے موقع پر انصار خندق کھودتے ہوئے کہتے تھے: ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاس پر بیعت کی ہے، جب تک ہمارے جسم میں جان ہے (بخاری: ۲۹۶۱)۔ فتح مکہ کے بعد ہجرت کی فرضیت ختم ہوگئی تھی۔ فتح مکہ کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام اور جہاد پر بیعت لی (بخاری: ۲۹۶۲؛ ۲۹۶۳)۔ بیعت عقبہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے کہا تھا: مجھ سے اس بات کا عہد کرو کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ گے، چوری نہ کرو گے، زنا نہ کرو گے، اپنی اولاد کو قتل نہ کرو گے، کسی پر تہمت نہ لگاؤ گے، اچھی باتوں میں میری نافرمانی نہ کرو گے۔ پس جو شخص اپنے اس عہد پر قائم رہے گا، اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے (بخاری: ۳۸۹۲؛ ۳۸۹۳)۔

بیعت۔ نبوت: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانے، زنا اور چوری نہ کرنے پر بیعت لیا کرتے اور فرماتے: جو اس شرط کو پورا کرے گا تو اس کا اجر اللہ پر ہے اور جو ان میں سے کسی شرط کی خلاف ورزی کر بیٹھا اور اس پر اسے سزا بھی مل گئی تو سزا اس کے لیے کفارہ بن جائے گی (بخاری: ۴۸۹۴)۔ منیٰ میں عقبہ کی رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نقیبوں سے اس بات پر بیعت لی تھی کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے، چوری نہیں کریں گے، زنا نہیں کریں گے، ناحق قتل نہیں کریں گے، لوٹ مار نہیں کریں گے اور نبی کریم ﷺ کی نافرمانی نہیں کریں گے۔ اگر انہوں نے اس پر عمل کیا تو انہیں جنت ملے گی اور اگر کسی طرح کا گناہ کیا تو اس کا فیصلہ اللہ کی بارگاہ میں ہوگا (بخاری: ۶۸۷۳)۔ ایک دیہاتی نے نبی کریم ﷺ پر بیعت کی۔ پھر اسے بخار ہوگیا تو آپؐ سے کہنے لگا کہ میری بیعت فسخ کر دیجئے۔ نبی کریم ﷺ نے انکار کیا تو وہ خود ہی مدینہ سے چلا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مدینہ بھٹی کی طرح ہے۔ اپنی میل کچیل دور کر دیتا ہے اور صاف مال رکھ لیتا ہے (بخاری: ۷۲۰۹؛ ۷۲۱۱؛ ۷۲۱۶) مجھ سے بیعت کرو کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراؤ گے، چوری نہیں کرو گے، زنا نہیں کرو گے، اپنی اولاد کو قتل نہیں کرو گے، کسی پر بہتان نہیں لگاؤ گے اور نیک کام میں نافرمانی نہیں کرو گے۔ جس نے ان میں سے کسی برے کام کو کیا اور اسے اس کی سزا دنیا ہی میں مل جائے تو یہ اس کے لیے کفارہ ہوگا۔ اور اگر اللہ نے کسی کی برائی کو چھپا لیا تو اس کا معاملہ اللہ کے حوالہ ہے۔ چاہے تو سزا دے، چاہے تو معاف کر دے (بخاری: ۷۲۱۳) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں سے زبانی بیعت لیتے کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گی۔ آپ نے اپنی لونڈی کے سوا کسی عورت کا ہاتھ نہیں چھوا (بخاری: ۷۲۱۴)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے بیعت کرنے والی عورتوں کو نوحہ کرنے سے منع کیا (بخاری: ۷۲۱۵)۔

تبلیغ دین:

میرا پیغام لوگوں تک پہنچاؤ، اگرچہ ایک ہی آیت ہو (بخاری: ۳۴۶۰)۔ جس نے مجھ پر قصداً جھوٹ باندھا تو اسے اپنے جہنم کے ٹھکانے کے لیے تیار رہنا چاہئے (بخاری: ۳۴۶۱)۔ اللہ کے حکم پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صفا کی پہاڑی پر کھڑے ہو کر بنی فہر، بنی عدی اور قریش کو پکارتے ہوئے جمع کیا اور پہلے ان سے اپنے سچے ہونے کی گواہی لی پھر فرمایا: اللہ کی اطاعت کے ذریعہ اپنی جانوں کو اس کے عذاب سے بچاؤ۔ اگر تم شرک و کفر سے باز نہ آئے تو اللہ کے ہاں میں تمہارے کسی کام نہ آؤں گا (بخاری: ۴۷۷۱)۔ یہاں موجود لوگ غیر موجود لوگوں تک میرا پیغام پہنچا دیں۔ ایسا ممکن ہے کہ جنہیں میرا پیغام پہنچایا جائے ان میں سے بعض ایسے بھی ہوں جو سننے والوں سے زیادہ بہتر طور پر میرا پیغام محفوظ کرنے والے ہوں (بخاری: ۵۵۵۰)۔ نیکیوں کا حکم دینے اور برائیوں سے روکنے والا اگر خود اپنی تبلیغ کردہ باتوں پر عمل نہ کرے تو روز قیامت اسے آگ میں ڈال دیا جائے گا پھر وہ اس میں گدھے کی طرح چکی پیسے گا (بخاری: ۷۰۹۸)۔

تحفہ، ہبہ:

اے مسلمان عورتو! کوئی پڑوسن اپنی دوسری پڑوسن کے لیے معمولی ہدیہ کو بھی حقیر نہ سمجھے، خواہ بکری کے کھر کا ہی کیوں نہ ہو (بخاری: ۲۵۶۶)۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھانجے عروہ سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں میں دو دو ماہ تک کھانا پکانے کے لیے آگ نہ جلتی تھی اور ہم صرف کالی کھجوروں اور پانی پر گزارا کرتے تھے۔ البتہ ہمارے چند انصاری پڑوسی دودھ کا تحفہ بھیجتے تو رسول اللہ ﷺ ہمیں بھی پلا دیا کرتے تھے (بخاری: ۲۵۶۷)۔ مجھے بازو اور پائے پر بھی دعوت دی جائے یا بازو اور پائے کا تحفہ بھیجا جائے تو اسے بھی قبول کرلوں گا (بخاری: ۲۵۶۸) ایک مہاجرہ عورت نے اپنے غلام بڑھئی سے منبر بنوا کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا (بخاری: ۲۵۶۹)۔ صحابہؓ نے ایک خرگوش کا شکار کرکے اس کی رانوں کا گوشت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا تو آپ ؐ نے اس ہدیہ کو قبول کر کے اسے تناول فرمایا (بخاری: ۲۵۷۲)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی حاصل کرنے کی غرض سے لوگ تحائف بھیجنے کے لیے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی باری کا انتظار کیا کرتے تھے (بخاری: ۲۵۷۴)۔ اُم حفید رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پنیر، گھی اور گوہ (سانڈا) کے تحائف بھیجے۔ آپ ﷺ نے پنیر اور گھی تناول فرمایا لیکن گوہ پسند نہ ہونے کی وجہ سے نہ کھایا لیکن دوسرے لوگوں نے گوہ کھایا کیونکہ یہ حرام نہیں ہے (بخاری: ۲۵۷۵)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جب کوئی کھانے کی چیز لائی جاتی تو آپ پوچھتے کہ یہ زکوٰۃ ہے یا ہدیہ۔ اگر کہا جاتا کہ زکوٰۃ ہے تو آپ ؐ خود نہ کھاتے اور اصحاب سے فرماتے کہ کھاؤ۔ اگر کہا جاتا کہ ہدیہ ہے تو آپ ؐ خود بھی اصحاب کے ساتھ کھاتے (بخاری: ۲۵۷۶)۔ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گوشت پیش کیا گیا اور بتایا گیا کہ یہ بریرہ رضی اللہ کو کسی نے بطور زکوٰۃ دیا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اُن کے لیے یہ زکوٰۃ ہے اور ہمارے لیے ان کی طرف سے ہدیہ ہے (بخاری: ۲۵۷۷؛ ۲۵۷۸)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُم عطیہؓ کے ہاں زکوٰۃ کی بکری بھیجی تو انہوں نے اس کا گوشت حضرت عائشہؓ کے گھر بھیجا۔ یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: زکوٰۃ اپنی جگہ پہنچ چکی۔ (بخاری: ۲۵۷۹)۔ لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تحائف بھیجنے کے لئے آپ کے حضرت عائشہؓ کے ہاں کی باری کا انتظار کیا کرتے تھے۔ اُم المومنین اُم سلمہ رضی اللہ کہتی ہیں کہ میری سوکنیں (اُمہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما) جمع تھیں تو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بطور شکایت یہ ذکر کیا تو آپ ؐ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اُم سلمہ کی طرف سے بار بار کے شکایت پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے عائشہؓ کے بارے میں تکلیف نہ دو۔ عائشہؓ کے سوا اپنی بیویوں میں سے کسی کے کپڑے میں بھی مجھ پر وحی نازل نہیں ہوتی ہے (بخاری: ۲۵۸۰؛ ۲۵۸۱)۔

تحفہ، ہبہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خوشبو کا ہدیہ واپس نہیں فرمایا کرتے تھے (بخاری: ۲۵۸۲)۔ ایک صحابی نے بتلایا کہ انہوں نے اپنے ایک بیٹے کو غلام کا تحفہ دیا ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: کیا ایسا ہی غلام اپنے دوسرے لڑکوں کو بھی دیا ہے؟ نفی جواب سُن کر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: پھر ان سے بھی غلام واپس لے لو (بخاری: ۲۵۸۶)۔ اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان انصاف قائم رکھو۔ اگر کسی ایک کو ہدیہ دو تو ویسا ہی ہدیہ سب کو دو (بخاری: ۲۵۸۷)۔ اپنا ہبہ واپس لینے والا اس کتے کی طرح ہے جو قے کر کے پھر چاٹ لیتا ہے (بخاری: ۲۵۸۹؛ ۲۶۲۱ تا ۲۶۲۳)۔ اُم المومنین حضرت میمونہؓ نے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلایا کہ انہوں نے اپنی لونڈی آزاد کردی ہے تو نبی ﷺ نے فرمایا: اس کے بجائے اگر تم اسے اپنے ننھیال والوں کو ہدیتاً دی ہوتی تو زیادہ ثواب ملتا (بخاری: ۲۵۹۲؛ ۲۵۹۴)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں ساتھ لے جانے کے لیے اپنی ازواج مطہرات کے درمیان قرعہ اندازی کرتے۔ آپ نے اپنی تمام ازواج کے لیے ایک ایک دن اور رات کی باری مقرر کردی تھی۔ آخر میں حضرت سودہؓ نے اپنی باری نبی کی رضا کے لیے حضرت عائشہؓ کو ہدیتاً دے دی تھی (بخاری: ۲۵۹۳)۔ ہدیہ اُس پڑوسی کے گھر بھیجو جس کا دروازہ تم سے قریب ہو (بخاری: ۲۵۹۵)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صعبؓ کا گورخر کا ہدیہ واپس کرتے ہوئے کہا: ہدیہ واپس کرنا مناسب تو نہیں لیکن بات یہ ہے کہ ہم احرام باندھے ہوئے ہیں (بخاری: ۲۵۹۶)۔ ریشمی حلہ (جبہ) کے بارے میں فرمان رسول ﷺ: اسے وہی لوگ پہنتے ہیں، جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بہت سے ریشمی جبے آئے تو آپ ؐ نے ایک جبہ حضرت عمرؓ کو بھی دیا اور فرمایا: یہ تمہیں پہننے کے لیے نہیں دیا ہے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے اسے مکہ میں رہنے والے اپنے مشرک بھائی کو دے دیا (بخاری: ۲۶۱۲؛ ۲۶۱۹)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی فاطمہ الزہراؓ کے دروازہ پر دھاری دار پردہ لٹکا دیکھ کر گھر کے اندر نہیں گئے اور واپس ہو لیے اور فرمایا: میرا مجھے دنیا کی آرائش وزیبائش سے کیا سروکار۔ حضرت فاطمہؓ کے پوچھنے پر آپ ؐ نے فرمایا: اس پردہ کو فلاں کے گھر بھجوا دو۔ انہیں اس کی ضرورت ہے (بخاری: ۲۶۱۳)۔ حضرت علیؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ملا ہوا ریشمی جبہ پہن لیا تو آپ ؐ کے چہرہ پر غصہ کے آثار دیکھ کر اسے پھاڑ کر اپنی عورتوں میں تقسیم کر دیا (بخاری: ۲۶۱۴)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک دبیز قسم کے ریشم کا جبہ بطور ہدیہ پیش کیا گیا۔ آپ ؐ اس کے استعمال سے مردوں کو منع فرماتے تھے۔ تبوک کے ایک مقام دومہ کے اکیدر نصرانی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہدیہ بھیجا تھا (بخاری: ۲۶۱۶)۔

تحفہ، ہبہ: ابن جدعان کے غلام بنوصہیب نے دعویٰ کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دو مکان اور ایک حجرہ عنایت فرمایا تھا۔عبداللہ بن عمرؓ کی گواہی ملنے پر خلیفہ مروان بن حکم نے اسے مکان اور حجرہ عطا کر دیا (بخاری: ۲۶۲۴)۔(مشروط ہبہ کی اقسام۔۱۔رقبیٰ: یہ چیز تجھے دیتا ہوں لیکن اگر تو پہلے مر جائے تو یہ میری ہوگی اور اگر پہلے میں مر جاؤں تو مستقل تیری ہوگی۔۲۔عمریٰ: تیری زندگی تک میں نے یہ مکان تمہیں دیا۔ یہ دونوں شرط باطل اور نافذ العمل نہیں۔ ہبہ مستقل ہو جائے گا) عمریٰ کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ: وہ اس کا ہو جاتا ہے، جسے ہبہ کیا گیا ہو۔عمریٰ جائز ہے (بخاری: ۲۶۲۵؛۲۶۲۶)۔یمنی دبیز کھردرے کپڑے کے بارے میں حضرت عائشہؓ کا فرمان: میری لونڈی گھر میں یہ کپڑا پہننے سے انکاری ہے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں میرے پاس اسی کپڑے کی ایک قمیص تھی۔ جب کوئی لڑکی دلہن بنتی تو میرے یہاں آدمی بھیج کر وہ قمیص عاریتاً منگا لیتی تھی (بخاری: ۲۶۲۸)۔کیا ہی عمدہ ہدیہ ہے اس دودھ والی اونٹنی کا جس نے ابھی حال ہی میں بچہ جنا ہو اور دودھ دینے والی بکری کا جو صبح و شام دودھ سے برتن بھر دیتی ہے (بخاری: ۲۶۲۹)۔ جب مہاجرین مکہ سے مدینہ آئے تو صاحب زمین و جائیداد انصار نے مہاجرین سے اپنے باغات میں کام کرنے اور پھلوں میں شریک ہونے کا معاملہ کر لیا۔ جنگ خیبر سے واپسی کے بعد مہاجرین نے انصار کے دیئے ہوئے تحائف واپس کر دئے (بخاری: ۲۶۳۰)۔دودھ دینے والی بکری کا ہدیہ ایک اعلیٰ و ارفع خصلت ہے، جسے کوئی ثواب کی نیت سے اور اللہ کے وعدے کو سچا سمجھتے ہوئے کرے تو اللہ اسے جنت میں داخل کرے گا (بخاری: ۲۶۳۱)۔ بہت سے اصحاب نے اپنی فالتو زمین تہائی، چوتھائی یا نصف کی بٹائی پر دینے کی خواہش ظاہر کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زمین میں خود بوائی کرو یا پھر اپنے بھائی کو ہدیہ کر دو۔ جو ایسا نہیں کرتا تو پھر زمین اپنے پاس رکھے رہے (بخاری: ۲۶۳۲)۔ایک لہلہاتی کھیتی کے بارے میں جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا گیا کہ اسے فلاں نے کرایہ پر لیا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: مقررہ اجرت وصول کرنے سے بہتر تھا کہ وہ اسے ہدیتاً دے دیتا (بخاری: ۲۶۳۴)۔ ابراہیم علیہ السلام نے سارہ علیہا السلام کے ساتھ ہجرت کی تو بادشاہ نے ان کی خدمت کے لیے ہاجرہ کو عطیہ میں دے دیا (بخاری: ۲۶۳۵)۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو ایک گھوڑا اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے دیا تھا۔ پھر عمرؓ نے سنا کہ وہ گھوڑا بیچ رہا ہے۔ چنانچہ آپ نے نبی ﷺ سے پوچھا کہ اسے واپس میں ہی خرید لوں؟ تو جواب ملا۔ نہ خریدو۔ اپنا دیا ہوا ہدیہ واپس نہ لو (بخاری: ۲۶۳۶)۔نعمان بن بشیر رضی اللہ کی ماں کے کہنے پر ان کے والد نے انہیں کوئی چیز ہبہ کر دی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کیا تم نے اپنے دیگر بیٹوں کو بھی یہ ہبہ کیا ہے۔نفی جواب پر آپ ﷺ نے اس ہبہ کو واپس کرا دیا (بخاری: ۲۶۵۰)۔اپنے ہبہ کو واپس لینے والا اس کتے کی طرح ہے جو اپنی قے کو خود چاٹ جاتا ہو (بخاری: ۶۹۷۵)۔

تقدیر۔نصیب:

رحم مادر پر مقرر فرشتہ نطفہ کے علقہ اور مضغۃ بننے (یعنی ایک سو چالیس دن) کے بعد بچہ کے مذکر یا مؤنث، بد بخت یا نیک بخت، رزق اور عمر کے بارے میں لکھ دیتا ہے کہ کتنی ہوگی (بخاری: ۳۱۸)۔اگر بنی اسرائیل نہ ہوتے (سلویٰ کا گوشت جمع کر کے نہ رکھتے) تو گوشت کبھی نہ سڑتا۔اگر بی بی حوا نہ ہوتیں تو کوئی عورت اپنے شوہر سے خیانت نہ کرتی (بخاری: ۳۳۳۰؛۳۳۹۹)۔ حضرت موسیٰؑ اور حضرت آدمؑ میں بحث ہوئی تو حضرت موسیٰؑ نے کہا: آپ آدم ہیں، جو اپنی لغزش کی وجہ سے جنت سے نکالے گئے۔آدمؑ نے جواب دیا: آپ موسیٰ ہیں جنہیں اللہ نے اپنی رسالت اور اپنے کلام سے نوازا پھر بھی آپ مجھے ایک ایسے معاملہ پر ملامت کرتے ہیں جو اللہ نے مجھے پیدا کرنے سے چالیس سال پہلے میری تقدیر میں لکھ دیا تھا۔ چنانچہ اس بحث میں حضرت آدمؑ غالب آ گئے (بخاری: ۳۴۰۹؛۷۵۱۵؛ ۶۶۱۴)۔تم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جس کا ٹھکانہ جہنم میں یا جنت میں نہ لکھا جا چکا ہو۔ ہر شخص کے لیے اس عمل میں آسانی پیدا کر دی گئی ہے، جس کے لیے وہ پیدا کیا گیا ہے (بخاری: ۷۵۵۱؛۷۵۵۲)۔اللہ جب مخلوق کو پیدا کر چکا تو اس نے عرش کے اوپر اپنے پاس ایک کتاب لکھ کر رکھی جس میں یوں لکھا ہے کہ میری رحمت، میرے غصے پر غالب ہے (بخاری: ۷۵۵۳؛۷۵۵۴)

تنازعہ، مقدمہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ ہے کہ اگر مدعی گواہ نہ پیش کر سکے تو مدعا علیہ سے قسم لی جائے (بخاری: ۲۵۱۴؛۲۶۶۸ تا ۲۶۷۰)۔ جو شخص جان بوجھ کر کسی کا مال ہڑپ کرنے کے لیے جھوٹی قسم کھائے اللہ سے وہ اس حال میں ملے گا کہ وہ اس پر نہایت غضبناک ہوگا (بخاری: ۲۵۱۵؛۲۵۱۶؛۲۶۶۶؛۲۶۶۷؛۲۶۶۹؛۲۶۷۰؛ ۲۶۷۶؛۲۶۷۷؛۴۵۴۹؛۴۵۵۰)۔ایک سے زائد مدعا علیہ کے قسم کھانے کے لئے ان میں باہم قرعہ ڈالا جائے کہ پہلے کون قسم کھائے گا (بخاری: ۲۶۷۴)۔

اگر کسی مقدمہ میں کوئی باتوں کے زور پر اپنے بھائی کا مال ناحق حاصل کرلے تو وہ اصل میں دوزخ کا ایک ٹکڑا حاصل کر رہا ہوتا ہے (بخاری: ۲۶۸۰؛ ۲۱۸۱؛ ۷۱۸۵)۔ گواہ مدعی پر اور قسم مدعا علیہ پر ہے۔ اگر مدعا علیہ جھوٹی قسم کھا کر کسی کا مال ہڑپ کرلے تو اسے اس وعید کا مصداق قرار دیا جائے گا جو سورۃ آل عمران آیت: ۷۷ میں ہے کہ جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کو تھوڑی قیمت پر بیچ دیتے ہیں (بخاری: ۴۵۵۲)۔

تعریف،تنقید۔مبالغہ:

کسی کی تعریف یوں کرو: میں فلاں شخص کو ایسا سمجھتا ہوں۔ آگے اللہ خوب جانتا ہے (بخاری: ۲۶۶۲)۔ کسی کی مبالغہ کے ساتھ تعریف کرنا گویا اسے ہلاک کرنا اور اس کی کمر توڑنا ہے (بخاری: ۲۶۶۳)۔

توبہ۔دعائیں:

سیدالاستغفار یہ ہے: اے اللہ! تو میرا رب ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو نے ہی مجھے پیدا کیا اور میں تیرا ہی بندہ ہوں۔ میں اپنی طاقت کے مطابق تجھ سے کئے ہوئے عہد اور وعدہ پر قائم ہوں ان بری حرکتوں کے عذاب سے جو میں نے کی ہیں، تیری پناہ مانگتا ہوں۔ مجھ پر نعمتیں تیری ہیں اس کا اقرار کرتا ہوں۔ میری مغفرت کردے کہ تیرے سوا اور کوئی بھی گناہ معاف نہیں کرتا۔ جس نے اس دعا کے الفاظ پر یقین رکھتے ہوئے دل سے ان کو کہہ لیا اور اسی دن اس کا انتقال ہوگیا تو وہ جنتی ہے (بخاری: ۶۳۰۶)۔ اللہ کی قسم! میں دن میں ستّر (۷۰) مرتبہ سے زیادہ اللہ سے استغفار اور توبہ کرتا ہوں (بخاری: ۶۳۰۷)۔ اللہ اپنے بندے کی توبہ سے اس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جس کا اونٹ چٹیل میدان میں گم ہونے کے بعد اچانک مل جائے (بخاری: ۶۳۰۹)۔ جب تو سونے لگے تو نماز کی طرح وضو کر کے دائیں کروٹ لیٹ جا اور یہ دعا پڑھ: اے اللہ! میں نے اپنے آپ کو تیری اطاعت میں دے دیا۔ اپنا سب کچھ تیرے سپرد کر دیا۔ اپنے معاملات تیرے حوالے کردئے۔ خوف کی وجہ سے اور تیری رحمت کی امید میں کوئی پناہ گاہ تیرے سوا نہیں۔ میں تیری کتاب پر ایمان لایا جو تو نے نازل کی ہے اور تیرے نبی پر جسے تو نے بھیجا ہے (بخاری: ۶۳۱۱؛ ۶۳۱۳؛ ۶۳۱۵)۔ نبی کریم بستر پر سوتے وقت یہ دعا پڑھتے: باسمک اموت واحیا (تیرے ہی نام کے ساتھ میں مردہ اور زندہ رہتا ہوں) ۔ اور جب بیدار ہوتے تو کہتے: الحمدللہ الذی احیانا بعدامااتنا والیہ النشور (تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے ہمیں موت کے بعد زندگی بخشی اور اسی کی طرف ہم کو لوٹنا ہے) (بخاری: ۶۳۱۲؛ ۶۳۱۴؛ ۶۳۲۴؛ ۶۳۲۵)۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سونے کے لیے لیٹتے تو اپنے ہاتھوں پر معوذات (سورۃ اخلاص، الفلق، الناس) پڑھ کر پھونکتے اور دونوں ہاتھ اپنے جسم پر پھیرتے (بخاری: ۶۳۱۹)۔ ہر رات کے آخری تہائی حصہ میں اللہ تبارک تعالیٰ آسمان دنیا کی طرف نزول فرما کر کہتا ہے کہ کوئی ہے جو مجھ سے دعا کرے اور میں اس کی دعا قبول کروں۔ کوئی ہے جو مجھ سے مانگے کہ میں اسے عطا کروں۔ کوئی ہے جو مجھ سے بخشش طلب کرے تاکہ میں اس کی بخشش کروں (بخاری: ۶۳۲۱)۔ بیت الخلاء جانے کی مسنون دعا: اللھم انی اعوذ بک من الخبث والخبائث۔ اے اللہ! میں خبیث جنوں اور جنیوں کی برائی سے تیری پناہ مانگتا ہوں (بخاری: ۶۳۲۲)۔ صدقہ لانے والے کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یوں دعا دیتے: اے اللہ! فلاں کی آل اولاد پر اپنی رحمتیں نازل فرما (بخاری: ۶۳۳۲)۔ جب تم اللہ سے کوئی دعا کرو تو یوں نہ کہو کہ اے اللہ! اگر تو چاہے تو مجھے عطا کر، تو اگر چاہے تو مجھے معاف کردے، میری مغفرت کردے، بلکہ یقین کے ساتھ دعا کیا کرو (بخاری: ۶۳۳۸؛ ۶۳۳۹)۔

توبہ۔دعائیں: پریشانی کے وقت کی مسنون دعاء: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو بہت عظمت والا ہے اور بردبار ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو آسمانوں اور زمین کا رب اور عرش عظیم کا رب ہے (بخاری: ۶۳۴۵؛ ۶۳۴۶) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مصیبت کی سختی، تباہی تک پہنچ جانے، قضاء وقدر کی برائی اور دشمنوں کے خوش ہونے سے پناہ مانگتے تھے (بخاری: ۶۳۴۷)۔ اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ بدترین بڑھاپا مجھ پر آجائے اور تجھ سے پناہ مانگتا ہوں دنیا کے فتنہ، دجال کے فتنہ سے اور تجھ سے پناہ مانگتا ہوں قبر کے عذاب سے (بخاری: ۶۳۶۵)۔ اے اللہ! میں عاجزی سے، سستی سے، بزدلی سے، بہت زیادہ بڑھاپے سے، زندگی اور موت کی آزمائشوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں (بخاری: ۶۳۶۷)۔ اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں سستی سے، بہت زیادہ بڑھاپے سے، گناہ سے، قرض سے، قبر کی آزمائش سے، قبر کے عذاب سے، دوزخ کی آزمائش سے، دوزخ کے عذاب سے، مالداری کی آزمائش سے، محتاجی کی آزمائش سے اور مسیح دجال کی آزمائش سے۔ اے اللہ! میرے گناہوں کو دھو دے اور میرے دل کو خطاؤں سے پاک صاف کردے (بخاری: ۶۳۶۸؛ ۶۳۷۵؛ ۶۳۷۷)۔ اے اللہ! میں

تیری پناہ مانگتا ہوں غم والم سے، عاجزی سے، سستی سے، بزدلی سے، بخل سے، قرض چڑھ جانے اور لوگوں کے غلبہ سے (بخاری:۶۳۶۹)۔ اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں بزدلی سے، بخل سے، ناکارہ عمر کو پہنچنے سے، دنیا کی آزمائش اور قبر کے عذاب سے (بخاری:۶۳۷۴)۔ خادم رسول حضرت انسؓ کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا: اے اللہ! اس کے مال واولاد میں زیادتی کر اور جو کچھ تو اسے دے، اس میں برکت عطا فرما (بخاری:۶۳۷۸ تا ۶۳۸۱)۔ **دعائے استخارہ:** جب تم کسی مباح کام کا ارادہ کرو تو دو رکعت نفل پڑھ کر یوں دعا مانگو: اے اللہ! میں بھلائی مانگتا ہوں تیری بھلائی سے، تو علم والا ہے، مجھے علم نہیں اور تو تمام پوشیدہ باتوں کو جاننے والا ہے۔ اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے لیے بہتر ہے، میرے دین کے اعتبار سے، میری معاش اور میرے انجام کار تو اسے میرے لیے مقدر کردے۔ اور اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے لیے بُرا ہے، میرے دین کے لیے، میری زندگی کے لیے اور میرے انجام کار کے لیے تو اسے مجھ سے پھیر دے اور میرے لیے بھلائی مقدر کردے جہاں کہیں بھی وہ ہو اور پھر مجھے اس سے مطمئن کردے۔ (بخاری:۶۳۸۲)۔ عمومی مسنون دعا: اللّٰھم ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار (ترجمہ) اے اللہ! ہمیں دنیا اور آخرت دونوں میں بھی بھلائی عطا کر اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا آمین (بخاری:۶۳۸۹)۔

توبہ۔ دعائیں: میرے رب! میری خطا، میری نادانی، اور تمام معاملات میں میرے حد سے تجاوز کرنے میں میری مغفرت فرما اور وہ گناہ بھی جن کو تو مجھ سے زیادہ جاننے والا ہے۔ اے اللہ! میری مغفرت کر، میری خطاؤں میں، میرے ارادے اور بغیر ارادے کے کاموں میں، میرے ہنسی مزاح کے کاموں میں۔ اے اللہ! میری مغفرت فرما ان کاموں میں جو میں کر چکا ہوں اور جو میں ابھی کروں گا اور جنہیں میں نے چھپایا اور ظاہر کیا ہے، تو ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے (بخاری: ۶۳۹۸؛ ۶۳۹۹)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر فرض نماز کے بعد یہ دعا کیا کرتے تھے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ وہ یکتا ہے کوئی اس کا شریک نہیں۔ اے اللہ! جو تو دینا چاہے اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جو تو روکنا چاہے اسے کوئی دینے والا نہیں اور تیرے حضور کسی دولت مند کی دولت کچھ کام نہیں آسکتی (بخاری: ۶۶۱۵) اللہ سے پناہ مانگا کرو آزمائش کی مشقت سے، بدبختی کی پستی سے، بُرے خاتمے اور دشمن کے ہنسنے سے (بخاری:۶۶۱۶)۔ ایک بندے نے بہت گناہ کئے اور کہا! اے میرے رب! میں تیرا ہی گناہگار بندہ ہوں تو مجھے بخش دے۔ اللہ نے فرمایا: میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب ضرور ہے جو گناہ معاف کرتا ہے اور گناہ کی وجہ سے سزا بھی دیتا ہے میں نے اپنے بندے کو بخش دیا۔ (بخاری:۷۵۰۷)۔

توبہ۔ اذکارِ مسنونہ:

اعوذ باللہ من الشیطان پڑھنے سے غصہ جاتا رہتا ہے (بخاری:۳۲۸۲)۔ جو دن بھر میں یہ دعا سو مرتبہ پڑھے تو اسے دس غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا، نامہ اعمال میں سو نیکیاں ملیں گی اور سو برائیاں اس سے مٹا دی جائیں گی لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ، لہ الملک، ولہ الحمد وھو علی کل شئی قدیر (ترجمہ) نہیں ہے کوئی معبود، اللہ کے سوا، اس کا کوئی شریک نہیں، ملک اسی کا ہے اور تمام تعریف اسی کے لیے ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے (بخاری:۳۲۹۳)۔۔ سبحان اللہ وبحمدہٖ، سبحان اللہ العظیم دو ایسے کلمے ہیں جو اللہ کو بہت پسند ہیں، زبان پر ہلکے اور قیامت کے دن میزان پر بھاری ہیں (بخاری:۷۵۶۳)۔

توبہ۔ دعائے مسنونہ:

میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کے پورے پورے کلمات کے ذریعہ ہر ایک شیطان سے اور ہر زہریلے جانور سے اور ہر نقصان پہنچانے والی نظر بد سے (بخاری:۳۳۷۱)۔ اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں بخل سے، سستی سے، نکمی اور خراب بڑی عمر سے، عذاب قبر سے، دجال کے فتنہ سے اور زندگی وموت کے فتنے سے (بخاری: ۴۷۰۷)۔ اے اللہ! ہمیں دنیا میں بھی بہتری دے اور آخرت میں بھی۔ اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا (بخاری:۴۵۲۲)۔ اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں غم سے، رنج سے، عجز سے، سستی سے، بخل سے، بزدلی سے، قرض کے بوجھ سے اور لوگوں کے غلبہ سے (بخاری:۵۴۲۵)۔ سوتے وقت کی مسنون دعا: اللّٰھم باسمک احیا و اموت (اے اللہ! تیرے نام کے ساتھ زندہ ہوں اور اسی کے ساتھ مروں گا)۔ نیند سے اٹھنے کی مسنون دعا: الحمد للہ الذی احیانا بعد ما اماتنا والیہ النشور (تمام تعریف اس اللہ کے لیے ہے جس نے اس کے بعد زندہ کیا کہ ہم مر چکے تھے اور اسی کی طرف اٹھ کر جانا ہے) (بخاری:۷۳۹۴؛ ۷۳۹۵)۔ بیوی کے پاس جانے کی مسنون دعا: باسم اللہ، اللّٰھم جنبنا الشیطان، وجنب الشیطان ما رزقتنا (شروع اللہ کے نام سے، اے اللہ! ہمیں شیطان سے دور رکھنا اور تو جو ہمیں عطا کرے، اسے بھی شیطان سے دور رکھنا) (بخاری:۷۳۹۶)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پریشانی کے وقت یہ دعا کرتے تھے: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو بہت جاننے والا بڑا

بردبار ہے۔اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو عرش عظیم کا رب ہے۔اللہ کے سوا کوئی رب نہیں جو آسمانوں کا رب ہے، زمین کا رب ہے اور عرش کریم کا رب ہے (بخاری:۷۴۲۶؛ ۷۴۳۱)۔اللہ سے عزم کے ساتھ دعا کرو۔یوں نہ کہو کہ اگر تو چاہے تو فلاں چیز مجھے عطا کر (بخاری: ۶۳۳۸؛ ۷۴۷۷)۔

توبہ۔وظائف:

جب پڑھنے والا آمین کہے تو تم بھی آمین کہو کیونکہ اس وقت ملائکہ بھی آمین کہتے ہیں۔پس جس کی آمین ملائکہ کی آمین کے ساتھ ہوتی ہے، اس کے پچھلے گناہ معاف کردئے جاتے ہیں (بخاری:۶۴۰۲)۔جس نے دن میں یہ کلمہ سو دفعہ پڑھا، اسے دس غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا، اس کے لیے سو نیکیاں لکھی جائیں گی، سو برائیاں مٹادی جائیں گی اور اس دن وہ شیطان کے شر سے محفوظ رہے گا: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لیے بادشاہی ہے اور اسی کے لیے تعریفیں ہیں اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے (بخاری:۶۴۰۳)۔جس نے دن میں سو مرتبہ سبحان اللہ وبحمدہٖ کہا، اس کے گناہ معاف کردئے جاتے ہیں، خواہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں (بخاری:۶۴۰۵)۔دو کلمے زبان پر ہلکے اور میزان میں بہت بھاری اور رحمٰن کو عزیز ہیں: سبحان اللہ العظیم، سبحان اللہ وبحمدہٖ (بخاری:۶۴۰۶)۔جو اپنے رب کو یاد کرتا ہے اور جو اپنے رب کو یاد نہیں کرتا ان کی مثالیں زندہ اور مردہ جیسی ہیں (بخاری:۶۴۰۷)۔اللہ کے کچھ فرشتے راستوں میں اللہ کی یاد کرنے والوں کو تلاش کرکے پہلے آسمان تک اپنے پروں سے ان پر امنڈتے رہتے ہیں اور ذکر کے اختتام پر اپنے رب کے پاس جاکر انہیں بتلاتے ہیں کہ تیرے بندے تیری تسبیح، تیری حمد اور تیری کبریائی بیان کررہے تھے حالانکہ انہوں نے تجھے نہیں دیکھا ہے۔اگر وہ تیرا دیدار کرلیتے تو تیری عبادت اور بھی زیادہ کرتے۔ وہ تجھ سے جنت مانگتے ہیں حالانکہ انہوں نے جنت کو نہیں دیکھا ہے۔اگر انہوں نے جنت کو دیکھا ہوتا تو وہ اس سے اور بھی زیادہ جنت کے خواہشمند ہوتے۔وہ جہنم سے پناہ مانگتے ہیں حالانکہ انہوں نے جہنم کو نہیں دیکھا۔اگر انہوں نے جہنم کو دیکھا ہوتا تو اس سے بچنے میں وہ سب سے آگے ہوتے۔یہ سن کر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں تمہیں گواہ بناکر ان کی مغفرت کرتا ہوں اور اس فرد کی بھی مغفرت کرتا ہوں جو ذاکرین میں سے تو نہیں تھا لیکن اپنی وہ اپنی کسی ضرورت سے وہاں آگیا تھا۔کیونکہ ذاکرین وہ لوگ ہیں، جن کی مجلس میں بیٹھنے والا بھی نامراد نہیں ہوتا (بخاری:۶۴۰۸)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صرف مقررہ دنوں میں صحابہ کرام کو وعظ فرمایا کرتے تھے تاکہ لوگ اکتا نہ جائیں (بخاری:۶۴۱۱)۔

جادو، زہر:

جس نے ہر دن صبح کے وقت سات عجوہ کھجوریں کھالیں اسے اس دن زہر اور جادو نقصان نہ پہنچا سکے گا (بخاری:۵۴۴۵)۔جادو کرنے کرانے سے بچو (بخاری: ۵۷۶۴)۔سن نو ہجری میں عراق سے آئے ہوئے دو آدمیوں کے خطاب سے اہلِ مدینہ بہت متاثر ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بعض تقریریں بھی جادو بھری ہوتی ہیں (بخاری:۵۷۶۷)۔

جانور۔احکام:

مُرغ کی بانگ سنو تو اللہ سے فضل کا سوال کیا کرو کہ اس نے فرشتے کو دیکھا ہے (بخاری:۳۳۰۳)۔گدھے کی آواز سنو تو شیطان سے اللہ کی پناہ مانگو کیونکہ اس نے شیطان کو دیکھا ہے (بخاری:۳۳۰۳)۔چھپکلی ایک موذی جانور ہے۔اسے مار ڈالو (بخاری:۳۳۰۶؛ ۳۳۰۷)۔گھروں کے پتلے یا سفید سانپوں کو نہ مارا کرو (بخاری:۳۳۱۱؛ ۳۳۱۳)۔پانچ موذی جانوروں چوہا، بچھو، چیل، کوا اور کاٹنے والا کتوں کو حرم میں بھی مارا جاسکتا ہے (بخاری:۳۳۱۴؛ ۳۳۱۵)۔ ایک نبی کو درخت کے نیچے ایک چیونٹی نے کاٹ لیا تو انہوں نے چیونٹیوں کا سارا چھتہ جلوادیا۔اللہ نے وحی بھیجی کہ تمہیں تو اسی چیونٹی کو جلانا تھا، جس نے تمہیں کاٹا تھا (بخاری: ۳۳۱۹)۔جب مکھی کسی کھانے پینے کی چیز میں پڑ جائے تو اسے ڈبو کر نکال پھینکو۔اس کے ایک پر میں بیماری اور دوسرے میں شفاء ہوتی ہے (بخاری:۳۳۲۰)۔رحمت کے فرشتے ان گھروں میں داخل نہیں ہوتے جن میں کتا یا جاندار کی تصویر ہو (بخاری:۳۳۲۲)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتوں کو مارنے کا حکم دیا ہے (بخاری:۳۳۲۳)۔کھیت یا مویشی کی حفاظت کے علاوہ جو شخص کتا پالے، اس کے عمل سے روزانہ ایک قیراط ثواب کم کردیا جاتا ہے (بخاری:۳۳۲۴؛ ۳۳۲۵)۔

جانور۔رحم دلی:

ایک پیاسے مسافر نے ایک کنویں میں اتر کر اپنی پیاس بجھائی۔باہر نکلا تو دیکھا کہ ایک پیاسا کتا تری کو چاٹ رہا ہے۔وہ پھر کنویں میں اترا اور اپنے جوتے میں

پانی بھر کر لایا اور کتے کو پلایا تو اللہ نے اس کی مغفرت فرمادی (بخاری:۱۷۳؛ ۶۰۰۹؛ ۲۳۶۳) ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جہنم میں دکھایا گیا ایک بلی ایک عورت کو نوچ رہی تھی ۔ پوچھنے پر بتایا گیا کہ اس عورت نے اس بلی کو باندھے رکھا تھا حتیٰ کہ بھوک کی وجہ سے وہ مرگئی ۔ نہ تو اسے کھانا دیا اور نہ چھوڑا کہ خود کہیں سے کچھ کھا لیتی (بخاری: ۷۴۵؛ ۳۳۱۸؛ ۲۳۶۴؛ ۲۳۶۵) ۔ ہر جاندار پر رحم کرنے کا اجر ملتا ہے ۔ کنویں کے اندر اتر کر وہاں سے پانی باہر نکال کر پیاسے کتے کو پلانے والے کی اللہ نے مغفرت فرمادی (بخاری:۲۴۶۶) ۔ بنی اسرائیل کی ایک فاحشہ زانیہ عورت نے ایک کنویں کے گرد چکر کاٹتے پیاسے کتے کو پانی نکال کر پلایا تو اللہ نے اس کی اسی عمل کے سبب بخشش کر دی (بخاری: ۳۴۶۷؛ ۳۳۲۱) ۔

جزیہ، ذمی:

کفار سے جنگ کے لیے حضرت عمرؓ نے فوجوں کو فارس کے بڑے شہروں کی طرف بھیجا اور قادسیہ لڑائی کا نتیجہ مسلمانوں کے حق میں نکلا تو شوستر کا حاکم ہرمزن اسلام لے آیا (بخاری: ۳۱۵۹) ۔ غزوہ تبوک کے دوران ایلہ کے حاکم یوحنا بن روبہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک سفید خچر بھیجا ۔ آپؐ نے انہیں ایک چادر بھیجا اور ایک تحریر کے ذریعہ اسے ہی اس کے ملک پر حاکم باقی رکھا (بخاری: ۳۱۶۱) ۔ حضرت عمرؓ کا زخمی ہونے کے بعد وصیت: ذمیوں سے کئے گئے عہد کی حفاظت میں کوتاہی نہ کرنا کیونکہ وہ تمہارے نبی کا ذمہ اور ان سے وصول کردہ جزیہ تمہارے گھر والوں کی روزی ہے (بخاری: ۳۱۶۲) ۔ بحرین سے بطور خراج آنے والا مال ان تمام اموال میں سب سے زیادہ تھا جو اب تک دربار رسالت میں آچکے تھے ۔ آپؐ کے حکم سے تمام اموال کو مسجد میں پھیلا دیا گیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آخری درہم کے تقسیم ہونے تک وہیں بیٹھے رہے (بخاری: ۳۱۶۵) ۔ جس نے کسی ذمی کو ناحق قتل کیا، وہ جنت کی خوشبو بھی نہ پاسکے گا حالانکہ جنت کی خوشبو چالیس سال کی مسافت سے سونگھی جاسکتی ہے (بخاری: ۳۱۶۶) ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے ہمراہ یہودیوں کے مدرسہ بیت المدراس پہنچے اور اُن سے کہا: اسلام لاؤ تو سلامتی کے ساتھ رہوگے ۔ یہ جان لو کہ زمین اللہ اور اس کے رسول کی ہے اور میرا ارادہ ہے کہ تمہیں اس ملک سے نکال دوں (بخاری: ۳۱۶۷) ۔ جب اسلامی حکومت کی طرف سے غیر مسلموں سے ان کی جان و مال کی حفاظت کے بارے میں اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کا عہد توڑا جانے لگے گا تو اللہ بھی ذمیوں کے دلوں کو سخت کردے گا اور وہ جزیہ دینا بند کر کے لڑنے کو مستعد ہوں گے (بخاری: ۳۱۸۰) ۔

جمعہ ۔ فضائل:

جمعہ کے دن کے بارے میں لوگوں نے اختلاف کیا ۔ یہودیوں نے تو اسے دوسرے دن (ہفتہ کو) کرلیا اور نصاریٰ نے تیسرے دن (اتوار کو) (بخاری: ۳۴۸۶) ۔ ہر مسلمان کو ہفتہ میں ایک دن (جمعہ) غسل کرلینا لازم ہے (بخاری: ۳۴۸۷) ۔ جمعہ کے دن ایک ایسی مختصر گھڑی آتی ہے جس میں کوئی مسلمان نماز پڑھ کر اللہ سے خیر مانگے تو اللہ اسے ضرور دیتا ہے (بخاری: ۵۲۹۴؛ ۶۴۰۰) ۔ جمعہ کے دن ہر بالغ کے لیے غسل ضروری ہے (بخاری: ۸۵۸؛ ۲۶۶۵) ۔

جن ۔ اسلام:

جس رات میں جنوں نے قرآن مجید سنا تھا، اس بات کی خبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ببول کے ایک درخت نے دی تھی (بخاری: ۳۸۵۹) ۔ ہڈی اور گوبر جنوں کی خوراک ہیں انہیں استنجے کے لیے استعمال نہ کیا کرو (بخاری: ۳۸۶۰) ۔ عبداللہ ابن مسعود کہتے ہیں کہ کچھ لوگ جنوں کی عبادت کرتے تھے ۔ لیکن وہ جن بعد میں مسلمان ہوگئے لیکن یہ مشرک جاہلی شریعت پر قائم رہے اور انہی جنوں کی پرستش کرتے رہے (بخاری: ۴۷۱۴؛ ۴۷۱۵) ۔

جہاد فی سبیل اللہ:

جو شخص اللہ کے کلام کی تصدیق کے لیے اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے نکلا تو اللہ اس کا ضامن ہوجاتا ہے کہ یا تو اسے ثواب اور مالِ غنیمت کے ساتھ واپس کرے یا شہادت کے بعد جنت میں داخل کردے ۔ (بخاری: ۳۶؛ ۷۴۵۷؛ ۷۴۶۳) اللہ کی راہ میں لگا ہر زخم روز قیامت اسی حالت میں ہوگا، جس طرح وہ لگا تھا ۔ اس کا رنگ تو خون کا سا ہوگا لیکن خوشبو مشک کی سی ہوگی (بخاری: ۲۳۷) ۔ کعب بن اشرف اسلام کا پکا دشمن یہودی تھا جس نے اللہ کے رسول ﷺ کو بہت تکلیف دیا ہوا تھا ۔ رسول اللہ کے کہنے پر محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کعب کو قتل کر دیا (بخاری: ۲۵۱۰) ۔ عبداللہ بن عمر کو چودہ سال کی عمر میں غزوہ احد میں شرکت کی اجازت نہیں ملی

جبکہ پندرہ سال کی عمر میں غزوہ خندق میں شرکت کی اجازت مل گئی (بخاری:۲۶۶۴)۔یقین رکھو کہ جنت تلواروں کے سایے کے نیچے ہے (بخاری:۲۸۱۸)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بغیر زین کے گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر صحابہ کرامؓ سے آگے نکل گئے تھے اور آپ کی گردن مبارک سے تلوار لٹک رہی تھی۔(بخاری:۲۸۶۶)۔قیامت سے پہلے وہ وقت بھی آئے گا جب تم یہودیوں سے جنگ کروگے اور وہ بھاگتے پھریں گے۔حتیٰ کہ کوئی یہودی اگر کسی پتھر کے پیچھے بھی چھپے گا تو پتھر بول اٹھے گا کہ یہ یہودی میرے پیچھے چھپا ہے، اسے قتل کرڈال (بخاری:۲۹۲۵؛۲۹۲۶؛۳۵۹۳)۔قیامت قائم نہ ہوگی جب تک تم بالوں والے جوتے پہننے والوں اور ڈھال جیسی چوڑی منہ والی قوم سے جنگ نہ کرلوگے (بخاری:۲۹۲۷؛۲۹۲۹)۔ مشرکین کے جس قبیلے پر شب خون مارا جائے گا، ان کی عورتوں اور بچوں کو بھی قتل کرنا درست ہوگا کیونکہ وہ بھی انہیں میں سے ہیں (بخاری:۳۰۱۲؛۳۰۱۳)۔لڑائی ایک چال اور مکروفریب کا نام ہے (بخاری:۳۰۲۸ تا ۳۰۳۰)۔جب بنوقریظہ کے یہودی سعد بن معاذؓ کی ثالثی کی شرط پر ہتھیار ڈال کر قلعہ سے اتر آئے تو سعد بن معاذؓ نے لڑنے والے یہودیوں کو قتل اور ان کی عورتوں اور بچوں کو غلام بنانے کا فیصلہ سنایا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا ہے (بخاری:۳۰۴۳)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کسی قوم پر فتح حاصل ہوتی تو میدان جنگ میں تین رات قیام فرماتے (بخاری:۳۰۶۵)۔فتح مکہ کے بعد مکہ سے مدینہ ہجرت باقی نہیں رہی البتہ حسن نیت اور جہاد باقی ہے (بخاری:۳۰۷۷ تا ۳۰۸۰) رہزنی اور مثلہ کرنا منع ہے (بخاری:۵۵۱۶)۔

جہاد۔مشقیں:
نبی کریم صلی الہ علیہ وسلم نے جہاد کے لئے تیار اور زیر تربیت گھوڑوں کی دوڑ کرائی (بخاری:۴۲۰)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تربیت یافتہ گھوڑوں کی دوڑ پانچ میل کی مسافت اور غیر تربیت یافتہ گھوڑوں کی دوڑ ایک میل کی مسافت تک کروائی (بخاری:۲۸۶۸ تا ۲۸۷۰)۔قبیلہ بنواسلم میں تیراندازی کی مشق کرنے والوں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان: اسماعیل علیہ السلام کے بیٹو! تیراندازی کرو کہ تمہارے بزرگ دادا اسماعیل علیہ السلام بھی تیرانداز تھے (بخاری:۲۸۹۹)۔حبشہ کے کچھ لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے چھوٹے نیزے کا کھیل حراب دکھلا رہے تھے کہ حضرت عمرؓ وہاں آ گئے اور کنکریوں سے انہیں مارنے لگے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: عمرؓ! انہیں کھیل دکھانے دو (بخاری:۲۹۰۱)۔بہترین تیرانداز ابوطلحہؓ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک ہی مشترکہ ڈھال کی آڑ میں تیراندازی کی مشق کررہے تھے (بخاری:۲۹۰۲)۔صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تلواروں کی آرائش سونے چاندی سے نہیں بلکہ اونٹ کی پشت کا چمڑہ، سیسہ اور لوہا ان کی تلواروں کے زیور تھے (بخاری:۲۹۰۹)۔اے بنواسماعیل! تیراندازی کی مشق کئے جاؤ۔کیونکہ تمہارے بزرگ دادا بھی تیرانداز تھے (بخاری:۳۳۷۳)۔

جہاد۔ممنوعات: لوٹ مار کرنا اور مثلہ کرنا منع ہے (بخاری:۲۴۷۴)۔ایک عورت کسی غزوے میں مقتول پائی گئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں اور بچوں کے قتل سے منع فرمایا (بخاری:۳۰۱۵)۔

جہاد۔فضائل: جہاد کے برابر کوئی عمل نہیں ہے۔ایسا کون ہے جو مجاہد کے جہاد کے لیے نکلنے کے دوران مسجد میں داخل ہوکر مسلسل اللہ کی عبادت کرتا رہے اور مسلسل روزے رکھتا رہے (بخاری:۲۷۸۵)۔لوگوں میں افضل شخص وہ مومن ہے جو اللہ کی راہ میں اپنی جان اور اپنے مال سے جہاد کرے۔اس کے بعد افضل وہ ہے جو خوف خدا میں لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ رکھنے کے لئے پہاڑ کی کسی گھاٹی میں رہنے لگے (بخاری:۲۷۸۶)۔اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے کی مثال اس شخص کی سی ہے جو رات بھر مسلسل نماز پڑھتا ہے اور دن میں برابر روزے رکھتا رہے۔اللہ نے مجاہد کی ذمہ داری لی ہوئی ہے کہ اگر اسے شہادت دے گا تو اسے بے حساب وکتاب جنت میں داخل کرے گا یا زندہ سلامت گھر ثواب اور مال غنیمت کے ساتھ واپس کرے گا (بخاری:۲۷۸۷)۔خواب میں میری اُمت کے کچھ لوگ میرے سامنے اس طرح پیش کئے گئے کہ وہ اللہ کی راہ میں سمندر میں غزوہ کرنے کے لیے اس طرح جارہے ہیں جیسے بادشاہ تخت رواں پر سوار ہوتے ہیں (بخاری:۲۷۸۸؛۲۷۸۹؛۲۷۹۹؛۲۸۰۰؛۲۸۷۷؛۲۸۷۸؛۲۸۹۴؛ ۲۸۹۵)۔ اللہ کے راستے میں گزرنے والی ایک صبح یا شام دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے، سب سے بہتر ہے (بخاری:۲۷۹۲ تا ۲۷۹۴؛۲۷۹۶)۔جس بندے کے قدم اللہ کے راستے میں غبار آلود ہو گئے، اسے جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی (بخاری:۲۸۱۱) دشمن کی سرحد پر ایک دن کے پہرہ کا اجر دنیا ومافیہا سے بڑھ کر ہے (بخاری:۲۸۹۲)۔میری اُمت کا سب سے پہلا لشکر جو دریائی سفر کر کے جہاد کے لیے جائے گا،

اللہ نے اس کے لیے مغفرت واجب کردی ہے (بخاری:۲۹۲۴)۔میری اُمت کا سب سے پہلا لشکر جو قیصر روم کے شہر قسطنطنیہ پر چڑھائی کرے گا، اُن کی مغفرت ہوگی (بخاری:۲۹۲۴)۔جو اللہ کی راہ میں قتل کیا جائے گا وہ جنت میں جائے گا (بخاری:۷۵۳۰)۔

جہاد۔فرشتے: جنگ خندق سے فارغ ہوکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہتھیار رکھ کر غسل کرنا چاہ رہے تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام غبار آلود حالت میں حاضر ہوئے اور فرمایا: میں نے تو ابھی تک ہتھیار نہیں اتارے کیونکہ اب بنو قریظہ کی طرف کا ارادہ ہے۔چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر بنو قریظہ کے خلاف لشکر کشی کی (بخاری:۲۸۱۳)۔سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ غزوہ اُحد کے موقع پر انہوں نے دو اجنبی افراد (انسانی صورت میں جبرئیل اور میکائیل علیہ السلام) کو سفید لباس میں دیکھا جو آپؐ کو اپنی حفاظت میں لے کر کفار سے سختی سے لڑ رہے تھے۔ سعد بن وقاصؓ نے انہیں نہ اس پہلے کبھی دیکھا اور نہ بعد میں کبھی دیکھا (بخاری:۴۰۵۴؛۵۸۲۶)۔

جہاد۔دعا: غلاموں کی مدد کے بغیر سخت سردی میں غزوہ خندق کے لیے مہاجرین وانصار رضوان اللہ اجمعین کو صبح صبح خندق کھودتے دیکھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: اے اللہ! زندگی تو پس آخرت ہی کی زندگی ہے۔پس انصار اور مہاجرین کی مغفرت فرما (بخاری:۲۸۳۴؛۲۸۳۵)۔غزوہ خندق میں مٹی ڈھوتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعائیہ اشعار پڑھتے: اے اللہ! اگر تو ہدایت نہ دیتا تو ہم نہ صدقہ دیتے نہ نماز پڑھتے۔پس تو ہم پر سکینت نازل فرما اور دشمن سے مقابلہ کے وقت ہمیں ثابت قدم رکھ (بخاری:۲۸۳۷؛۳۰۳۴)۔مسلمانوں کی فوج میں ایسے ادوار بھی آئیں گے جب فوج میں کسی صحابی، تابعین اور تبع تابعین کی موجودگی کے باعث ان سے فتح کی دعا کرائی جائے گی (بخاری:۲۸۹۷)۔غزوہ حنین میں دشمن ہوازن اور بنو نصر کے بہترین تیر اندازوں کے مقابلہ میں جب زرہ، خود اور ہتھیاروں سے محروم بے سروسامان نوجوانوں نے میدان جنگ میں اپنی جگہ چھوڑ دیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سواری سے اتر کر اللہ سے مدد کی دعا مانگی اور مجاہدین کی نئے سرے سے صف بندی کی (بخاری:۲۹۳۰)۔جہاد سے واپسی پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تین بار اللہ اکبر کہتے اور یہ دعا پڑھتے: ان شاء اللہ ہم اللہ کی طرف لوٹنے والے ہیں۔اپنے رب کی تعریف کرنے، عبادت کرنے اور اس کے لیے سجدہ کرنے والے ہیں۔اللہ نے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا۔اپنے بندے کی مدد کی اور کافروں کے لشکر کو اسی اکیلے نے شکست دی (بخاری:۳۰۸۴ تا ۳۰۸۶)۔ایک ایسا وقت بھی آئے گا جب جہاد کے لیے جمع فوج سے پوچھا جائے گا کہ تم میں کوئی صحابی ہے؟ پھر ان کے ذریعہ سے فتح کی دعا مانگی جائے گی۔اس کے بعد پھر جہاد ہوگا تو پوچھا جائے گا کہ تم میں سے کوئی تابعی ہے؟ پھر ان کے ذریعہ سے فتح کی دعا مانگی جائے گی (بخاری:۳۵۹۴؛۳۶۴۹)۔

جہاد۔ہدایات: جب تمہاری کفار سے مڈبھیڑ ہو تو صبر سے کام لو (بخاری:۲۸۳۳)۔دشمن کے ساتھ جنگ کی تمنا نہ کرو۔اللہ سے امن وعافیت کی دعا کیا کرو لیکن جب دشمن سے مڈبھیڑ ہو جائے تو پھر صبر واستقامت کا ثبوت دو (بخاری:۲۹۶۶؛۷۲۳۷)۔دشمن سے لڑائی کی تمنا نہ کرو بلکہ اللہ سے سلامتی مانگو۔لیکن جب جنگ چھڑ جائے تو ڈٹ کر مقابلہ کرو اور جان لو کہ جنت تلواروں کے سائے میں ہے (بخاری:۳۰۲۵؛۳۰۲۶)۔اگر کوئی کافر لڑائی میں کسی مسلمان کو قتل کرنے کی کوشش میں اس کا ہاتھ کاٹ دے اور مسلمان کے جوابی وار سے قبل کلمہ پڑھ لے تو اُس مسلمان کے لیے اُسے قتل کرنا جائز نہیں (بخاری:۴۰۱۹)۔

جہاد۔متبادل: جو کسی شرعی عذر کی وجہ سے جہاد میں شریک نہ ہوسکیں، وہ بھی ثواب میں مجاہدین کے ساتھ ہوتے ہیں (بخاری:۲۸۳۹)۔جس نے اللہ کے راستے میں کسی چیز کا ایک جوڑا خرچ کیا، اسے جنت کے ہر دروازے کا داروغہ اپنے دروازے سے جنت میں داخل ہونے کو بلائے گا (بخاری:۲۸۴۱)۔جہاد کرنے والے کو سازوسامان دینا اور اس کے گھربار کی نگرانی کرنا جہاد میں شریک ہونے جیسا ہے (بخاری:۲۸۴۳)۔

جہاد۔مقصد: جو اللہ کے کلمے کو سربلند کرنے کے لیے لڑے، وہ اللہ کی راہ میں لڑتا ہے۔(بخاری:۱۲۳)۔اللہ کے راستے میں صرف وہی لڑتا ہے جو اس ارادہ سے جنگ میں شریک ہو کہ اللہ ہی کا کلمہ بلند رہے (بخاری:۲۸۱۰)۔

جہاد۔گھوڑے: قیامت تک گھوڑے کی پیشانی کے ساتھ خیر و برکت بندھی رہے گی (بخاری: ۲۸۴۹ تا ۲۸۵۲)۔جس نے اللہ پر ایمان کے ساتھ اللہ کے راستے میں جہاد کے لئے گھوڑا پالا تو اس گھوڑے کا کھانا پینا، بول و براز سب کچھ روز حشر میزان میں بطور ثواب تولا جائے گا (بخاری: ۲۸۵۳)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک گھوڑے کا نام لحیف تھا (بخاری: ۲۸۵۵)۔اللہ کے راستے میں جہاد کی نیت سے گھوڑا پالنے والے کو اجر و ثواب ملتا ہے۔اور جو گھوڑے کو فخر، دکھاوے اور اہل اسلام کی دشمنی میں پالتا ہے تو یہ اس کے لیے وبالِ جان ہے (بخاری: ۲۸۶۰)۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مالِ غنیمت سے گھوڑے کے دو حصے لگائے تھے اور اس کے مالک کا ایک حصہ (بخاری: ۲۸۶۳)۔

جہاد۔ذمہ داری: مبارک کا مستحق وہ بندہ ہے جو اللہ کی راہ میں گرد و غبار سے اٹے پاؤں اور پراگندہ بال کے ساتھ گھوڑے کی لگام تھامے ہوئے ہے۔اسے لشکر میں یا لشکر کے پیچھے دی گئی کوئی بھی ذمہ داری کو پوری فرض شناسی سے کرنے میں لگا رہے (بخاری: ۲۸۸۷)۔

جہادی۔مشن: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر جریر بن عبداللہؓ نے ڈیڑھ سو سواروں کے ہمراہ قبیلہ خشعم کے ذوالخلصہ بت خانے کی عمارت کو گرا کر اس میں آگ لگا دی تھی۔اور اس میں موجود لوگوں کو قتل کر دیا تو قاصد کی زبانی یہ خبر سن کر نبی کریم ﷺ نے تمام سواروں کے لیے پانچ مرتبہ برکتوں کی دعا فرمائی (بخاری: ۳۰۲۰؛ ۳۰۷۶؛ ۳۸۲۳)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود بنو نضیر کے باغ جلوا دئے تھے (بخاری: ۳۰۲۱)۔اللہ اور اس کے رسول کو اذیتیں پہنچانے والے یہودی کعب بن اشرف کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے محمد بن مسلمہؓ نے قتل کیا (بخاری: ۳۰۳۱؛ ۳۰۳۲؛ ۴۰۳۷)۔ ابو رافع یہودی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دیا کرتا اور آپ ﷺ کے دشمنوں کی مدد کیا کرتا تھا۔چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن عتیکؓ کی سربراہی میں چند انصاری صحابہ کو ابو رافع کے قتل کے لیے بھیجا، جو حجاز کے ایک قلعہ میں رہتا تھا۔چنانچہ انہوں نے ایک منصوبہ کے تحت قلعہ میں داخل ہو کر اسے قتل کر دیا (بخاری: ۳۰۲۲؛ ۳۰۲۳؛ ۴۰۳۹؛ ۴۰۴۰)۔

جہاد۔پیشگوئی: ایران کا بادشاہ کسریٰ اور روم کا بادشاہ قیصر ہلاک و برباد ہو گیا۔اب کوئی قیصر و کسریٰ نہیں آئے گا اور ان کے خزانے اللہ کے راستے میں تقسیم ہوں گے (بخاری: ۳۰۲۷)۔قیصر اور کسریٰ کے مرنے کے بعد کوئی دوسرا قیصر اور کسریٰ پیدا نہ ہوگا۔تم لوگ ان کے خزنے اللہ کے راستے میں خرچ کروگے (بخاری: ۳۱۲۰؛ ۳۱۲۱)۔جو اللہ کے راستے میں نکل کر جہاد ہی کی نیت سے جہاد کرے، اللہ کے وعدے کو سچا جان کر، تو اللہ اس بات کا ضامن ہے کہ اس کو شہید کر کے جنت میں لے جائے گا یا اسے ثواب اور مالِ غنیمت کے ساتھ گھر لوٹائے گا (بخاری: ۳۱۲۳)۔

جہاد۔قیدی،قتل،نماز: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کی جاسوسی کے لئے دس صحابہ کی ایک جماعت بھیجی تو عسفہ اور مکہ کے درمیان مقام ھداۃ پر قبیلہ ہزیل کے بنولحیان کے دو سو تیر اندازوں نے صحابہ کو جالیا اور آٹھ صحابہ کو شہید کر کے دو صحابی حضرت خبیب اور ابن دثنہؓ کو مکہ لے جا کر حارث بن عامر کے بیٹوں کو بیچ دیا۔ بدر کی لڑائی میں حضرت خبیبؓ ہی نے حارث بن عامر کو قتل کیا تھا۔بعد ازاں مشرکین انہیں حرم کے حدود سے باہر لائے تا کہ انہیں قتل کر سکیں تو حضرت خبیبؓ نے کہا: مجھے دو رکعت نماز پڑھ لینے دو۔انہوں نے اجازت دیدی تو اپنے قتل سے پہلے آپ نے دو رکعت نماز ادا کی۔حضرت خبیبؓ ہی سے ہر اس مسلمان کے لیے جسے قید کر کے قتل کیا جائے قتل سے پہلے دو رکعت نماز مشروع ہوئی ہیں (بخاری: ۳۰۴۵)۔

جہاد۔غزوات:

قبیلہ دوس کی سرکشی پر بعض صحابہ کرام نے ان کے لیے بددعا کی درخواست کی تو آپؐ نے فرمایا: اے اللہ! دوس کے لوگوں ک وہدایت دے اور انہیں دائرہ اسلام میں کھینچ لا (بخاری: ۲۹۳۷)۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی قوم پر چڑھائی کرتے تو اس وقت تک کوئی اقدام نہ کرتے جب تک صبح نہ ہو جاتی (بخاری: ۲۹۴۳؛ ۲۹۴۵)۔جب ہم کسی قوم کے میدان میں مجاہدانہ اترتے ہیں تو ڈرائے ہوئے لوگوں کی صبح بہت بری ہوتی ہے (بخاری: ۲۹۴۵)۔مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک جنگ کرتا رہوں یہاں تک کہ وہ اس کا اقرار کرلیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں (بخاری: ۲۹۴۶)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اصول تھا کہ جب کسی غزوہ کا ارادہ کرتے تو مصلحتاً کوئی دوسرا مقام بیان کرتے تا کہ دشمنوں کو خبر نہ ہو جائے (بخاری: ۲۹۴۷)۔سخت گرمی، لمبے سفر اور دشمن کی بڑی فوج

کے پیشِ نظر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک کا اعلان صاف صاف فرما دیا تھا تا کہ مسلمان اس مقابلہ کی پوری تیاری کرلیں۔ ورنہ بالعموم آپ ﷺ جہاد کے مقام کو آخر وقت تک چھپا کر ہی رکھتے تھے (بخاری: ۲۹۴۸)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعرات کے دن سفر کا آغاز کرنا پسند کرتے تھے (بخاری: ۲۹۴۹؛ ۲۹۵۰) ۔ایک صحابی نے جہاد میں شرکت کی اجازت چاہی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے والدین کی خدمت میں جہاد کرو (بخاری: ۳۰۰۴)۔ جو شخص جنگ میں شرکت صرف اس لیے کرتا ہے کہ اللہ کا دین بلند رہے، فقط وہی اللہ کے راستے میں ہے (بخاری: ۳۱۲۶)۔غزوہ بدر میں ابوجہل کو دونو عمر انصاری لڑکوں نے مل کر قتل کیا تھا (بخاری: ۳۱۴۱)۔ اُحد کی لڑائی میں ابوطلحہؓ ایک ڈھال سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کرتے ہوئے بہترین تیراندازی کر رہے تھے۔ (بخاری: ۳۸۱۱) ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انیس (۱۹) غزوات کئے۔ آپؐ کا پہلا غزوہ عشیرہ ہے (بخاری: ۳۹۴۹)۔ وسائل کی کمی نہ ہوتی تو میں کبھی کسی غزوہ سے پیچھے نہ رہتا۔ میری تو خواہش ہے کہ اللہ کے راستے میں قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں اور ایسا بار بار ہوتا رہے (بخاری: ۷۲۲۶؛ ۷۲۲۷)۔

جہاد۔غزوہ بدر:

جنگ بدر کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا: اے اللہ! میں تیرے عہد اور وعدہ کا واسطہ دیتا ہوں۔ پھر جب نبی کریم ﷺ اپنے خیمہ سے باہر نکلے تو سورۃ قمر کی آیت: ۴۵ آپ کی زبان پر تھی: جلد ہی کفار کی جماعت کو ہار ہوگی اور یہ پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے (بخاری: ۳۹۵۳؛ ۴۸۷۵؛ ۴۸۷۷)۔ بدر کی لڑائی میں شریک تین سو دس مسلمانوں میں انصار کی تعداد تقریباً دو سو چالیس (۲۴۰) اور مہاجرین کی تعداد تقریباً ساٹھ (۶۰) تھی (بخاری: ۳۹۵۶ تا ۳۹۵۹)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کی طرف منہ کر کے کفار قریش کے شیبہ بن ربیعہ، عتبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ، اور ابوجہل کے لیے بد دعا کی تھی اور یہ سب جنگ بدر میں مارے گئے تھے (بخاری: ۳۹۶۰)۔ جنگ بدر میں ابوجہل کو عفراء کے بیٹوں معاذ اور معوذ رضی اللہ عنہم نے قتل کیا (بخاری: ۳۹۶۲؛ ۳۹۶۳)۔ بدر کی لڑائی میں قریش کے چوبیس مقتول سرداروں کی لاشوں کو ایک اندھے کنویں میں پھینک دیا گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کنویں کے کنارے کھڑے ہو کر ان مقتول سرداروں کے نام لے لے کر فرمایا تھا کہ اے فلاں بن فلاں! فلاں بن فلاں! کیا آج تمہارے لیے یہ بات بہتر نہیں تھی کہ تم نے دنیا میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی ہوتی؟ ہم سے ہمارے رب نے جو وعدہ کیا تھا، وہ ہمیں پوری طرح حاصل ہو گیا ہے۔ تمہارے رب کا تمہارے ساتھ عذاب کا جو وعدہ تھا وہ بھی تمہیں پوری طرح مل گیا؟ ایک دوسری حدیث میں حضرت عائشہ اس واقعہ کی وضاحت میں فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے درحقیقت یہ فرمایا تھا کہ اب انہوں نے جان لیا ہوگا کہ جو کچھ میں نے ان سے کہا تھا، وہ حق تھا۔ کیونکہ سورۃ نمل آیت: ۸۰ میں ہے کہ آپ مُردوں کو نہیں سنا سکتے اور سورۃ فاطر آیت: ۲۲ میں ہے کہ اور جو لوگ قبروں میں دفن ہو چکے ہیں انہیں آپ اپنی بات نہیں سنا سکتے (بخاری: ۳۹۷۶؛ ۳۹۷۹ تا ۳۹۸۱)۔

جہاد۔غزوہ بدر: جنگ بدر میں شہید ہونے والے نوعمر لڑکے حارثہ بن سراقہ انصاری کی والدہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تمہارا بیٹا جنت الفردوس میں ہے (بخاری: ۳۹۸۲)۔ بدری صحابی حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ کا مشرکین مکہ کے نام بھیجا جانے والا خط پکڑا گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حاطبؓ کی وضاحت کو قبول کرتے ہوئے فرمایا: اللہ تعالیٰ اہل بدر کے حالات کو پہلے ہی سے جانتا تھا اور وہ خود فرما چکا ہے کہ تم جو چاہو کرو، تمہیں جنت ضرور ملے گی، میں نے تمہاری مغفرت کر دی ہے۔ (بخاری: ۳۹۸۳)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمانوں میں بدر کی جنگ میں شریک ہونے والوں کا سب سے افضل درجہ ہے تو جبرئیل علیہ السلام نے آپ کو بتلایا کہ جو فرشتے بدر کی لڑائی میں شریک ہوئے تھے، ان کا بھی یہی درجہ ہے (بخاری: ۳۹۹۲)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کی لڑائی میں فرمایا تھا کہ یہ ہیں جبرئیل علیہ السلام اپنے گھوڑے کا سر تھامے ہوئے اور ہتھیار لگائے ہوئے (بخاری: ۳۹۹۵؛ ۴۰۴۱)۔ بدر کی لڑائی میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے برچھے سے ابوذات الکرش کو اس کی آنکھوں کا نشانہ بنا کر ہلاک کیا تھا کیونکہ وہ سرتا پا لوہے میں غرق تھا۔ حضرت زبیرؓ سے وہ برچھا پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے طلب کیا۔ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد باری باری چاروں خلفائے راشدین نے طلب کر کے اپنے پاس رکھا۔ پھر یہ برچھا عبداللہ بن زبیر کے پاس رہا، حتیٰ کہ وہ شہید کر دیے گئے (بخاری: ۳۹۹۸)۔ بدری صحابیوں کا وظیفہ پانچ پانچ ہزار تھا۔ حضرت عمرؓ کہتے تھے کہ میں بدری صحابہ کو ان پر فضیلت دوں گا جو ان کے بعد ایمان لائے (بخاری: ۴۰۲۲)۔

جہاد۔غزوہ اُحد:

اُحد کی لڑائی میں مسلمانوں کے ستّر آدمی شہید ہوئے تھے جبکہ بدر کی لڑائی میں مشرکوں کو ایک سو چالیس (۱۴۰) افراد کا نقصان پہنچا تھا۔ ان میں سے ستّر قتل کر دیے

گئے تھے اور ستّر قیدی بنا کر لائے گئے تھے (بخاری: ۳۹۸۶)۔ خیر و بھلائی وہ ہے جو اللہ نے ہمیں اُحد کی لڑائی کے بعد عطا فرمائی اور خلوص عمل کا ثواب وہ ہے جو اللہ نے ہمیں بدر کی لڑائی کے بعد عطا فرمایا (بخاری: ۳۹۸۷)۔ رسول اللہ نے آٹھ سال بعد غزوہ اُحد کے شہداء پر نماز جنازہ ادا کی۔ (بخاری: ۴۰۴۲)۔ حضرت جابر نے اُحد کی لڑائی میں اپنے والد کی شہادت اور ان کے قرض کا ذکر کیا تو نبی کریم ﷺ کی دعا سے یہ معجزہ ہوا کہ تھوڑے سے کھجور سے ان کا سارا قرض ادا ہو گیا کھجور جوں کا توں برقرار رہا (بخاری: ۴۰۵۳)۔ غزوہ اُحد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن ابی وقاصؓ سے اُن کی ہمت افزائی کے لیے فرمایا تھا: میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں (بخاری: ۴۰۵۵ تا ۴۰۵۹)۔ غزوہ اُحد میں جب مسلمان منتشر ہو کر پسپا ہو گئے تو حضرت ابو طلحہؓ اپنے چمڑے کی ڈھال سے نبی کریم ﷺ کی حفاظت کر رہے تھے۔ اس جنگ میں حضرت عائشہ بنت ابوبکر اور اُم سلیم رضی اللہ عنہما مشکیزے اٹھائے ہوئے زخمی مسلمانوں کو پانی پلا رہی تھیں (بخاری: ۴۰۶۴)۔ بدر کی جنگ میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے طعیمہ بن عدی بن خیار کو قتل کیا تو جبیر بن مطعم نے اپنے غلام وحشی سے کہا کہ اگر تم میرے چچا طعیمہ کے بدلہ میں حضرت حمزہؓ کو قتل کر دیا تو تم آزاد ہو جاؤ گے۔ جنگ عینین میں حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب نے سباع بن عبدالعزیٰ کو قتل کیا تو اس کے بعد وحشی نے ایک موقع پر اپنے چھوٹا نیزہ پھینک کر حضرت حمزہؓ کو قتل کر دیا۔ فتح مکہ کے بعد وحشی قبول اسلام کے لیے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ حضرت حمزہؓ کے قتل کے اعتراف پر نبی کریم ﷺ نے اس سے کہا کہ بس تم میرے سامنے کبھی نہ آنا۔ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد جب مسیلمہ کذاب نے خروج کیا تو وحشی نے مسلمانوں کی فوج کے ساتھ شامل ہو کر مسیلمہ کو قتل کر دیا (بخاری: ۴۰۷۲)۔

جہاد۔غزوہ اُحد: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُحد کے دو دو شہداء کو ایک ہی کپڑے کا کفن دیا تھا۔ آپ نے تمام شہداء کو بغیر غسل اور بغیر نماز جنازہ کے خون سمیت دفن کرنے کا حکم دیا تھا (بخاری: ۴۰۷۹)۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد عبداللہؓ شہید کر دئے گئے تو وہ رونے لگے۔ صحابہ انہیں روکتے تھے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں روکا۔ فرشتے برابر ان کی لاش پر اپنے پروں کا سایہ کئے ہوئے تھے۔ یہاں تک کہ ان کو اٹھا لیا گیا (بخاری: ۴۰۸۰)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں اپنی تلوار کو ہلایا تو اس کی دھار ٹوٹ گئی۔ دوبارہ ہلایا تو پہلے سے بھی عمدہ ہو گئی۔ اس کی تعبیر جنگ اُحد میں مسلمانوں کے نقصان اور پھر فتح کی صورت میں ظاہر ہوئی (بخاری: ۴۰۸۱)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ اُحد کے شہیدوں کی نماز جنازہ پڑھی تھی (بخاری: ۱۳۴۴)۔ اُحد وہ پہاڑ ہے جو ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں (بخاری: ۱۴۸۱؛ ۱۴۸۲؛ ۲۸۸۹؛ ۲۸۹۳؛ ۳۳۶۷؛ ۴۰۸۳؛ ۴۰۸۴؛ ۴۴۲۲)۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کو ساتھ لے کر اُحد پہاڑ پر چڑھے تو اُحد کانپ اٹھا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اُحد! ٹھہرا رہ کہ تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں (بخاری: ۳۶۷۵؛ ۳۶۸۶؛ ۳۶۹۷؛ ۳۶۹۹)۔ جنگ اُحد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک خون آلود اور آگے کے دانت شہید ہو گئے تھے۔ زخموں کو پانی سے دھونے پر اور زیادہ خون بہنے لگا تو بی بی فاطمہؓ نے ایک چٹائی جلا کر اس کی راکھ کو زخموں پر لگا دیا جس سے خون آنا بند ہو گیا (بخاری: ۲۹۰۳؛ ۲۹۱۱؛ ۳۰۳۷)۔ جنگ اُحد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پچاس تیر اندازوں کو ایک ٹیلے پر تعینات کرتے ہوئے وہاں سے کسی بھی صورت نہ ہلنے کی ہدایت کی۔ پھر جب اسلامی لشکر نے کفار کو شکست دیدی تو اکثر تیر اندازوں نے یہ سمجھ کر اپنی جگہ چھوڑ دی کہ جنگ ختم ہو گئی ہے۔ یہ دیکھ کر کافروں نے ان کے منہ پھیر دئے اور ستّر صحابہ شہید ہو گئے (بخاری: ۳۰۳۹)۔

جہاد۔غزوہ خندق (احزاب):

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن عمرؓ کو چودہ سال کی عمر میں غزوہ خندق میں شرکت کی اجازت نہیں دی لیکن پندرہ سال کی عمر میں انہیں غزوہ خندق میں شرکت کی اجازت دے دی (بخاری: ۴۰۹۷) غزوہ خندق کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا: اے اللہ! آخرت کی زندگی ہی بس آرام کی زندگی ہے۔ پس تو انصار اور مہاجرین کی مغفرت فرما (بخاری: ۴۰۹۸ تا ۴۱۰۰)۔ معجزہ: غزوہ خندق میں کھدائی کرتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بھوک کی حالت دیکھ کر حضرت جابرؓ اپنے گھر گئے اور ایک بکری کا بچہ ذبح کر کے اس کا گوشت اور جَو کا آٹا روٹی پکانے کے لیے تیار کروا کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور انہیں بتلایا کہ چند اصحاب کے لیے مختصر کھانا تیار کروایا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی بیوی سے کہہ دو کہ چولہے سے ہانڈی نہ اتارے اور نہ ہی تنور سے روٹی نکالے۔ پھر آپؐ تمام انصار و مہاجرین کو لے کر حضرت جابرؓ کے گھر پہنچ گئے۔ نبی کریم ﷺ روٹی کا چورا کرتے اور اس پر گوشت ڈالتے جاتے یہاں تک کہ ہزار کے قریب صحابہ کرامؓ نے شکم سیر ہو کر کھایا اور کھانا بچ بھی گیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اب یہ کھانا تم خود بھی کھاؤ اور لوگوں کے یہاں ہدیہ بھی بھیجو (بخاری: ۴۱۰۱؛ ۴۱۰۲)۔

غزوہ خندق کے موقع پر مدینہ چڑھ آنے والے عرب کے قبائل جب ناکام واپس ہوگئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اب ہم ہی ان پر فوج کشی کیا کریں گے، وہ ہم پر چڑھ کر نہ آسکیں گے (بخاری: ۴۱۰۹؛ ۴۱۱۰)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ خندق کے موقع پر فرمایا: اللہ تعالیٰ ان کی قبروں اور گھروں کو آگ سے بھر دے کہ ان کفار نے ہمیں نماز عصر نہیں پڑھنے دی اور سورج غروب ہوگیا۔ پھر نبی کریمﷺ اور صحابہ کرامؓ نے غروب آفتاب کے بعد پہلے عصر پھر مغرب کی نماز ادا کی (بخاری: ۴۱۱۱؛ ۴۱۱۲)۔غزوہ خندق کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے افواج کفار کے لیے بددعا کی: اے اللہ! کفار کے لشکر کو شکست دے اور ان کی طاقت کو متزلزل کر دے۔ (بخاری: ۴۱۱۵)۔غزوہ خندق کے دن دشمن کی خبر لانے کے لیے حضرت زبیرؓ تیار ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر نبی کے حواری (مددگار) ہوتے ہیں اور میرے حواری زبیرؓ ہیں (بخاری: ۷۲۶۱)۔

جہاد۔غزوہ بنوقریظہ:

غزوہ خندق سے مدینہ واپس آ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہتھیار اتار کر غسل کیا تو جبرئیل علیہ السلام آپ کے پاس آئے اور کہا: آپ نے ہتھیار اتار دیئے؟ اللہ کی قسم ہم نے تو ابھی ہتھیار نہیں اتارے۔ چلئے بنوقریظہ پر حملہ کیجئے۔ چنانچہ نبی کریمﷺ نے بنوقریظہ پر چڑھائی کی (بخاری: ۴۱۱۷؛ ۴۱۲۲)۔غزوہ احزاب کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام مسلمان بنوقریظہ تک پہنچنے کے بعد ہی عصر کی نماز پڑھیں گے۔لیکن جب راستے ہی میں عصر کی نماز کا وقت ہوگیا تو کچھ لوگوں نے وہیں عصر کی نماز ادا کر لی اور کچھ نے کہا کہ ہم تو فرمان رسولﷺ کے مطابق بنوقریظہ پہنچنے سے قبل نماز ادا نہیں کریں گے۔ بعدازاں جب نبی کریمﷺ کے سامنے اس بات کا ذکر ہوا تو آپ نے کسی پر بھی خفگی نہیں فرمائی (بخاری: ۴۱۱۹)۔ بنوقریظہ نے سعد بن معاذؓ کو ثالث مان کر ہتھیار ڈالے تو سعد بن معاذ نے فیصلہ کیا کہ جنگ کے قابل لوگوں کو قتل کر دیا جائے اور ان کے بچوں اور عورتوں کو قیدی بنا لیا جائے۔ یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے اللہ کے فیصلہ کے مطابق فیصلہ کیا (بخاری: ۴۱۲۱؛ ۴۱۲۲)۔غزوہ بنوقریظہ کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسان بن ثابت سے فرمایا: مشرکین کی ہجو کرو، جبرئیلؑ تمہاری مدد پر ہیں (بخاری: ۴۱۲۳؛ ۴۱۲۴)۔ بنونضیر اور بنوقریظہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے معاہدہ توڑ کر لڑائی کی تو آپؐ نے بنونضیر کو تو جلاوطن کر دیا لیکن قبیلہ بنو قریظہ پر احسان کرتے ہوئے انہیں جلاوطن نہیں کیا۔ پھر جب بنوقریظہ نے بھی جنگ مول لی تو آپﷺ نے ان کے مردوں کو قتل کروایا اور ان کی عورتوں، بچوں اور مال کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا (بخاری: ۴۰۲۸)

جہاد۔غزوہ ذات الرقاع:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ ذات الرقاع کے لیے مقام نخل سے روانہ ہوئے تو آپ کا قبیلہ غطفان کی ایک جماعت سے سامنا ہوا لیکن کوئی جنگ نہیں ہوئی۔ چونکہ مسلمانوں پر کفار کے اچانک حملہ کا خطرہ تھا اس لیے نبی کریمﷺ نے دو رکعت نماز خوف پڑھائی۔ آپؐ نے غزوہ محارب اور بنی ثعلبہ میں بھی اپنے ساتھیوں کو نماز خوف پڑھائی (بخاری: ۴۱۲۵؛ تا ۴۱۲۷)۔غزوہ ذات الرقاع میں نماز خوف یوں پڑھی گئی کہ ایک جماعت دشمن کے سامنے کھڑی رہی اور دوسری جماعت نے نبی کریمﷺ کے پیچھے ایک رکعت پڑھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے رہے اور جماعت دوسری رکعت مکمل کر کے دشمنوں کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔ پھر دوسری جماعت نے آ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے آ کر کھڑی ہوئی تو آپؐ نے اپنی دوسری رکعت مکمل کر کے قعدہ میں بیٹھے رہے، اس دوران دوسرے لوگوں نے اپنی دوسری رکعت مکمل کی تو آپؐ نے ان کے ساتھ سلام پھیرا (بخاری: ۴۱۲۹؛ ۴۱۳۱؛ ۴۱۳۳)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ بنوانمار میں نماز خوف پڑھی تھی (بخاری: ۴۱۳۰)۔غزوہ ذات الرقاع سے واپسی پر لشکر ایک وادی ببول کے درختوں کے سائے کے لیے پھیل گئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی تلوار ایک درخت سے لٹکا کر اس کے نیچے لیٹ گئے۔ ایک بدوی آیا اور تلوار اتار کر نبی کریم سے کہنے لگا کہ اب آپ کو مجھ سے کون بچائے گا۔ نبی کریمﷺ نے کہا: میرا اللہ۔ خوف سے بدوی کے ہاتھ سے تلوار چھوٹ گئی۔ آپؐ نے تلوار اٹھالی اور اسے کوئی سزا نہیں دی (بخاری: ۴۱۳۵؛ ۴۱۳۶؛ ۴۱۳۹)۔غزوہ ذات الرقاع سے واپسی پر ایک وادی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پہلے ایک جماعت کو دو رکعت نماز خوف پڑھائی اور جب وہ جماعت پیچھے سے ہٹ گئی تو آپ نے دوسری جماعت کو بھی دو رکعت نماز پڑھائی۔ اس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چار رکعت نماز ہوئی جبکہ مقتدیوں کی دو دو رکعت نماز ہوئی (بخاری: ۴۱۳۶)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ نجد میں نماز خوف پڑھائی تھی (بخاری: ۴۱۳۷)۔

جہاد۔غزوہ بنی المصطلق :
غزوہ بنی المصطلق میں مجاہدین کو باندیاں ملیں۔انہوں نے اولاد سے بچنے کے لیے ان باندیوں سے عزل (حمل سے بچنے کے لئے مجامعت کے دوران مردانہ منی عورت کے جسم سے باہر خارج کرنا) کرنا چاہی اور اس کی اجازت کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے رجوع کیا تو آپؐ نے فرمایا: اگر تم عزل نہ کرو پھر بھی کوئی حرج نہیں۔کیونکہ قیامت تک جو جان پیدا ہونے والی ہے، وہ پیدا ہو کر رہے گی (بخاری: ۴۱۳۸)۔

جہاد۔غزوہ خیبر:
صحابہ کرامؓ خیبر کے لیے نکلے تو شاعر عامر بن اکوع حدی خوانی کرنے لگے۔اشعار سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ اس پر اپنی رحمت نازل فرمائے۔ صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ نے تو انہیں شہادت کا مستحق قرار دے دیا۔ جب جنگ کے لیے صف بندی ہوئی تو ایک یہودی پر وار کرتے ہوئے ابن اکوعؓ اپنے ہی تلوار سے زخمی ہو کر شہید ہو گئے۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا: انہیں دُہرا اجر ملے گا کہ انہوں نے تکلیف بھی اٹھائی اور جہاد بھی کیا (بخاری: ۴۱۹۶)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لشکر لے کر صبح سویرے خیبر پہنچ گئے تو کام کے لیے کھیتوں کی طرف جانے والے یہودی قلع کی طرف بھاگے۔آپ ﷺ نے اس موقع پر فرمایا: خیبر برباد ہوا۔جب ہم کسی قوم کے میدان میں اتر جاتے ہیں تو ڈرائے ہوئے لوگوں کی صبح بری ہو جاتی ہے (بخاری: ۳۶۴۷؛ ۴۱۹۷؛ ۴۱۹۸؛ ۴۲۰۰)۔ غزوہ خیبر کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پالتو گدھے کا گوشت کھانے سے منع کر دیا تھا (بخاری: ۴۱۹۸؛ ۴۱۹۹؛ ۴۲۱۶ تا ۴۲۲۷)۔غزوہ خیبر کی فتح کے بعد جنگ کرنے والے مردوں کو قتل کر کے عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا گیا۔قیدیوں میں حضرت صفیہؓ بھی تھیں جو پہلے وحیہ کلبی کے حصہ میں اور پھر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آ گئیں۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کر لیا اور مہر میں انہیں آزاد کر دیا (بخاری: ۴۲۰۰؛ ۴۲۰۱)۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خیبر میں شریک خود کو مسلمان کہلوانے والے ایک صاحب کے متعلق فرمایا کہ یہ شخص اہل دوزخ میں سے ہے۔جب جنگ شروع ہوئی تو وہ صاحب بڑی پامردی سے لڑے اور بہت زیادہ زخمی ہو گئے اور زخموں سے تنگ آ کر اپنے ہی ہتھیار سے خودکشی کر لی۔نبی کریم ﷺ نے یہ ماجرا سن کر فرمایا: اعلان کر دو کہ جنت میں صرف مومن ہی داخل ہوں گے۔اللہ تعالیٰ تو اپنے دین کی مدد فاجر شخص سے بھی لے لیتا ہے (بخاری: ۴۲۰۳؛ ۴۲۰۷)۔

جہاد۔غزوہ خیبر: خیبر کی طرف روانہ ہوتے ہوئے مسلمان بلند آواز سے تکبیر کہنے لگے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنی جانوں پر رحم کرو۔اللہ سب سے زیادہ سننے والا، تمہارے بہت نزدیک بلکہ تمہارے ساتھ ہے (بخاری: ۴۲۰۵)۔ خیبر کی لڑائی کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: میں اسلامی جھنڈا اس کے ہاتھ میں دوں گا جس کے ذریعہ اللہ فتح عنایت فرمائے گا۔پھر آپؐ نے حضرت علیؓ کو بلوا کر انہیں جھنڈا دیا اور کہا کہ میدان میں اتر کر پہلے تم انہیں اسلام کی دعوت دینا۔حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی کے ہاتھوں خیبر فتح ہوا (بخاری: ۲۹۴۲؛ ۲۹۷۵؛ ۳۰۰۹؛ ۴۲۰۹؛ ۴۲۱۰)۔غزوہ خیبر کی فتح کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہؓ سے شادی کی، راستے میں تین دن قیام کیا اور ولیمہ میں کھجور، گھی، پنیر وغیرہ سے ملا کر ملیدہ بنایا گیا اور قریب کے چند لوگوں کو اس ولیمہ میں شریک کیا گیا (بخاری: ۴۲۱۱ تا ۴۲۱۳)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ خیبر کے موقع پر عورتوں سے نکاح متعہ کی ممانعت کر دی تھی (بخاری: ۴۲۱۶)۔ فتح خیبر کے مال غنیمت میں سونا اور چاندی نہیں بلکہ گائے، اونٹ، سامان اور باغات ملے تھے (بخاری: ۴۲۳۴)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کی زمین یہودیوں کے پاس ہی رہنے دئے تھے کہ وہ ان میں کام کریں انہیں زمین کی پیداوار کا نصف حصہ ملے گا (بخاری: ۴۲۴۸)۔فتح خیبر کے بعد ایک یہودیہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں زہر ملا گوشت کا ہدیہ پیش کیا تھا (بخاری: ۴۲۴۸)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انیس (۱۹) غزوات کئے تھے (بخاری: ۴۴۷۱)۔

جہاد۔غزوہ موتہ:
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ موتہ کے لشکر کا امیر زید بن حارثہؓ کو بنایا تھا۔امیر کی شہادت کے بعد علی الترتیب حضرت جعفرؓ اور عبداللہ بن رواحہ کی امارت کا بھی اعلان کر دیا تھا (بخاری: ۴۲۶۱)۔جنگ موتہ میں حضرت جعفرؓ کی شہادت کی اطلاع سن کر آپ کے گھر کی عورتیں چلا کر رونے لگیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایسا کرنے سے روکنے کا حکم دیا (بخاری: ۴۲۶۳)۔جنگ موتہ میں خالد بن ولیدؓ کے ہاتھوں سے نو (۹) تلواریں ٹوٹی تھیں، صرف ایک یمنی تیغہ باقی رہ گیا تھا (بخاری: ۴۲۶۵؛ ۴۲۶۶)۔قبیلہ حرقہ پر چڑھائی کے دوران اس قبیلہ کے ایک فرد مرداس بن عمر کا مقابلہ ایک انصاری سے ہوا۔جب انصاری نے اس پر

غلبہ پالیا تو وہ کہنے لگا لا الہ الا اللہ انصاری تو رک گیا لیکن ساتھ ہی موجود اسامہ بن زیدؓ نے اسے قتل کر دیا اور رسول اللہ ﷺ کو بتلایا کہ اس نے صرف قتل سے بچنے کے لیے کلمہ پڑھا تھا۔ اس پر نبی کریم ﷺ بار بار یہی کہتے رہے کہ تم نے کلمہ پڑھنے کے باوجود اسے قتل کر دیا (بخاری: ۴۲۶۹)۔

جہاد۔غزوہ حنین:

جنگ حنین میں مسلمانوں نے ابتدا میں ہوازن کو لوگوں کو شکست دے دی۔ پھر وہ مالِ غنیمت کی طرف متوجہ ہوئے تو دشمن نے مسلمانوں پر تیروں کی بارش کر دی لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جگہ ثابت قدم رہے (بخاری: ۲۸۶۴؛ ۴۳۱۷)۔ جنگ حنین کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں نے رمضان المبارک میں پیش قدمی کی تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سواری پر بیٹھنے کے بعد روزہ توڑ دیا تو غیر روزہ دار مسلمانوں نے روزہ دار مسلمانوں سے کہا کہ اب آپ بھی روزہ توڑ دو (بخاری: ۴۲۷۷)۔ قبیلہ ہوازن کا وفد مسلمان ہو کر حاضر خدمت رسول ہوا اور درخواست کی کہ ان کا مال اور قیدی واپس کر دیے جائیں۔ لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں صرف اپنے قیدی واپس لینے کی پیشکش کی جسے انہوں نے قبول کر لیا (بخاری: ۴۳۱۸؛ ۴۳۱۹)۔ غزوہ حنین میں جنگ ختم ہونے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی کافر کو قتل کیا ہو اور اس کے لیے گواہ بھی رکھتا ہو تو اس مقتول کا تمام سامان و ہتھیار اسے ہی ملے گا (بخاری: ۴۳۲۱؛ ۴۳۲۲)۔ جنگ حنین میں جب مشرکین نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو چاروں طرف سے گھیر لیا تو آپؐ سواری سے اتر کر میدان میں تنہا آ کر فرمانے لگے: میں اللہ کا نبی اور عبدالمطلب کا بیٹا ہوں اس میں بالکل جھوٹ نہیں ہے۔ براء بن عازبؓ کہتے ہیں کہ آپ سے زیادہ بہادر اس دن کوئی بھی نہ تھا (بخاری: ۳۰۴۲)۔

جہاد۔غزوہ فتح مکہ:

غزوہ فتح مکہ ماہ رمضان میں ہوا تھا۔ دس بارہ ہزار کے لشکر کے ساتھ مکہ جاتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمان روزے سے تھے۔ لیکن قدید اور عسفان کے درمیان واقع کدید چشمہ کے پاس پہنچ کر نبی کریم ﷺ اور مسلمانوں نے روزہ توڑ دیا تھا اور پھر روزہ نہیں رکھا یہاں تک کہ رمضان کا مہینہ ختم ہو گیا (بخاری: ۴۲۷۵؛ ۴۲۷۶؛ ۴۲۷۹)۔ فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اونٹ پر سوار خوش الحانی کے ساتھ سورۃ الفتح کی تلاوت فرما رہے تھے (بخاری: ۴۲۸۱)۔ فتح مکہ کے موقع پر کعبہ کے پردہ سے چمٹے ہوئے ابن خطل کو اللہ کے نبی ﷺ کے حکم سے قتل کر دیا گیا (بخاری: ۴۲۸۶)۔ فتح مکہ کے دن جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے تو بیت اللہ کے چاروں طرف تین سو ساٹھ بت تھے اور آپ فرما رہے تھے کہ حق آ گیا اور باطل مغلوب ہو گیا (بخاری: ۴۲۸۷)۔ فتح مکہ کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ میں اس وقت تک داخل نہیں ہوئے جب تک اس میں موجود بتوں کو باہر نہیں نکال دیا گیا (بخاری: ۴۲۸۸)۔ امیر مدینہ عمرو بن سعیدؓ کی طرف سے عبداللہ بن زبیرؓ کے خلاف مکہ کی طرف لشکر بھیجا جا رہا تھا تو اس اعتراض پر کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کو حرمت والا شہر قرار دیا تھا تو امیر مدینہ عمرو بن سعیدؓ نے کہا: حرم کسی گنہگار کو، کسی کا خون کر کے بھاگنے والے کو اور کسی مفسد کو پناہ نہیں دیتا (بخاری: ۴۲۹۵)۔ فتح مکہ کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں فرمایا تھا کہ اللہ اور اس کے رسول نے شراب کی خرید و فروخت مطلق حرام قرار دے دی ہے (بخاری: ۴۲۹۶)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں دس دن ٹھہرے اور اس مدت میں نماز قصر پڑھتے رہے (بخاری: ۴۲۹۷)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں انیس (۱۹) دن ٹھہرے اور اس مدت میں نماز قصر پڑھتے رہے (بخاری: ۴۲۹۸)۔ فتح مکہ کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں انیس (۱۹) دن تک قصر نماز پڑھتے تھے اور جب اس سے زیادہ مدت گزر جاتی تو پھر پوری نماز پڑھتے تھے (بخاری: ۴۲۹۹)۔ فتح مکہ کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت پر نہیں بلکہ ایمان، اسلام اور جہاد پر بیعت لیتے تھے (بخاری: ۴۳۰۵ تا ۴۳۰۸)۔ فتح مکہ کے دن ابو برزہ اسلمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی کہ اسلام کا بدترین دشمن ابن خطل کعبہ کے پردے سے لٹکا ہوا ہے تو آپؐ نے فرمایا: اسے وہیں قتل کر دو (بخاری: ۳۰۴۴)۔

جہاد۔غزوہ ذوالخلصہ:

رسول اللہ کے حکم پر حضرت جریر بن عبداللہؓ نے ڈیڑھ سو سواروں کے ساتھ ذوالخلصہ بت کدہ کو مسمار کر کے تباہ کر دیا تھا۔ (بخاری: ۴۳۵۵ تا ۴۳۵۷)۔

جہاد۔غزوہ خبط:

غزوہ خبط کے سفر میں ہم سب بھوک سے بیتاب تھے کہ سمندر نے ایک بہت بڑی عنبر مچھلی باہر پھینکی جسے سب نے پندرہ دن تک کھائی (بخاری: ۵۴۹۳؛ ۵۴۹۴)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساحل سمندر کی طرف تین سو آدمیوں کا لشکر بھیجا۔ پھر جب سارا راشن ختم ہو گیا تو انہوں نے سمندر کے کنارے ایک بڑی مچھلی کو پایا جسے پورا لشکر اٹھارہ (۱۸) دنوں تک کھاتا رہا (بخاری: ۴۳۶۰ تا ۴۳۶۲)۔

جہاد۔غزوہ تبوک:
سخت گرمی، طویل مسافت اور دشمن کی فوج کی کثرت کے سبب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک کے بارے میں تفصیل سے بتلا دیا تھا تاکہ مسلمان پوری طرح تیاری کرلیں۔ پھل پکنے کا بھی زمانہ تھا اور حضرت کعب رضی اللہ عنہ اپنی سستی کی وجہ سے غزوہ کی تیاری نہ کر سکے اور لشکر روانہ ہو گیا۔ غزوہ سے واپسی پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں غزوہ میں نہ شریک ہونے والے اسّی (۸۰) کے قریب افراد نے اپنے اپنے عذر پیش کئے تو نبی کریم ﷺ نے ان کے ظاہر کو قبول کیا اور باطن کو اللہ کے سپرد کیا۔ حضرت کعبؓ نے اپنی پیشی پر فرمایا کہ مجھے کوئی عذر پیش نہ تھا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اچھا اب جاؤ یہاں تک کہ اللہ خود کوئی فیصلہ کردے۔ غزوہ تبوک میں شرکت نہ کرنے والے افراد میں سے مرارہ بن ربیع اور ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہم نے بھی حضرت کعب کی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنا عدم عذر پیش کیا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو ان تین افراد سے بات چیت کرنے کی ممانعت کردی۔ پچاس (۵۰) دنوں تک اسی صورتحال کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی بارگاہ میں ان کی توبہ کی قبولیت کا اعلان کیا تو لوگوں نے انہیں مبارک دی (بخاری: ۴۴۱۸؛ ۶۲۵۵؛ ۷۲۲۵)۔ غزوہ تبوک سے واپسی پر مدینہ کے قریب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مدینہ میں ایسے بہت سے لوگ ہیں جو اپنے کسی عذر کی وجہ سے اس غزوہ میں شریک نہ ہو سکے۔ مگر تم جہاں بھی چلے وہ دل سے تمہارے ساتھ ساتھ تھے (بخاری: ۴۴۲۳)۔

جہاد۔قیدی، فدیہ، مال غنیمت:
خیبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ کو فتح ہوئی۔ لڑنے والے جوان قتل کردئے گئے، عورتیں اور بچے قید ہوئے۔ صفیہ پہلے وحیہ کلبی کے حصہ میں پھر رسول اللہ کو ملیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں آزاد کر کے ان سے نکاح کرلیا اور آزادی ان کا مہر قرار پایا۔ (بخاری: ۹۴۷)۔ فتح خیبر کے بعد آپؐ نے مسلمانوں کے ہاتھ آئی باندیوں میں سے صفیہ بنت حی بن اخطب کو اپنے لئے پسند فرما کر اُن سے نکاح کرلیا۔ اور سفر میں ہی کھجور، پنیر اور گھی سے تیار کردہ حیس سے دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا (بخاری: ۲۸۹۳)۔ غزوہ حنین کے بعد قبیلہ ہوازن کا وفد مسلمان ہو کر دربار رسالت میں حاضر ہوا اور درخواست کی کہ ان کے مال و دولت اور قیدی واپس کر دئے جائیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے دو مطالبوں میں سے ایک ہی مطالبہ مانا جا سکتا ہے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے قیدیوں کی واپسی چاہی تو نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں سے کہہ کر ان کے قیدی واپس کروا دئے (بخاری: ۲۳۰۷؛ ۲۳۰۸؛ ۲۶۰۷؛ ۲۶۰۸؛ ۲۵۳۹؛ ۲۵۴۰؛ ۲۵۸۳؛ ۲۵۸۴؛ ۳۱۳۱؛ ۳۱۳۲)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بحرین میں کچھ زمینیں انصار کو دینے کا ارادہ کیا تو انصار نے عرض کیا: ہم اسی وقت لیں گے جب آپ ہمارے مہاجر بھائیوں کو بھی ایسی زمینیں دیں گے۔ اس پر نبی ﷺ نے فرمایا: جب میرے بعد تم پر لوگوں کو ترجیح دی جایا کرے گی تو اس وقت صبر کرنا، یہاں تک کہ آخرت میں ہم سے آن ملو (بخاری: ۲۳۷۶؛ ۲۳۷۷)۔ مال غنیمت کی تقسیم میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دس بکریوں کو ایک اونٹ کے برابر رکھا۔ چھریاں پاس نہ ہونے اور تلواروں کو جہاد کے لیے محفوظ رکھنے کی غرض سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بانس کی کھچی سے ذبح کرنے کی اجازت دی اور فرمایا: جو چیز بھی خون بہا دے، اور ذبیحہ پر اللہ کا نام لیا گیا ہو تو اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (بخاری: ۲۴۸۸؛ ۲۵۰۷) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تین باتوں کی وجہ سے بنو تمیم سے محبت کرتے تھے۔ یہ لوگ دجال کے مقابلہ میں میری اُمت میں سب سے زیادہ سخت مخالف ثابت ہوں گے۔ بنو تمیم سے وصول شدہ زکوٰۃ کو آپؐ نے اپنی قوم کی زکوٰۃ قرار دیا اور بنو تمیم کی ایک قیدی عورت سیدہ عائشہؓ کے پاس تھی تو آپؐ نے فرمایا: اسے آزاد کردو، یہ اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہے (بخاری: ۲۵۴۳)۔ اللہ نے بنو نضیر کے باغات وغیرہ بغیر لڑے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دلوا دئے تھے۔ ان کی آمدنی سے نبی کریم ﷺ اپنی ازواج مطہرات کو سالانہ نان نفقہ بھی دیتے اور جہاد کے لیے ہتھیاروں اور گھوڑوں پر بھی خرچ کرتے تھے (بخاری: ۲۹۰۴)۔

جہاد۔قیدی، فدیہ، مال غنیمت: بعض انصاریوں نے عباس بن عبدالمطلب کا فدیہ معاف کرنے کی درخواست کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے فدیہ میں سے ایک درہم بھی چھوڑنے سے منع کر دیا (بخاری: ۳۰۴۸)۔ غزوہ ہوازن کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں تھے کہ مشرکوں کا ایک جاسوس صحابہ کی جماعت

میں بیٹھا، باتیں کی اور چلا گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر سلمہ بن اکوعؓ نے انہیں تلاش کر کے قتل کر دیا۔ مقتول کے ہتھیار اور اوزار آپؐ نے سلمہ بن اکوعؓ کو دلوا دیے (بخاری: ۳۰۵۱)۔ بنی اسرائیل کے ایک نبی یوشع علیہ السلام نے ایک غزوہ میں فتح کے بعد اموالِ غنیمت کو جمع کیا اور آگ اسے جلانے آئی لیکن اسے جلا نہ سکی۔ پھر جب مالِ غنیمت میں سے چوری شدہ سونے کا ایک سر واپس اموالِ غنیمت میں رکھا گیا تب آگ آئی اور اسے جلا گئی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ہماری کمزوری اور عاجزی کو دیکھتے ہوئے ہماری اُمت کے لیے مالِ غنیمت کو حلال قرار دیا گیا (بخاری: ۳۱۲۴)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد کی طرف ایک لشکر روانہ کیا تو لشکر کو مالِ غنیمت میں اونٹوں کی اتنی بڑی تعداد ملی کہ ہر مجاہد کو بارہ بارہ اونٹ ملے (بخاری: ۳۱۳۴)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بعض مہمات کے شرکاء کو مالِ غنیمت کے عام حصوں کے علاوہ اپنے خمس کے حصوں میں سے بھی دیا کرتے تھے (بخاری: ۳۱۳۵)۔ ابوموسیٰ اشعریؓ اپنی قوم کے چند افراد کے ساتھ حبشہ ہوتے ہوئے جب مدینہ پہنچے تو خیبر فتح ہو چکا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مالِ غنیمت میں ہمیں بھی شریک کیا تھا حالانکہ ہم لوگ اس غزوہ میں شریک نہ تھے (بخاری: ۳۱۳۶)۔ حضرت جابرؓ سے نبی کریم ﷺ کا وعدہ: جب بحرین سے مال آئے گا تو میں تمہیں اس میں سے تین لپ دوں گا۔ یہ مال حضرت ابوبکر صدیق کے دور میں آیا تو خلیفہ اول نے یہ وعدہ پورا کیا (بخاری: ۳۱۳۷؛ ۳۱۶۴)۔ غزوہ حنین میں ابوقتادہؓ نے ایک مسلمان کے قتل کے درپے ایک کافر کو قتل کر دیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کافر کا سارا ساز و سامان ابوقتادہؓ کو دلوا دیا۔ ابوقتادہؓ نے اس سامان میں سے زرہ کو بیچ کر بنی سلمہ میں ایک باغ خرید لیا تھا (بخاری: ۳۱۴۲)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ حنین کے قیدیوں پر احسان کرتے ہوئے فدیہ لیے بغیر انہیں مفت آزاد کر دیا تھا (بخاری: ۳۱۴۴)۔ غزوات میں مجاہدین کو کھانے کے لیے شہد اور انگور ملتا تھا تو وہ اسی وقت کھا لیتے تھے۔ (بخاری: ۳۱۵۴)۔

جہاد۔ خواتین:

اُم عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شوہر نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بارہ جہاد کئے تھے اور اُم عطیہؓ ان میں سے چھ جہادوں میں ان کے ساتھ رہی تھیں۔ وہ کہتی ہیں کہ ہم عورتیں میدان جنگ میں زخمیوں کی مرہم پٹی اور مریضوں کی تیمارداری کرتی تھیں (بخاری: ۳۲۴؛ ۱۶۵۲)۔ جہاد میں شمولیت کی درخواست پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب: عورتوں کے لیے سب سے افضل جہاد حج مقبول ہے (بخاری: ۲۷۸۴؛ ۲۸۷۵؛ ۲۸۷۶)۔ اُحد کی لڑائی کے موقع پر حضرت عائشہ اور حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہما پانی سے بھرے مشکیزے اپنی پشت پر لادے جلدی جلدی مجاہدین کو پانی پلاتی جاتی تھیں (بخاری: ۲۸۸۰؛ ۳۸۱۱)۔ ربیع بنت معوذؓ کہتی ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ میں شریک ہوتیں، مسلمان فوجیوں کو پانی پلاتیں اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں۔ ہم میدان جنگ میں شہید ہونے والوں کو مدینہ اٹھا کر بھی لاتی تھیں (بخاری: ۲۸۸۲؛ ۲۸۸۳؛ ۵۶۷۹)۔

جہاد۔ توشہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سنہ سات ہجری میں امیر ابوعبیدہ بن جراحؓ کی قیادت میں تین سو فوجیوں کا ایک لشکر ساحل بحر کی طرف روانہ کیا۔ توشہ ختم ہونے پر دو دو اور پھر ایک ایک کھجور کھاتے ہم سمندر تک پہنچ گئے تو ہمیں سمندر میں ایک پہاڑ جیسی بڑی مچھلی مل گئی، جسے پورا لشکر اٹھارہ راتوں تک کھاتا رہا۔ مچھلی کی پسلیوں کو کھڑا کیا گیا تو اس کے نیچے سے اونٹ اسے چھوئے بغیر گزر گئے (بخاری: ۲۴۸۳؛ ۲۹۸۳)۔ غزوہ ہوازن میں توشے ختم ہوگئے تو لوگوں نے اونٹوں کو ذبح کرنے کی اجازت طلب کی۔ حضرت عمرؓ نے اس تجویز پر اعتراض کیا کہ اونٹوں کے بغیر ہم زندہ کیسے رہیں گے؟ پھر نبی ﷺ کے حکم پر سب نے اپنے اپنے بچے کھچے توشے ایک دستر خوان پر جمع کیا اور نبی کریم ﷺ نے اس میں برکت کی دعا فرمائی اور سب کو اپنے اپنے برتن لے کر بلایا۔ سب نے دونوں ہاتھوں سے توشے اپنے برتنوں میں بھر لیے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا سچا رسول ہوں (بخاری: ۲۴۸۴)۔ صحابہ کرامؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عصر کی نماز پڑھ کر اونٹ ذبح کرتے، اسے دس حصوں میں تقسیم کرتے اور پھر سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے وہ اس کا پکا ہوا گوشت بھی کھا لیتے (بخاری: ۲۴۸۵)۔ جہاد یا قیام مدینہ کے موقع پر جب قبیلہ اشعر کے لوگوں کا توشہ کم ہو جاتا تو جو کچھ بھی ان کے پاس ہوتا، وہ ایک کپڑے میں جمع کر لیتے اور پھر ایک برتن سے آپس میں برابر تقسیم کر لیتے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بتلا کر کہا: پس وہ میرے ہیں اور میں ان کا ہوں (بخاری: ۲۴۸۶)۔

جہاد۔ شہید:

شہداء پانچ قسم کے ہوتے ہیں: (۱) طاعون میں مرنے والے (۲) پیٹ کے عارضے ہیضہ وغیرہ میں مرنے والے (۳) پانی میں ڈوب کر مرنے والے (۴) گرتی

دیوار یا کسی بھی چیز سے دب کر مرنے والے اور (۵) اللہ کی راہ میں جہاد کے دوران مرنے والے (بخاری: ۶۵۳؛ ۷۲۰؛ ۲۸۲۹)۔ شہید کی میت اٹھانے تک ملائکہ برابر اس پر اپنے پروں کا سایہ کئے رہتے ہیں (بخاری: ۱۲۴۴؛ ۱۲۹۳)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُحد کے دو دو شہداء کو ملا کر ایک ہی کپڑے کا کفن بھی دیا اور دیگر شہداء کو ان کے خون سمیت دفن کرنے کا حکم بھی دیا۔ نہ انہیں غسل دیا گیا اور نہ ان کی نماز جنازہ پڑھی گئی (بخاری: ۱۳۴۳؛ ۱۳۴۵ تا ۱۳۴۸؛ ۱۳۵۳)۔ حضرت جابرؓ کو ان کے والد حضرت عبداللہؓ نے جنگ اُحد سے قبل فرمایا کہ میری شہادت کے بعد میرا قرض ادا کر دینا اور اپنی نو بہنوں سے اچھا سلوک کرنا۔ شہادت کے بعد حضرت جابرؓ نے اپنے والد کے ساتھ ایک اور شہید کو بھی دفن کیا تھا۔ چھ ماہ بعد الگ دفن کرنے کے لیے ان کی میت کو قبر سے نکالا تو دیکھا کہ سارا جسم اسی طرح سلامت تھا جیسے چھ ماہ قبل دفن کیا گیا تھا (بخاری: ۱۳۵۱؛ ۱۳۵۲)۔ شہید کے علاوہ اللہ کا کوئی بھی نیک بندہ مرنے کے بعد اس دنیا میں واپس آنا پسند نہیں کرتا۔ شہید جب اللہ کے ہاں شہادت کی فضیلت کو دیکھے گا تو چاہے گا کہ دنیا میں دوبارہ واپس آ کر اللہ کی راہ میں قتل ہو (بخاری: ۲۷۹۵؛ ۲۸۱۷)۔ اللہ کی قسم! میری تو آرزو ہے کہ اللہ کی راہ میں قتل ہونے کے بعد زندہ کیا جاتا رہوں اور قتل ہوتا رہوں (بخاری: ۲۷۹۷)۔ فوج کا جھنڈا یکے بعد دیگرے زید، جعفر اور عبداللہ بن رواحہ اٹھاتے رہے اور شہید ہوتے رہے۔ حتیٰ کہ خالد بن ولید نے جھنڈا اپنے ہاتھوں میں لیا اور اسلامی لشکر کو فتح ہوئی (بخاری: ۲۷۹۸)۔ نبی کریم ﷺ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور فرما رہے تھے: ہمیں اس کی کوئی خوشی نہ ہوتی کہ جو لوگ شہید ہوئے ہیں وہ ہمارے پاس زندہ رہتے کیونکہ وہ بہت عیش و آرام میں چلے گئے ہیں (بخاری: ۲۷۹۸)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنوسلیم کے ستّر (۷۰) قاریوں کو بنو عامر کی طرف پیغام حق کے ساتھ بھیجا مگر انہوں نے دھوکے سے ان سب کو قتل کر دیا۔ جبرئیل علیہ السلام نے نبی کریم ﷺ کو خبر دی کہ آپ کے ساتھ اللہ سے جا ملے ہیں۔ اللہ ان سے خوش ہے اور انہیں بھی خوش کر دیا ہے (بخاری: ۲۸۰۱)۔

جہاد۔ شہید: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لڑائی میں زخمی ہونے والی اپنی ایک انگلی سے مخاطب ہو کر فرمایا: تیری حقیقت ایک زخمی انگلی کے سوا کیا ہے اور جو کچھ ملا ہے، اللہ کے راستے میں ملا ہے (بخاری: ۲۸۰۲)۔ اللہ کے راستے میں زخمی ہونے والا قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کے زخموں سے خون بہہ رہا ہوگا اور خون کی خوشبو مشک جیسی ہوگی (بخاری: ۲۸۰۳)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک صاحب زرہ پہنے حاضر ہوئے اور عرض کیا: پہلے جنگ میں شریک ہو جاؤں یا پہلے اسلام لاؤں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: پہلے اسلام لاؤ۔ چنانچہ وہ پہلے اسلام لائے اس کے بعد جنگ میں شہید ہوئے۔ رسول اللہ نے فرمایا: اس نے عمل کم کیا لیکن اجر بہت پایا (بخاری: ۲۸۰۸)۔ جنگ بدر میں شہید ہونے والے حارثہ بن سراقہ ؓ کی والدہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلایا کہ اُن کے بیٹے کو جنت کے فردوس اعلیٰ میں جگہ ملی ہے (بخاری: ۲۸۰۹)۔ رعل، ذکوان اور عصیہ قبائل کے لوگوں نے اصحاب بئر معونہ رضی اللہ عنہم کے ستّر قاریوں کو شہید کیا تھا۔ ان پر رسول اللہ نے تیس دن تک صبح کی نماز میں بددعا کی تھی (بخاری: ۲۸۱۴)۔ جنگ اُحد میں حضرت جابرؓ کے والد کی شہادت پر ان کی عزیزہ کے رونے کی آواز سُن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: روئیں نہیں۔ ملائکہ برابر ان پر اپنے پروں کا سایہ کئے ہوئے ہیں (بخاری: ۲۸۱۶)۔ ایک شخص اللہ کی راہ میں جہاد کر کے شہید ہو گیا۔ اس شہید کے قاتل کو اللہ نے توبہ کی توفیق دی اور بعد ازاں وہ بھی اللہ کی راہ میں شہید ہو گیا۔ یوں قاتل اور مقتول دونوں جنت میں پہنچ گئے۔ روزِ حشر اللہ ان دونوں جنتی قاتل و مقتول کو دیکھ کر ہنس دے گا (بخاری: ۲۸۲۶)۔ طاعون کی موت ہر مسلمان کے لیے شہادت کا درجہ رکھتی ہے (بخاری: ۲۸۳۰)۔ میرے لیے تو یہ خوشی کی بات ہے کہ مَیں اللہ کے راستے میں جہاد کروں اور شہید کیا جاؤں۔ پھر زندہ کیا جاؤں، پھر شہید کیا جاؤں اور پھر زندہ کیا جاؤں (بخاری: ۲۹۷۲)۔

جھانکنا۔ گھر:

ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی حجرہ میں سوراخ سے جھانک کر دیکھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تم جھانک رہے ہو تو یہ کنگھا تمہاری آنکھ میں چبھو دیتا۔ خادم رسول انس بن مالک ؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک صاحب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی حجرہ میں جھانکنے لگے تو آپ ﷺ ان کی طرف تیر کا پھل لے کر بڑھے (بخاری: ۶۲۴۱؛ ۶۲۴۲)۔ اگر کوئی تمہاری اجازت کے بغیر تمہارے گھر میں باہر سے جھانک رہا ہو اور تم اسے کنکر مارو جس سے اس کی آنکھ پھوٹ جائے تو تم پر کوئی گناہ اور سزا لاگو نہ ہوگا (بخاری: ۶۸۸۸؛ ۶۹۰۲)۔ ایک صاحب نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دیوار کے ایک سوراخ سے گھر کے اندر دیکھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تم جھانک رہے ہو تو میں تمہاری آنکھ پھوڑ دیتا۔ (بخاری: ۵۹۲۴)۔

حج۔ عمرہ:

ایک عمرہ کے بعد دوسرا عمرہ دونوں کے درمیان کے گناہوں کا کفارہ ہے۔ اور حج مبرور کی جزا جنت کے سوا کچھ نہیں (بخاری: ۱۷۷۳) حج کرنے سے پہلے عمرہ

کرسکتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجتہ الوداع میں ایسا ہی کیا تھا (بخاری:۱۷۷۴)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہ رجب میں کوئی عمرہ نہیں کیا تھا (بخاری:۱۷۷۶؛۱۷۷۷) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کل چار عمرے اور ایک حج کیا تھا۔(بخاری:۱۷۷۵؛۱۷۷۸؛۱۷۷۹؛۴۲۵۳؛۴۲۵۴)۔حج کے ساتھ کیئے جانے والے عمرے کے علاوہ باقی سارے عمرے آپؐ نے ذیقعد کے مہینے میں کیئے (بخاری:۴۱۴۸)۔رمضان کا عمرہ ایک حج کے برابر ہوتا ہے۔دوسری حدیث کے الفاظ ہیں کہ میرے (نبیؐ) ساتھ حج کرنے کے برابر ہوتا ہے(بخاری:۱۷۸۲؛۱۸۶۳)۔ عمرہ اگر چھوڑ دیا جائے تو اس کی قضا کرنی چاہیئے۔صلح حدیبیہ کے موقع پر چھوڑے گئے عمرہ کی قضاء کا عمرہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اگلے سال کیا تھا جبکہ حجتہ الوداع کے موقع پر حج سے پہلے حیض کے سبب توڑے گئے عمرہ کا قضاء اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حج کے بعد عمرہ کر کے کیا تھا (بخاری:۱۷۸۰؛۱۷۸۳)۔صفا اور مروہ کی سعی کے بغیر حج اور عمرہ مکمل نہیں ہوتا۔(بخاری:۱۷۹۰)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب عمرہ کے لیے مکہ میں داخل ہوئے تو پہلے بیت اللہ کا طواف کیا، پھر صفا و مروہ کی سعی کی اور آپؐ کعبہ کے اندر داخل نہیں ہوئے (بخاری:۱۷۹۱)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ تشریف لائے۔ بیت اللہ کا سات چکروں کے ساتھ طواف کیا۔ پھر مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نماز پڑھی۔اس کے بعد صفا اور مروہ کی سات مرتبہ سعی کی (بخاری:۱۷۹۳)۔صفا مروہ کی سعی کیئے بغیر عمرہ کرنے والا اپنی بیوی کے لیے حلال نہیں ہوسکتا (بخاری:۱۷۹۴)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے حج کے بعد عبدالرحمٰنؓ نے اپنی بہن حضرت عائشہؓ کو عمرہ کروایا تھا (بخاری:۲۹۸۴؛۲۹۸۵)۔زمانہ جاہلیت میں لوگ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا گناہ خیال کرتے تھے۔جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ چار ذی الحجہ کو حج کا احرام باندھے مکہ تشریف لائے تو صحابہ کو حکم دیا کہ حج کے احرام کو عمرہ کا احرام بنالیں۔طواف اور سعی کر کے احرام کھول دیں۔ پھر حج کا احرام باندھنے تک ان کے لیے وہ سب چیزیں حلال ہو جائیں گی جو احرام کے نہ ہونے کی حالت میں حلال تھیں (بخاری:۳۸۳۲)۔جو حج کے لیے جاتے ہوئے اپنے ساتھ قربانی کا جانوی ہدی لے کر نہ جائے وہ بیت اللہ کے طواف اور صفا و مروا کی سعی کے بعد احرام کھول کر حلال ہو جائے (بخاری:۴۳۴۶)۔حجتہ الوداع سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو امیر حج بنا کر بھیجا اور منیٰ میں یہ اعلان کروایا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک بیت اللہ کا حج کرنے نہ آئے (بخاری:۴۳۶۳)۔

حج،عمرہ۔احرام:

دوران حج اگر ارکان حج آگے پیچھے ہو جائے جیسے جانور ذبح کرنے سے پہلے سر منڈا لے، رمی کرنے سے پہلے قربانی کرلے تو کچھ حرج نہیں (بخاری:۸۳)۔احرام والے نہ قمیص پہنیں، نہ صافہ باندھیں، نہ پاجامہ پہنیں اور نہ کوئی سر پوش اوڑھیں اور نہ ہی کوئی زعفرام سے رنگا ہوا کپڑا پہنیں۔اگر جوتے نہ ملیں تو موزوں کو ٹخنوں سے نیچے کاٹ کر پہن لیں (بخاری:۱۳۴؛۱۵۴۲)۔احرام میں بندہ نہ پاجامہ،کوٹ پہنے،اور نہ ایسا کپڑا جس میں زعفران (خوشبو) لگا ہوا ہو یا رنگا ہوا ہو۔جوتے اور موزے بھی ٹخنوں سے نیچے والے ہوں (بخاری:۳۶۶)۔حجتہ الوداع کے سفر میں بعض نے عمرہ کا احرام باندھا تھا اور بعض نے حج کا۔جب صحابہ کرامؓ مکہ پہنچے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے عمرہ کا احرام باندھا ہو اور ہدی (قربانی کا جانور) ساتھ نہ لایا ہو تو وہ حلال ہو جائے۔اور جس نے عمرہ کا احرام باندھا ہو اور وہ ہدی بھی ساتھ لایا ہو تو وہ ہدی کی قربانی سے پہلے حلال نہ ہوگا۔اور جس نے حج کا احرام باندھا ہو تو اسے حج پورا کرنا چاہیئے (بخاری:۳۱۹؛۲۹۵۲) منیٰ میں یوم نحر والے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے یہ اعلان کیا گیا کہ آج کے بعد کوئی مشرک حج نہ کر سکے گا اور نہ ہی کوئی برہنہ طواف کر سکے گا (بخاری:۳۶۹)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چار ذی الحجہ کو تلبیہ کہتے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ مکہ تشریف لائے اور فرمایا: جن کے پاس قربانی کا جانور ہدی نہیں ہے، وہ حج کی بجائے عمرہ کی نیت کرلیں اور عمرہ سے فارغ ہو کر حلال ہو جائیں۔ پھر حج کا احرام باندھیں (بخاری:۱۰۸۵)۔اگر احرام کی چادریں خوشبو میں بسی ہوئی ہوں تو اسے تین مرتبہ دھولے (بخاری:۱۵۳۶)۔احرام میں زعفران یا کوئی خوشبو نہ لگا ہو۔محرم سر دھو سکتا ہے،لیکن کنگھا نہ کرے۔جوں سر یا بدن سے نکال کر زمین پر ڈالی جاسکتی ہے (بخاری:۱۵۴۲)۔حجتہ الوداع میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بالوں میں تیل لگانے اور کنگھا کرنے،ازار اور رداء پہننے کے بعد صحابہ کے ساتھ مدینہ سے نکلے۔آپ نے زعفران میں رنگے ایسے کپڑے کے سوا جس کا رنگ بدن پر لگتا ہو،کسی قسم کی چادر یا تہبند پہننے سے منع نہیں کیا۔(بخاری:۱۵۴۵)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدی کے جانور کو ہار پہنا کر عمرہ کا احرام باندھا (بخاری:۱۶۹۴تا۱۶۹۶)۔حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ فرماتی ہیں کہ جب تک کوئی احرام نہ باندھ لے، حج تمتع کے لیے صرف اپنا ہدی کا جانور مکہ کی طرف روانہ کرنے یا ساتھ لے کر چلنے سے عازمین حج پر احرام کی پابندیاں لاگو نہیں ہو جاتی ہیں (بخاری:۱۶۹۸تا۱۷۰۳؛۲۳۱۷)۔

حج ،عمرہ ۔احرام: پانچ موذی جانور ایسے ہیں جنہیں احرام باندھے ہوئے محرم افراد بھی مار سکتے ہیں ۔کوا، چیل، چوہا، بچھو اور کاٹنے والا کتا۔ (بخاری:۱۸۲۶ تا ۱۸۲۹)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حالت احرام میں اپنے سر کی بیچ میں پچھنا لگوایا تھا (بخاری:۱۸۳۵؛۱۸۳۶)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حالت احرام میں حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تھا (بخاری:۱۸۳۷)۔حالتِ احرام میں نہ قمیض پہنو، نہ پاجامے، نہ عمامے اور نہ برنس یعنی کنٹوپ یا برساتی کوٹ۔اگر کسی کے پاس جوتے نہ ہوں تو ٹخنوں سے نیچے تک کاٹ کر موزے پہن لے۔ایسا کوئی لباس نہ پہنو جس میں زعفران یا ورس (خوشبو) لگا ہو (بخاری:۱۸۳۸؛ ۱۸۴۲)۔احرام کی حالت میں سر پر پانی ڈال کر سر کو دونوں ہاتھوں سے ہلانا اور آگے پیچھے حرکت دینا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے (بخاری:۱۸۴۰)۔ جس کے پاس احرام میں تہبند نہ ہو، وہ پاجامہ پہن لے اور جوتے نہ ہوں تو موزے پہن لے (بخاری:۱۸۴۱؛۱۸۴۳)۔غیر محرم کا شکار کیا ہوا گوشت احرام باندھے ہوئے افراد بھی کھا سکتے ہیں۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر حضرت قتادہؓ نے احرام نہیں باندھا تھا۔انہوں نے ایک گورخر کا شکار کیا تو بعض صحابہ نے احرام میں ہونے کی وجہ اسے سے کھانے سے انکار کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تو ایک کھانے کی چیز تھی جو اللہ نے تمہیں عطا کی (بخاری:۱۸۲۱ تا ۱۸۲۴؛۲۵۷۰؛ ۲۹۱۴)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں ظہر کی چار رکعت اور مدینہ کے میقات ذوالحلیفہ میں عصر کی دو رکعت قصر نماز ادا کی۔ پھر صحابہؓ نے حج اور عمرہ دونوں کا لبیک ایک ساتھ پکارا (بخاری:۲۹۵۱)۔احرام کی خلاف ورزی کا کفارہ تین دن کے روزے، چھ مسکینوں کو کھانا کھلانا یا ایک قربانی کرنا ہے (بخاری:۵۷۰۳) ۔ احرام میں کوئی قمیص، پاجامہ، ٹوپی پگڑی اور موزے نہ پہنو۔البتہ اگر اسے چپل نہ ملے تو موزوں کو ٹخنوں تک کاٹ کر پہن لے۔اور نہ ایسا کپڑا پہنو جس پر زعفران یا ورس (خوشبو) لگی ہوئی ہو (بخاری:۵۷۹۴؛۵۸۰۳؛۵۸۰۵؛۵۸۰۶؛۵۸۴۷؛۵۸۵۲)۔محرم کو اگر تہمد نہ ملے تو وہ پاجامہ ہی پہن لے اور جسے چپل نہ ملے وہ (ٹخنوں سے نیچے کٹے ہوئے) موزے پہنے (بخاری:۵۸۰۴؛۵۸۵۳)۔ بیمار شخص حج کا احرام اس شرط کے ساتھ باندھ سکتا ہے کہ یا اللہ! میں اس وقت حلال ہو جاؤں گا جب تو مجھے مرض کی وجہ سے روک لے گا (بخاری: ۵۰۸۹)۔

حج ۔ترتیبِ ارکان:

دوران حج اگر کوئی غلطی سے قربانی کا جانور ذبح کرنے سے پہلے ہی سر منڈوالے یا رمی سے پہلے طواف زیارت کر لے، تو کوئی قباحت نہیں (بخاری:۱۷۲۱ تا ۱۷۲۳)۔قربانی کرنے، سر منڈوانے، رمی کرنے کی ترتیب آگے پیچھے ہو جانے کے سوال پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں (بخاری:۱۷۳۴ تا ۱۷۳۷)۔رمی کرنے سے پہلے طواف زیارت اور رمی کرنے سے پہلے ذبح کرنے والے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی حرج نہیں (بخاری:۶۶۶۶)

حج ۔اقسام:

ذوالحلیفہ پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ نے حج اور عمرہ کے لیے ایک ساتھ احرام باندھا یعنی قران کیا۔ (بخاری:۱۵۵۱)۔جن لوگوں نے حج تمتع کا احرام باندھا تھا، انہوں نے مکہ میں عمرہ ادا کر کے احرام کھول دیا اور پھر آٹھ ذی الحجہ کو حج کا احرام باندھا۔ (بخاری:۱۵۵۱)۔جس کے ساتھ قربانی کا جانور ہو تو اسے عمرہ کے ساتھ حج کا بھی احرام باندھ لینا چاہئے۔ایسا شخص درمیان میں حلال نہیں ہو سکتا بلکہ حج اور عمرہ دونوں سے ایک ساتھ حلال ہوگا (بخاری:۱۵۵۶)۔حجۃ الوداع میں جن لوگوں نے صرف عمرہ کا احرام باندھا تھا، وہ بیت اللہ کا طواف، صفا اور مروہ کی سعی (اور بال منڈوا کر) حلال ہو گئے۔ پھر منٰی سے واپسی پر دوسرا طواف زیارت کیا۔لیکن جن لوگوں نے حج اور عمرہ کا ایک ساتھ احرام باندھا تھا، انہوں نے صرف ایک ہی طواف یعنی طواف زیارت کیا (بخاری:۱۵۵۶) حجۃ الوداع کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کچھ لوگوں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا، کچھ نے حج اور عمرہ دونوں کا اور کچھ نے صرف حج کا۔ نبی کریم ﷺ نے پہلے صرف حج کا احرام باندھا تھا، پھر آپؐ نے عمرہ بھی شریک کر لیا۔ چنانچہ جن لوگوں نے حج کا احرام باندھا تھا یا حج اور عمرہ دونوں کا، ان کا احرام دس ذی الحجہ تک نہ کھل سکا۔ (بخاری:۱۵۶۲)۔ایام جاہلیت میں عرب حج کے دنوں میں عمرہ کرنا بڑا گناہ سمجھتے تھے اور یہ خیال کرتے تھے کہ حج کے ایام گزر جائیں تب عمرہ کرنا حلال ہوتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چار ذی الحجہ کو صحابہ کرامؓ کے ہمراہ حج کا احرام باندھے ہوئے آئے تو آپؐ نے انہیں حکم دیا کہ اپنے حج کو عمرہ بنا کر حلال ہو جائیں (بخاری:۱۵۶۴)۔اگر تم قربانی کے لیے ہدی کا جانور ساتھ نہ لائے ہو تو مفرد حج کے لیے باندھے ہوئے احرام کو حج تمتع میں تبدیل کر لو اور عمرہ مکمل کر کے یعنی طواف، سعی اور بال ترشوا کر حلال ہو جاؤ۔ پھر یوم ترویہ (آٹھ ذی الحجہ) میں مکہ ہی سے حج کا احرام باندھ لینا (بخاری:۱۵۶۸)۔حج کی لبیک پکارنے کے باوجود حج کے لیے باندھے ہوئے احرام کو عمرہ کے احرام میں تبدیل کیا جا سکتا ہے (بخاری:۱۵۷۰)۔

حج ۔اقسام: مکہ سے باہر رہنے والوں کے لیے حج تمتع (یعنی پہلے عمرہ مکمل کر کے احرام کھول دینا اور پھر آٹھ ذی الحجہ کو حج کا احرام باندھنا) قرآن اور رسول اللہ کی سنت سے ثابت ہے (بخاری:۱۵۷۱؛۱۵۷۲)۔ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حج تمتع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔اس میں عمرہ مقبول اور حج مبرور ہے۔حج تمتع میں ایک اونٹ، ایک گائے یا ایک بکری کی قربانی واجب ہے یا کسی اونٹ، گائے بھینس کی قربانی میں شریک ہو جائے (بخاری:۱۶۸۸)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں تمتع کیا تھا یعنی عمرہ کر کے پھر حج کیا تھا۔(بخاری:۱۶۹۱)۔حجۃ الوداع کے موقع پر جو لوگ اپنے ساتھ قربانی کا جانور لے کر نہیں آئے تھے، وہ نبی کریم ﷺ کے حکم سے عمرہ کی تکمیل یعنی بیت اللہ کا طواف، صفا مروا کی سعی اور بال ترشوا کر حلال ہو گئے تھے۔لیکن جو اپنے ساتھ قربانی کے جانور لے کر آئے تھے اُن پر حج کی تکمیل تک احرام کی تمام پابندیاں برقرار رہیں (بخاری:۱۶۹۱؛۱۶۳۸)۔حج تمتع یعنی ایک ہی حج سیزن میں پہلے عمرہ اور بعد میں حج کرنے والے پر قربانی واجب ہوتی ہے۔اگر کوئی قربانی نہ کر سکے تو تین دن کے روزے حج ہی کے دنوں میں مکہ میں اور سات دن کے روزے گھر واپس آ کر رکھے (بخاری:۱۶۹۱)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرامؓ کے ساتھ چوتھی ذی الحجہ کو حج کی تلبیہ کہتے ہوئے مکہ میں داخل ہوئے اور ساتھیوں سے کہا کہ جن کے ساتھ ہدی کا جانور نہیں ہے وہ اپنے حج کو عمرہ میں بدل کر حلال ہو جائیں (بخاری:۲۵۰۵؛ ۲۵۰۶)۔حج میں تمتع کا حکم قرآن میں نازل ہوا اور صحابہ کرامؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج تمتع کیا۔پھر نہ قرآن نے حج تمتع سے روکا نہ رسول اللہ ﷺ نے۔(بخاری:۴۵۱۸)۔ حجۃ الوداع میں اگر مجھ کو اپنا حال پہلے سے معلوم ہوتا جو بعد کو معلوم ہوا تو میں اپنے ساتھ قربانی کا جانور نہ لاتا اور عمرہ کر کے دوسرے لوگوں کی طرح میں بھی احرام کھول ڈالتا (بخاری:۷۲۲۹؛۷۲۳۰)

حج ۔انتقال:

حجۃ الوداع کے موقع پر ایک محرم کے اونٹ نے اس کی گردن توڑ کر اسے مار دیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے بیری کے پتوں سے غسل دو اور احرام ہی کے دو کپڑوں کا کفن دو اس کا سر نہ ڈھکو اور نہ خوشبو لگاؤ کیونکہ یہ قیامت کے دن لبیک کہتا ہوا اٹھے گا (بخاری:۱۸۳۹؛۱۸۴۹تا۱۸۵۱)۔

حج ۔بدل:

بوڑھے والدین کی طرف سے حج بدل کیا جا سکتا ہے (بخاری:۱۵۱۳)۔مرحوم کی طرف سے حج بدل کیا جا سکتا ہے۔ورثاء پر مرحوم کے ذمہ قرض ادا کرنا بھی ضروری ہے (بخاری:۱۸۵۲)۔مریض وضعیف فرد کی طرف سے کوئی دوسرا فرد حج ادا کر سکتا ہے (بخاری:۱۸۵۴؛۱۸۵۵)۔اگر کسی پر حج فرض ہو اور وہ خود حج کرنے سے قاصر ہو تو وہ کسی اور سے حج بدل کروا سکتا ہے (بخاری:۴۳۹۹)۔ایک خاتون: میرے والد پر حج فرض ہو چکا ہے لیکن وہ بہت بوڑھے ہیں، سواری پر سیدھے بیٹھ نہیں سکتے۔اگر میں ان کی طرف سے حج کر لوں تو ان کا حج ادا ہو جائے گا؟ نبی کریم ﷺ: ہاں ہو جائے گا (بخاری:۶۲۲۸)۔

حج ۔تکمیل عمرہ:

میدان عرفات سے واپسی پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ وہ بیت اللہ کا طواف، صفا و مروا کی سعی کریں اور اپنے سروں کے بال ترشوا کر وہ لوگ حلال ہو جائیں، جن کے ساتھ قربانی کے جانور نہیں ہیں (بخاری:۱۵۴۵)۔

حج ۔تلبیہ:

دوران حج نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میدان عرفات سے مزدلفہ اور مزدلفہ سے منیٰ تک جمرہ عقبہ کی رمی کرنے تک برابر تلبیہ کہتے رہے (بخاری:۱۵۴۳؛۱۵۴۴)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تلبیہ یہ تھا: لبیک اللّٰھم لبیک، لبیک لا شریک لک لبیک، اِن الحمد، والنعمۃ لک والملک، لا شریک لک (حاضر ہوں اے اللہ! حاضر ہوں میں، تیرا کوئی شریک نہیں۔حاضر ہوں، تمام حمد تیرے ہی لیے ہے اور تمام نعمتیں تیری ہی طرف سے ہیں، بادشاہت تیری ہی ہے، تیرا کوئی شریک نہیں (بخاری: ۱۵۴۹؛۱۵۵۰)۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منیٰ سے عرفات جاتے ہوئے کچھ لوگ لبیک پکارتے تو کچھ لوگ تکبیر کہتے۔کوئی کسی پر اعتراض نہ کرتا (بخاری:۱۶۵۹)۔

حج ۔ حجۃ الوداع:

منیٰ میں دسویں ذی الحجہ کو خطبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم: تمہارا خون، تمہارے مال اور تمہاری عزت ایک دوسرے پر اسی طرح حرام ہے جیسے آج کا دن، یہ مہینہ اور یہ شہر حرمت والا ہے۔ دیکھو! میرے بعد ایک دوسرے کی گردن مار کر کافر نہ بن جانا (بخاری: ۱۷۳۹؛ ۱۷۴۱؛ ۱۷۴۲)۔ منیٰ میں دسویں ذی الحجہ کو خطبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم: کیا میں نے تم لوگوں کو اللہ کا پیغام پہنچا دیا؟ صحابہ کرامؓ کے ہاں کہنے پر آپؐ نے آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے فرمایا: اے اللہ! تو گواہ رہنا۔ (بخاری: ۱۷۳۹؛ ۱۷۴۱)۔ منیٰ میں خطبہ رسول ﷺ: یہاں موجود لوگ، غیر موجود لوگوں تک میرا پیغام پہنچا دیں۔ کیونکہ بہت سے لوگ جن تک یہ پیغام پہنچے گا، سننے والوں سے زیادہ یاد رکھنے والے ہوں گے (بخاری: ۱۷۳۹؛ ۱۷۴۱)۔ حجۃ الوداع سے پہلے والے حج کے موقع پر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے منیٰ میں دسویں ذی الحجہ کو یہ اعلان کروا دیا تھا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج کرنے نہ آئے اور نہ کوئی ننگا طواف کرے۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں جب حج کیا تو کوئی مشرک شریک نہ ہوا (بخاری: ۱۶۲۲؛ ۳۱۷۷؛ ۴۶۵۷)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انیس (۱۹) غزوے اور ہجرت کے بعد صرف ایک حج کیا تھا۔ ابو اسحاق راوی ہیں کہ ہجرت سے پہلے مکہ میں رہتے ہوئے بھی آپ ﷺ نے ایک حج کیا تھا (بخاری: ۴۴۰۴)۔ سورۃ المائدہ کی آیت: ۳ (آج میں نے تم پر اپنے دین کو مکمل کیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر حجۃ الوداع کے موقع پر میدان عرفات میں نازل ہوئی تھی (بخاری: ۴۴۰۷)۔ حجۃ الوداع کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر مونڈوایا (حلق) تھا جبکہ بعض دوسرے صحابہؓ نے صرف بال ترشوائے (قصر) تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر مغرب اور عشاء ملا کر ایک ساتھ پڑھی تھی (بخاری: ۴۴۱۴)۔

حج ۔ حلق، قصر:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور بہت سے صحابہ کرامؓ نے سر منڈوایا تھا لیکن بعض نے کتروایا بھی تھا۔ سر منڈوانے والوں کے بارے میں آپ ﷺ نے دو مرتبہ فرمایا: اے اللہ! ان پر رحم فرما۔ صحابہؓ کے استفسار پر تیسری یا چوتھی مرتبہ فرمایا: اور بال کتروانے والوں پر بھی رحم فرما (بخاری: ۱۷۲۷؛ ۱۷۲۹)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو حکم دیا: بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کی سعی کرنے کے بعد احرام کھولنے کے لیے سر منڈوالیں یا بال کتروالیں (بخاری: ۱۷۳۱)۔

حج ۔ تجارت:

حج کے زمانہ میں خرید و فروخت کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ کیونکہ حج کے زمانہ کے لیے اللہ کا فرمان ہے (البقرہ۔ ۱۹۸) کہ تمہارے لیے کوئی حرج نہیں اگر تم اپنے رب کا فضل تلاش کرو (بخاری: ۱۷۷۰)۔ عکاظ، مجنہ، اور ذوالمجاز زمانہ جاہلیت کے بازار تھے۔ اسلام کے بعد موسم حج میں صحابہ کرامؓ نے وہاں کاروبار کو برا سمجھا تو سورۃ البقرہ آیت ۱۹۸ میں اللہ نے فرمایا: تم پر کوئی گناہ نہیں کہ حج کے ساتھ ساتھ تم اپنے رب کا فضل یعنی معاش بھی تلاش کرو (بخاری: ۴۵۱۹)۔

حج ۔ خواتین:

سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سات سال کی عمر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کرایا گیا تھا (بخاری: ۱۸۵۸)۔ عورتوں کے لیے سب سے عمدہ اور سب سے مناسب جہاد حج ہے، وہ حج جو مقبول ہو (بخاری: ۱۸۶۱)۔ خواتین حیض کے دوران طوافِ بیت اللہ کے سوا حج کے تمام ارکان ادا کرسکتی ہیں۔ بیت اللہ کا طواف حیض سے پاک ہونے کے بعد کریں گی۔ حجۃ الوداع میں اُم المومنین حضرت عائشہؓ نے ایسا ہی کیا تھا (بخاری: ۱۵۶۰)۔ عورتیں احرام کی حالت میں منہ پر نقاب نہ ڈالیں اور دستانے بھی نہ پہنیں (بخاری: ۱۸۳۸؛ ۱۸۴۲)۔ عورتوں کے لیے سب سے عمدہ اور سب سے مناسب جہاد حج ہے، وہ حج جو مقبول ہو (بخاری: ۱۸۶۱)۔ حج سے واپسی پر اُم المومنین حضرت صفیہؓ حائضہ ہونے کے سبب اپنے خیمہ کے دروازے پر رنجیدہ کھڑی تھیں کہ وہ طواف وداع کیسے کریں گی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے دس ذی الحجہ کو طواف افاضہ (زیارت) کرلیا تھا تو طواف وداع کے بغیر بھی واپس چل سکتی ہو (بخاری: ۴۴۰۱؛ ۶۱۵۷)۔ حجۃ الوداع کے موقع پر حضرت عائشہؓ کے حائضہ ہونے پر نبی کریم صلی اللہ نے فرمایا: حیض تو اللہ نے آدم علیہ السلام کی بیٹیوں کے مقدر میں لکھ دیا ہے۔ (بخاری: ۵۵۴۸؛ ۵۵۵۹)۔ حجۃ الوداع کے موقع پر حضرت عائشہؓ کے حائضہ ہونے پر نبی کریم صلی اللہ نے فرمایا: تم حاجیوں کی طرح تمام اعمال حج کرلو۔ بس بیت اللہ کا

طواف نہ کرو(بخاری:۵۵۴۸؛۵۵۵۹)۔

حج۔طواف،رمل،استلام،سعی:
اگر کعبہ کا طواف کوئی پیدل نہیں کرسکتا تو سواری پر بیٹھ کر بھی طواف کرسکتا ہے(بخاری:۴۶۴)۔فتح مکہ سے ایک سال قبل سنہ سات ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوراصحاب رسول رضی اللہ تعالیٰ عمرہ کرنے مکہ آئے تو مشرکوں نے کہا کہ محمدﷺ آئے ہیں۔ان کے ساتھ ایسے لوگ آئے ہیں جنہیں یثرب(مدینہ منورہ)کے بخار نے کمزور کردیا ہے۔یہ سن کر نبی کریمﷺ نے حکم دیا کہ طواف کے پہلے تین چکروں میں رمل کریں یعنی تیز چلتے ہوئے قوت کا اظہار کریں اوردونوں یمانی رکنوں کے درمیان حسب معمول چلیں(بخاری:۱۶۰۲)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ تشریف لاتے تو طواف شروع کرتے وقت پہلے حجر اسود کو بوسہ دیتے اور سات چکروں میں سے پہلے تین چکروں میں رمل کرتے یعنی تیز چلتے تھے(بخاری:۱۶۰۳)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج اور عمرہ دونوں میں طواف کعبہ کے پہلے تین چکروں میں رمل کیا تھا اور بقیہ چار چکروں میں حسب معمول چلے تھے(بخاری:۱۶۰۴)۔حجۃ الوداع کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کا طواف اپنی اونٹنی پر کیا تھا اور حجرہ اسود کا استلام ایک چھڑی کے ذریعہ کرکے اس چھڑی کو چومتے تھے(بخاری:۱۶۰۷؛۱۶۱۲؛۱۶۱۳؛۱۶۳۲)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صرف دونوں یمانی ارکان کا استلام کرتے تھے(بخاری:۱۶۰۹)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت اللہ کا پہلا طواف کرتے تو اس کے پہلے تین چکروں میں رمل کرتے ہوئے دوڑ کر چلتے۔پھر جب صفا اور مروہ کی سعی کرتے تو بطن مسیل کی وادی(جس کے دونوں سرے کی چھت پر سبز رنگ کی لائٹس لگی ہوئی ہیں)میں دوڑ کر چلتے(بخاری:۱۶۱۷؛۱۶۴۴)۔اُم المومنین اُم سلمہؓ نے اپنی بیماری کا عذر پیش کرتے ہوئے کہا کہ وہ پیدل طواف نہیں کرسکتیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سواری پر چڑھ کر لوگوں سے علیحدہ طواف کرنے کو کہا(بخاری:۱۶۱۹؛۱۶۳۳)۔اپنے ہاتھ کو اپنے ساتھی کے ہاتھ سے رسی سے باندھ کر طواف کرنے والے کی رسی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کاٹ دی اور فرمایا:اگر ساتھ ہی چلنا ہے تو ہاتھ پکڑ کر چلو(بخاری:۱۶۲۰؛۱۶۲۱)۔کچھ لوگوں نے نماز فجر کے بعد طواف کیا پھر ایک وعظ کرنے والے کے پاس بیٹھ گئے اور جب سورج نکلنے لگا تو طواف کی دو رکعت نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوگئے۔اس موقع پر حضرت عائشہؓ نے ناگواری سے کہا کہ جب سے یہ لوگ بیٹھے ہوئے تھے اور جب نماز کے لیے مکروہ وقت آیا تو نماز کے لیے کھڑے ہوگئے(بخاری:۱۶۲۸)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سورج طلوع ہوتے اور غروب ہوتے وقت نماز پڑھنے سے منع کرتے تھے(بخاری:۱۶۲۹)۔فجر کی نماز کے بعد طواف کیا جائے تو اس کے بعد طواف کی دو رکعت نماز پڑھی جاسکتی ہے(بخاری:۱۶۳۰)۔زمزم کے کنویں سے پانی نکال کر حاجیوں کو پلانا ایک نیک کام ہے(بخاری:۱۶۳۵)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہوکر زمزم کا پانی پیا(بخاری:۱۶۳۷)۔

حج۔طواف،رمل،استلام،سعی: انصار مدینہ اسلام سے قبل منات بت کی پوجا کیا کرتے تھے اور جب احرام باندھتے تو صفا مروہ کی سعی کو اچھا خیال نہیں کیا کرتے تھے۔جب انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں پوچھا تو اللہ نے سورۃ بقرہ کی آیت۔۱۵۸ اتاری:صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔اس لیے جو بیت اللہ کا حج یا عمرہ کرے تو اس کے لیے ان کا طواف(سعی)کرنے میں کوئی گناہ نہیں(بخاری:۱۶۴۳؛۱۶۴۸)۔عمرہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ کا سات چکروں کے ساتھ طواف کرتے،مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھتے،پھر صفا اور مروہ کی سات مرتبہ سعی کرتے۔سعی سے قبل عمرہ کرنے والا حلال نہیں ہوتا(بخاری:۱۶۴۵ تا ۱۶۴۷)۔زمانہ جاہلیت میں حمس یعنی قریش اور آلِ قریش کے سوا دیگر لوگ ننگے ہوکر طواف کرتے تھے تو قریش کے مرد،دوسرے مردوں کو اور قریش کی عورتیں دوسری عورتوں کو فی سبیل اللہ کپڑے دیا کرتے تھے تاکہ وہ انہیں پہن کر طواف کرسکیں۔اور جنہیں قریش کپڑا نہیں دیتے،وہ ننگے ہی بیت اللہ کا طواف کرتے تھے(بخاری:۱۶۶۵)۔فرمان حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا:جب ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کیا تو دسویں تاریخ کو طواف زیارت کیا تھا(بخاری:۱۷۳۳)۔عبداللہ بن عباسؓ کا فرمان:جو شخص بھی بیت اللہ کا طواف کرے تو وہ حطیم کے پیچھے سے طواف کرے(بخاری:۳۸۴۸)۔جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ عمرہ کرنے تشریف لائے تو مشرکین مکہ نے کہا کہ یہاں وہ لوگ آرہے ہیں،جنہیں یثرب(مدینہ)کی آب وہوا نے کمزور کردیا ہے۔چنانچہ نبی کریمﷺ نے فرمایا:طواف کے پہلے تین چکروں میں اکڑ کر(رمل کرتے ہوئے)چلا جائے اور رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان حسب معمول چلیں(بخاری:۴۲۵۶)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ کے طواف میں رمل اور صفا و مروا کے درمیان دوڑ مشرکین کے سامنے اپنی طاقت دکھانے کے لیے کی تھی(بخاری:۴۲۵۷)۔اسلام سے قبل انصار منات بت کے نام سے احرام باندھتے تھے اور صفا مروا کی سعی کو اچھا نہیں سمجھتے

تھے۔اسلام لانے کے بعد انہوں نے سعی کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو اللہ نے سورۃ البقرہ کی آیت :۱۵۸ نازل فرمائی۔صفا اور مروہ شعائر اللہ میں سے ہیں۔پس جو جو کوئی بیت اللہ کا حج یا عمرہ کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں کہ ان دونوں کے درمیان سعی کرے (بخاری:۴۴۹۵؛۴۴۹۶)۔ جب لوگ جاہلیت میں احرام باندھ لیتے تو گھروں میں پیچھے کی طرف سے چھت پر چڑھ کر داخل ہوتے۔اس پر اللہ تعالیٰ نے سورۃ البقرۃ کی آیت ۱۸۹ نازل فرمائی: نیکی یہ نہیں کہ تم گھروں میں پیچھے کی طرف سے داخل ہو۔البتہ نیکی یہ ہے کہ تقویٰ اختیار کرو اور دروازوں سے گھروں میں داخل ہو (بخاری:۴۵۱۲)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُم المومنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کو بیماری کے سبب سواری پر بیٹھ کر طواف کعبہ کرنے کو کہا (بخاری:۴۸۵۳)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے صرف دو ارکان یعنی رکن یمانی اور حجر اسود کو چھوتے تھے (بخاری:۵۸۵۱)۔

حج۔طوافِ وداع:

طواف وداع کر کے بیت اللہ سے رخصت ہونے کا حکم ہے۔البتہ حائضہ کو طواف وداع معاف ہے (بخاری:۱۷۵۵؛۱۷۵۷تا۱۷۶۰) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ سے کوچ کر کے محصب میں اس لیے اترے تھے کہ آسانی کے ساتھ مدینہ کو نکل سکیں۔محصب میں اترنا حج کی کوئی عبادت نہیں ہے (بخاری:۱۷۶۵؛۱۷۶۶)۔

حج۔عرفہ،مزدلفہ:

یوم عرفہ یعنی نو ذی الحجہ کو حاجی روزہ نہیں رکھتے۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس دن دودھ پینا ثابت ہے (بخاری:۱۶۵۸؛۱۶۶۱)۔عرفہ کے دن وقوف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سورج ڈھلتے ہی ظہر اور عصر کی نمازیں ایک ساتھ پڑھتے تھے (بخاری:۱۶۶۲)۔حجۃ الوداع کے موقع پر عرفات سے واپسی پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پاؤں اٹھا کر ذرا تیز چلتے اور جہاں ہجوم نہ ہوتا وہاں تیز چلتے تھے (بخاری:۱۶۶۶)۔عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ مزدلفہ میں آکر نماز مغرب اور عشاء ملا کر ایک ساتھ پڑھتے تھے (بخاری:۱۶۶۸)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر یوم عرفہ کی شام میدان عرفات سے مزدلفہ پہنچنے کے بعد الگ الگ تکبیروں سے مغرب اور عشاء کی نمازیں ایک ساتھ پڑھیں اور ان دونوں نمازوں کے درمیان کوئی سنت یا نفل نماز نہیں پڑھی (بخاری:۱۶۶۹؛۱۶۷۲تا۱۶۷۴)۔میدان عرفات سے مزدلفہ کی طرف آتے وقت اپنے پیچھے سواریوں کا شور سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگو! آہستگی اور وقار کو اختیار کرو۔سواری کو تیز دوڑانا کوئی نیکی نہیں ہے (بخاری:۱۶۷۱)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کمزور لوگوں کو رات کے وقت ہی مزدلفہ سے منیٰ بھیج دیا کرتے تھے۔وہ مشعر حرام کے پاس آکر ٹھہرتے۔پھر فجر کی نماز کے وقت یا اس کے بعد منیٰ پہنچتے۔(بخاری:۱۶۷۶تا ۱۶۷۸)۔حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہا نے مزدلفہ پہنچ کر نمازیں پڑھیں اور چاند ڈوبتے ہی منیٰ کی طرف چلیں اور رمی جمرہ کرنے کے بعد اپنے ڈیرے میں پہنچ کر اندھیرے ہی میں فجر کی نماز پڑھی اور اپنے غلام عبداللہ سے کہا کہ بیٹے! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو اس کی اجازت دی ہے (بخاری:۱۶۷۹) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ تعالی عنہا کو مزدلفہ کی رات عام لوگوں کے اژدہام سے پہلے منیٰ روانہ ہونے کی اجازت دے دی کیونکہ آپ ایک فربہ خاتون تھیں جبکہ حضرت عائشہ رضی اللہ رات مزدلفہ میں ہی رکی رہیں اور صبح کو نبی کریم ﷺ کے ساتھ منیٰ روانہ ہوئیں (بخاری:۱۶۸۰؛۱۶۸۱)۔مزدلفہ میں نبی کریم ﷺ نے مغرب اور عشاء کی نمازیں ایک ساتھ پڑھیں جبکہ فجر کی نماز بھی معمول کے وقت سے پہلے ادا کی (بخاری:۱۶۸۲)۔فرمان حضرت عمرؓ: ایام جاہلیت میں مشرکین سورج نکلنے سے پہلے مزدلفہ سے روانہ نہیں ہوتے تھے۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکوں کی مخالفت کرتے ہوئے سورج نکلنے سے پہلے مزدلفہ سے روانہ ہو گئے (بخاری:۱۶۸۴)۔قریش حج میں مزدلفہ سے اس وقت تک نہیں نکلتے تھے جب تک دھوپ ثبیر پہاڑی پر نہ نکل آتی۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی مخالفت کی اور سورج نکلنے سے پہلے مزدلفہ سے کوچ کیا (بخاری:۳۸۳۸)۔

حج۔جمرات،رمی:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دسویں ذی الحجہ کو جمرہ عقبہ پہنچنے تک برابر لبیک کہتے رہے۔پھر آپؐ نے کنکریاں ماریں (بخاری:۱۶۷۰؛ ۱۶۸۵تا۱۶۸۷)۔جمرہ کبریٰ پر سات کنکریوں سے اس طرح رمی کرنا مسنون ہے کہ کعبہ بائیں طرف اور منیٰ دائیں طرف ہو (بخاری:۱۷۴۸؛۱۷۴۹)۔رمی کا مسنون طریقہ: پہلے جمرہ کی سات کنکریوں کے ساتھ رمی کرنا، ہر کنکری پر اللہ اکبر کہنا اور پھر قبلہ رُخ ہو کر دعا کرنا اس کے بعد جمرہ وسطیٰ کی رمی کر کے قبلہ رُخ ہو کر دعا کرنا۔اور آخر میں جمرہ عقبہ کی رمی کر کے بغیر رُکے اور بغیر دعا کئے واپس ہو جانا (بخاری:۱۷۵۱تا۱۷۵۳)۔

حج وعمرہ۔فضائل:

اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ پر ایمان لانے اور جہاد کرنے کے بعد حج مبرور سب سے بہتر کام ہے (بخاری:۱۵۱۹)۔سب سے افضل جہاد حج ہے جو مبرور ہو (بخاری: ۱۵۲۰)۔ جس نے اس شان کے ساتھ حج کیا کہ نہ تو کوئی فحش بات کی اور نہ کوئی گناہ کیا تو وہ اس طرح واپس ہوگا، جیسے اس کی ماں نے اسے جنا تھا (بخاری: ۱۵۲۱)۔جس نے بیت اللہ کا حج کیا اور اس دوران نہ منہ سے شہوت کی بات نکالی اور نہ کوئی گناہ کا کام کیا تو وہ اس دن کی طرح (گناہوں سے پاک) واپس ہوگا، جس دن اس کی ماں نے اسے جنا تھا (بخاری:۱۸۱۹؛۱۸۲۰) مہاجر کو حج میں طواف وداع کے بعد تین دن ٹھہرنے کی اجازت ہے (بخاری:۳۹۳۳)

حج ،عمرہ۔فدیہ،قضا:

احرام میں ایک صاحب کو سر کی جوئیں تکلیف دے رہی تھیں تو نبی کریم ﷺ نے انہیں سر منڈوا کر فدیہ دینے کو کہا۔فدیہ میں تین دن کے روزے یا قربانی کی ایک بکری یا چھ مسکینوں کو تین صاع غلہ تقسیم کردے (بخاری:۱۸۱۴تا۱۸۱۸؛۶۷۰۸)۔حدیبیہ کے سال جب کفار قریش نے بیت اللہ تک نہیں جانے دیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ ہی میں پہلے اپنی قربانی نحر کی پھر سر منڈوایا تھا اور اگلے سال عمرہ کیا (بخاری:۱۸۰۷؛۱۸۰۹؛۱۸۱۱؛۱۸۱۲)۔احرام کی حالت میں ممنوعات پر عمل کرنے کا فدیہ ایک فرق اناج چھ مسکینوں کو کھلانا، ایک بکری کی قربانی کرنا یا تین دن کے روزے رکھنا ہے (بخاری:۴۱۵۹؛۴۱۹۰؛۴۱۹۱)۔

حج۔تمتع،قربانی:

جو حاجی حج اور عمرہ کے درمیان تمتع کرے تو قربانی نہ کر سکنے کے سبب اسے یوم عرفہ تک تین روزے رکھنے کی اجازت ہے۔یہی روزہ قیام منیٰ (ایام تشریق) میں بھی رکھ سکتے ہیں۔(بخاری:۱۹۹۷تا۱۹۹۹)۔

حج وعمرہ۔قصر نماز:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں چار رکعت ظہر ادا کی اور مدینہ کے میقات ذوالحلیفہ پہنچ کر عصر کی دو رکعت قصر نماز ادا کی۔رات وہیں گزاری اور صبح سواری پر سوار ہو کر لبیک پکاری (بخاری:۱۵۴۶تا۱۵۴۸؛۱۵۵۱)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم،حضرات ابوبکر وعمرؓ منیٰ میں قصر کی دو رکعت نماز ہی پڑھا کرتے تھے۔ (بخاری:۱۶۵۵تا۱۶۵۷)۔سفر حج پر روانہ ہوتے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں ظہر کی پوری چار رکعت نماز ادا کی جبکہ ذوالحلیفہ میں عصر کے لیے دو رکعت قصر نماز ادا کی۔اور جب مقام بیداء پر پہنچے تو عمرہ اور حج دونوں کا نام لے کر لبیک پکارا (بخاری:۱۷۱۵)۔

حج۔میقات:

میقات: مدینہ والے ذوالحلیفہ سے، اہل شام جحفہ سے، نجد والے قرن المنازل سے اور یمن والے یلملم سے حج وعمرہ کا احرام باندھیں۔(بخاری۔۱۳۳؛۷۳۴۴)
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالحلیفہ سے احرام باندھا، سواری پر چڑھے اور لبیک کہا (بخاری:۱۵۱۴؛۱۵۱۵)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر اُم المومنین حضرت عائشہؓ کو اُن کے بھائی نے تنعیم سے عمرہ کروایا (بخاری:۱۵۱۶؛۱۵۱۸)۔نجد والوں کے لیے قرن منزل، مدینہ والوں کے لیے ذوالحلیفہ، یمن والوں کے لیے یلملم اور شام والوں کے لیے جحفہ میقات (جہاں سے حج وعمرہ کے لیے احرام باندھا جاتا ہے) مقرر ہے۔جن کا قیام میقات اور مکہ کے درمیان ہے تو وہ احرام اسی جگہ سے باندھیں جہاں سے انہیں سفر شروع کرنا ہے۔یہاں تک کہ مکہ کے لوگ مکہ ہی سے احرام باندھیں (بخاری:۱۵۲۲تا۱۵۳۰؛۱۸۴۵)۔بصرہ اور کوفہ کی فتح کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہاں کے لوگوں کے لیے ذات عرق کو میقات مقرر کیا (بخاری:۱۵۳۱)۔معرس کے قریب مدینہ کے میقات ذوالحلیفہ کی بطن وادی یعنی وادی عتیق (جو مدینہ سے چار میل بقیع کی جانب ہے) میں ایک فرشتہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا: اس مبارک وادی میں نماز پڑھو اور اعلان کر کہ عمرہ حج میں شریک ہوگیا (بخاری:۱۵۳۴؛۱۵۳۵)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے میقات مسجد ذوالحلیفہ کے قریب پہنچ کر ہی احرام باندھا تھا (بخاری:۱۵۴۱)۔ذوالحلیفہ میں وادی عقیق کی مسجد سے نالہ کے نشیب والی جگہ کے مبارک ہونے کی اطلاع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک فرشتے نے دی اور کہا

کہ اس مبارک وادی میں نماز پڑھیئے (بخاری:۱۵۳۲؛۲۳۳۷)۔

حدود۔اللہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اپنے ذاتی معاملہ میں کسی سے بدلہ نہیں لیا البتہ جب اللہ کی قائم کی ہوئی حد کو توڑا جاتا تو آپ اللہ کے لیے بدلہ لیتے تھے (بخاری: ۶۷۸۶؛۶۸۵۳)۔ جسے اس کے گناہ کی سزا دنیا ہی میں مل گئی تو یہ اس گناہ کا کفارہ اور اسے پاک کرنے والی ہوگی اور جس غلطی کو اللہ چھپالے تو یہ اللہ کی مرضی ہے کہ چاہے تو عذاب دے اور چاہے تو اس کی مغفرت کردے (بخاری:۶۸۰۱)۔حدود اللہ میں کسی مقررہ حد کے سوا کسی اور سزا میں دس کوڑے سے زیادہ بطور تعزیرو سزا نہ مارے جائیں (بخاری:۶۸۴۸ تا ۶۸۵۰)۔دورِ رسالت میں غلہ کے ڈھیر کو بن ناپے تولے خرید کر اسی جگہ دوسرے کے ہاتھ بیچنے پر سزا ملتی تھی۔البتہ غلہ اٹھا کر اپنے ٹھکانے پر لے جا کر بیچنا منع نہ تھا (بخاری:۶۸۵۲)۔

حدود۔زنا:

شادی شدہ زانی۔رجم: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ یہودی ایک زانی مرد وعورت کا مقدمہ لے کر حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے توریت کے آیت رجم کے حکم پر عمل کرتے ہوئے دونوں کو سنگسار کروادیا (بخاری:۱۳۲۹؛۳۶۳۵؛۴۵۵۶؛۶۸۱۹؛۶۸۴۱؛۷۳۳۲؛۷۵۴۳)۔حضرت ابن ضحاک اسلمی سے رسول اللہ کا فرمان: اے انیس! اس خاتون کیقبیلہ اسلم کے ماعز بن مالک نامی ایک شادی شدہ صاحب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور اپنے زنا کا چار بار اقرار کیا تو انہیں رجم کردیا گیا (بخاری:۶۸۱۴؛۶۸۱۵؛۶۸۲۰؛۶۸۲۴؛۶۸۲۵)۔فرمانِ حضرت عمرؓ: کوئی یہ نہ کہے کہ ہمیں تو کتاب اللہ میں رجم کا حکم نہیں ملتا۔آگاہ ہوجاؤ کہ رجم کا حکم اس شادی شدہ شخص کے لیے فرض ہے جس نے زنا کیا ہو بشرطیکہ صحیح شرعی گواہیوں سے ثابت ہوجائے یا حمل ہو یا کوئی خود اقرار کرلے (بخاری:۶۸۲۹)۔قبیلہ اسلم کے ایک ماعز نامی شادی شدہ شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آکر چار بار اعتراف کیا کہ اس سے زنا سرزد ہوگیا ہے۔پھر آپ کے حکم سے انہیں عیدگاہ پر رجم کردیا گیا (بخاری:۵۲۷۰تا۵۲۷۲)۔ایک ملازم لڑکے نے اپنی مالکن سے زنا کیا تو گھر کے مالک نے کہا کہ اس لڑکے کو سنگسار کیا جائے گا۔لڑکے کے باپ نے اپنے لڑکے کو سنگساری سے بچانے کے لیے انہیں سو بکریاں اور ایک لونڈی کا فدیہ دے دیا۔یہ مقدمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچا تو آپ ﷺ نے کتاب اللہ کی روشنی میں یہ فیصلہ سنایا۔بکریاں اور لونڈی واپس کروائیں۔لڑکے کو سو کوڑے لگوا کر ایک سال کے لیے جلا وطن کردیا۔لڑکے کی مالکن نے بارگاہِ رسالت میں پیش ہوکر زنا کا اقرار کیا تو وہ سنگسار کردی گئی (بخاری:۶۶۳۳؛۶۶۳۴؛۶۸۲۸؛۶۸۳۵؛۶۸۳۶؛۶۸۴۲؛ ۶۸۴۳؛۶۸۵۹؛۶۸۶۰؛۷۱۹۳؛۷۱۹۴؛۷۲۶۰)۔

غیر شادی شدہ زانی: جو غیر شادی شدہ زنا کریں انہیں سو کوڑے لگائے جائیں اور ایک سال کے لیے جلاوطن کردیا جائے (بخاری:۲۶۴۹؛۶۸۳۱ تا ۶۸۳۳)۔ غیر شادی شدہ لونڈی اگر دو تین بار متواتر زنا کرائے تو ہر بار اسے کوڑے مارو، لیکن لعنت ملامت نہ کرو اور پھر اسے بیچ دو خواہ ایک رسی کے مساوی ہی قیمت کیوں نہ ملے (بخاری:۶۸۳۷ تا ۶۸۳۹)۔

حدود۔شراب نوشی:

شراب پینے والے کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر لوگوں نے جوتوں اور چھڑیوں سے مارا (بخاری:۲۳۱۶)۔غیر شادی شدہ زانی کے لیے سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی جبکہ اقرار جرم کرنے والے شادی شدہ زانی کے لیے رجم کی سزا ہے (بخاری:۲۶۹۵؛۲۶۹۶؛۲۷۲۴؛۲۷۲۵)۔حضرت عثمانؓ نے اپنے دورِ خلافت میں اپنے بھائی ولید کو کوفہ کا گورنر بنایا تھا۔شراب نوشی کی شکایات ملنے پر حضرت عثمانؓ نے حضرت علیؓ سے ولید کو حد کے اسّی کوڑے لگوائے (بخاری:۳۶۹۶؛ ۳۸۷۲)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب پینے پر چھڑی اور جوتے سے مارا جبکہ حضرت ابوبکرؓ نے چالیس کوڑے مارے (بخاری:۶۷۷۳؛۶۷۷۶)۔ایک شخص کو شراب کے نشہ میں لایا گیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر لوگوں نے انہیں لکڑی اور جوتوں سے بھی مارا (بخاری:۶۷۷۴؛۶۷۷۵؛۶۷۷۷)۔حضرت عمرؓ نے شراب پینے والوں کو چالیس کوڑے مارے۔مزید سرکشی اور فسق وفجور کیا تو اسّی (۸۰) کوڑے مارے (بخاری:۶۷۷۹)۔ایک شرابی کو جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے مارا گیا تو ایک صاحب نے کہا کہ اللہ اس پر لعنت کرے تو آپ ﷺ نے ایسا کہنے سے منع فرمایا اور کہا: اپنے بھائی کے خلاف شیطان کی مدد نہ

کرو (بخاری:۶۷۸۰؛۶۷۸۱)۔

حدود۔ چوری:

فتح مکہ پر چوری کرنے والی عورت کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ پھر اس نے سچی توبہ کی اور شادی کرلی۔ اس کے بعد وہ حضرت عائشہؓ کے پاس آتی تو آپؓ ان کی ضرورت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کردیا کرتی تھیں (بخاری:۲۶۴۸)۔ ایک خاتون فاطمہ بنت اسود کی چوری پکڑی گئی تو قریش فکرمند ہوگئے۔ انہوں نے اسامہ بن زیدؓ سے سفارش کروائی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پچھلی بہت سی امتیں اسی لیے ہلاک ہوگئیں کہ جب ان کا کوئی شریف آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور اگر کوئی کمزور چوری کرتا تو اس پر حد قائم کرتے۔ اللہ کی قسم! اگر فاطمہ بنت عبداللہ بھی چوری کرے تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ ڈالوں (بخاری:۳۴۷۵؛ ۳۷۳۳)۔ تم سے پہلے کے لوگ اس لیے ہلاک ہوگئے کہ وہ کمزوروں پر تو حد قائم کرتے اور بلند مرتبہ لوگوں کو چھوڑ دیتے تھے (بخاری:۶۷۸۷؛۶۷۸۸)۔ چور کا ہاتھ ایک چوتھائی دینار (ایک دینار مساوی سوا چار گرام ۲۲ قیراط سونا) یا اس سے زائد کی چوری پر کاٹ لیا جائے گا (بخاری:۶۷۸۹ تا ۶۷۹۱)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں چمڑے یا عام ڈھال کی قیمت (مساوی تین درہم یا آٹھ اعشاریہ نو گرام چاندی) سے کم کی چوری پر ہاتھ نہیں کاٹا جاتا تھا (بخاری:۶۷۹۲ تا ۶۷۹۸)۔

حدود۔ آگ سزا: جہاد کے لیے ایک فوج روانہ کرتے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تمہیں ہبا بن اسود اور نافع بن عمر نامی دو قریشی مل جائیں تو انہیں آگ میں جلا دینا۔ بعد ازاں آپ نے فرمایا کہ آگ کی سزا دینا تو اللہ ہی کا کام ہے۔ تم انہیں قتل کردینا، آگ میں نہ جلانا (بخاری:۲۹۵۴؛۳۰۱۶)۔

حدیثِ قدسی:

میرے نام پر عہد کر کے توڑنے والے، آزاد انسان کو بیچ کر اس کی قیمت کھانے والے اور مزدوری کروا کر اُجرت نہ دینے والے تین طرح کے لوگوں کا قیامت کے دن میں خود اللہ تعالیٰ مدعی بنوں گا (بخاری:۲۲۲۷؛۲۲۷۰)۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے وہ چیز تیار کر رکھی ہے جنہیں نہ آنکھوں نے دیکھا، نہ کانوں نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل میں ان کا کبھی خیال گزرا ہے (بخاری:۳۲۴۴)۔ حدیث قدسی: جس نے کہا کہ ہم پر یہ بارش اللہ کی رحمت و فضل سے ہوئی ہے تو وہ مجھ پر ایمان لانے والا ہے اور جو یہ کہتا ہے کہ بارش فلاں ستارے کی تاثیر سے ہوئی ہے تو وہ ستاروں پر ایمان لانے والا اور میرے ساتھ کفر کرنے والا ہے (بخاری:۴۱۴۷)۔ ابن آدم نے مجھے جھٹلایا اور مجھے گالی دی۔ اس کا مجھے جھٹلانا یہ ہے کہ وہ کہتا ہے کہ میں اسے دوبارہ زندہ کرنے پر قادر نہیں ہوں اور اس کا مجھے گالی دینا یہ ہے کہ میرے لیے اولاد بتاتا ہے حالانکہ میری ذات اس سے پاک ہے (بخاری:۴۴۸۲؛۴۹۷۴؛۴۹۷۵)۔ حدیث قدسی: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندو! میری راہ میں خرچ کرو تو میں بھی تم پر خرچ کروں گا۔ اللہ کا ہاتھ بھرا ہوا ہے۔ جب سے اللہ نے آسمان و زمین کو پیدا کیا ہے، مسلسل خرچ کیے جا رہا ہے لیکن اس کے ہاتھ میں کوئی کمی نہیں ہوئی (بخاری:۴۶۸۴)۔ حدیث قدسی: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ لوگ زمانہ کو گالی دے کر مجھے تکلیف پہنچاتے ہیں کیونکہ میں ہی زمانہ ہوں (دوسری روایت کے الفاظ ہیں: زمانہ کو پیدا کرنے والا میں ہی ہوں) میرے ہی ہاتھ میں سب کچھ ہے۔ میں ہی رات اور دن کو ادلتا بدلتا رہتا ہوں (بخاری:۴۸۲۶؛۶۱۸۱؛۷۴۹۱)۔ حدیث قدسی: میرا بندہ فرض عبادتوں سے میرا قرب حاصل کرتا ہے۔ میرا بندہ فرض ادا کرنے کے بعد نفل عبادتیں کر کے مجھ سے اتنا نزدیک ہو جاتا ہے کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں۔ (بخاری: ۶۵۰۲)۔ حدیث قدسی: جب میرا بندہ مجھ سے ملاقات پسند کرتا ہے تو میں بھی اس سے ملاقات پسند کرتا ہوں اور جب وہ مجھ سے ملاقات ناپسند کرتا ہے تو میں بھی اس سے ملاقات ناپسند کرتا ہوں (بخاری:۷۵۰۴)۔ حدیث قدسی: میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں جو وہ میرے متعلق رکھتا ہے (بخاری:۷۵۰۵)۔ جب بندہ مجھ سے ایک بالشت قریب ہوتا ہے تو میں اس سے ایک ہاتھ قریب ہوتا ہوں۔ وہ میرے پاس پیدل چل کر آتا ہے تو میں اس کے پاس دوڑ کر آ جاتا ہوں (بخاری:۷۵۳۶؛۷۵۳۷)۔

حرمت۔ ایام، مہینے:

سال کے بارہ مہینوں میں ذیقعد، ذی الحجہ، محرم اور رجب حرمت والے چار مہینے ہیں (بخاری:۴۴۰۶؛۴۶۶۲)۔ مہینہ انتیس دنوں کا بھی ہوتا ہے اور تیس دنوں کا

بھی (بخاری:۵۳۰۲)۔مکہ میں عیدالاضحیٰ کے دن شہرمکہ، ماہ ذی الحجہ اور یومِ نحر کی حرمت بیان کرنے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا خون، تمہارے اموال اور تمہاری عزت ایک دوسرے پر اسی طرح باحرمت ہیں جیسے مکہ، ذی الحجہ اور یومِ نحر ہیں۔(بخاری:۵۵۵۰؛۷۰۴۳)۔

حرمین۔مکہ،حرمت:

اللہ نے شہرمکہ کو حرمت والا بنایا ہے۔یہاں کے درختوں کے کانٹے تک نہیں کاٹے جاسکتے نہ ہی یہاں شکار کو ہنکایا جاسکتا ہے۔کوئی یہاں کی گری پڑی چیز بھی نہیں اٹھا سکتا الا یہ کہ اعلان کرکے مالک تک پہنچانے کے ارادہ سے اسے اٹھائے(بخاری:۱۵۸۷)۔اللہ تعالیٰ نے مکہ کو حرم کیا ہے۔یہاں قتل وخون نہ مجھ سے پہلے حلال تھا اور نہ میرے بعد حلال ہوگا۔صرف فتح مکہ کے دن میرے لیے کچھ دیر کے لیے حلال ہوا تھا۔مکہ کے نہ درخت کاٹے جائیں اور نہ یہاں کے جانور شکار کیے جائیں (بخاری:۱۳۴۹)۔اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھنے والوں کے لئے جائز نہیں کہ وہ مکہ میں خوں ریزی کرے یا اس کا کوئی پیڑ کاٹے۔(بخاری:۱۰۴) حدود حرم میں سانپ کو مار سکتے ہیں۔منیٰ کے ایک غار میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحابؓ کے ساتھ موجود تھے کہ ان پر ایک سانپ گرا۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سانپ کو مارنے کا حکم دیا لیکن وہ بھاگ گیا(بخاری:۱۸۳۰)۔مکہ کی حرمت اللہ نے قائم کی ہے،لوگوں نے نہیں۔اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھنے والے کے لئے یہ جائز اور حلال نہیں کہ یہاں خون بہائے یا درخت بھی کاٹے(بخاری:۱۸۳۲)۔فتح مکہ کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتال کی اجازت اللہ نے صرف تھوڑی دیر کے لیے دی تھی(بخاری:۱۸۳۲)۔مکہ کی حرمت اور قتال کی ممانعت کی حدیث سنا کر حضرعمرو بن سعیدؓ نے حضرت ابوشریحؓ سے کہا تھا: میں یہ حدیث تم سے زیادہ جانتا ہوں۔مگرحرم خون کرکے یا جرم کرکے بھاگنے والے کسی مجرم کو پناہ دیتا ہے(بخاری:۱۸۳۲)۔مکہ کو حرمت والا اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے۔اس لیے نہ اس کی گھاس اکھاڑی جائے،نہ درخت کاٹے جائیں اور نہ شکار کیا جائے حتیٰ کہ کسی سایے میں بیٹھے ہوئے جانور کو وہاں سے بھگا کر خود وہاں قیام بھی نہ کیا جائے (بخاری:۱۸۳۳؛۲۰۹۰)۔اللہ تعالیٰ نے مکہ کو اسی دن حرمت عطا کی تھی جس دن اللہ نے زمین وآسمان پیدا کیے۔یہ شہر قیامت تک کے لیے حرمت والا ہے (بخاری:۱۸۳۴؛۳۱۸۹؛۴۳۱۳)۔مکہ کی حرمت کی وجہ سے نہ یہاں کے درخت اور کانٹے کاٹے جائیں،نہ اس کے شکار ہانکے جائیں۔کوئی یہاں کی گری ہوئی چیز (لقطہٰ) بھی نہ اٹھائے سوائے اُس کے جو اعلان کرکے مالک تک پہنچانے کا ارادہ رکھے(بخاری:۱۸۳۴؛۲۰۹۰؛۲۴۳۳؛۶۸۸۰)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ والے دن کعبہ کے پردوں سے لٹکنے والے ابن خطل کو قتل کرنے کا حکم دیا(بخاری:۱۸۴۶)۔فتح مکہ کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خطاب: اللہ نے ہاتھیوں کے لشکر کو مکہ سے روک دیا تھا لیکن اپنے رسول اور مسلمانوں کو اسے فتح کرادیا۔مکہ مجھ سے پہلے کسی کے لیے حلال نہیں ہوا تھا اور میرے لیے بھی دن کے تھوڑے حصے کے لیے حلال ہوا۔(بخاری:۲۴۳۴)۔مکہ میں بیت اللہ روئے زمین پر بننے والی سب سے پہلی مسجد ہے۔اس بعد دوسری مسجد،مسجد الاقصیٰ(بیت المقدس) ہے۔ان دونوں کی تعمیر کے درمیان چالیس سال کا فاصلہ ہے(بخاری:۳۳۶۶؛۳۴۲۵)۔حرم میں زیادتی کرنے والا،اسلام میں جاہلیت کی رسموں پر چلنے کا خواہشمند اور کسی کا ناحق خون کرنے کے لیے کسی کے پیچھے لگنے والا اللہ کے نزدیک مسلمانوں میں سب سے زیادہ مبغوض ہے(بخاری:۶۸۸۲)۔

حرمین۔فتح مکہ:

فتح مکہ کے دن جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے تو خانہ کعبہ کے چاروں طرف تین سو ساٹھ بت تھے۔آپ ایک چھڑی سے ان بتوں کو مارنے لگے اور فرمانے لگے: حق آگیا اور باطل مٹ گیا(بخاری:۲۴۷۸)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب فتح کے بعد مکہ میں داخل ہوئے تو کعبہ کے چاروں طرف تین سو ساٹھ بت تھے۔آپ ایک لکڑی سے سب کو ٹکراتے جاتے اور پڑھتے جاتے: حق آیا اور باطل نابود ہوا۔بے شک باطل نابود ہونے والا ہی تھا(بخاری:۴۷۲۰)۔قریش نے کعبہ میں ابراہیم علیہ السلام اور مریم علیہا السلام کی تصاویر لگا رکھی تھیں۔ابراہیم علیہ السلام کی تصویر پانسہ پھینکتے ہوئے کی تھی حالانکہ انہیں معلوم تھا کہ فرشتے ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جہاں تصویریں ہوں(بخاری:۳۳۵۱؛۳۳۵۲)۔فتح مکہ کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بت سمیت تمام بتوں کو کعبہ کے اندر سے باہر نکال دیا گیا تب آپؐ کعبہ کے اندر گئے اور چاروں طرف تکبیر کہی مگر نماز نہیں پڑھی(بخاری:۱۶۰۱)۔

حرمین۔کعبۃ اللہ:

فتح مکہ کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین صحابہؓ کے ساتھ خانہ کعبہ کے اندر گئے اور دونوں ستونوں کے درمیان نماز ادا کی۔(بخاری:۴۶۸؛۵۰۴)۔نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم نے اُم المومنین حضرت عائشہؓ سے فرمایا: حطیم بھی بیت اللہ میں شامل ہے۔ تیری قوم نے کعبہ کی تعمیر کی تو بنیاد ابراہیم کو چھوڑ دیا تھا کیونکہ تمہاری قوم کے پاس خرچ کی کمی پڑ گئی تھی۔ اگر تمہاری قوم کا زمانہ کفر سے بالکل نزدیک نہ ہوتا اور مجھے ان کے دلوں میں انکار پیدا ہونے کا خوف نہ ہوتا تو میں حطیم کو کعبہ میں شامل کر کے اسے ابراہیمی بنیاد پر دوبارہ تعمیر کروا دیتا۔ کعبہ کا دروازہ بھی زمین کے برابر کر دیتا اور پہلے کی طرح اس موجودہ دروازہ کے مقابل ایک اور دروازہ رکھتا۔ نبی کریم ﷺ حطیم سے متصل دیواروں کے دونوں کونے اسی لیے نہیں چومتے تھے کہ یہ کعبہ ابراہیمی کی بنیادوں پر نہیں ہے۔ (بخاری: ۱۵۸۳ تا ۱۵۸۶؛ ۳۳۶۸؛ ۷۲۴۳)۔ کعبہ میں نصب حجرہ اسود کو بوسہ دیتے ہوئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا: تو صرف ایک پتھر ہے۔ نہ کسی کو نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ نفع دے سکتا ہے۔ اگر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھتا تو میں بھی کبھی تجھے بوسہ نہ دیتا (بخاری: ۱۵۹۷؛ ۱۶۰۵؛ ۱۶۱۰)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کے اندر دونوں یمنی ستونوں کے درمیان نماز پڑھی ہے (بخاری: ۱۵۹۸)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ میں طواف کعبہ کے بعد مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نفل نماز پڑھی (بخاری: ۱۶۰۰)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں بیت اللہ کے گرد احاطہ کی دیوار نہ تھی۔ حضرت عمرؓ نے اپنے دیوار میں کعبہ کے گرد دیوار بنوائی، جو پست تھی۔ چنانچہ عبداللہ بن زبیرؓ نے ان کو بلند کیا (بخاری: ۳۸۳۰)۔

کعبہ۔ انہدام: دو پتلی پنڈلیوں والا ایک حقیر حبشی کعبہ کے ایک ایک پتھر اکھاڑ کر تباہ کر دے گا (بخاری: ۱۵۹۱؛ ۱۵۹۵؛ ۱۵۹۶)۔ قیامت کے قریب ایک لشکر کعبہ پر چڑھائی کرے گا۔ جب لشکر مقام بیداء میں پہنچے گا تو انہیں اول سے آخر تک سب کو دھنسا دیا جائے گا جبکہ وہیں ان کے بازار بھی ہوں گے اور وہ لوگ بھی ہوں گے جو ان لشکریوں میں سے نہیں ہوں گے۔ پھر ان کی نیتوں کے مطابق وہ اٹھائے جائیں گے (بخاری: ۲۱۱۸)۔

حرمین۔ مدینہ، حرمت:

مدینہ حرم ہے۔ جبل عیر سے ثور تک کی حدود میں کوئی درخت نہ کاٹا جائے۔ جس نے یہاں کوئی بدعت نکالی اس پر اللہ تعالیٰ، تمام ملائکہ اور انسانوں کی لعنت ہے۔ اس کی نہ کوئی فرض عبادت مقبول ہے اور نہ نفل عبادت (بخاری: ۱۸۶۷؛ ۱۸۷۰)۔ ہجرت مدینہ کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کی تعمیر کا حکم دیا۔ مشرکین کی قبریں اکھاڑ دی گئیں اور ویرانہ برابر کر دیا گیا (بخاری: ۱۸۶۸)۔ مدینہ کے دونوں پتھریلے کناروں پر جو زمین ہے، وہ میری زبان پر حرم ٹھہرائی گئی ہے (بخاری: ۱۸۶۹)۔ مجھے ایک ایسے شہر ہجرت کرنے کا حکم ہوا ہے جو دوسرے شہروں کو کھا لے گا۔ منافقین اسے یثرب کہتے ہیں، لیکن اس کا نام مدینہ ہے (بخاری: ۱۸۷۱)۔ مدینہ بُرے لوگوں کو اس طرح باہر کر دیتا ہے جس طرح بھٹی لوہے کے زنگ کو نکال دیتی ہے (بخاری: ۱۸۷۱)۔ غزوہ تبوک سے مدینہ پہنچ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ طابہ آ گیا ہے (بخاری: ۱۸۷۲)۔ تم لوگ مدینہ کو بہتر حالت میں چھوڑ جاؤ گے پھر وہ ایسا اجاڑ ہو جائے گا کہ وہاں وحشی جانور، درند اور پرند بسنے لگیں گے (بخاری: ۱۸۷۴)۔ جب یمن اور عراق فتح ہوگا تو کچھ لوگ اپنے گھر والوں اور انہیں جو ان کی بات مانیں گے، یمن اور عراق واپس لے جائیں گے۔ کاش انہیں معلوم ہوتا کہ مدینہ ہی ان کے لیے بہتر تھا (بخاری: ۱۸۷۵)۔ قیامت کے قریب ایمان مدینہ میں اس طرح سمٹ آئے گا جیسے سانپ سمٹ کر اپنے بل میں آ جایا کرتا ہے (بخاری: ۱۸۷۶)۔ اہل مدینہ کے ساتھ جو شخص بھی فریب کرے گا وہ اس طرح گھل جائے گا جیسے نمک پانی میں گھل جاتا ہے (بخاری: ۱۸۷۷)۔ مدینہ پر دجال کا رعب بھی نہیں پڑے گا۔ اس دور میں مدینہ کے سات دروازے ہوں گے اور ہر دروازے پر دو فرشتے ہوں گے (بخاری: ۱۸۷۹)۔ مدینہ کے راستوں پر فرشتے مقرر ہیں۔ اس میں نہ طاعون آ سکتا ہے اور نہ دجال (بخاری: ۱۸۸۰؛ ۷۴۷۳)۔ کوئی ایسا شہر نہ ہوگا جسے دجال پامال نہ کرے سوائے مکہ اور مدینہ کے۔ مدینہ کی حفاظت کے لیے کے ہر راستے پر صف بستہ فرشتے کھڑے ہوں گے۔ مدینہ کی زمین تین مرتبہ کانپے گی جس سے ایک ایک کافر اور منافق کو اللہ تعالیٰ اس میں سے باہر کر دے گا (بخاری: ۱۸۸۱)۔ دجال مدینہ کے باہر ایک کھاری شور زمین تک پہنچے گا۔ مدینہ سے ایک بزرگ ترین مرد نکل کر گواہی دے گا تو وہی دجال ہے جس کی اطلاع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دی تھی۔ دجال اس شخص کو قتل کر کے اور پھر دوبارہ زندہ کر کے اپنے حواریوں کو دکھلائے گا۔ لیکن پھر دوسری مرتبہ وہ اس نیک فرد پر قابو نہ پا سکے گا (بخاری: ۱۸۸۲)۔

حرمین۔ مدینہ، حرمت: ایک اعرابی نے حاضر خدمت ہو کر اسلام پر بیعت کی۔ دوسرے دن اسے بخار چڑھ گیا تو وہ کہنے لگا کہ میری بیعت توڑ دیجئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مدینہ کی مثال بھٹی کی سی ہے کہ میل کچیل کو دور کر کے خالص جوہر کو نکھار دیتی ہے (بخاری: ۱۸۸۳؛ ۱۸۸۴؛ ۷۳۲۲)۔ اے اللہ! جتنی مکہ میں

برکت عطا فرمائی ہے، مدینہ میں اس سے دگنی برکت عطا فرما (بخاری: ۱۸۸۵)۔اے اللہ! ہمارے دلوں میں مدینہ کی محبت اسی طرح پیدا کردے، جس طرح مکہ کی محبت ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔اے اللہ! ہمارے صاع اور ہمارے مد میں برکت عطا فرما اور مدینہ کی آب و ہوا ہمارے لیے صحت خیز کر دے، یہاں کے بخار کو مقام جحفہ میں بھیج دے (بخاری: ۱۸۸۹؛ ۳۹۲۶)۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا: اے اللہ! مجھے اپنے راستے میں شہادت عطا کر اور میری موت اپنے رسول کے شہر میں مقدر کر دے (بخاری: ۱۸۹۰)۔میں بھی مدینہ کو اسی طرح حرام قرار دیتا ہوں جیسے ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرام قرار دیا تھا۔میں مدینہ کے مد اور صاع (غلہ ناپنے کے پیمانے) کی برکت کے لیے اسی طرح دعا کرتا ہوں جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کے لیے دعا کی تھی (بخاری: ۲۱۲۹؛ ۲۱۳۰؛ ۲۸۸۹؛ ۲۸۹۳؛ ۴۰۸۴)۔ جب دجال نکلے گا تو فرشتے دجال سے مدینہ کی حفاظت کریں گے (بخاری: ۳۲۳۸)۔اے اللہ! ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرمت والا قرار دیا تھا اور میں مدینہ کو حرمت والا شہر قرار دیتا ہوں (بخاری: ۳۳۶۷)۔مدینہ طیبہ ہے، سرکشوں کو یہ اس طرح اپنے سے دور کر دیتا ہے جیسے آگ کی بھٹی چاندی کے میل کو دور کر دیتی ہے (بخاری: ۴۰۵۰)۔اُحد پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں۔اے اللہ! ابراہیمؑ نے مکہ کو حرمت والا قرار دیا تھا اور میں تیرے حکم سے مدینہ کو حرمت والا قرار دیتا ہوں (بخاری: ۷۳۳۳)۔

حرمین۔مسجد نبوی: برسات میں مسجد نبوی کی چھت ٹپکنے لگتی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پانی اور کیچڑ کے باوجود اسی فرش پر سجدہ کرتے تو کیچڑ کا نشان آپ ﷺ کی پیشانی پر لگ جاتا (بخاری: ۶۶۹)۔مسجد نبوی میں نماز عام مسجدوں میں نماز سے ایک ہزار زیادہ افضل ہے (بخاری: ۱۱۹۰)۔

حرمین۔ریاض الجنتہ، منبر، کوثر: میرے گھر (حجرہ عائشہؓ) اور مسجد نبوی کے منبر کے درمیان کا حصہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ (ریاض الجنتہ) ہے۔میرا منبر قیامت کے دن میرے حوضِ کوثر پر ہوگا (بخاری: ۱۱۹۵؛ ۱۱۹۶؛ ۱۸۸۸؛ ۶۵۸۸؛ ۷۳۳۵)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خاتون کے غلام بڑھئی سے وعظ دینے کے لیے غابہ کے جھاؤ کی لکڑی کا منبر تیار کروایا تھا (بخاری: ۲۰۹۴؛ ۲۰۹۵)۔میں تم سے آگے آگے ہوں۔میں تم پر گواہ رہوں گا۔اور قیامت کے دن مجھ سے تمہاری ملاقات حوض کوثر پر ہوگی۔(بخاری: ۴۰۴۲؛ ۴۰۸۵) قیامت کے دن جو حوض کوثر کا پانی پی لے گا پھر وہ اس دن کبھی پیاسا نہیں ہوگا (بخاری: ۷۰۵۰؛ ۷۰۵۱)۔ میں حوض کوثر پر تم سے پہلے سے موجود رہوں گا۔میرے سامنے سے ان لوگوں کو ہٹا دیا جائے گا جنہوں نے میرے بعد دین میں نئی نئی چیزیں ایجاد کر لی تھیں (بخاری: ۶۵۷۶)۔میں روزِ محشر اپنے حوض کوثر سے کچھ لوگوں کو اس طرح ہانک دوں گا جیسے اجنبی اونٹ حوض سے ہانک دئے جاتے ہیں (بخاری: ۲۳۶۷)۔میرا کوثر ایک مہینے کی مسافت کے برابر ہوگا۔وہ مدینہ اور صنعاء کے درمیانی فاصلہ جتنا بڑا ہے۔اس کے دونوں کناروں پر خولدار موتیوں کے گنبد بنے ہوئے ہیں۔اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور اس کی خوشبو مشک سے زیادہ اچھی ہوگی۔جو اس میں سے ایک بار پی لے گا وہ میدان حشر میں کبھی بھی پیاسا نہ ہوگا۔وہاں اتنی بڑی تعداد میں پیالے ہوں گے جتنی آسمان کے ستاروں کی تعداد ہے (بخاری: ۶۵۷۹ تا ۶۵۸۷؛ ۶۵۹۱ تا ۶۵۹۳)۔

حرمین۔ہجرت مدینہ:

مہاجر وہ ہے، جو ان کاموں کو چھوڑ دے جن سے اللہ نے منع فرمایا ہے۔(بخاری: ۱۰)۔ اونٹوں کا صدقہ، ہدیہ دینے والے اور انہیں گھاٹ پر پانی پلانے لے جانے والے دن دوہنے والے دیہاتی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجرت کے لیے پوچھا تو آپ نے فرمایا: ہجرت تو بڑا ہی دشوار معاملہ ہے۔اللہ تم پر رحم کرے اگر تم سمندروں کے پار بھی عمل کرو گے تو اللہ تمہارے عمل میں سے کوئی چیز کم نہیں کرے گا (بخاری: ۲۶۳۳)۔فتح مکہ کے بعد اب ہجرت فرض نہیں البتہ جہاد کرنا اور اچھی نیت کرنا اب بھی باقی ہے (بخاری: ۲۷۸۳؛ ۲۸۲۵)۔اعمال نیت پر موقوف ہیں۔پس جس کا مقصد ہجرت سے دنیا کا کمانا ہو یا کسی عورت سے شادی کرنا ہو وہ اسی مقصد تک پہنچ سکے گا۔لیکن ہجرت سے جن کا مقصد اللہ اور اللہ کے رسول کی رضامندی ہوگی تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کے لیے سمجھی جائے گی (بخاری: ۳۸۹۸)۔مکہ سے مدینہ ہجرت کر کے آنے والی مومن عورتوں کا رسول اللہ امتحان لیا کرتے پھر ان سے زبانی بیعت لیا کرتے (بخاری: ۴۸۹۱)۔حضرت عمرؓ نے اپنے عہد خلافت میں تمام اولین مہاجرین کا خلیفہ چار قسطوں میں چار ہزار مقرر کیا لیکن عبداللہ بن عمرؓ کا وظیفہ چار قسطوں میں ساڑھے تین ہزار تھا کیونکہ انہیں ان کے والدین ہجرت کر کے لائے تھے۔اس لیے وہ ان مہاجرین کے برابر نہیں ہو سکتے جنہوں نے خود ہجرت کی تھی (بخاری: ۳۹۱۲)۔تاریخ کا شمار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجرت مدینہ کے سال سے ہوا (بخاری: ۳۹۳۴)۔مدینہ والے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر بہت خوش ہوئے تھے۔بچے اور بچیاں بھی کہنے

لگے تھے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں، ہمارے ہاں تشریف لائے ہیں (بخاری:۴۹۴۱)۔

حرمین ۔ واقعاتِ ہجرت مدینہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مکہ سے مدینہ نکل جانے پر قریش نے لوگوں کو یہ پیش کش کی کہ اگر کوئی ان دونوں کو قتل کردے یا قید کرلائے تو ہر ایک کے بدلہ میں ایک سو اونٹ دئے جائیں گے۔ سراقہ بن مالک بن جعشمؓ جو ابھی ایمان نہیں لائے تھے مخبر کی ایک اطلاع پر چپکے سے گھوڑا اور نیزہ لے کر ان دونوں کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے تاکہ یہ انعام اکیلے حاصل کرسکیں۔ سراقہؓ کہتے ہیں کہ ان کے قریب پہنچا تو گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور مجھے زمین پر گرادیا۔ میں دوبارہ گھوڑے پر سوار ہوکر ان کی طرف بڑھا تو گھوڑے کے دونوں پاؤں زمین میں دھنس گئے اور اس کے آگے کے پاؤں سے منتشر سا غبار اٹھ کر آسمان کی طرف بڑھنے لگا۔ میں نے تیروں سے فال نکالا تو وہ موافق نہ نکلا۔ چنانچہ میں نے نبی کریم ﷺ کو امان کے لیے پکارا۔ میری آواز سن کر وہ رک گئے۔ پھر میں نے نبی کریم ﷺ کو سارا ماجرا سنایا اور ان کی خدمت میں کچھ توشہ اور سامان پیش کیا جسے انہوں نے قبول نہیں کیا۔ پھر میں نے اُن سے اپنے لیے امن کی ایک تحریر حاصل کی کیونکہ میں سمجھ گیا تھا کہ رسول اللہ کی دعوت غالب آکر رہے گی (بخاری:۳۹۰۶؛۳۹۰۸)۔ ہجرت مدینہ کے راستے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات حضرت زبیرؓ سے ہوئی جو مسلمانوں کے ایک تجارتی قافلہ کے ساتھ شام سے واپس آرہے تھے۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ کو سفید پوشاکیں پیش کیں، جسے پہنے ہوئے آپ دونوں مقام حرہ پر پہنچے جہاں مسلمان اپنے ہتھیار لے کر آپ کے منتظر تھے۔ آپ دونوں نے بنوعمرہ بن عوف میں تقریباً دس راتوں تک قیام کیا اور اسی دوران مسجد قباء کی تعمیر کی گئی۔ پھر جمعہ کے دن نبی کریم ﷺ اونٹنی پر سوار صحابہ کی معیت میں مدینہ روانہ ہوئے۔ آپ کی اونٹنی موجودہ مسجد نبوی کی جگہ آکر بیٹھ گئی، جہاں ان دنوں چند مسلمان نماز ادا کیا کرتے تھے۔ یہ جگہ دو یتیم بچوں کی تھی، جن سے نبی کریم ﷺ نے یہ زمین خرید کر یہاں مسجد نبوی تعمیر کی۔ (بخاری:۳۹۰۶)۔ حضرت اسماء بنت ابوبکرؓ مدینہ روانہ ہوتے وقت حالت حمل میں پورے دنوں سے تھیں۔ قباء پہنچ کر انہوں نے پڑاؤ کیا اور یہیں عبداللہ بن زبیرؓ پیدا ہوئے۔ حضرت اسماء بچہ کو لے کر نبی کریم ﷺ کے پاس آئیں تو آپؐ نے ایک کھجور کو چبا کر عبداللہ کے منہ میں رکھ دیا اور اللہ سے ان کے لیے برکت کی دعا فرمائی (بخاری:۳۹۰۹؛۳۹۱۰)۔

حلال، حرام، مشتبہ:

حلال اور حرام واضح ہیں جبکہ ان دونوں کے درمیان بعض چیزیں شبہ کی ہیں۔ پھر جو کوئی شبہ کی چیزوں سے بھی بچ گیا، اُس نے اپنے دین اور عزت کو بچا لیا۔ (بخاری:۵۲) سبز لاکھی مرتبان، کدو کے بنائے ہوئے برتن، لکڑی کے کھودے ہوئے برتن اور روغنی برتن کا استعمال ممنوع ہے (بخاری:۵۳)۔ تمہاری جانیں، تمہارے مال اور تمہاری آبرو تمہارے درمیان اسی طرح حرام ہیں جس طرح قربانی کا دن (دس ذی الحجہ)، ماہِ ذی الحجہ اور اس شہر مکہ کو حرمت حاصل ہے۔ (بخاری:۶۷) حلال اور حرام دونوں ظاہر ہیں۔ لیکن ان دونوں کے درمیان کچھ مشتبہ چیزیں بھی ہیں، جن کا حلال یا حرام ہونا واضح نہیں ہے۔ چنانچہ جو ان مشتبہ چیزوں کو چھوڑ دے وہ واضح گناہ کو تو چھوڑ ہی دے گا۔ لیکن جو مشتبہ چیزوں کے کرنے کی جرات کرے گا تو وہ عنقریب واضح گناہوں میں بھی مبتلا ہوسکتا ہے (بخاری: ۲۰۵۱)۔ اگر ہدیہ میں (کسی مسلمان سے) ملنے والے گوشت کے بارے میں یہ معلوم نہ ہو کہ انہوں نے ذبح کے وقت اللہ کا نام لیا تھا یا نہیں (کوئی ایک بات بھی واضح نہ ہو) تو تم بسم اللہ پڑھ کر اسے کھا لیا کرو (بخاری:۲۰۵۷)۔ ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ انسان اس بات کی پرواہ نہیں کرے گا کہ جو اس نے حاصل کیا ہے وہ حلال ہے یا حرام ہے (بخاری:۲۰۵۹؛۲۰۸۳)۔ جنگ خیبر کے موقع پر صحابہ کرام نے گدھے ذبح کر کے پکانا شروع کر دیا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے یہ پکارا: اللہ اور اس کے رسول تمہیں گدھے کے گوشت سے منع کرتے ہیں۔ چنانچہ ہانڈیوں میں جو کچھ تھا، سب الٹ دیا گیا (بخاری:۲۴۷۷؛۲۹۹۱؛ ۳۱۵۵)۔ یہودیوں پر اللہ کی لعنت ہو کہ ان کے لیے چربی حرام ہوئی تو انہوں نے اسے پگھلا کر بیچنا شروع کر دیا (بخاری:۳۴۶۰)۔ دیکھو! میرے بعد کافر نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو۔ اللہ نے تمہارے آپس کے خون اور اموال اسی طرح حرام کئے ہیں جیسے اس دن (یوم نحر)، اس مہینے (ذی الحجہ) اور اس شہر مکہ کی حرمت ہے (بخاری:۴۴۰۳؛۴۴۰۵؛۴۴۰۶)۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ اگر کسی نے اپنے اوپر کوئی حلال چیز حرام کر لی تو اس کا کفارہ دینا ہوگا (بخاری: ۴۹۱۱)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت، کاہن کی کمائی اور زانیہ کے زنا کی کمائی کھانے سے منع کیا ہے (بخاری:۵۳۴۶؛۵۳۴۷)۔ نبی کریم ﷺ نے لونڈیوں کے زنا کی کمائی سے منع فرمایا ہے (بخاری:۵۳۴۸)۔

حقوق ۔ اللہ، العباد:

حضرت سلمانؓ نے اپنے مواخاتی بھائی حضرت ابوالدرداء سے فرمایا: تمہارے رب کا بھی تم پر حق ہے، تمہارے جان کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے۔ اس لئے ہر حق والے کے حق کو ادا کرو۔ یہ تذکرہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سلمانؓ نے سچ کہا (بخاری: ۱۹۶۸)۔ اللہ کا حق اپنے بندوں پر یہ ہے کہ اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ اور بندوں کا حق اللہ پر یہ ہے کہ جو بندہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو، اللہ اسے عذاب نہ دے (بخاری: ۲۸۵۶؛ ۷۳۷۳)۔ جو حقوق تم پر دوسروں کے ہیں، انہیں ادا کرتے رہنا اور اپنے حقوق اللہ ہی سے مانگنا (بخاری: ۳۶۰۳)۔ قبیلہ قریش کے بعض آدمی لوگوں کو ہلاک و برباد کردیں گے۔ کاش لوگ ان سے الگ ہی رہتے (بخاری: ۳۶۰۴؛ ۳۶۰۵)۔ میرے بعد تم بعض کام ایسے دیکھو گے جو تم کو برے لگیں گے۔ تب تم انہیں ان کا حق ادا کرنا اور اپنا حق اللہ سے مانگنا (بخاری: ۷۰۵۲)۔

حیا، فحاشی:

سابقہ انبیاء کے کلام میں یہ بھی ہے کہ جب تجھ میں حیاء نہ ہو تو جو جی چاہے کر (بخاری: ۳۴۸۳؛ ۳۴۸۴)۔ نبی کریم ﷺ پردہ نشیں کنواری لڑکیوں سے بھی زیادہ شرمیلے تھے۔ (بخاری: ۳۵۶۲)۔ کعبہ کی تعمیر نو کے وقت نبی کریم ﷺ کا لڑکپن کا دور تھا اور وہ اپنے چچا حضرت عباسؓ کے ساتھ پتھر ڈھو رہے تھے۔ چچا عباسؓ نے بھتیجے کو مشورہ دیا کہ اپنا تہبند اتار کر گردن پر رکھ لیں تاکہ پتھر کی خراش سے بچ جائیں۔ ایسا کرتے ہی آپ گر گئے اور جب ہوش بحال ہوئے تو چچا سے کہا: میرا تہبند لائیں۔ پھر تہبند کو خوب مضبوطی سے باندھ لیا (بخاری: ۳۸۲۹)۔ حیاء ایمان میں سے ہے (بخاری: ۶۱۱۸)۔ اللہ نے انسان کے لیے زنا کا کوئی نہ کوئی حصہ لکھ دیا ہے جس سے اسے لامحالہ گزرنا ہے۔ پس غیر محرم کو شہوت سے دیکھنا اور بات کرنا آنکھ اور زبان کا زنا ہے۔ دل کا زنا خواہش اور شہوت ہے۔ شرمگاہ اس کی تصدیق کرتی ہے یا اسے جھٹلا دیتی ہے (بخاری: ۶۲۴۳؛ ۶۶۱۲)۔ اللہ سے زیادہ اور کوئی غیرت مند نہیں۔ اللہ نے غیرت ہی کی وجہ سے فواحش کو حرام کیا ہے۔ چاہے وہ ظاہر میں ہوں یا چھپ کر اور معذرت اللہ سے زیادہ کسی کو پسند نہیں۔ اسی لیے اس نے بشارت دینے اور ڈرانے والے بھیجے (بخاری: ۴۶۳۴؛ ۴۶۳۷؛ ۷۴۱۶)

خلافت ۔ حکمران، رعیت:

حکمران ۔ جائز اطاعت: اپنے حاکم کی سنو اور اطاعت کرو خواہ کوئی حبشی غلام ہی کیوں نہ تمہارا حاکم بنا دیا جائے۔ (بخاری: ۶۹۳؛ ۶۹۶)۔ تم میں سے ہر ایک نگراں ہے اور سب سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا۔ حاکم عوام کا نگراں ہے، امام مقتدیوں کا نگراں ہے، مرد اپنے گھر کا نگراں ہے، عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگراں ہے، خادم اپنے آقا کے مال کا نگراں ہے اور انسان اپنے باپ کے مال کا نگراں ہے (بخاری: ۸۹۳؛ ۲۴۰۹)۔ لوگوں کا امیر ایک حاکم ہے۔ ہر آدمی اپنے گھر والوں پر حاکم ہے۔ عورت اپنے شوہر کے گھر اور بچوں کی حاکم ہے۔ غلام اپنے آقا کے مال کا حاکم ہے۔ ہر شخص سے اس کی رعیت کے بارے میں قیامت کے دن پوچھ گچھ ہوگی (بخاری: ۲۵۵۴؛ ۲۵۵۸؛ ۵۱۸۸؛ ۵۲۰۰؛ ۷۱۳۸)۔ تم میں سے ہر کوئی نگہبان ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا (بخاری: ۲۷۵۱)۔ میری اطاعت و نافرمانی، اللہ کی اطاعت و نافرمانی ہے۔ میرے مقرر کئے ہوئے امیر کی اطاعت و نافرمانی، میری اطاعت و نافرمانی ہے (بخاری: ۲۹۵۷؛ ۷۱۳۷)۔ امیر کی اطاعت کا حکم صرف نیک کاموں کے لیے ہے (بخاری: ۴۳۴۰)۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ اللہ، رسول اور اپنے حاکم کی اطاعت کرو (النساء: ۵۹) والی آیت اس وقت نازل ہوئی جب رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن حذافہ بن قیسؓ کو ایک مہم پر بطور افسر روانہ کیا تھا (بخاری: ۴۵۸۴) ۔ جو شخص اپنے امیر میں کوئی ناپسندیدہ بات دیکھے تو صبر کرے۔ خلیفہ کی اطاعت سے اگر کوئی بالشت بھر بھی باہر نکلا تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی (بخاری: ۷۰۵۳؛ ۷۰۵۴؛ ۷۱۴۳)۔ صحابہؓ نے رسول اللہ سے آپ کی سننے اور اطاعت کرنے کی بیعت کی، خوشی اور ناخوشی دونوں حالتوں میں (بخاری: ۷۱۹۹)۔ سردی کی صبح میں انصار و مہاجرین کو جنگ کے لیے خندقیں کھودتے دیکھ کر فرمان رسولؐ: اے اللہ! خیر تو آخرت ہی کی خیر ہے۔ پس انصار و مہاجرین کی مغفرت کردے۔ لوگوں نے جواب دیا: ہم وہ ہیں جنہوں نے محمد ﷺ سے جہاد پر بیعت کی ہے، ہمیشہ کے لیے جب تک وہ زندہ ہیں (بخاری: ۷۲۰۱) جب صحابہ کرام نبی ﷺ سے سننے اور اطاعت کرنے کی بیعت کرتے تو آپؐ فرماتے کہ جتنی تمہیں طاقت ہو (بخاری: ۷۲۰۲؛ ۷۲۰۴) صلح حدیبیہ کے موقع پر نبی ﷺ سے صحابہ کرام نے موت پر بیعت کی تھی (بخاری: ۷۲۰۶)۔

حکمران ۔ ناجائز اطاعت خلیفہ کے احکام سننا اور انہیں بجا لانا ہر مسلمان پر واجب ہے۔ لیکن اگر گناہ کا حکم دیا جائے تو نہ اسے سنا جائے اور نہ اس پر عمل کیا جائے (بخاری: ۲۹۵۵؛۷۱۴۴)۔ حکمرانوں کے ساتھ حکومت کے بارے میں اس وقت تک جھگڑا نہ کریں جب تک ان کو اعلانیہ کفر کرتے نہ دیکھ لیں (بخاری: ۷۰۵۶)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بھیجے ہوئے ایک فوجی لشکر کے امیر عبداللہ بن حذافہ سہمی نے کسی بات پر خفا ہو کر آگ جلوائی اور لشکریوں کا حکم دیا کہ اس میں داخل ہو جاؤ۔ بعض لوگوں نے امیر کی اطاعت میں آگ میں داخل ہونا چاہا دوسرے لوگوں نے کہا: ہم اللہ کے نبی ﷺ کے پاس آگ ہی سے بھاگ کر تو آئے ہیں۔ جب اس بات کی خبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوئی تو آپ نے فرمایا: اگر تم آگ میں داخل ہو جاتے تو اس میں قیامت تک رہتے۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت حلال نہیں ہے۔ اطاعت صرف نیک کاموں میں ہے (بخاری: ۷۲۵۷)۔ عبداللہ بن عمرؓ نے عبدالملک بن مروان کو خط میں لکھا: جہاں تک مجھ سے ممکن ہوا، میں تیری اطاعت کروں گا بشرطیکہ اللہ کی شریعت اور رسول کی سنت کے موافق ہو (بخاری: ۷۲۷۲)۔

حکمران ۔ ذمہ داریاں: حضرت معاذ بن جبل اور ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم کو یمن بھیجتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت: لوگوں کے لیے آسانی پیدا کرنا، انہیں سختیوں میں مبتلا نہ کرنا۔ انہیں خوش رکھنا، نفرت نہ دلانا اور آپس میں اتفاق رکھنا (بخاری: ۳۰۳۸؛۶۱۲۴؛ ۶۱۲۵)۔ معاذ بن جبلؓ کو یمن بھیجتے ہوئے رسول اللہ کی نصیحت: تم اہل کتاب میں سے ایک قوم کے پاس جا رہے ہو۔ انہیں سب سے پہلے اللہ کو واحد اور میری رسالت کو ماننے کی دعوت دینا۔ جب وہ یہ سمجھ لیں تو انہیں پانچ وقت کی نمازوں اور زکوٰۃ کی فرضیت کے بارے میں بتلانا اور زکوٰۃ میں عمدہ مال لینے سے گریز کرنا (بخاری: ۷۳۷۲)۔ وفات سے کچھ دیر قبل حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان: آنے والا خلیفہ اللہ اور اس کے رسول کا ذمیوں سے جو عہد ہے، اس کو وہ پورا کرے۔ ان کی حمایت میں ان کے دشمنوں سے جنگ کرے اور ان کی طاقت سے زیادہ کوئی بوجھ ان پر نہ ڈالے (بخاری: ۳۰۵۲)۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا البتہ میرے بہت سے نائب ہوں گے۔ تم سب سے پہلے جس کی بیعت کرو، بس اسی کی وفاداری پر قائم رہنا۔ ان کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کرنا (بخاری: ۳۴۵۵)۔ جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو کسی رعیت کا حاکم بناتا ہے اور وہ خیر خواہی کے ساتھ اس کی حفاظت نہیں کرتا تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا (بخاری: ۷۱۵۰؛۷۱۵۱)۔ فرمانِ حضرت عمرؓ: میں تو یہی غنیمت سمجھتا ہوں کہ خلافت کی ذمہ داریوں میں اللہ کے ہاں برابر برابر ہی چھوٹ جاؤں، نہ مجھے کچھ ثواب ملے نہ کوئی عذاب (بخاری: ۷۲۱۸)۔ نبی کریم ﷺ نے اہلِ نجران سے فرمایا: میں تمہارے پاس ایک امانت دار آدمی بھیجوں گا جو حقیقی امانت دار ہوگا پھر آپ نے ابوعبیدہؓ کو بھیجا (بخاری: ۷۲۵۴؛ ۷۲۵۵)۔ جب حاکم اپنے اجتہاد سے کوئی فیصلہ کرے اور فیصلہ صحیح ہو تو اسے دہرا ثواب ملتا ہے۔ لیکن اگر غلطی کر جائے تو تو اسے اکہرا ثواب ملتا ہے (بخاری: ۷۳۵۲)۔

حکمران ۔ اہلیت: حکومت اور سرداری کے لائق وہ ہیں جو حکومت اور سرداری کو بہت ناپسند کرتے ہیں (بخاری: ۳۴۹۳؛۳۴۹۶)۔ تم حکومت کے لیے سب سے زیادہ بہتر اس شخص کو پاؤ گے جو اس منصب کو خود کے لیے ناپسند کرے یہاں تک کہ وہ اس میں پھنس جائے (بخاری: ۳۵۸۸)۔ خلافت کے معاملہ میں عام مسلمان قریشی مسلمانوں کے تابع ہیں (بخاری: ۳۴۹۵)۔ خلافت قریش میں رہے گی اور جو بھی ان سے دشمنی کرے گا اللہ اسے اوندھا کر دے گا (بخاری: ۳۵۰۰)۔ خلافت اس وقت تک قریش کے ہاتھوں میں باقی رہے گی جب تک ان میں دو آدمی بھی باقی رہیں (بخاری: ۳۵۰۱)۔ تم حکومت کا لالچ کرو گے تو یہ قیامت کے دن تمہارے لیے باعث ندامت ہوگی (بخاری: ۷۱۴۸)۔ جو شخص حاکم بننے کا خواہشمند ہوں، ہم انہیں حاکم ہرگز نہیں بنائیں گے۔ (بخاری: ۲۲۶۱)۔

حکمران ۔ مشیر: ہر حاکم کے دو طرح کے مشیر ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو اسے نیکی اور بھلائی کی طرف ابھارتے ہیں دوسرا وہ جو اسے برائی کی طرف راغب کرتے ہیں (بخاری: ۶۶۱۱)۔ کبھی کسی حکومتی عہدہ کی درخواست نہ کرو۔ کیونکہ اگر یہ تمہیں مانگنے کے بعد ملے تو اللہ اپنی مدد تجھ سے ہٹا لے گا۔ لیکن اگر کوئی عہدہ تمہیں بن مانگے ملے تو اس میں اللہ کی طرف سے تمہاری اعانت کی جائے گی (بخاری: ۶۶۲۱؛ ۶۷۲۲)۔ اللہ نے جب بھی کوئی نبی بھیجا یا کسی کو خلیفہ بنایا تو اس کے ساتھ دو رفیق تھے۔ ایک تو انہیں نیکی کے لیے کہتا اور ابھارتا اور دوسرا انہیں برائی کے لیے کہتا اور ابھارتا۔ پس معصوم وہ ہے جسے اللہ بچائے رکھے (بخاری: ۷۱۹۸)۔

حکمران ۔ سرکاری تحائف: سرکاری عہدیداروں کو فرائض منصبی کی ادائیگی کے دوران ملنے والے تحائف بیت المال کی ملکیت ہوں گے، سرکاری عہدیدار کی ملکیت نہیں (بخاری: ۶۶۳۶؛ ۷۱۹۷)۔

حکمران ۔ نامزدگی:
فرمانِ رسول ﷺ: میں نے ارادہ کیا کہ ابوبکرؓ کو بلا کر انہیں خلیفہ بنا دوں تاکہ خلافت پر کسی دعویٰ کرنے والے یا خواہش رکھنے والے کے لیے کوئی گنجائش ہی نہ رہے لیکن پھر سوچا کہ اللہ خود کسی اور کو خلیفہ نہیں ہونے دے گا اور مسلمان بھی اسے دفع کریں گے (بخاری: ۷۲۱۷) ایک خاتون نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے کسی معاملہ میں گفتگو کرنے آئیں تو آپؐ نے ان سے کہا کہ وہ دوبارہ آنا اور اگر مجھے نہ پاؤ تو ابوبکرؓ کے پاس جانا (بخاری: ۷۲۲۰) میری اُمت میں بارہ امیر ہوں گے اور وہ سب کے سب قریش خاندان سے ہوں گے (بخاری: ۷۲۲۲؛ ۷۲۲۳)۔

خواب ۔ اچھا، بُرا:
اچھا خواب اللہ کی طرف سے اور گھبراہٹ والا بُرا خواب شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔ جب تم میں سے کوئی بُرا خواب دیکھے تو جاگتے ہی بائیں طرف تین مرتبہ تھوتھو کرے اور اس خواب کی برائی سے اللہ کی پناہ مانگے (بخاری: ۵۷۴۷)۔

خواب ۔ دیدارِ نبیؐ جس نے مجھے (میری صورت میں) خواب میں دیکھا تو اس نے واقعی مجھے دیکھا۔ وہ کسی دن مجھے بیداری میں بھی دیکھے گا اور شیطان میری صورت میں نہیں آسکتا (بخاری: ۶۹۹۳ تا ۶۹۹۷)۔

خوابِ مومن ۔ حصہ نبوت: نبوت میں سے اب صرف مبشرات یعنی اچھے خواب باقی رہ گئے ہیں۔ مومن کا اچھا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے (بخاری: ۶۹۸۳؛ ۶۹۸۷ تا ۶۹۹۰)۔ جب قیامت قریب ہوگی تو مومن کا خواب جھوٹا نہیں ہوگا اور مومن کا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے (بخاری: ۷۰۱۷)۔

خواب ۔ تین اقسام: فرمانِ حضرت ابوہریرہؓ: خواب تین طرح کے ہوتے ہیں دل کے خیالات، شیطان کا ڈرانا اور اللہ کی طرف سے خوشخبری (بخاری: ۷۰۱۷)۔

خواب ۔ جھوٹا بیان: جھوٹا خواب بیان کرنے والوں کو جَو کے دو دانے جوڑنے کے لیے کہا جائے گا۔ دوسرے لوگوں کی بات زبردستی سننے والوں کے کانوں میں سیسہ پگھلا کر ڈالا جائے گا۔ مصوروں کو ان کی بنائی ہوئی تصاویر میں جان ڈالنے کو کہا جائے گا۔ (بخاری: ۷۰۴۲)۔ بدترین جھوٹ یہ ہے کہ انسان خواب میں ایسی چیز دیکھنے کا دعویٰ کرے جو اس نے نہ دیکھی ہو (بخاری: ۷۰۴۳)۔

خواب ۔ بیان کرنا: جب کوئی اچھے خواب دیکھے تو اس کا ذکر صرف اسی سے کرے جو اسے عزیز ہو (بخاری: ۷۰۴۴)۔ اچھے خواب اللہ کی طرف سے اور برے خواب شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں۔ اچھے خواب پر اللہ کی حمد کرے اور ایسے خواب بیان کرے۔ ناپسندیدہ خواب دیکھے تو اس کے شر سے پناہ مانگے، بائیں طرف کروٹ لے کر تین مرتبہ تھوتھو کرے اور کسی سے ایسے خواب کا ذکر نہ کرے۔ یہ خواب اسے کچھ نقصان نہیں پہنچا سکے گا (بخاری: ۶۹۸۴ تا ۶۹۸۶؛ ۶۹۹۵؛ ۷۰۰۵؛ ۷۰۴۴؛ ۷۰۴۵)۔

خواب ۔ تعبیر: ایک شخص نے خواب میں بادلوں سے گھی اور شہد ٹپکتے اور لوگوں کو اسے اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے دیکھا۔ کسی کے ہاتھوں میں کم تو کسی کے ہاتھوں میں زیادہ آ رہا ہے۔ پھر انہوں نے آسمان سے زمین تک لٹکی ہوئی رسی دیکھی جس پر پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اوپر چڑھے پھر بالترتیب ایک اور شخص، پھر دوسرا شخص، پھر تیسرا اور پھر چوتھا شخص رسی پکڑ کر اوپر چڑھ گیا۔ پھر وہ رسی ٹوٹ گئی اور دوبارہ جڑ گئی۔ حضرت ابوبکر صدیق نے اس خواب کی یہ تعبیر ہے کہ بادل سے مراد دین اسلام ہے۔ ٹپکنے والا شہد اور گھی قرآن مجید کی شیرینی ہے جو کسی کو کم کسی کو زیادہ مل رہا ہے۔ رسی سے مراد وہ سچا طریقہ ہے، جس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قائم

ہیں اور وہ چاروں افراد چار خلیفہ ہیں ۔ چوتھے صاحب پکڑیں گے تو ان کا معاملہ خلافت کٹ جائے گا ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تعبیر سن کر فرمایا: بعض حصہ کی تعبیر درست ہے اور بعض کی غلط ۔ حضرت ابوبکرؓ کے پوچھنے کے باوجود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غلط تعبیر کی نشاندہی نہ کی اور سکوت فرمایا (بخاری: ۷۰۴۶) ۔

خواتین ۔ افضل، کامل:

مردوں میں تو بہت سے کامل لوگ اٹھے ہیں لیکن عورتوں میں فرعون کی بیوی آسیہ اور مریم بنت عمران علیہا السلام کے سوا اور کوئی کامل پیدا نہیں ہوئی ۔ البتہ عورتوں پر عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت ایسی ہے جیسے تمام کھانوں پر ثرید کی فضیلت ہے (بخاری: ۳۴۱۱؛ ۳۴۳۳؛ ۳۷۶۹؛ ۳۷۷۰؛ ۵۴۱۸؛ ۵۴۱۹؛ ۵۴۲۸) ۔ مریم علیہا السلام کی والدہ نے دعاء کی تھی کہ اے اللہ! میں مریم اور اس کی اولاد کو شیطان رجیم سے تیری پناہ میں دیتی ہوں ۔ اس دعاء کی وجہ سے شیطان نے حضرت مریم اور ان کے بیٹے حضرت عیسیٰؑ کو ان کی پیدائش کے وقت نہیں چھوا تھا حالانکہ شیطان ہر نومولود کو اس کی پیدائش کے وقت چھوتا ہے اور اس چھونے سے ہی بچہ زور سے چیختا ہے (بخاری: ۳۴۳۱) ۔ مریم بنت عمران اپنے زمانے کی سب سے بہترین خاتون تھیں جبکہ اس اُمت کی سب سے بہترین خاتون حضرت خدیجہ ہیں (بخاری: ۳۴۳۲؛ ۳۸۱۵) ۔ اونٹ پر سوار ہونے والیوں یعنی عربی خواتین میں سب سے بہترین قریشی خواتین ہیں ۔ اپنے بچے پر سب سے زیادہ شفقت کرنے والی اور اپنے شوہر کے مال و اسباب کی سب سے بہترین نگراں و محافظ (بخاری: ۳۴۳۴) ۔ جس عورت کی زندگی میں اس کے تین یا دو بچے وفات پا جائیں تو وہ اس کے لیے دوزخ سے رکاوٹ بن جائیں گے (بخاری: ۷۳۱۰) ۔

خواتین ۔ پردہ:

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب سورۃ نور کی آیت: ۳۱ نازل ہوئی کہ اور اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈالے رہا کریں تو انصار کی عورتوں نے اپنے تہبندوں کو دونوں کنارے سے پھاڑ کر ان کی اوڑھنیاں بنا لیں (بخاری: ۴۷۵۹) ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے کہا کہ آپ کے پاس اچھے بُرے ہر طرح کے لوگ آتے ہیں، کاش آپ ازواج مطہرات کو پردہ کا حکم دے دیں ۔ اس کے بعد اللہ نے پردہ کا حکم نازل کیا (بخاری: ۴۷۹۰) ۔ عورتوں میں جانے سے بچتے رہو ۔ دیور بھی بھابی کے ساتھ نہ جائے کہ دیور کا جانا ہی تو ہلاکت ہے (بخاری: ۵۲۳۲) ۔ محرم کے سوا کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ بیٹھے (بخاری: ۵۲۳۳) ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں اُم المومنین اُم سلمہؓ کے گھر مغیث نامی ہیجڑے نے اُم سلمہ کے بھائی عبداللہ بن ابیؓ سے کہا کہ اگر کل اللہ نے طائف پر تمہیں فتح عنایت فرمائی تو میں تمہیں غیلان کی حسین وجمیل بیٹی دکھلاؤں گا ۔ یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے اُم سلمہؓ سے کہا کہ اب یہ ہیجڑا اس گھر میں نہ آیا کرے (بخاری: ۵۲۳۵) ۔ کوئی عورت کسی دوسری عورت سے ملنے کے بعد اپنے شوہر سے اس کا حلیہ ایسے نہ بیان کرے کہ گویا وہ اسے دیکھ رہا ہے (بخاری: ۵۲۴۰؛ ۵۲۴۱) ۔

خواتین ۔ حکمرانی:

جب اہل فارس نے کسریٰ کی بیٹی بوران کو بادشاہ بنا لیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ قوم کبھی فلاح نہیں پائے گی جس کی حکومت ایک عورت کے ہاتھ میں ہو (بخاری: ۷۰۹۹) ۔

خواتین ۔ ناشکری، خامی:

دنیا میں باریک کپڑا پہننے والی عورتیں آخرت میں ننگی ہوں گی ۔ (بخاری: ۱۱۵) عورتو! لعن طعن کرنے اور شوہر کی ناشکری کرنے کے سبب میں نے جہنم میں تم لوگوں کو زیادہ دیکھا ہے ۔ عورتیں ناقصات عقل و دین ہونے کے باوجود تجربہ کار آدمی کو دیوانہ بنا دیتی ہیں ۔ نصف گواہی ان کے عقل کا نقصان اور دورانِ حیض نماز روزہ ادا نہ کرسکنا ان کے دین کا نقصان ہے ۔ (بخاری: ۳۰۴) ۔ نماز سورج گرہن کے دوران مجھے جنت کی نعمت اور جہنم کے خوفناک مناظر دکھائے گئے ۔ جہنم میں عورتیں زیادہ دکھائی دیں کیونکہ وہ اپنے شوہر کے احسان کا کفر کرتی ہیں ۔ تم زندگی بھر ان کے ساتھ حسن سلوک کرو لیکن کبھی اگر کوئی خلاف مزاج بات ہوگئی تو فوراً یہی کہے گی کی میں نے تو تم سے کبھی بھلائی نہیں دیکھی (بخاری: ۱۰۵۲) ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عید کے بعد عورتوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: عورتو! صدقہ دو کہ میں نے جہنم میں تمہیں کثرت سے دیکھا ہے کیونکہ تم لعن طعن زیادہ کرتی ہو اور اپنے شوہر کی ناشکری کرتی ہو ۔ میں نے تم سے زیادہ ناقصات عقل و دین ایسی کوئی

مخلوق نہیں دیکھی جو کار آزمودہ مرد کی عقل کو بھی اپنی مٹھی میں لے لے (بخاری:۱۴۶۲)۔ایک زمانہ ایسا بھی آئے گا کہ مردوں کی کمی اور عورتوں کی اتنی زیادتی ہو جائے گی کہ ایک مرد کی پناہ میں چالیس چالیس عورتیں ہو جائیں گی (بخاری:۱۴۱۴)۔ عورت کی گواہی مرد کی آدھی گواہی کے برابر ہے۔یہی ان کی عقل کا نقصان ہے (بخاری:۲۶۵۸)۔

خواتین۔سوکن:

کوئی عورت اپنی سوکن بہن کی طلاق کا مطالبہ نہ کرے تا کہ اس طرح اس کا حصہ بھی خود لے لے (بخاری:۲۷۲۳؛۲۷۲۷)۔کوئی عورت اپنی بہن (سوکن) کی طلاق کا مطالبہ نہ کرے کیونکہ اسے اتنا ہی ملے گا جتنا اس کے مقدر میں ہوگا (بخاری:۶۶۰۱)۔

خواتین۔سفر:

اللہ اور اُس کے رسول ﷺ پر ایمان رکھنے والی کسی خاتون کے لئے جائز نہیں کہ ایک دن رات کا سفر بغیر کسی محرم کے کرے (بخاری:۱۰۸۸؛1995)۔عورتیں تین دن کا سفر محرم رشتہ دار کے بغیر نہ کریں (بخاری:۱۰۸۶؛۱۰۸۷)۔عورت اپنے شوہر یا محرم رشتہ دار کے بغیر دو دن کا سفر بھی نہ کرے (بخاری:۱۱۹۷)۔کوئی عورت اپنے محرم رشتہ دار کے بغیر سفر نہ کرے اور کوئی شخص کسی عورت کے پاس اس وقت تک نہ جائے جب تک وہاں اس کا محرم موجود نہ ہو (بخاری:۱۸۶۲)۔کوئی عورت دو دن کی مسافت کا سفر اپنے شوہر یا محرم رشتہ دار کے بغیر نہ کرے (بخاری:۱۸۶۴)۔کوئی مرد کسی غیر محرم عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ بیٹھے اور کوئی عورت اپنے محرم کے بغیر سفر نہ کرے (بخاری:۳۰۰۶)۔

خواتین۔صدقہ:

اگر عورت اپنے شوہر کے مال میں سے کچھ صدقہ کرے اور اس کی نیت شوہر کی پونجی برباد کرنے کی نہ ہو تو اسے بھی خرچ کرنے کا ثواب ملے گا اور شوہر کو بھی۔ایک کا ثواب دوسرے کے ثواب میں کمی نہیں کرتا (بخاری:۱۴۲۵؛۱۴۳۷؛۱۴۴۰؛۱۴۴۱)۔جب عورت گھر کے اجناس میں سے گھر بگاڑنے کی نیت کے بغیر اللہ کی راہ میں خرچ کرتی ہے تو اسے خرچ کرنے کا اور اس کے شوہر کو کمانے کا ثواب ملتا ہے۔ایک کا ثواب دوسرے کے ثواب کو کم نہیں کرتا (بخاری:۲۰۶۵)۔اگر عورت اپنے شوہر کی کمائی اس کی اجازت کے بغیر بھی اللہ کی راہ میں خرچ کرے تو اسے آدھا ثواب ملتا ہے (بخاری:۲۰۶۶)۔ایک مرتبہ نماز عید اور خطبہ کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کی طرف آئے اور انہیں خیرات دینے کا حکم دیا تو عورتوں نے اپنے زیورات اتار کر حضرت بلالؓ کی جھولی میں ڈال دیا (بخاری:۵۲۴۹)۔

خواتین۔نان نفقہ:

بخیل شخص کی بیوی شوہر کے مال میں سے بقدر ضرورت چھپا کر لے سکتی ہے (بخاری:۲۲۱۱؛۲۴۶۰)۔ہند بنت عتبہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ میرے شوہر ابوسفیان بہت بخیل ہیں تو کیا میں ان کی اجازت کے بغیر ان کے مال میں سے بال بچوں کو کھلا پلا دیا کروں، نبی کریم ﷺ نے جواب دیا کہ ہاں لیکن یہ دستور کے مطابق ہونا چاہئے (بخاری:۳۸۲۵؛۷۱۸۰)۔حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ النساء:۱۲۸ کی آیت ۔۔۔کسی عورت کو اپنے شوہر کی طرف سے بے رغبتی کا خوف ہو، اس موقع کے لیے ہے کہ اگر کسی عورت کو یہ خدشہ ہو کہ اس کا شوہر اسے خود سے جدا کر دے گا تو وہ ایسا کہہ سکتی ہے کہ مجھے طلاق نہ دو، میں اپنی باری اور اپنا نان نفقہ معاف کرتی ہوں (بخاری:۴۶۰۱)۔

خواتین۔ہدایات برائے مرد:

عورتوں کے بارے میں بھلائی اور اچھے سلوک کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے۔اگر تم اسے سیدھا کرنا چاہو گے تو اسے توڑ دو گے۔اگر اس سے فائدہ حاصل کرنا چاہو تو اس کے ٹیڑھ کے ساتھ ہی فائدہ حاصل کرو (بخاری:۵۱۸۴؛۵۱۸۶)۔ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں اپنی بیویوں سے بہت زیادہ بے تکلفی سے پرہیز کرتے تھے کہ کہیں ہماری کسی بے اعتدالی کی وجہ سے ہماری برائی میں کوئی حکم نازل نہ ہو جائے۔پھر جب نبی ﷺ کی

وفات ہوگئی تو ہم ان سے خوب بے تکلفی کرنے لگے (بخاری: ۵۱۸۷)۔ کچھ فوجی نیزہ بازی کھیل کا مظاہرہ کر رہے تھے اور حضرت عائشہؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم کی آڑ میں وہ کھیل دیکھتی رہیں (بخاری: ۵۱۹۰)۔ نفلی روزے بھی رکھو اور بغیر روزے کے بھی رہو۔ رات میں عبادت بھی کرو اور سوؤ بھی۔ تمہاری آنکھ کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے (بخاری: ۵۱۹۹)۔ ایلاء: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج سے ایک مہینہ تک الگ رہنے کی قسم کھائی اور اپنے ایک بالا خانہ میں قیام کیا (بخاری: ۵۲۰۱ تا ۵۲۰۳)۔ کوئی شخص اپنی بیوی کو غلاموں کی طرح نہ مارے کہ پھر دوسرے دن اس سے ہم بستر ہوگا (بخاری: ۵۲۰۴)۔ صحابہ کرامؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عزل (حمل سے بچنے کے لئے منی عورت کے جسم سے باہر خارج کرنا) کیا کرتے تھے (بخاری: ۵۲۰۷ تا ۵۲۱۰)۔ جب کوئی شخص پہلے سے شادی شدہ بیوی کی موجودگی میں کسی کنواری عورت سے شادی کرے تو اس کے ساتھ سات یوم تک قیام کرے پھر باری مقرر کرے۔ لیکن اگر پہلی بیوی کی موجودگی میں کسی بیوہ یا مطلقہ سے شادی کرے تو اس کے ساتھ تین یوم تک قیام کرے اور پھر باری مقرر کرے (بخاری: ۵۲۱۳؛ ۵۲۱۴)۔ رسول اللہ عصر کی نماز سے فارغ ہوکر اپنی ازواج کے پاس تشریف لے جاتے اور ان میں سے کسی ایک کے پاس بیٹھتے بھی تھے (بخاری: ۵۲۱۶)۔ ایک سفر میں انجشہ نامی غلام خواتین کی سواریوں کو حدی پڑھتا لے کر چل رہا تھا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: آبگینوں کو آہستہ لے کر چلو (بخاری: ۶۲۰۹ تا ۶۲۱۱)۔

خواتین ۔ ہدایات برائے عورت: اگر شوہر گھر میں موجود ہو تو اس کی اجازت کے بغیر کوئی عورت نفلی روزہ نہ رکھے (بخاری: ۵۱۹۲؛ ۵۱۹۵)۔ شوہر اپنی بیوی کو بستر پر بلائے اور وہ ناراضگی میں آنے سے انکار کرے تو فرشتے صبح تک اس پر لعنت بھیجتے ہیں (بخاری: ۵۱۹۳؛ ۵۱۹۴)۔ کوئی عورت اپنے شوہر کی مرضی کے بغیر کسی کو اپنے گھر آنے کی اجازت نہ دے (بخاری: ۵۱۹۵)۔ جنت میں داخل ہونے والوں کی اکثریت غریبوں کی تھی جبکہ جہنم میں داخل ہونے والی زیادہ عورتیں تھیں (بخاری: ۵۱۹۶؛ ۵۱۹۸)۔ میں نے دوزخ کا بہت زیادہ ہیبت ناک منظر دیکھا۔ میں نے دیکھا کہ دوزخ میں عورتوں کی تعداد زیادہ ہے کیونکہ وہ شوہر کی ناشکری کرتی ہیں اور ان کے احسان کا انکار کرتی ہیں۔ (بخاری: ۵۱۹۷)۔ اپنے سر کے بالوں میں مصنوعی بال جوڑنے والی عورتوں پر لعنت کی گئی ہے (بخاری: ۵۲۰۵)۔ فرمان حضرت عائشہؓ: اگر کوئی مرد اپنی بیوی کو طلاق دینے کا ارادہ کرے اور وہ عورت اپنے حقوق سے دستبردار ہو جائے کہ تم پر میرے خرچ اور باری کی کوئی پابندی نہیں اور تم میرے علاوہ کسی اور سے بھی شادی کر سکتے ہو تو ایسا معاہدہ جائز ہے (بخاری: ۵۲۰۶)۔ اُم المومنین سودہ بنت زمعہؓ نے اپنی باری عائشہؓ کو دے دی تھی۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عائشہؓ کے ہاں خود ان کی باری کے دن اور سودہؓ کی باری کے دن رہتے تھے (بخاری: ۵۲۱۲)۔

خواتین ۔ امور خانہ داری:

اسماء بنت ابوبکرؓ کہتی ہیں کہ جب زبیرؓ سے میری شادی ہوئی تو ان کے پاس ایک اونٹ اور گھوڑے کے سوا کوئی مال نہ تھا۔ میں ہی ان کا گھوڑا چراتی، پانی پلاتی، ان کا ڈول سیتی اور آٹا گوندھتی۔ اپنے گھر سے دو میل دور سے کھجور کی گٹھلیاں لایا کرتی تھی۔ بعد ازاں حضرت ابوبکرؓ نے انہیں ایک غلام دے دیا جو گھوڑے کا سب کام کرنے لگا (بخاری: ۵۲۲۴)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہؓ کے گھر تھے کہ آپ کی ایک دوسری زوجہ زینب بنت جحشؓ نے ایک پیالہ میں کھانے کی کوئی چیز بھیجی۔ حضرت عائشہؓ نے غصہ میں خادم کے ہاتھ پر مارا جس کی وجہ سے پیالہ گر کر ٹوٹ گیا اور پیالہ کا کھانا بکھر گیا۔ نبی کریم ﷺ نے خادم سے فرمایا: تمہاری ماں کو غیرت آ گئی ہے۔ پھر آپ نے ایک نیا پیالہ منگوا کر حضرت زینبؓ کو بھجوایا (بخاری: ۵۲۲۵)۔

خواتین ۔ خواجہ سرا:

ان مردوں پر لعنت ہے جو مخنث بنتے ہیں اور ان عورتوں پر لعنت ہے جو مرد بنیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ انہیں اپنے گھروں سے نکال دو (بخاری: ۶۸۳۴)۔

خودکشی:

جو شخص خود کو دھاردار چیز سے ذبح کر کے خودکشی کر لے تو اسے جہنم میں اسی ہتھیار سے عذاب ہوتا رہے گا (بخاری: ۱۳۶۳)۔ ایک شخص نے زخم کی تکلیف سے تنگ آ کر خود کو مار ڈالا تو اللہ نے فرمایا: میرے بندے نے جان نکالنے میں مجھ پر جلدی کی۔ چنانچہ سزا کے طور پر اس پر جنت حرام کرتا ہوں (بخاری: ۱۳۶۴)۔ جو شخص خود اپنا گلا گھونٹ کر خودکشی کرتا ہے وہ جہنم میں بھی اپنا گلا گھونٹتا رہے گا اور جو برچھے یا تیر سے خود کو قتل کرے وہ دوزخ میں بھی اسی طرح اپنے آپ کو مارتا رہے گا

(بخاری: ۱۳۶۵)۔ سابقہ زمانے میں اپنے ہاتھ کے زخم سے تنگ ایک شخص نے چھری سے اپنا ہاتھ کاٹ لیا اور خون بہنے سے وہ مرگیا تو اللہ نے فرمایا کہ میرے بندے نے خود میرے پاس آنے میں جلدی کی اس لیے میں نے بھی جنت کو اس پر حرام کر دیا (بخاری: ۳۴۶۳)۔ جس نے بلندی سے کود کر، زہر پی کر، یا کسی ہتھیار سے خود کشی کی تو وہ جہنم میں ہمیشہ رہے گا اور یہی عمل کرتا رہے گا (بخاری: ۵۷۷۸)۔

دجال، مسیلمہ کذاب، ابن صیاد:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر اصحاب کے ساتھ بنو مغالہ میں ابن صیاد کے پاس گئے اور کہا: کیا تم میری رسالت کی گواہی دیتے ہو؟ ابن صیاد نے کہا کہ ہاں میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ (نعوذ باللہ) اَن پڑھوں کے رسول ہیں۔ کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ میں بھی اللہ کا رسول ہوں؟ میرے پاس سچی اور جھوٹی دونوں خبریں آتی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی گردن اڑانے کی اجازت طلب کی تو آپؐ نے فرمایا: اگر یہ دجال ہے تو تم اس پر غالب نہ آسکو گے اور اگر یہ دجال نہیں ہے تو اس کا مار ڈالنا تمہارے لیے بہتر نہ ہوگا (بخاری: ۱۳۵۴)۔ خود کو اللہ کا رسول کہنے والے یہودی لڑکے ابن صیاد سے کھجور کے ایک باغ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات ہوئی تو آپؐ نے پوچھا: تو کیا دیکھتا ہے؟ اس نے کہا: میرے پاس ایک خبر سچی آتی ہے تو دوسری جھوٹی۔ حضرت عمرؓ نے اسے قتل کرنے کی اجازت مانگی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر یہ دجال ہے تو تم اس پر قادر نہیں ہو سکتے۔ اور اگر یہ دجال نہیں ہے تو اس کی جان لینے میں کوئی خیر نہیں ہے (بخاری: ۳۰۵۵؛۳۰۵۶)۔ مسیلمہ کذاب اپنے بہت سے مریدوں سمیت مدینہ آیا اور کہنے لگا کہ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خلافت اپنے بعد مجھے سونپ دیں تو میں ان کی اتباع کرنے کو تیار ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے اپنے ہاتھ میں پکڑی چھڑی کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ اگر تو مجھ سے یہ چھڑی بھی مانگے تو نہ دوں۔ تو وہی ہے جو مجھے خواب میں دکھایا گیا تھا (بخاری: ۳۶۲۰)۔

دجال۔ حلیہ، خصوصیت:

میں تمہیں دجال کے فتنوں سے ڈراتا ہوں۔ نوح علیہ السلام سمیت تمام نبیوں نے اپنی قوم کو اس کے فتنوں سے ڈراتے رہے ہیں۔ لیکن دجال کانا ہوگا، یہ خبر میرے علاوہ کسی نبی نے اپنی قوم کو نہیں بتائی (بخاری: ۳۰۵۷؛ ۳۳۳۷؛ ۳۳۳۸؛ ۴۴۰۲)۔ کانا دجال جنت جہنم جیسی چیز لائے گا۔ جسے وہ جنت کہے گا درحقیقت وہی دوزخ ہوگی (بخاری: ۳۳۳۸)۔ دجال داہنی آنکھ سے کانا ہوگا۔ اس کی آنکھ اٹھے ہوئے انگور کی طرح ہوگی (بخاری: ۳۴۳۹)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دجال کو کعبہ کا طواف کرتے ہوئے دیکھا تھا جو سخت مڑے ہوئے بالوں والا اور داہنی آنکھ سے کانا تھا (بخاری: ۳۴۴۰؛ ۳۴۴۱)۔ جب دجال نکلے گا تو اس کے ساتھ آگ اور پانی دونوں ہوں گے۔ لیکن لوگوں کو جو آگ دکھائی دے گی وہ درحقیقت ٹھنڈا پانی ہوگا اور جو لوگوں کو پانی دکھائی دے گا وہ درحقیقت جلانے والی آگ ہوگی۔ لہٰذا تم میں سے جو شخص اسے پائے اسے چاہئے کہ نظر آنے والی آگ میں کود جائے کیونکہ وہ تو بہت ٹھنڈا اور شیریں پانی ہوگا (بخاری: ۳۴۵۰)۔ دجال مدینہ کے ایک کنارے قیام کرے گا پھر مدینہ تین مرتبہ کانپے گا جس کے نتیجہ میں ہر کافر اور منافق نکل کر اُس کی طرف چلا جائے گا (بخاری: ۷۱۲۴)۔ اہل مدینہ پر دجال کا رعب نہیں پڑے گا۔ اس دن مدینہ کے سات دروازے ہوں گے اور ہر دروازے پر دو فرشتے پہرہ دیتے ہوں گے (بخاری: ۷۱۲۵؛ ۷۱۲۶)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ خواب میں طواف کعبہ کرتے ہوئے عیسیٰؑ کو دیکھا۔ پھر آپ ﷺ نے دجال کو بھی دیکھا جو ایک آنکھ کا کانا تھا (بخاری: ۷۱۲۸)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نماز میں دجال کے فتنے سے پناہ مانگا کرتے تھے (بخاری: ۷۱۲۹) دجال کے ساتھ آگ اور پانی ہوگا۔ اس کی آگ ٹھنڈا پانی اور پانی آگ ہوگا (بخاری: ۷۱۳۰) ہر رسول نے اپنی قوم کو کانے دجال سے ڈرایا ہے۔ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوا ہے (بخاری: ۷۱۳۱) دجال کے لیے مدینہ کی گھاٹیوں میں داخل ہونا ناممکن ہوگا چنانچہ وہ مدینہ کے قریب کسی شور والی زمین پر قیام کرے گا۔ پھر وہ ایک شخص کو قتل کرکے زندہ کرکے دکھائے گا (بخاری: ۷۱۳۲)۔ مدینہ منورہ کے راستوں پر فرشتے پہرہ دیتے ہیں۔ یہاں طاعون اور دجال نہیں آ سکتا۔ ان شاء اللہ (بخاری: ۷۱۳۳؛ ۷۱۳۴)۔ اللہ کے تمام انبیاء نے اپنی قوم کو کانے دجال سے ڈرایا، جس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لفظ کافر لکھا ہوگا (بخاری: ۷۴۰۸)۔

دنیا، زمانہ:

دنیا میں اس طرح رہو جیسے راستہ چلنے والا کوئی مسافر ہوتا ہے (بخاری: ۶۴۱۶)۔ سب سے بہتر میرا زمانہ ہے، اس کے بعد ان لوگوں (صحابہ) کا جو میرے بعد ہوں

گے۔ پھر جوان کے بعد (یعنی تابعین) ہوں گے (بخاری:۶۴۲۹)۔ دنیا سے نیک لوگ یکے بعد دیگرے گزر جائیں گے۔ اس کے بعد جَو کے بھوسے کی طرح کے لوگ دنیا میں رہ جائیں گے، جن کی اللہ کو ذرا بھی پرواہ نہ ہوگی (بخاری:۶۴۳۴)۔ سب سے اچھا میرا زمانہ ہے۔ پھر وہ لوگ جو اس سے قریب ہوں گے، پھر وہ لوگ جو اس سے قریب ہوں گے (بخاری:۶۶۵۸؛ ۶۶۹۵)۔ تم پر جو بھی دور آتا ہے، تو اس کے بعد آنے والا دور اس سے بھی برا ہوگا (بخاری:۷۰۶۸)۔

دین ۔ سمجھ:

اللہ جس کے ساتھ خیر کا ارادہ کرتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا فرما دیتا ہے۔ میں تو صرف تقسیم کرنے والا ہوں، دیتا تو اللہ ہی ہے (بخاری:۷۱؛ ۳۱۱۶؛ ۷۳۱۲)۔

رات ۔ بلائیں، رحمتیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت بیدار ہوئے اور فرمایا: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ۔کیسی کیسی بلائیں اس رات نازل ہو رہی ہیں اور کیا کیا رحمتیں اس کے خزانوں سے اتر رہی ہیں (بخاری:۵۸۴۴)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات بیدار ہوئے اور فرمایا: سبحان اللہ! اللہ کی رحمت کے کتنے خزانے آج رات نازل کیے گئے اور کس طرح کے فتنے بھی اتارے گئے (بخاری:۶۲۱۸)۔

راستے ۔ حقوق:

راستوں میں بیٹھنے سے بچو۔ اگر وہاں بیٹھنے کی مجبوری ہو تو راستے کا حق ادا کرو یعنی نگاہ نیچی رکھو، کسی کو ایذاء دینے سے بچو، سلام کا جواب دو، اچھی باتوں کا حکم دو اور بری باتوں سے روکو (بخاری:۲۴۶۵)۔ راستے میں پڑی ایک کانٹے دار ڈالی ہٹانے پر اللہ نے ایک شخص کی مغفرت کر دی (بخاری:۲۴۷۲)۔ راستے کی زمین کے بارے میں جھگڑا ہو تو سات ہاتھ راستہ چھوڑ دینا چاہئے (بخاری:۲۴۷۳)۔ راستوں پر بیٹھنے سے بچو۔ اگر بیٹھنا ہی پڑے تو راستے کا حق ادا کرو۔ راستے کا حق یہ ہے کہ غیر محرم عورتوں کی طرف سے نظریں نیچی رکھو، راہ گیروں کو نہ ستاؤ، سلام کا جواب دو، بھلائی کا حکم دو اور برائی سے روکو (بخاری:۶۲۲۹)۔

رحم دلی ۔ صلہ رحمی، قطع تعلق:

ایک اعرابی مسجد میں کھڑا ہو کر پیشاب کرنے لگا تو لوگ اسے روکنے کے لیے دوڑے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھ کر فرمایا: اسے چھوڑ دو اور اس کے پیشاب پر پانی کا ڈول بہا دو۔ تم نرمی کے لیے بھیجے گئے ہو سختی کے لیے نہیں۔ (بخاری:۲۱۹ تا ۲۲۱)۔ راستے میں پڑی کانٹوں سے بھری ٹہنی کو ہٹانے والے سے اللہ تعالیٰ اسی بات پر راضی ہو گیا اور اس کی بخشش کر دی (بخاری:۶۵۲)۔ روزی میں کشادگی اور عمر کی درازی چاہتے ہو تو صلہ رحمی کرو (بخاری:۲۰۶۷)۔ غیر مسلم والدین کے ساتھ صلہ رحمی کی جاسکتی ہے (بخاری:۲۶۲۰)۔ عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے ایک غلام نے جب یہ اطلاع دی کہ قبیلہ غطفان اور فزارہ کے لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات القرد میں چرنے والی دودھیل اونٹیاں چھین لیں ہیں تو سلمہ بن الاکوعؓ نے تعاقب کر کے ڈاکوؤں کو جالیا اور تیراندازی کی مدد سے اپنی اونٹیاں چھڑا لیں۔ مدینہ پہنچ کر انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ فوراً اُن کے تعاقب کے لیے فوج بھیج دیجئے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے ابن الاکوع! جب تو کسی پر قابو پالے تو نرمی اختیار کر (بخاری:۳۰۴۱؛ ۴۱۹۴)۔ اہل یمن کے دل کے پردے باریک، دل نرم ہوتے ہیں، ایمان یمن والوں کا ہے اور حکمت بھی یمن کی اچھی ہے۔ (بخاری:۴۳۸۸ تا ۴۳۹۰)۔ فخر و تکبر اونٹ والوں میں ہوتا ہے اور اطمینان اور سہولت بکری والوں میں (بخاری:۴۳۸۸)۔ رزق میں فراخی اور عمر درازی کے لیے صلہ رحمی کرو (بخاری:۵۹۸۵؛ ۵۹۸۶)۔ رحم کا تعلق رحمٰن سے ہے۔ پس جو کوئی رحم سے اپنے آپ کو جوڑتا ہے اللہ اس سے اپنے آپ کو جوڑ لیتا ہے اور جو کوئی اسے توڑتا ہے، اللہ اپنے آپ کو اس سے توڑ لیتا ہے (بخاری:۵۹۸۸)۔ میرا ولی تو اللہ ہے اور میرے عزیز تو وہی ہیں جو مسلمانوں میں نیک اور پرہیز گار ہیں (بخاری:۵۹۹۰)۔ کسی کام کا بدلہ دینا صلہ رحمی نہیں ہے۔ صلہ رحمی کرنے والا تو وہ ہے جس کے ساتھ صلہ رحمی نہ بھی کیا جائے تب بھی وہ صلہ رحمی کرے (بخاری:۵۹۹۱)۔ جو اللہ کی مخلوق پر رحم نہیں کرتا اس پر بھی رحم نہیں کیا جاتا (بخاری:۵۹۹۷)۔ اللہ نے رحمت کے سو حصوں میں سے صرف ایک فیصد حصہ زمین پر اتارا اور ننانوے (۹۹) فیصد حصے اپنے پاس رکھے۔ اسی ایک فیصد حصے کی وجہ سے مخلوق ایک دوسرے پر رحم کرتی ہے (بخاری:۶۰۰۰)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ایک ران پر اسامہ بن زیدؓ اور دوسری ران پر حضرت حسنؓ کو بٹھلا کر فرماتے: اے اللہ! ان دونوں پر رحم کر کہ میں بھی ان پر رحم کرتا ہوں (بخاری:۶۰۰۳)۔ تم

مومنوں کو ایک دوسرے کے ساتھ لطف و نرم خوئی میں ایک جسم جیسا پاؤ گے کہ جب جسم کا ایک ٹکڑا بھی تکلیف میں ہوتا ہے تو سارا جسم تکلیف میں مبتلا ہو جاتا ہے (بخاری:۶۰۱۱)۔ جو رحم نہیں کرتا، اس پر رحم نہیں کیا جاتا (بخاری:۶۰۱۳)۔ کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے کسی مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ تعلق کاٹے اور جب وہ ملیں تو یہ ایک طرف اور دوسرا دوسری طرف منہ پھیر لے۔ دونوں میں اچھا وہ ہے جو سلام میں پہل کرے (بخاری:۶۲۳۷)۔ جو لوگوں پر رحم نہیں کھاتا، اللہ بھی اس پر رحم نہیں کھاتا (بخاری:۷۳۷۶)۔

رحم دلی۔ پڑوسی، مہمان:

جبرئیل علیہ اسلام مجھے پڑوسی کے بارے میں بار بار اس طرح وصیت کرتے رہے کہ مجھے خیال گزرا کہ کہیں وہ پڑوسی کو وراثت میں شریک نہ کر دیں (بخاری:۶۰۱۴؛ ۶۰۱۵)۔ وہ مومن نہیں جس کے شر سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ ہو (بخاری:۶۰۱۶)۔ کوئی مسلمان عورت اپنی پڑوسن کے لیے ہدیہ دینے میں کسی چیز کو حقیر نہ سمجھے خواہ وہ بکری کا پایا ہی کیوں نہ ہو (بخاری:۶۰۱۷)۔ جو کوئی اللہ پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ پہنچائے، اپنے مہمان کی عزت کرے اور زبان سے اچھی بات نکالے ورنہ خاموش رہے (بخاری:۶۰۱۸؛۶۰۱۹؛۶۱۳۶)۔ میزبانی تین دن کی ہے اور جو اس کے بعد ہو وہ اس کے لیے صدقہ ہے (بخاری:۶۰۱۹)۔ جس کا دروازہ تم سے زیادہ قریب ہو، اس پڑوسی کا پہلا حق ہے (بخاری:۶۰۲۰)۔

رشک، حسد:

رشک صرف دو طرح کے لوگوں پر کرنا چاہئے۔ ایک وہ جسے اللہ نے مال دیا ہے اور وہ حق کے راستے میں بے دریغ خرچ کرتا ہے۔ دوسرا وہ جسے اللہ نے قرآن و حدیث کا علم دیا ہے اور وہ اس کے مطابق فیصلے کرتا ہے اور اس کے ساتھ رات کی گھڑیوں میں کھڑا ہو کر نماز پڑھتا ہے۔ (بخاری:۷۳؛۱۴۰۹؛۵۰۲۵؛۵۰۲۶؛ ۷۲۳۲؛۷۳۱۶؛۷۵۲۸؛۷۵۲۹)۔ اللہ کی قسم مجھے تمہارے بارے میں یہ خوف نہیں ہے کہ تم شرک کرنے لگو گے۔ میں تو اس بات سے ڈرتا ہوں کہ کہیں دنیا داری میں پڑ کر تم ایک دوسرے سے رشک وحسد نہ کرنے لگو (بخاری:۳۵۹۶)۔ اللہ کی قسم! مجھے تمہارے متعلق محتاجی سے ڈر نہیں لگتا۔ مجھے تو اس کا خوف ہے کہ دنیا تم پر بھی پہلوں کی طرح کشادہ کر دی جائے گی اور پہلوں ہی کی طرح تم آپس میں رشک کر کے ہلاک ہو جاؤ گے (بخاری:۴۰۱۵)۔ مجھے اس کا کوئی خطرہ نہیں کہ تم شرک کرو گے، ہاں میں تمہارے بارے میں دنیا سے ڈرتا ہوں کہ تم کہیں دنیا کے لیے آپس میں مقابلہ نہ کرنے لگو (بخاری:۴۰۴۲؛۴۰۸۵)۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت خدیجہؓ سے زیادہ کسی عورت پر رشک نہیں آتا حالانکہ وہ میری شادی سے تین سال قبل وفات پا چکی تھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کثرت سے اُن کا ذکر کرتے تھے۔ جب کبھی بکری ذبح کرتے تو اس میں سے خدیجہؓ کی سہیلیوں کو حصہ بھیجتے تھے۔ اللہ نے انہیں حکم دیا تھا کہ خدیجہؓ کو جنت میں ایک خولدار موتیوں کے گھر کی خوشخبری سنا دیں (بخاری:۶۰۰۴)۔

رمضان۔ آغاز، اختتام: رمضان کا چاند دیکھ کر روزہ شروع کرو اور شوال کا چاند دیکھ کر روزہ رکھنا بند کر دو (بخاری:۱۹۰۰)۔ جب تک چاند نہ دیکھو، روزہ شروع نہ کرو اور جب تک چاند نہ دیکھ لو، روزہ موقوف نہ کرو۔ اگر بادل چھائے ہوں تو تیس روزے پورے کرلو (بخاری:۱۹۰۶تا۱۹۰۹)۔

رمضان۔ اعتکاف:

پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ رمضان کے دوسرے عشرے میں اعتکاف کیا کرتے تھے۔ پھر آپ نے رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کرنے کا حکم دیا۔ آپؐ وفات تک برابر رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کرتے رہے (بخاری:۲۰۱۸؛۲۰۲۰؛۲۰۲۵ تا ۲۰۲۷)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ کی راتوں کمر کس لیتے۔ خود بھی جاگتے اور گھر والوں کو بھی جگاتے (بخاری:۲۰۲۴)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں معتکف ہوتے تو سر مبارک حجرہ میں اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف بڑھا دیتے اور آپؓ سر مبارک کو دھوتیں اور اس میں کنگھا کر دیتیں حالانکہ آپ حائضہ ہوتیں تھیں (بخاری:۲۰۲۸؛۲۰۲۹؛۲۰۳۱؛۲۰۴۶)۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے ایام جاہلیت میں مسجد الحرام میں ایک رات کے اعتکاف کی نذر مانی تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نذر کو پوری کرنے کا حکم دیا (بخاری:۲۰۳۲؛۲۰۴۲؛۲۰۴۳)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک مرتبہ اُم المومنین حضرت

اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے بھی اس حال میں اعتکاف کیا تھا کہ آپؓ مستحاضہ تھیں (بخاری:۲۰۳۷)۔ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف میں تھے کہ رات کے وقت اُم المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا آپؐ سے ملنے آئیں۔ جب وہ واپس جانے لگیں تو نبی کریمﷺ تھوڑی دور تک انہیں چھوڑنے آئے تو دو انصاری ادھر سے گزرے۔ نبی کریمﷺ نے انہیں آواز دے کر روکا اور فرمایا: سنو! یہ میری بیوی صفیہؓ ہیں۔شیطان انسان کے جسم میں خون کی طرح دوڑتا ہے اور مجھے خطرہ ہوا کہ کہیں تمہارے دلوں میں وہ کوئی بدگمانی نہ ڈال دے (بخاری:۲۰۳۵؛۲۰۳۸؛۲۰۳۹)۔ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں معتکف تھے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپؐ کی اجازت سے اپنے اعتکاف کے لیے مسجد میں خیمہ لگا لیا۔ پھر یکے بعد دیگرے امہات المومنین حضرت حفصہؓ اور حضرت زینبؓ نے بھی اعتکاف کے لیے مسجد میں اپنے اپنے خیمے لگا لیے۔نماز فجر کے بعد یہ خیمے دیکھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ ثواب کی نیت سے نہیں ہے۔انہیں اکھاڑ دو۔ پھر آپ نے بھی اس سال اعتکاف نہیں کیا (بخاری:۲۰۳۳؛۲۰۳۴؛۲۰۴۱؛۲۰۴۵)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال دس دن کا اعتکاف کیا کرتے تھے لیکن جس سال آپ کی وفات ہوئے اس سال آپ نے بیس دن کا اعتکاف کیا (بخاری:۴۹۹۸)۔

رمضان۔روزے،فضائل:

جو کوئی رمضان کی راتوں میں ایمان رکھ کر ثواب کے لیے عبادت کرے،اس کے اگلے گناہ بخش دئے جاتے ہیں۔(بخاری:۳۷) جس نے رمضام کے روزے ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے رکھے،اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کردئے جاتے ہیں (بخاری:۳۸؛۱۹۰۱؛۲۰۱۴)۔ روزہ دوزخ سے بچنے کے لیے ایک ڈھال ہے۔روزہ دار فحش اور جہالت کی باتیں نہ کرے۔کوئی اس سے لڑے یا گالی دے تو کہہ دے: میں روزہ دار ہوں۔(بخاری:۱۸۹۴؛۱۹۰۴)۔روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ پسندیدہ ہے (بخاری:۱۸۹۴؛۱۹۰۴؛۵۹۲۷)۔اللہ فرماتا ہے: روزہ خاص میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا اجر دوں گا (بخاری:۱۸۹۴؛۱۹۰۴)۔حدیث قدسی: ابن آدم کا ہر عمل اس کا ہے سوائے روزہ کے۔ یہ میرا ہے اور میں خود اس کا بدلہ دوں گا۔(بخاری:۵۹۲۷) ۔ریان نامی جنت کے دروازے سے صرف روزہ دار ہی جنت میں داخل ہوں گے (بخاری:۱۸۹۶)۔اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والوں،نمازی،مجاہد،روزہ دار اور زکوٰۃ دینے والوں کے لیے جنت میں الگ الگ داخلوں کے دروازے ہوں گے، جن سے انہیں پکارا جائے گا۔ان سب دروازوں سے بلائے جانے والوں میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ بھی ہوں گے (بخاری:۱۸۹۷)۔جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں،جہنم کے دروازے بند کردئے جاتے ہیں اور شیاطین کو زنجیروں سے جکڑ دیا جاتا ہے (بخاری:۱۸۹۸؛۱۸۹۹)۔حدیث قدسی: روزہ خالص میرے لیے ہوتا ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔روزہ گناہوں سے بچنے کے لیے ڈھال ہے اللہ کے نزدیک روزہ دار کے منہ کی بو،مشک عنبر کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے (بخاری:۷۴۹۲؛۷۵۳۸)۔ جس نے روزہ کی حالت میں بھول کر کھا لیا ہو تو اسے اپنا روزہ پورا کرلینا چاہئے کیونکہ اسے اللہ نے کھلایا پلایا ہے (بخاری:۶۶۶۹)۔روزہ دار کو دو خوشیاں حاصل ہوں گی۔ایک تو جب وہ افطار کر کے خوش ہوتا ہے۔دوسرے جب وہ اپنے رب سے ملاقات میں اپنے روزے کا ثواب پاکر خوش ہوگا (بخاری:۱۹۰۴)۔

رمضان۔روزے،ممنوعہ اعمال: اگر کوئی روزے رکھ کر بھی جھوٹ بولنا اور دغا بازی کرنا نہ چھوڑے تو اللہ کو اس کی کوئی ضرورت نہیں کہ وہ کھانا پینا چھوڑ دے (بخاری:۱۹۰۳)۔روزہ میں جھوٹ بولنا اور جہالت کی باتوں کو نہ چھوڑا تو اللہ کو اس کی کوئی ضرورت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے (بخاری:۶۰۵۷)۔

رمضان۔روزے،سحری:

دورِ رسالت میں روزے کے لیے سحری کھانے اور فجر کی اذان میں پچاس آیتیں پڑھنے تک کا فاصلہ ہوتا تھا (بخاری:۱۹۲۱)۔سحری کھاؤ،سحری میں برکت ہوتی ہے (بخاری:۱۹۲۳)۔حضرت بلال رضی اللہ عنہ رات میں (نماز تہجد کے لیے) اذان دیتے ہیں۔اس لئے تم لوگ سحری کھاتے رہو جب تک صبح صادق ہونے پر عبداللہ ابن اُم مکتومؓ کی اذان نہ سن لو (بخاری:۲۶۵۶)۔ رمضان میں حضرت بلالؓ رات ہی میں اذان دیتے ہیں۔وہ نماز فجر کی اذان نہیں ہوتی لہٰذا تم کھاتے پیتے رہو جب تک عبداللہ ابن مکتوم فجر کی اذان نہ دیں (بخاری:۷۲۴۷؛۷۲۴۸)۔

رمضان۔اوقاتِ افطار: جب رات مشرق کی طرف سے آئے اور دن مغرب میں چلا جائے کہ سورج ڈوب جائے تو روزہ افطار کا وقت آگیا (بخاری:۱۹۵۴ تا ۱۹۵۶؛۱۹۵۸)۔میری اُمت کے لوگوں میں اس وقت تک خیر باقی رہے گی،جب تک وہ روزہ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے (بخاری:۱۹۵۷)۔ایک سفر کے

دوران سورج ڈوب گیا تو اندھیرا نہ ہونے کے باوجود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے افطار کرنے کا حکم دیا اور فرمایا: جب تم دیکھو کہ رات مشرق کی طرف سے آ رہی ہے تو روزہ افطار کرلو (بخاری:۵۲۹۷)۔

نفلی روزے: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی ماہ بہت زیادہ مسلسل نفلی روزے رکھتے تو کسی ماہ روزہ کا بہت زیادہ ناغہ کرتے۔ (بخاری:۱۱۴۱)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتدا میں عاشورہ کا روزہ رکھنے کا حکم دیا تھا۔لیکن جب رمضان کے روزے فرض ہوگئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: جس کا جی چاہے عاشورہ کا روزہ رکھے، جس کا جی چاہے نہ رکھے (بخاری:۱۵۹۲؛۱۸۹۲؛۱۸۹۳؛۲۰۰۰ تا ۲۰۰۷)۔ نکاح نظر کو نیچی رکھنے اور شرمگاہ کو بدفعلی سے محفوظ رکھنے کا ذریعہ ہے۔ اگر کسی میں نکاح کی استطاعت نہ ہو تو وہ نفلی روزے رکھا کرے۔ روزہ شہوت کو ختم کردیتا ہے (بخاری:۱۹۰۵)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دو تین دن تک دن رات کچھ کھائے پئے بغیر (یعنی بلا سحر و افطار) صومِ وصال بھی رکھا کرتے تھے۔ تاہم آپؐ نے صحابہ کرامؓ کو ایسا کرنے سے منع کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ میں تمہاری طرح نہیں ہوں۔ میں تو برابر کھلایا پلایا جاتا ہوں۔ میں رات گزارتا ہوں تو میرا رب مجھے کھلاتا پلاتا رہتا ہے (بخاری:۱۹۲۲؛۱۹۶۱ تا ۱۹۶۷؛۷۲۴۱؛۷۲۴۲؛۷۲۹۹)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ شعبان کے مہینے میں نفلی روزہ رکھا کرتے تھے (بخاری:۱۹۶۹؛۱۹۷۰)۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت: ہر مہینے تین روزہ رکھو، چاشت کی دو رکعت پڑھو اور سونے سے پہلے وتر پڑھ لیا کرو (بخاری:۱۹۸۱)۔

روزے۔ممنوعہ ایام: عیدالفطر کے دن اور عیدالاضحیٰ کے دن روزہ رکھنا منع ہے (بخاری:۱۱۹۷؛۱۹۹۰؛۱۹۹۱؛۱۹۹۳؛۱۹۹۵)۔صرف جمعہ کے دن نفلی روزہ رکھنا منع ہے۔ جمعرات یا سنیچر کے ساتھ ملا کر جمعہ کا روزہ رکھنا چاہیے (بخاری:۱۹۸۴ تا ۱۹۸۶)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات میں دودھ پی کر بتایا تھا کہ یوم عرفہ کا روزہ حاجی کے لیے نہیں ہے۔ (بخاری:۱۹۸۸؛۱۹۸۹)۔شعبان کی آخری تاریخوں میں ایک یا دو دن کے روزے نہ رکھو۔الا یہ کہ کسی کو ان دنوں میں روزے رکھنے کی عادت ہو (بخاری:۱۹۱۴)۔

روزے۔جائز اعمال: جب کوئی بھول کر کچھ کھا پی لے تو اسے چاہئے کہ اپنا روزہ پورا کرے کیونکہ اس کو اللہ نے کھلایا اور پلایا (بخاری:۱۹۳۳)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام اور روزے کی حالت میں پچھنا (حجامہ) لگوایا (بخاری:۱۹۳۸؛۱۹۳۹)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم روزے کی حالت میں اپنی ازواج کے بوسے لے لیا کرتے تھے (بخاری:۳۲۲)۔ روزہ کی حالت میں بیوی سے بوس و کنار اور مباشرت (ہم آغوش ہونا) جائز اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے (بخاری:۱۹۲۷؛۱۹۲۸؛۱۹۲۹)۔

روزے۔طہارت: اُمہات المومنین حضرت عائشہؓ اور اُم سلمہؓ نے خبر دی ہے کہ بعض مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنبی حالت میں روزہ رکھ لیتے تھے اور فجر ہو جاتی۔ پھر آپؐ غسل کر کے نماز فجر ادا کرتے۔ (بخاری:۱۹۲۵؛۱۹۲۶)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم احتلام سے نہیں بلکہ ازواج کے ساتھ صحبت کرنے کی وجہ سے فجر کے وقت بھی غسل کرلیا کرتے تھے، جبکہ آپ روزے سے ہوتے تھے۔ یعنی جنبی فرد غسل کئے بغیر بھی روزہ رکھ سکتا ہے اور غسل فجر کے بعد (انتہائے سحر کا وقت نکل جانے کے بعد) بھی کرسکتا ہے (بخاری:۱۹۳۰ تا ۱۹۳۲)۔

رمضان۔جبرئیلؑ :

حضرت جبرئیل علیہ السلام رمضان کی ہر رات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتے تھے اور قرآن کا دور کرواتے تھے (بخاری:۱۹۰۲)۔حضرت جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہر سال ایک مرتبہ قرآن مجید کا دورہ کیا کرتے تھے لیکن جس سال نبی کریم ﷺ کی وفات ہوئی اس میں انہوں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ دو مرتبہ دورہ کیا (بخاری:۴۹۹۸)۔

رمضان۔سفر، روزہ:

سفر میں جی چاہے تو روزہ رکھو اور جی چاہے تو نہ رکھو (بخاری:۱۹۴۳)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سفر میں رمضان کے روزے رکھنا اور چھوڑنا دونوں ثابت ہے

(بخاری:۱۹۴۴)۔سفر میں روزہ سے بدحال شخص کو دیکھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سفر میں روزہ رکھنا اچھا کام نہیں ہے(بخاری:۱۹۴۶)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رمضان میں دوران سفر کچھ لوگ روزے سے اور کچھ لوگ بغیر روزے کے ہوتے تھے لیکن کوئی کسی پر اعتراض نہیں کیا کرتا تھا(بخاری:۱۹۴۷) غزوہ فتح مکہ میں مدینہ سے مکہ سفر کے دوران نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم روزے سے تھے لیکن عسفان کے مقام پر لوگوں کو دکھا کر روزہ توڑ دیا(بخاری:۱۹۴۷)

رمضان۔قضا روزے:

اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایام حیض میں رمضان کے چھوڑے ہوئے روزوں کی قضاء اگلے شعبان تک بھی رکھا کرتی تھیں(بخاری:۱۹۵۰) حائضہ عورت کا نماز روزہ چھوڑ دینا، اس کے دین کا نقصان ہے(بخاری:۱۹۵۱) اگر کوئی شخص مر جائے اور اس کے ذمہ روزے واجب ہوں تو اس کا ولی اس کی طرف سے روزے رکھ لے(بخاری:۱۹۵۲؛۱۹۵۳)۔

رمضان۔روزہ کفارہ:

روزے کی حالت میں بیوی سے ہم بستری کرنے کا اعتراف کرنے والے کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک غلام آزاد کرو، یا پے در پے دو مہینے کے روزے رکھو، یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ(بخاری:۱۹۳۶؛۱۹۳۷؛۵۳۶۸)۔روزے میں بیوی سے ہم بستری (یا جان بوجھ کر بلا عذر روزہ توڑنے) کا کفارہ ایک غلام آزاد کرنا یا دو مہینے کے متواتر روزے رکھنا یا ساٹھ مسکینوں کا کھانا کھلانا ہے(بخاری:۶۷۰۹ تا ۶۷۱۱؛۶۸۲۱؛۶۸۲۲)۔

رمضان۔قیام الیل (تراویح):

جوشخص بھی رمضان میں ایمان اور نیت اجر و ثواب کے ساتھ رات میں نماز کے لیے کھڑا ہوا، اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیے جائیں گے(بخاری:۲۰۰۸؛ ۲۰۰۹)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں، حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دور خلافت اور حضرت عمر فاروقؓ کے ابتدائی دور خلافت میں الگ الگ اکیلے اور جماعتوں سے تراویح پڑھتے رہے۔پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام لوگوں کو ایک قاری کے پیچھے جمع کرنے کو زیادہ اچھا سمجھا اور ابی بن کعبؓ کو ان کا امام بنا دیا۔پھر ایک مرتبہ رات کے شروع حصہ میں لوگوں کو باجماعت تراویح پڑھتے ہوئے دیکھ کر حضرت عمرؓ نے فرمایا: یہ نیا طریقہ بہتر اور مناسب ہے(بخاری:۲۰۰۹؛ ۲۰۱۰)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ رمضان کی نصف شب میں مسجد تشریف لے گئے اور نفل نماز (تہجد) پڑھنے لگے تو کچھ صحابہ بھی آپ کے ساتھ نماز میں شریک ہو گئے۔دوسری اور تیسری شب بتدریج صحابہ کی تعداد اس نماز میں بڑھتی گئی تو چوتھی شب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد تشریف ہی نہ لائے۔جبکہ مسجد صحابہ کرامؓ سے بھری ہوئی تھی۔بعد ازاں نماز فجر کے بعد آپؐ نے فرمایا: تم لوگوں کے یہاں جمع ہونے کا مجھے علم تھا، لیکن میں اس خوف سے نہ آیا کہ کہیں یہ نماز (تراویح) تم پر فرض نہ کر دی جائے اور تم اس کی ادائیگی سے عاجز آ جاؤ(بخاری:۲۰۱۲)۔اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رمضان ہو یا غیر رمضان، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قیام الیل (تراویح یا تہجد کی نماز) میں گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔پہلی آٹھ رکعتیں طویل ہوتیں۔آخر میں تین رکعت وتر پڑھتے (بخاری:۲۰۱۳)۔

رمضان۔لیلۃ القدر:

جوشخص لیلۃ القدر ایمان کے ساتھ محض ثواب آخرت کے لیے عبادت میں گزارے تو اس کے گزشتہ گناہ بخش دیے جاتے ہیں(بخاری:۳۵)۔جوشخص ایمان و احتساب کے ساتھ لیلۃ القدر میں نماز میں کھڑا رہے، اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں(بخاری:۱۹۰۱؛۲۰۱۴)۔لیلۃ القدر رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں (اکیسویں۔۲۱؛ تیئیسویں۔۲۳؛ پچیسویں۔۲۵؛ ستائیسویں۔۲۷؛ انتیسویں۔۲۹) میں ہے(بخاری:۸۱۳؛۱۱۵۸؛۲۰۱۵؛۲۰۱۸ تا ۲۰۲۱؛ ۲۰۲۳)۔لیلۃ القدر کو رمضان کی پچیس (۲۵)، ستائیس (۲۷) اور انتیس (۲۹) کی راتوں میں تلاش کرو(بخاری:۶۰۴۹)۔

رزق:

اپنے کمزور معذور لوگوں کی دعاؤں کے نتیجہ میں ہی تمہیں اللہ کی طرف سے مدد ملتی ہے اور ان ہی کی دعاؤں سے رزق ملتا ہے(بخاری:۲۸۹۶)۔

روح:
یہودیوں کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ پوچھنے پر کہ روح کیا ہے؟ اللہ نے سورۃ اسراء کی آیت: ۸۵ نازل فرمائی کہ آپ کہہ دیجئے کہ روح میرے رب کا حکم ہے (بخاری:۴۷۲۱)۔

ریاکاری:
جو لوگوں کو ریاکاری کے طور پر دکھانے کے لیے کام کرے گا اللہ قیامت کے دن اس کی ریاکاری کا حال لوگوں کو سنا دے گا (بخاری:۷۱۵۲)۔

سانپ:
سانپوں کو مار ڈالا کرو خصوصاً ان کو جن کے سروں پر سو نقطے ہوتے ہیں اور دُم کٹے سانپ کو بھی۔ کیونکہ دونوں آنکھ کی روشنی تک ختم کر دیتے ہیں اور حمل تک گرا دیتے ہیں (بخاری: ۳۲۹۷؛ ۳۳۰۸ تا ۳۳۱۲)۔ گھروں میں پائے جانے والے عوامر سانپوں کو جو جن ہوتے ہیں، مارنا منع ہے (بخاری: ۳۲۹۸)۔ عبداللہ بن عمرؓ ہر طرح کے سانپ کو مار ڈالا کرتے تھے لیکن جب ان سے کہا گیا کہ نبی کریم ﷺ نے گھر میں نکلنے والے سانپوں کو مارنے سے منع فرمایا ہے تو انہوں نے بھی اسے مارنا چھوڑ دیا (بخاری: ۴۰۱۶؛ ۴۰۱۷)۔ ایک مرتبہ چند صحابہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غار میں تھے کہ نبی ﷺ پر سورۃ والمرسلات نازل ہوئی۔ اتنے میں غار کی طرف سے ایک سانپ نکلا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے مار ڈالو، مگر وہ بھاگ نکلا تو نبی ﷺ نے فرمایا: وہ تمہارے شر سے اور تم اس کے شر سے بچ گئے (بخاری: ۴۹۳۰؛ ۴۹۳۴)۔

سفارش۔ثواب: کوئی مانگنے والا یا ضرورتمند آتا تو نبی کریم ﷺ فرماتے کہ اس کی سفارش کرو تاکہ تمہیں بھی ثواب ملے (بخاری: ۷۴۷۶)۔

سفر۔آداب:
جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ تشریف لائے تو بنو عبدالمطلب کے چند بچوں نے آپؐ کا استقبال کیا تو آپؐ نے ایک بچے کو اپنی سواری کے آگے اور ایک بچے کو پیچھے بٹھا لیا (بخاری: ۱۷۹۸)۔ انصار مدینہ حج سے واپسی پر دروازوں سے نہیں بلکہ دیواروں سے کود کر گھروں میں داخل ہوتے تھے۔ ایک انصاری دروازے سے گھر میں داخل ہو گیا تو اُس پر لوگوں نے لعنت ملامت کی، جس پر یہ آیت (البقرہ۔۱۸۹) نازل ہوئی: یہ کوئی نیکی نہیں ہے کہ گھروں میں پیچھے سے (دیواروں پر چڑھ کر) آؤ۔ بلکہ نیک وہ شخص ہے جو تقویٰ اختیار کرے اور گھروں میں دروازے سے آیا کرے (بخاری: ۱۸۰۳)۔ جب بندہ بیمار یا سفر میں ہوتا ہے تو اس کے لیے ان تمام عبادات کا ثواب لکھا جاتا ہے جنہیں صحت یا اقامت کے وقت یہ کیا کرتا تھا (بخاری: ۲۹۹۶)۔

سفر۔واپسی: سفر گویا عذاب کا ایک ٹکڑا ہے جو آدمی کی نیند اور کھانے پینے میں رکاوٹ پیدا کرتا ہے۔ پس جب مسافر کی سفری ضرورت حسب منشا پوری ہو جائے تو اسے جلدی گھر واپس آ جانا چاہئے (بخاری: ۱۸۰۴؛ ۳۰۰۱؛ ۵۴۲۹)۔ ایک سفر میں لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر کہتے ہوئے صحابہ کرامؓ کی آواز بلند ہو گئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی جانوں پر رحم کھاؤ۔ تم کسی غائب اللہ کو نہیں پکار رہے ہو۔ وہ تو تمہارے ساتھ تم سے بہت قریب ہے اور سننے والا ہے (بخاری: ۲۹۹۲)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے رات کو گھر واپس نہیں آتے۔ صبح کے وقت پہنچ جاتے یا زوال سے غروب آفتاب تک کسی وقت تشریف لاتے۔ آپؐ سفر سے واپسی پر رات میں گھر آنے سے منع فرماتے تھے (بخاری: ۱۸۰۰؛ ۱۸۰۱)۔ جتنا میں جانتا ہوں، اگر لوگوں کو بھی اتنا علم ہوتا تو کوئی سوار رات میں اکیلا سفر نہ کرتا (بخاری: ۲۹۹۸)۔ سفر سے اچانک رات کو اپنے گھر واپسی کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ناپسندیدہ قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ طویل سفر سے واپسی پر اس وقت تک اپنے گھروں میں نہ جانا جب تک تمہاری بیویاں اپنے پراگندہ بالوں میں کنگھی وغیرہ نہ کر لیں (بخاری: ۵۲۴۳ تا ۵۲۴۷)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوے، حج یا عمرے سے واپس آتے تو تین مرتبہ اللہ اکبر کہہ کر یوں فرماتے: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، بادشاہت اسی کے لیے ہے، حمد اسی کے لیے ہے اور وہ ہر چیز پر قادر

ہے (بخاری:۴۱۱۶)۔

سفر۔نشیب وفراز: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی غزوہ، حج یا عمرہ سے واپس ہوتے ہوئے جب بھی کسی بلند جگہ چڑھتے تو تین مرتبہ اللہ اکبر کہتے (بخاری:۱۷۹۷؛ ۲۹۹۵؛ ۶۳۸۵)۔صحابہ جب کسی بلندی پر چڑھتے تو اللہ اکبر کہتے اور جب کسی نشیب میں اترتے تو سبحان اللہ کہتے (بخاری:۲۹۹۳؛۲۹۹۴)۔

سفر۔نمازیں: جب کہیں جلدی پہنچنا ہوتا تو نبی کریم ﷺ مغرب کی نماز میں تاخیر کر کے عشاء اور مغرب کو ملا کر ایک ساتھ پڑھتے تھے (بخاری:۱۸۰۵؛۳۰۰۰)۔

سفر۔روزے: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں کچھ لوگ روزے سے تھے اور کچھ بغیر روزے کے۔جنہوں نے روزہ نہیں رکھا تھا، انہوں نے روزہ داروں کی بھی خدمت کی اور اونٹوں کی بھی دیکھ بھال کی۔یہ دیکھ کر آپ ؐ نے فرمایا: آج اجر و ثواب میں روزہ نہ رکھنے والے آگے بڑھ گئے (بخاری:۲۸۹۰)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ سے مدینہ کے لیے رمضان میں نکلے تھے اور روزے سے تھے۔آپ ؐ نے کدید کے مقام پر روزہ افطار کیا تھا (بخاری:۲۹۵۳)۔

سلام۔آداب:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کچھ لوگوں کے پاس تشریف لاتے تو انہیں تین بار سلام کرتے۔(بخاری:۹۵)۔نبی کریم کسی کو سلام کرتے اور جواب نہ ملتا تو تین مرتبہ سلام کرتے تھے (بخاری:۶۲۴۴)۔بچوں کے پاس سے گزرتے ہوئے انہیں سلام کرنا مسنون عمل ہے (بخاری:۶۲۴۷)۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن فرمایا: اے عائشہؓ! یہاں جبرئیل علیہ السلام تشریف فرما ہیں اور تمہیں سلام کہتے ہیں۔حضرت عائشہؓ نے خود کو نظر نہ آنے والے جبرئیل علیہ السلام کے سلام کا جواب یوں دیا: وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور فرمایا: بے شک جو آپ دیکھتے ہیں ہم نہیں دیکھ سکتے (بخاری:۳۷۶۸؛ ۶۲۴۹؛ ۶۲۵۳)۔ایک یہودی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہا: السام علیک یعنی تم پر موت آئے۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی بُرا لفظ منہ سے نکالے بغیر کہا: وعلیکم یعنی تم پر بھی وہی آئے (بخاری:۲۹۳۵)۔ جب یہودی تمہیں سلام کرتے ہوئے السام علیک (بمعنی تمہیں موت آئے) کہیں تو تم اس کے جواب میں صرف وعلیک (اور تم پر بھی) کہہ دیا کرو (بخاری:۶۲۵۶ تا ۶۲۵۸؛ ۶۹۲۶ تا ۶۹۲۸)۔

سونے، لیٹنے کے آداب:

بستر پر سونے کے لیے آؤ تو وضو کر کے آؤ اور داہنی طرف کروٹ کر کے یوں پڑھو: اللھم اسلمت وجھی الیک، وفوضت امری الیک، والجات ظہری الیک، رغبۃ ورہبۃ الیک، لا ملجاء ولا منجا منک الا الیک، اللھم آمنت بکتابک الذی انزلت، وبنبیک الذی ارسلت۔اے اللہ! میں نے اپنا چہرہ تیری طرف جھکا دیا۔اپنا معاملہ تیرے ہی سپرد کر دیا۔میں نے تیرے ثواب کی توقع اور تیرے ثواب کے ڈر سے تجھے ہی پشت پناہ بنا لیا۔تیرے سوا کہیں پناہ اور نجات کی جگہ نہیں۔اے اللہ! جو کتاب تو نے نازل کی، میں اُس پر ایمان لایا، جو نبی تو نے بھیجا، میں اُس پر ایمان لایا۔اس دعا کو سب باتوں کے آخر میں پڑھ۔اگر اس حالت میں اسی رات مر گیا تو فطرت پر مرے گا۔(بخاری:۲۴۷)۔چت لیٹے ہوئے ایک پاؤں دوسرے پاؤں پر رکھنا سنت سے ثابت ہے (بخاری:۴۷۵)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں اس طرح چت لیٹے ہوئے بھی دیکھا گیا کہ آپ ایک پاؤں کو دوسرے پاؤں پر اٹھا کر رکھے ہوئے تھے (بخاری:۵۹۶۹)۔

شاعری۔حسانؓ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسانؓ سے کہا کہ تم میری طرف سے مشرکوں کو اشعار میں جواب دو۔آپ ﷺ نے یہ بھی کہا کہ اے اللہ! حسانؓ کی روح القدس کے ذریعہ مدد کر (بخاری:۴۵۳)۔اے حسانؓ! کفار مکہ کو میری طرف سے منظوم جواب دے۔اے اللہ! روح القدس کے ذریعہ حسان کی مدد کر۔اے حسانؓ! تم مشرکین کی ہجو کرو یا ان کی ہجو کا جواب دو۔ہر صورت میں جبرئیلؑ تمہارے ساتھ ہیں (بخاری:۳۲۱۲؛۳۲۱۳)۔سب سے سچی بات جو کوئی شاعر کہہ سکتا تھا وہ لبید شاعر نے کہی ہے کہ اللہ کے سوا ہر چیز باطل ہے (بخاری:۳۸۴۱)۔بعض شعروں میں دانائی ہوتی ہے (بخاری:۶۱۴۵)۔شعراء کے کلام میں سچا کلمہ لبید کا یہ مصرعہ

ہے: اللہ کے سوا جو کچھ ہے سب معدوم اور فنا ہونے والا ہے (بخاری:۶۱۴۷)۔ اگر تم میں سے کوئی شخص اپنا پیٹ پیپ سے بھرے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ اسے اشعار سے بھرے (بخاری:۶۱۵۴؛ ۶۱۵۵)۔ سب سے سچا شعر جسے شاعر نے کہا یہ ہے کہ اللہ کے سوا تمام چیزیں بے بنیاد ہیں (بخاری:۶۴۸۹)۔

شرافت، اخلاق۔ فضائل:
شریف وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہو۔ جو دورِ جاہلیت میں شریف تھے وہ اسلام میں بھی شریف ہیں جبکہ انہیں دین کی سمجھ آ جائے (بخاری:۳۳۵۳)۔ سب سے زیادہ شریف وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہو۔ جو اپنے عہد جاہلیت میں شریف اور اچھے عادات و اخلاق والے تھے، وہ اسلام لانے کے بعد بھی شریف اور اچھے ہیں (بخاری:۳۳۷۴؛ ۳۳۸۳)۔ تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں (بخاری:۳۵۵۹)۔ تم میں سے سب سے زیادہ عزیز مجھے وہ شخص ہے، جس کے عادات و اخلاق سب سے عمدہ ہوں۔ (بخاری:۳۷۵۹)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق اور سیرت و عادات سے سب سے زیادہ قریب حضرت ابن اُم عبدؓ تھے (بخاری:۳۷۶۲)۔ جاہلیت میں جو لوگ شریف سمجھے جاتے تھے، اسلام لانے کے بعد بھی وہ شریف ہیں (بخاری:۴۶۸۹)۔ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ عمل وقت پر نماز پڑھنا، پھر والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنا اور پھر اللہ کی راہ میں جہاد کرنا ہے (بخاری:۵۹۷۰)۔

شرافت۔ حسن سلوک: ایک دیہاتی نے مسجد میں پیشاب کر دیا اور لوگ ان کی طرف دوڑے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کے پیشاب کو نہ روکو۔ پھر آپ نے پانی کا ڈول منگوا کر پیشاب کی جگہ بہا دیا (بخاری:۶۰۲۵؛ ۶۱۲۸)۔ ضرورتمند کی سفارش کرو تا کہ تمہیں بھی اس کا اجر ملے (بخاری:۶۰۲۷؛ ۶۰۲۸)۔ تم میں سے سب سے بہتر وہ آدمی ہے، جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں (بخاری:۶۰۲۹؛ ۶۰۳۵)۔ خادمِ رسول حضرت انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دس سال تک خدمت کی۔ لیکن آپ نے مجھے اُف تک نہیں کہا اور نہ کبھی یہ کہا کہ فلاں کام کیوں کیا یا فلاں کام کیوں نہیں کیا (بخاری:۶۰۳۸)

شرافت۔ حسن سلوک، ماں باپ: انسان کے حسن سلوک کی سب سے زیادہ حقدار اس کی ماں ہے۔ تین مرتبہ یہی فرمانے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چوتھی مرتبہ فرمایا کہ پھر تمہارا باپ ہے (بخاری:۵۹۷۱)۔ ایک صحابی نے پوچھا کہ کیا میں بھی جہاد میں شریک ہو جاؤں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ معلوم کرنے کے بعد کہ ان کے ماں باپ موجود ہیں، فرمایا: پھر تم والدین ہی کی خدمت میں جہاد کرو (بخاری:۵۹۷۲)۔ غیر مسلم والدین کے ساتھ بھی نیک سلوک کرو (بخاری:۵۹۷۸؛ ۵۹۷۹)۔ ابوسفیانؓ نے ہرقل کو بتلایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں نماز، صدقہ، پاک دامنی اور صلہ رحمی کا حکم فرماتے ہیں (بخاری:۵۹۸۰)۔

شرافت کے مُنافی اعمال: اللہ نے تم پر ماں کی نافرمانی اور ان سے ناحق مطالبات کرنا اور لڑکیوں کو زندہ دفن کرنا حرام قرار دیا ہے۔ اسی طرح کثرت سوال اور مال کی بربادی کو بھی ناپسند کیا ہے (بخاری:۵۹۷۵)۔ اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا سب سے بڑے گناہ ہیں (بخاری:۵۹۷۶؛ ۵۹۷۷)۔ جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی بھی بڑے گناہ ہیں (بخاری:۵۹۷۶؛ ۵۹۷۷)۔ کسی دوسرے کے والدین کو بُرا بھلا کہنے کا بالواسطہ مطلب اپنے والدین ہی کو بُرا بھلا کہنا ہے۔ کیونکہ اپنے ماں باپ کے خلاف بات سن کر دوسرا شخص بھی تمہارے ماں باپ کو بُرا بھلا کہے گا (بخاری:۵۹۷۳)۔

شکار اور ذبیحہ:
حلال و حرام شکار: بسم اللہ پڑھ کر سدھائے ہوئے کتے کے ذریعہ پکڑا ہوا شکار حلال ہے۔ لیکن اگر کتا شکار میں سے کچھ کھا لے، تو ایسا شکار کھانا جائز نہیں (بخاری:۱۷۵؛ ۷۳۹۷)۔ تیر کے دھار کی طرف سے لگ کر مارا جانے والا شکار حلال ہے جبکہ تیر کی چوڑائی کی طرف سے لگ کر مارا جانے والا شکار حلال نہیں (بخاری:۲۰۵۴؛ ۷۳۹۷)۔ بسم اللہ پڑھ کر چھوڑے جانے والے شکاری کتے سے شکار کیا ہوا جانور حلال ہے (بخاری:۲۰۵۴)۔ شکار اگر بسم اللہ پڑھ کر پھینکے گئے تیر کی نوک سے ہلاک ہو تو کھا لو اور اگر تیر کی عرض سے ہلاک ہو جائے تو نہ کھاؤ، ہلاک نہ ہو تو ذبح کر کے کھا لو۔ (بخاری:۵۴۷۵ تا ۵۴۷۷؛ ۵۴۸۶ تا ۵۴۸۸)۔ بسم اللہ پڑھ کر چھوڑا گیا سدھایا ہوا شکاری کتا اگر شکار نہ کھائے تو اسے کھا لو۔ لیکن اگر شکاری کتا شکار میں سے کچھ کھا لے تو اسے نہ کھاؤ (بخاری:۵۴۷۵ تا ۵۴۷۷؛ ۵۴۸۳؛ ۵۴۸۴؛ ۵۴۸۶)۔ غیر سدھائے ہوئے کتے سے کیے گئے شکار کو اگر خود ذبح کیا ہو تبھی اسے کھا سکتے ہو، ورنہ نہیں (بخاری:۵۴۷۸؛ ۵۴۸۸) بسم اللہ

پڑھ کر چھوڑے گئے تیر سے مارا جانے والا شکار اگر دو تین دن بعد ملے تب بھی اسے کھایا جا سکتا ہے بشرطیکہ شکار خراب نہ ہوا ہو (بخاری: ۵۴۸۵) ۔اگر چوپایا کوئی اور جانور جمے ہوئے گھی یا تیل میں گر کر مر جائے تو چوہے اور اس کے چاروں طرف سے گھی نکال کر پھینک دو اور باقی گھی کو کھا لو (بخاری: ۵۵۳۸ تا ۵۵۴۰) ۔بکری اور جانوروں کو داغنا جائز ہے (بخاری: ۵۵۴۲) ۔

حلال ذبیحہ: چھریوں کے علاوہ بھی اگر کوئی دھاردار چیز (ماسوائے دانت، ناخن اور ہڈی) خون بہا دے اور ذبح کرتے ہوئے اللہ کا نام لیا ہو تو اسے کھا لو (بخاری: ۵۴۹۸) ۔میں صرف اسی حلال جانور کا گوشت کھاتا ہوں جس پر ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لیا گیا ہو (بخاری: ۵۴۹۹) ۔بکریاں چرانے والی ایک لونڈی نے جب یہ دیکھا کہ اس کی ایک بکری مرنے والی ہے تو اُس نے جلدی سے ایک نوکدار پتھر سے بکری کو ذبح کر دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بکری کے گوشت کو کھانے کی اجازت دے دی (بخاری: ۵۵۰۰؛ ۵۵۰۱؛ ۵۵۰۴؛ ۵۵۰۵) ۔چھری پاس نہ ہو تو ناخن، دانت اور ہڈی کے علاوہ جو بھی دھار والی چیز خون بہا دے اور اس پر اللہ کا نام لے لو تو اسے ذبیحہ کو کھا سکتے ہو (بخاری: ۵۵۰۳؛ ۵۵۰۶؛ ۵۵۰۹؛ ۵۵۴۳؛ ۵۵۴۴) ۔گوشت بیچنے والا اگر مسلمان ہو تو اس سے خریدا ہوا گوشت کھانا کھانا جائز ہے (بخاری: ۵۵۰۷) ۔ساہنہ مَیں خود نہیں کھاتا لیکن اسے حرام بھی قرار نہیں دیتا (بخاری: ۵۵۳۶؛ ۵۵۳۷) ۔

حرام ذبیحہ: ہر پھاڑ کر کھانے والے درندے کا گوشت کھانا منع ہے (بخاری: ۵۵۲۷؛ ۲۷۳۰) ۔مرے ہوئے جانور کا گوشت کھانا حرام ہے لیکن اس کی کھال سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے (بخاری: ۵۵۳۱؛ ۵۵۳۲) ۔دانت سے کھانے والے ہر درندہ جانور کا گوشت کھانا منع ہے (بخاری: ۵۷۸۰؛ ۵۷۸۱) ۔

گورخر، خرگوش، مرغی، ٹڈی ۔گھوڑا، گدھا: انس بن مالکؓ نے ایک خرگوش کا شکار کیا اور اس کا گوشت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا تو آپ نے اسے قبول کر لیا (بخاری: ۵۴۸۹؛ ۵۵۳۵) ۔مکہ کے راستے میں ابوقتادہؓ نے جو احرام میں نہیں تھے ایک گورخر (جنگلی گدھا) کا شکار کیا، جسے احرام باندھے ہوئے صحابہؓ نے بھی کھایا اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: یہ تو ایک کھانا تھا جو اللہ نے تمہارے لیے مہیا کیا تھا (بخاری: ۵۴۹۰ تا ۵۴۹۲) ۔عبداللہ بن ابیؓ کہتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چھ سات غزوات میں شریک ہوئے اور ہم آپ کے ساتھ ٹڈی کھاتے تھے (بخاری: ۵۴۹۵) ۔فتح خیبر کی شام صحابہ کرامؓ جب گدھے کا گوشت پکا رہے تھے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گدھے کے گوشت کو حرام قرار دینے کا اعلان کیا (بخاری: ۵۴۹۷) ۔ اسماء بنت ابوبکرؓ فرماتی ہیں کہ مدینہ میں ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک گھوڑا نحر کیا اور اسے کھایا (بخاری: ۵۵۱۰ تا ۵۵۱۲؛ ۵۵۱۹) ۔ابوموسیٰ الاشعریؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مرغی کا گوشت کھاتے دیکھا ہے (بخاری: ۵۵۱۷؛ ۵۵۱۸) ۔جنگ خیبر میں رسول اللہ نے پالتو گدھے کا گوشت کھانے کی ممانعت اور گھوڑے کا گوشت کھانے کی رخصت دی تھی (بخاری: ۵۵۲۰ تا ۵۵۲۳ تا ۵۵۲۸) ۔

ممنوعہ شکار: مرغی وغیرہ کو باندھ کر اسے تیر وغیرہ سے نشانہ لگا کر مارنے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا اور ایسا کرنے والوں پر لعنت بھیجی ہے (بخاری: ۵۵۱۳ تا ۵۵۱۵) ۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکریاں پھینکنے سے منع کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ وہ نہ شکار کو مار سکتی ہے اور نہ دشمن کو کوئی نقصان پہنچا سکتی ہے۔البتہ آنکھ پھوڑ سکتی ہے اور دانت توڑ سکتی ہے (بخاری: ۶۲۲۰) ۔

کتا پالنا: کسی نے مویشی کی حفاظت اور شکار کرنے کے علاوہ کتا پالا تو روزانہ اس کی نیکیوں میں سے دو قیراط کی کمی ہو جاتی ہے (بخاری: ۵۴۸۰ تا ۵۴۸۲) ۔

شیطان اور انسان:

شیطان ۔نیند، وسوسہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک ایسے شخص کا ذکر آیا جو فجر کی نماز کے لیے نہیں اٹھا اور سوتا رہا تو آپ ﷺ نے فرمایا: شیطان نے اس کے کان میں پیشاب کر دیا ہے (بخاری: ۱۱۴۴؛ ۳۲۷۰) ۔شیطان سوئے ہوئے فرد کے سر کی گدی پر تین گرہیں لگا دیتا ہے۔اگر وہ جاگ کر اللہ کا ذکر شروع کرے تو ایک گرہ، وضو کرے تو دوسری گرہ اور نماز فجر پڑھے تو تیسری گرہ کھل جاتی ہے اور صبح کو خوش مزاج خوش دل رہتا ہے (بخاری: ۱۱۴۲؛ ۳۲۶۹) ۔شیطان انسان کے

اندر اس طرح دوڑتا ہے جیسے جسم کے اندر خون دوڑتا ہے، جو دلوں میں وسوسہ پیدا کرتا ہے (بخاری: ۳۱۰۱)۔

شیطان۔آیۃ الکرسی: صدقہ فطر کے غلہ کی حفاظت پر مامور حضرت ابو ہریرہؓ نے ایک چور کو غلہ میں سے چوری کرتے ہوئے پکڑا تو اس نے اپنی جان چھڑانے کے عوض بتلایا کہ سوتے وقت آیۃ الکرسی پڑھ لیا کرو تو تمہارے اوپر ایک نگہبان مقرر ہو جائے گا اور شیطان صبح تک تمہارے قریب نہ آ سکے گا۔ یہ ماجرا سُن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بات تو اس نے سچ کہی ہے لیکن وہ خود جھوٹا اور شیطان تھا (بخاری: ۳۲۷۵)۔

شیطان۔رمضان: جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے (بخاری: ۳۲۷۷)۔

شیطان۔شام،رات: رات کا اندھیرا شروع ہونے پر اپنے بچوں کو گھر میں روک لو کیونکہ شیاطین اسی وقت پھیلنا شروع ہوتے ہیں۔ پھر عشاء کے وقت میں سے ایک گھڑی گزر جائے تو انہیں چھوڑ دو کہ چلیں پھریں۔ (بخاری: ۳۲۸۰؛ ۳۳۰۴؛ ۳۳۱۶؛ ۵۶۲۳)۔ رات میں اللہ کا نام لے کر اپنے دروازے بند کرو کیونکہ پھر شیطان بند دروازے کو نہیں کھولتا (بخاری: ۵۶۲۳)۔

شیطان۔اذان: جب نماز کے لیے اذان اور اقامت کہی جاتی ہے تو شیطان ہوا خارج کرتا ہوا بھاگتا ہے۔ پھر جب تکبیر ختم ہو جاتی ہے تو پھر واپس آ کر آدمی کے دل میں وسوسہ ڈالنے لگتا ہے (بخاری: ۳۲۸۵)۔

شیطان۔نومولود: شیطان ہر انسان کی پیدائش کے وقت اپنی انگلی سے اس کے پہلو میں کچوکے لگاتا ہے۔ مگر اللہ نے حضرت عیسیٰؑ کو اس کی اس حرکت سے محفوظ رکھا تھا (بخاری: ۳۲۸۶)۔ ہر بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو شیطان اسے پیدا ہوتے ہی چھوتا ہے، جس سے وہ بچہ چلاتا ہے۔ مگر اللہ نے مریم علیہ السلام کی ماں کی دعا قبول کی اور مریم اور عیسیٰ علیہ السلام کو شیطان کے ہاتھ لگانے سے بچا لیا (بخاری: ۴۵۴۸)۔

شیطان۔فرشتے۔کاہن: زمین پر ہونے والے کسی امر کے بارے میں فرشتے بادلوں میں باتیں کرتے ہیں تو شیطان ان میں سے کوئی ایک کلمہ سن لے تو کاہنوں کو جا کر بتلا دیتا ہے (بخاری: ۳۲۸۶)۔

شیطان۔جمائی: جمائی شیطان کی طرف سے ہے۔ لہٰذا جب کسی کو جمائی آئے تو جہاں تک ہو سکے، اسے روکے۔ جب کوئی جمائی لیتا ہے تو شیطان اس پر ہنستا ہے (بخاری: ۳۲۸۹)۔

شیطان۔نماز: نماز میں اِدھر اُدھر دیکھنا شیطان کی ایک اُچک ہے جو وہ تمہاری نماز میں سے کچھ اُچک لیتا ہے (بخاری: ۳۲۹۱)۔

شیطان۔بُرا خواب: اچھا خواب اللہ کی طرف سے اور بُرا خواب شیطان کی طرف سے ہے۔ اگر کوئی بُرا اور ڈراؤنا خواب دیکھے تو بائیں طرف تھوتھو کر کے شیطان کے شر سے اللہ کی پناہ مانگے (بخاری: ۳۲۹۲)۔

شیطان۔وضو: جب کوئی سو کر اٹھے اور وضو کرے تو تین مرتبہ ناک جھاڑے۔ کیونکہ شیطان رات بھر اس کی ناک کے نتھنے پر بیٹھا رہتا ہے (بخاری: ۳۲۹۵)۔

صحابہ کرامؓ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت ابوبکرؓ کے برابر کسی کو قرار نہیں دیتے تھے۔ پھر حضرت عمرؓ کو اور پھر حضرت عثمانؓ کو اور اس کے بعد کسی نام پر بحث نہیں کرتے تھے (بخاری: ۳۶۹۸)۔ جو کچھ میں جانتا ہوں، اگر تمہیں معلوم ہوتا تو تم ہنستے کم اور روتے زیادہ۔ نبی کریم ﷺ کا یہ خطبہ سن کر صحابہ کرامؓ نے اپنے چہرے چھپا لیے اور باوجود ضبط کے ان کے رونے کی آواز سنائی دینے لگی (بخاری: ۴۶۲۱)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عضل اور قارہ والوں کی درخواست پر خبیبؓ سمیت دس اکابر صحابہ کو ان کے پاس بھیجا تو انہوں نے ان صحابہ کو شہید کر دیا (بخاری: ۷۴۰۲)۔

صحابہؓ۔ انصارؓ:

انصارؓ۔ فضائل: میرے اصحاب کو برا بھلا نہ کہو۔ اگر کوئی شخص احد پہاڑ کے برابر بھی سونا اللہ کی راہ میں خرچ کر ڈالے تو ان کے ایک بلکہ آدھ مدغلہ کے برابر بھی نہیں ہوسکتا (بخاری: ۳۶۷۳)۔ انصار کا بہترین گھرانہ بنونجار کا، پھر بنوعبدالاشھل کا، پھر بنوعبدالحارث کا، پھر بنوساعدہ کا ہے جبکہ خیر انصار کے تمام گھرانوں میں ہے (بخاری: ۳۷۸۹ تا ۳۷۹۱؛ ۳۸۰۷)۔ حضرت جریر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے انصار کو ہر دم رسول اللہ کی خدمت کرتے دیکھا ہے۔ اس لئے جب ان میں سے کوئی مجھے ملتا ہے تو میں اس کی تعظیم کرتا ہوں (بخاری: ۲۸۸۸)۔

انصارؓ۔ مومن، منافق: انصار سے صرف مومن ہی محبت رکھے گا اور ان سے صرف منافق ہی بغض رکھے گا (بخاری: ۳۷۸۳؛ ۳۷۸۴)۔ انصار نے کہا: یا رسول اللہ! ہم نے آپ کی تابعداری کی ہے۔ آپ دعا کریں: اللہ ہمارے تابعداروں کو بھی ہم میں شریک کر دے تو آپؐ نے اس کی دعا فرمائی (بخاری: ۳۷۸۷؛ ۳۷۸۸)۔ انصار سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: میرے بعد تم پر دوسروں کو ترجیح دی جائے گی۔ پس تم صبر کرنا یہاں تک کہ مجھ سے حوض کوثر پر آن ملو (بخاری: ۳۷۹۲ تا ۳۷۹۴)۔

انصارؓ۔ میزبانی: حضرت ابوہریرہؓ بھوک کی حالت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ نبی کریم ﷺ نے ازواج مطہرات سے کھانے کا معلوم کیا تو پتہ چلا کہ کسی کے گھر بھی پانی کے سوا کچھ نہ تھا۔ آپؐ کے کہنے پر ایک صحابی نے میزبانی قبول کی اور حضرت ابوہریرہؓ کو اپنے گھر لے گئے تو بیوی نے کہا کہ بچوں کے کھانے کے علاوہ گھر میں کچھ نہیں ہے۔ دونوں نے مشورے سے بچوں کو بھوکا سلا دیا اور چراغ بجھا کر کھانا مہمان کے سامنے پیش کر دیا۔ مہمان نے اکیلے کھانا کھایا جبکہ دونوں میاں بیوی اندھیرے میں ساتھ کھانے کا تاثر دیتے رہے۔ اگلی صبح میزبان صحابی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؐ نے فرمایا: رات اللہ نے آپ کی میزبانی کو پسند کیا اور سورۃ الحشر کی آیت ۔۹ نازل فرمائی: اور وہ (انصار) ترجیح دیتے ہیں اپنے نفسوں کے اوپر دوسرے غریب صحابہ کو اگرچہ وہ خود بھی فاقہ ہی میں ہوں اور جو اپنی طبیعت کے بخل سے محفوظ رکھا گیا، وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں (بخاری: ۳۷۹۸؛ ۴۸۸۹)۔

انصارؓ۔ نبیؐ: انصار جس وادی یا گھاٹی میں جائیں گے میں بھی اسی وادی میں جاؤں گا۔ اگر میں ہجرت نہ کرتا تو انصار کا ایک فرد ہونا پسند کرتا (بخاری: ۳۷۷۹)۔ اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار کا ایک فرد بننا پسند کرتا۔ اگر دوسرے لوگ ایک وادی میں چلیں اور انصار دوسری وادی میں تو میں انصار کی وادی میں چلوں گا (بخاری: ۷۲۴۴؛ ۷۲۴۵)۔ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی خواتین اور بچوں کو کسی تقریب سے واپس آتے ہوئے دیکھا تو کھڑے ہو گئے اور تین مرتبہ فرمایا: اللہ گواہ ہے تم لوگ مجھے سب سے زیادہ عزیز ہو (بخاری: ۳۷۸۵؛ ۳۷۸۶)۔

انصارؓ۔ نبیؐ وصیت: اپنے منبر پر آخری بیٹھک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قبیلہ انصار کے لوگ آنے والے دور میں تعداد میں بہت کم ہو جائیں گے۔ پس میری اُمت کا جو شخص بھی حاکم ہو اور اسے نفع و نقصان پہنچانے کی طاقت ہو تو انصار کے نیک لوگوں کی نیکی قبول کرے اور ان کے بُرے کی بُرائی سے درگزر کرے (بخاری: ۹۲۷)۔ مرض الوفات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر رسول سے آخری خطاب میں وصیت کی کہ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ انصار میرے جسم و جان ہیں۔ تم ان کے نیک لوگوں کی قدر کرنا اور ان کے خطا کاروں سے درگزر کرتے رہنا (بخاری: ۳۷۹۹ تا ۳۸۰۱)۔

صحابی۔ہجرت،انصار و مہاجرین:

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ آئے تو مدینہ کے اوس وخزرج قبائل ٹوٹ پھوٹ کا شکار تھے اور ان کے کچھ سردار قتل کئے جا چکے تھے۔ بعاث کی اس جنگ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے مفاد میں اس لیے مقدم کر رکھا تھا تا کہ وہ آپ کے تشریف لاتے ہی مسلمان ہو جائیں (بخاری: ۳۷۷۷؛ ۳۸۴۶؛ ۳۹۳۰)۔حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے ان کے مواخاتی انصاری بھائی سعد بن ربیعؓ نے کہا کہ آپ میرا آدھا مال لے لیجئے۔ میری دو میں سے ایک بیوی سے شادی کر لیجئے۔ مگر آپ نے یہ پیشکش قبول نہیں کیا اور بنی قینقاع بازار میں خرید و فروخت کرنے لگے اور کچھ دنوں کے بعد انہوں نے شادی کر لی اور مہر میں گٹھلی کے برابر سونا ادا کیا (بخاری: ۳۷۸۰؛ ۳۷۸۱؛ ۳۹۳۷)۔ہجرت مدینہ کے بعد انصار نے کہا کہ یا رسول اللہ! ہمارے کھجور کے باغات کو ہمارے اور مہاجرین کے درمیان تقسیم فرما دیں۔ نبی کریم ﷺ کے انکار پر انصار نے مہاجرین سے کہا کہ آپ ہمارے باغات میں کام کر لیں اور کھجوروں میں ہمارے ساتھ شریک ہو جائیں۔ مہاجرین نے اس پیشکش کو قبول کر لیا (بخاری: ۳۷۸۲)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو بحرین کی جاگیریں دینے کے لیے بلایا تو انصار نے کہا کہ جب تک آپؐ مہاجرین کو بھی اس جیسی جاگیر نہ عطا فرمائیں گے، ہم اسے قبول نہیں کریں گے (بخاری: ۳۷۹۴)۔غزوہ خندق کے موقع پر انصار نے یہ شعر پڑھتے تھے: ہم وہ ہیں جنہوں نے محمد ﷺ سے جہاد پر بیعت کی ہے، جب تک ہماری جان میں جان ہے۔اس کے جواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حقیقی زندگی تو صرف آخرت کی زندگی ہے۔ پس اے اللہ! انصار اور مہاجرین پر اپنا کرم فرما (بخاری: ۳۷۹۵ تا ۳۷۹۷)۔اے اللہ! انصار کی مغفرت فرما (بخاری: ۴۹۰۶)۔

صحابہ۔اہل بیتؓ:

حضرت حسنؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کاندھے مبارک پر تھے اور آپ فرما رہے تھے: اے اللہ! مجھے اس سے محبت ہے، تو بھی اس سے محبت رکھ (بخاری: ۳۷۴۹)۔حضرت ابوبکرؓ، حضرت حسنؓ کو اٹھائے ہوئے فرما رہے تھے۔ میرے ماں باپ ان پر فدا ہوں۔ یہ نبی کریم ﷺ سے مشابہ ہیں، علیؓ سے نہیں۔ اور علیؓ یہ سن کر مسکرا رہے تھے (بخاری: ۳۷۵۰)۔فرمانِ حضرت ابوبکرؓ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کو آپ کے اہل بیت کے ساتھ محبت و خدمت کے ذریعہ تلاش کرو (بخاری: ۳۷۵۱)۔فرمانِ حضرت انسؓ: حسن بن علیؓ سے زیادہ اور کوئی شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مشابہ نہیں تھا (بخاری: ۳۷۵۲)۔دونوں حسن وحسین رضی اللہ عنہما دنیا میں میرے دو پھول ہیں (بخاری: ۳۷۵۳)۔

صحابی۔ابن عباسؓ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن عباسؓ کو سینے سے لگا کر فرمایا: اے اللہ! اسے حکمت کا علم عطا فرما (بخاری: ۳۷۵۶)۔

صحابی۔ابو ہریرہؓ:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مہاجرین وانصار میری طرح زیادہ احادیث اس لیے بیان نہیں کر پاتے کہ مہاجرین تو بازار کی خرید و فروخت میں جبکہ انصار اپنے کھیتوں اور باغوں کی اموال میں مشغول رہتے ہیں۔ جبکہ میں اہل صفہ میں سے ایک مسکین آدمی ہوں اور برابر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلسوں میں حاضر رہتا ہوں، جن میں دوسرے حاضر نہ ہوتے اور یوں میں وہ باتیں بھی محفوظ رکھتا جو دوسرے نہیں رکھ سکتے تھے۔ اس کے علاوہ نبی کریم ﷺ کی خصوصی دعا کی برکت سے کوئی حدیث بھولتا بھی نہیں ہوں (بخاری: ۱۱۸؛ ۲۰۴۷؛ ۲۳۵۰)۔حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں تین سال رہا ہوں۔ اپنی پوری عمر میں مجھے حدیث یاد کرنے کا اتنا شوق کبھی نہیں ہوا جتنا ان تین سالوں میں تھا (بخاری: ۳۵۹۱)۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں نے آپ سے بہت سی احادیث سنی ہیں لیکن میں انہیں بھول جاتا ہوں۔ نبی کریم ﷺ کے حکم پر حضرت ابو ہریرہؓ نے اپنی چادر پھیلائی تو آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اس میں ایک لپ بھر کر ڈال دی اور فرمایا کہ اسے اپنے بدن سے لگا لو۔ انہوں نے ایسا ہی کیا اس کے بعد وہ کبھی کوئی حدیث نہیں بھولے (بخاری: ۳۶۴۸)۔حضرت ابو ہریرہؓ کا فرمان: لوگ کہتے ہیں کہ ابو ہریرہؓ بہت زیادہ احادیث بیان کرتا ہے۔ حالانکہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہر وقت رہتا

تھا۔ میں خمیری روٹی نہ کھاتا اور نہ عمدہ لباس پہنتا تھا۔ نہ میری خدمت کے لیے کوئی فلاں یا فلانی تھی بلکہ میں بھوک کی شدت کی وجہ سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیا کرتا (بخاری:۳۷۰۸)۔ حضرت ابوہریرہؓ نے رسول اللہ سے زیادہ حدیث بیان کرنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا میں ایک مسکین شخص تھا جو پیٹ بھرنے کے بعد ہر وقت نبی ﷺ کے ساتھ رہتا تھا جبکہ مہاجرین بازار کے کاروبار اور انصار اپنے مالوں کی دیکھ بھال میں مصروف رہتے تھے۔ ایک مرتبہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ کون اپنی چادر پھیلائے گا یہاں تک کہ میں اپنی بات پوری کرلوں اور پھر وہ اپنی چادر سمیٹ لے اور اس کے بعد کبھی مجھ سے سنی ہوئی کوئی بات نہ بھولے۔ چنانچہ میں نے اپنی چادر پھیلا دی۔ پھر کبھی میں نبی ﷺ کی کوئی بات نہیں بھولا (بخاری:۲۳۵۰)۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے تھے کہ اگر جہاد فی سبیل اللہ، حج اور والدہ کی خدمت کی مجبوری نہ ہوتی تو میں غلام رہ کر مرنا پسند کرتا (بخاری:۲۵۴۸)

صحابی۔ خلیفہ ابوبکرؓ:

اگر میں کسی کو انسانوں میں سے جانی دوست بناتا تو ابوبکرؓ کو بناتا۔ لیکن اسلام کا تعلق افضل ہے (بخاری:۴۶۶؛ ۴۶۷)۔ اپنی صحبت اور مال کے ذریعہ مجھ پر ابوبکرؓ کا سب سے زیادہ احسان ہے۔ اگر میں اپنے رب کے سوا کسی کو جانی دوست بنا سکتا تو ابوبکر کو بناتا۔ لیکن وہ میرے دینی بھائی اور میرے ساتھی ہیں (بخاری:۳۶۵۴؛ ۳۶۵۶ تا ۳۶۵۸)۔ اپنی صحبت اور مال کے ذریعہ سب سے زیادہ مجھ پر احسان کرنے والے ابوبکرؓ ہیں (بخاری:۳۹۰۴)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ ہی میں جب لوگوں کو صحابہ کے درمیان انتخاب کے لیے کہا جاتا تو پہلے حضرت ابوبکرؓ کو، پھر حضرت عمر بن خطابؓ کو اور پھر حضرت عثمان بن عفانؓ سب میں افضل اور بہتر قرار دیا جاتا تھا (بخاری:۳۶۵۵)۔

ابوبکرؓ۔ فضائل: اللہ نے مجھے تمہاری طرف نبی بنا کر بھیجا تو تم لوگوں نے کہا تھا کہ میں جھوٹ بولتا ہوں لیکن ابوبکرؓ نے کہا تھا کہ میں سچا ہوں اور اپنی جان و مال کے ذریعہ میری مدد کی تھی۔ تم لوگ میرے دوست کو ستانا چھوڑتے ہو یا نہیں؟ نبی کریم کے اس فرمان کے بعد کسی نے حضرت ابوبکرؓ کو نہیں ستایا (بخاری:۳۶۶۱)۔ عمرو بن العاصؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: آپ کو سب سے زیادہ محبت کس سے ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: عائشہؓ سے۔ انہوں نے دوبارہ پوچھا اور مردوں میں؟ تو جواب ملا: عائشہؓ کے باپ سے۔ انہوں نے پھر پوچھا: اس کے بعد؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: عمر بن خطابؓ سے (بخاری:۳۶۶۲)۔ جو شخص تکبر کی نیت سے اپنا کپڑا (تہبند، پاجامہ وغیرہ) زمین پر گھسیٹتا ہوا چلے تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن نظرِ رحمت سے نہیں دیکھے گا۔ یہ سن کر حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: میرے کپڑے کا ایک حصہ لٹک جایا کرتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: آپ تو ایسا تکبر کے خیال سے نہیں کرتے (بخاری:۳۶۶۵)۔ حضرت علیؓ کے تیسرے بیٹے المعروف محمد بن حنفیہؒ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ سب سے افضل صحابی کون ہیں؟ تو جواب ملا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ۔ میں نے پوچھا پھر کون ہیں؟ تو جواب ملا کہ حضرت عمرؓ ہیں۔ مجھے اندیشہ ہوا کہ اگر اب پوچھا کہ پھر کون تو وہ کہہ دیں گے کہ حضرت عثمان غنیؓ۔ اس لیے خود ہی کہا کہ اس کے بعد تو آپ ہیں؟ حضرت علیؓ بولے کہ میں تو صرف عام مسلمانوں کی جماعت کا ایک شخص ہوں (بخاری:۳۶۷۱)۔

ابوبکرؓ۔ امامت: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض الموت میں نماز کے وقت حکم دیا کہ ابوبکرؓ سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت ابوبکرؓ نماز پڑھانے آگے بڑھے۔ اتنے میں نبی کریم ﷺ نے مرض میں کچھ کمی محسوس کی تو دو آدمیوں کا سہارا لے کر مسجد تشریف لائے اور حضرت ابوبکرؓ کو اپنی جگہ کھڑے رہنے کے لئے کہا اور خود حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ بائیں طرف بیٹھ گئے۔ یوں ابوبکرؓ نے آپ ﷺ کی امامت میں اور لوگوں نے حضرت ابوبکرؓ کی امامت میں نماز ادا کی۔ بیماری کے ان ایام میں آخری تین دن تک نبی کریم ﷺ اپنے حجرہ سے باہر نہ نکلے اور آپؐ کے اصرار پر حضرت ابوبکرؓ نماز کی امامت کراتے رہے (بخاری:۶۶۴؛ ۶۷۸ تا ۶۸۳؛ ۷۱۲ تا ۷۱۳؛ ۷۱۶)۔ انتقال والے روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر کے وقت حجرہ عائشہؓ کا پردہ ہٹا کر مسجد میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امامت میں صحابہ کرامؓ کو نماز پڑھتے دیکھا تو کھل کر مسکرا دئے۔ (بخاری:۱۲۰۵)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الموت میں بہ تکرار فرمایا کہ ابوبکرؓ سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں (بخاری:۳۳۸۴؛ ۳۳۸۵)۔

ابوبکرؓ۔ خلافت: ایک خاتون نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپؐ نے اسے کہا کہ پھر آنا۔ اس نے کہا کہ اگر میں آؤں اور آپ کو حیات نہ پاؤں تو؟ آپؐ نے فرمایا: اگر تم مجھے نہ پا سکو تو ابوبکرؓ کے پاس چلی جانا (بخاری:۳۶۵۹)۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ خلیفہ بنے تو فرمایا: میرا کاروبار میرے گھر

والوں کی گزراوقات کے لیے کافی رہا ہے۔لیکن اب میں تجارت کی بجائے مسلمانوں کے کام میں مشغول ہوگیا ہوں۔اس لئے اب میرے اہلِ خانہ اب بیت المال میں سے کھائیں گے اور میں مسلمانوں کا مالِ تجارت بڑھاتا رہوں گا (بخاری:۲۰۷۰)۔ فرمان ابوبکرؓ: اللہ کی قسم! میں تو اس شخص سے جنگ کروں گا جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرے اور زکوٰۃ دینے سے انکار کرے (بخاری:۷۲۸۴؛۷۲۸۵)۔حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بیٹی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مرض الموت میں فرمایا کہ مجھے میرے اس پہنے ہوئے کپڑے میں دو اور کپڑے ملا کر کفن بنا دینا کیونکہ نئے کپڑوں کا مُردے سے زیادہ زندہ آدمی مستحق ہوتا ہے (بخاری:۱۳۸۷)۔

ابوبکرؓ۔ہجرت: حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حبشہ کی طرف ہجرت کا ارادہ کیا تو قارہ کے سردار مالک بن الدغنہ نے کفارِ قریش کے اشرافیہ سے کہا کہ آپ جیسے مہمان نواز، حق بات کی مدد اور مجبوروں کا بوجھ اٹھانے والے کو اپنے وطن سے نہیں نکالا جا سکتا۔ میں انہیں اپنی امان دیتا ہوں۔ چنانچہ قریش نے ابن الدغنہ کی امان مان لی۔ بعدازاں جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت مدینہ کی اجازت ملنے کی امید دلائی تو انہوں نے اس مقصد کے لیے اپنے دو اونٹ مختص کر دیئے (بخاری:۲۲۹۷؛۳۹۰۵)۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو آپ کے اصحاب میں سب سے بڑی عمر کے حضرت ابوبکرؓ کے بال ہی سفید ہو رہے تھے چنانچہ آپ نے مہندی اور وسمہ کا خضاب استعمال کیا تھا جس سے بالوں کا رنگ خوب سرخی مائل بہ سیاہی ہوگیا تھا (بخاری:۳۹۱۹؛۳۹۲۰)۔

ابوبکرؓ۔اہل بیت: حضرت ابوبکرؓ نے مسجد کے باہر کھیلتے ہوئے حضرت حسنؓ کو اپنے کندھے پر بٹھا لیا اور فرمایا: میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں۔تم میں نبی ﷺ کی شباہت ہے، علیؓ کی نہیں (بخاری:۳۵۴۲)۔حضرت حسنؓ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری شباہت موجود تھی (بخاری:۳۵۴۳؛۳۵۴۴)۔

ابوبکرؓ۔وفاتِ نبیؐ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر سن کر حضرت عمرؓ نے کہا تھا کہ اللہ کی قسم! نبی کی وفات نہیں ہوئی ہے۔اس موقع پر حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: اگر کوئی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پوجتا تھا تو وہ جان لے کہ محمد ﷺ کی وفات ہو چکی ہے۔اور جو شخص اللہ کی عبادت کرتا تھا تو اللہ ہمیشہ زندہ ہے اسے کبھی موت نہیں آئے گی۔اس موقع پر ایک انصاری صحابی سعد بن عبادہؓ نے کہا کہ اب ایک امیر انصار میں سے ہوگا اور ایک مہاجرین میں سے۔حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: نہیں اہل قریش امراء ہیں اور اہل انصار وزراء۔ اب تمہیں اختیار ہے کہ حضرت عمرؓ اور ابوعبیدہ بن جراح میں سے کسی ایک کی بیعت کر لو۔حضرت عمرؓ نے کہا کہ نہیں۔ہم آپ ہی بیعت کریں گے۔آپ ہم میں سب سے بہتر اور رسول اللہ کے نزدیک ہم سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ پھر حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ کا ہاتھ پکڑ کر ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی تو پھر سب لوگوں نے بھی حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کی (بخاری:۳۶۶۷؛۳۶۶۸)۔

صحابی۔ابوذر غفاریؓ:

حضرت ابوذر غفاریؓ کو رسول اللہ کی نبوت کا علم ہوا تو پہلے اپنے بھائی انیس کو معلومات کے لیے مکہ بھیجا۔ بھائی کی باتوں سے مطمئن نہ ہوئے تو پھر خود مکہ پہنچے اور مسجد الحرام میں ہی ٹھہر گئے۔دو دن تک حضرت علیؓ نے اجنبی مسافر کی میزبانی کی اور تیسرے دن یہاں آنے کا سبب پوچھنے کے بعد آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملوا دیا۔ نبی کریم ﷺ کی دعوت سن کر آپ ایمان لے آئے اور مسجد الحرام میں آ کر بلند آواز سے اپنے ایمان کا اعلان کیا تو سب مشرکین مکہ نے مل کر انہیں مارا۔ اتنے میں حضرت عباسؓ وہاں پہنچے اور انہیں مشرکین سے یہ کہہ کر چھڑایا کہ یہ شخص قبیلہ غفار سے ہے اور شام جانے والے تمہارے تاجروں کا راستہ ادھر ہی سے پڑتا ہے (بخاری:۳۵۲۲؛۳۸۶۱)۔

صحابی۔ابوعبیدہ بن جراحؓ:

ہر امت میں امین ہوتے ہیں اور اس امت کے امین ابوعبیدہ بن جراح ہیں (بخاری:۳۷۴۴)۔

صحابی ابی بن کعبؓ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ تمہیں قرآن کی سورۃ لم یکن پڑھ کر سناؤں۔انہوں نے پوچھا: کیا اللہ نے آپ

سے میرا نام بھی لیا ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہاں ۔ یہ سن کر ابی بن کعب رونے لگے (بخاری: ۴۹۵۹ تا ۴۹۶۱)۔

صحابی ۔ اسید و عبادؓ:
حضرت اسید بن حضیر اور عباد بن بشرؓ نبی کریم ﷺ کے پاس سے رات کی تاریکی میں اٹھ کر گئے تو دو چراغ کی طرح کی کوئی چیز ان کے آگے روشنی کرتی جاتی تھی ۔ پھر جب وہ دونوں اپنے اپنے گھر کی طرف مڑے تو وہ چیز دونوں کے ساتھ الگ الگ ہو کر چلنے لگی ۔ یوں وہ اپنے گھر پہنچ گئے (بخاری: ۳۶۳۹؛ ۳۸۰۵)۔

صحابی ۔ ابو اسید ساعدیؓ:
جب ابو اسید ساعدی رضی اللہ عنہ نے شادی کی تو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کو دعوت دی ۔ اس موقع پر کھانا ان کی دلہن ہی نے بنایا اور پیش کیا تھا ۔ کھانے کے بعد کھجور کا شربت پیش کیا (بخاری: ۵۱۷۶؛ ۵۱۸۲؛ ۵۱۸۳)۔

صحابی ۔ بلالؓ:
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت میں اپنے آگے حضرت بلالؓ کے جوتوں کی چاپ سنی ۔ (بخاری: ۱۱۴۹) ۔ حضرت بلالؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا: اگر آپ نے مجھے اپنے لیے خریدا ہے تو پھر اپنے پاس ہی رکھئے ۔ لیکن اگر اللہ کے لیے خریدا تو پھر مجھے آزاد کر دیجئے اور اللہ کے راستے میں عمل کرنے دیجئے (بخاری: ۳۷۵۵)۔

صحابی ۔ جعفر بن ابی طالبؓ:
فرمان ابو ہریرہؓ: مسکینوں کے لیے سب سے بہترین شخص جعفر بن ابی طالبؓ تھے ۔ ہمیں اپنے گھر لے جاتے اور جو کچھ بھی گھر میں ہوتا، کھلا دیتے (بخاری: ۵۴۳۲)۔

صحابی ۔ حاطبؓ:
حاطب بن ابی بلتعہ نے مشرکین مکہ کی طرف ایک خط میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض رازوں کی خبر لکھ بھیجی ۔ خط پکڑے جانے پر حاطب نے کہا کہ انہوں نے یہ کام کفر یا ارتداد کی وجہ سے نہیں کیا بلکہ مکہ والوں پر احسان کرنے کے لیے کیا تاکہ وہ مکہ میں میرے عزیزوں کی حفاظت کریں ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حاطب نے سچ کہا ۔ یہ بدر کی لڑائی میں شریک رہے ہیں اور بدری مجاہدین کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرما چکا ہے کہ تم جو چاہو کرو میں تمہیں معاف کر چکا ہوں (بخاری: ۳۰۰۷؛ ۳۰۸۱؛ ۴۲۷۴؛ ۴۸۹۰؛ ۶۲۵۹)۔

صحابی ۔ خزیمہ انصاریؓ:
قرآن مجید کو مصحف کی صورت میں جمع کرتے وقت صحابہ کرامؓ کو سورۃ الاحزاب کی آیت: ۲۳ (اہل ایمان میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ انہوں نے اللہ سے جو عہد کیا تھا اس میں وہ سچے اترے) لکھی ہوئی کہیں نہیں مل رہی تھی، حالانکہ یہ آیت انہیں یاد تھی ۔ بالآخر وہ آیت انہیں حضرت خزیمہ انصاریؓ کے پاس سے مل گئی، جن کی شہادت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مومن مردوں کی شہادت کے برابر قرار دیا تھا (بخاری: ۴۷۸۴)۔

صحابی ۔ زبیرؓ:
جنگ احزاب کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کون ہے جو یہودی قبیلہ بنو قریظہ کی نقل و حرکت کی خبر لا سکے ۔ چنانچہ حضرت زبیرؓ کئی مرتبہ اپنے گھوڑے پر سوار بنی قریظہ کی طرف گئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو صورتحال سے آگاہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرط مسرت سے ارشاد فرمایا: میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں (بخاری: ۳۷۲۰)۔

صحابی۔ زید بن عمرو بن نفیلؓ:

نزول وحی سے پہلے زید بن عمرو بن نفیلؓ قریش پر ان کے ذبیحہ کے بارے میں عیب لگایا کرتے تھے۔ انہوں نے ایک دسترخوان پر کھانے سے انکار کرتے ہوئے دسترخوان بچھانے والوں سے کہا تھا کہ اپنے بتوں کے نام پر جو تم ذبیحہ کرتے ہو، میں اسے نہیں کھاتا۔ میں تو بس وہی ذبیحہ کھاتا ہوں جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو۔ آپ آپ دین خالص کی تلاش میں شام گئے اور ایک یہودی سے اس کے دین کے بارے میں پوچھا۔ پھر ایک نصرانی پادری سے اس کے دین کے بارے میں پوچھا۔ ان دونوں نے انہیں ایک حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین حنیف کے بارے میں بتلایا کہ وہ نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی اور وہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرتے تھے۔ پھر زید بن عمروؓ نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر یہ دعا کی: اے اللہ! میں گواہی دیتا ہوں کہ میں دین ابراہیم پر ہوں۔ آپ بیٹیوں کو زندہ نہیں گاڑتے تھے اور ایسا کرنے والوں سے کہتے کہ بیٹی کی جان نہ لے۔ پھر اس کے تمام اخراجات کا ذمہ لے کر اس لڑکی کی پرورش کرتے (بخاری: ۳۸۲۶ تا ۳۸۲۸)

صحابی۔ سائب بن یزیدؓ:

حضرت سائب بن یزیدؓ چورانوے (۹۴) برس کی عمر میں بھی خاصے قوی اور توانا تھے اور کہتے تھے یہ صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت کی وجہ سے ہے۔ کیونکہ میری خالہ ایک مرتبہ دعائے صحت کرانے کے لیے مجھے نبی کریمﷺ کے پاس لے کر گئی تھیں (بخاری: ۳۵۴۰؛ ۳۵۴۱)۔

صحابی۔ سعد بن معاذؓ:

سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی موت پر رحمٰن کا عرش ہل گیا تھا (بخاری: ۳۸۰۳)۔ یہود بن قریظہ نے سعد بن معاذ کو ثالث مان کر ہتھیار ڈال دئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن معاذؓ کی آمد پر فرمایا تھا: اپنے سب سے بہتر شخص، اپنے سردار کو لینے کے لیے کھڑے ہو جاؤ۔ پھر سعدؓ نے فیصلہ سنایا کہ جنگ کرنے والوں کو قتل اور عورتوں بچوں کو قیدی بنا لیا جائے۔ اس فیصلہ پر نبی کریمﷺ نے فرمایا: تم نے اللہ کے فیصلہ کے مطابق فیصلہ کیا (بخاری: ۳۸۰۴)۔ سعد بن معاذؓ کا اپنے جاہلیت کے دوست امیہ بن خلف کے ہاں قیام، طواف کعبہ پر ابوجہل سے تکرار، سعد کا یہ کہنا کہ نبیﷺ کی پیشگوئی ہے کہ ابوجہل تجھے قتل کرائے گا اور جنگ کے لیے بلانے کے بعد امیہ کا مارا جانا (بخاری: ۳۹۵۰)۔

صحابی۔ سعد بن وقاصؓ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف سعد بن وقاصؓ پر صدقے واری ہوتے دیکھا گیا۔ آپ فرما رہے تھے: سعد! تیر برساؤ۔ تم پر میرے ماں باپ قربان ہوں (بخاری: ۲۹۰۵)۔ غزوہ احد کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن ابی وقاصؓ سے کہا: میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں (بخاری: ۳۷۲۵)۔ سعد بن ابی وقاصؓ کہتے ہیں کہ ہم ابتدائے اسلام میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوات میں اس طرح شرکت کرتے تھے کہ ہمارے پاس درخت کے پتوں کے سوا کھانے کے لیے کچھ بھی نہ ہوتا تھا (بخاری: ۳۷۲۸)۔ ایک رات نبی کریمﷺ کو نیند نہیں آ رہی تھی تو آپ نے فرمایا: کاش میرے صحابہ میں سے کوئی نیک مرد میرے لیے آج رات پہرہ دیتا۔ اتنے میں ہتھیاروں کی آواز آئی اور سعد بن ابی وقاصؓ نے کہا: یا رسول اللہﷺ! میں آپ کے لیے پہرہ دینے آیا ہوں۔ پھر نبی کریمﷺ سو گئے یہاں تک کہ آپؐ کے خراٹے کی آواز آنے لگی (بخاری: ۷۲۳۱)۔

صحابی۔ عبدالرحمٰن بن عوفؓ:

مدینہ کے امیر ترین انصاری سعد بن ربیع انصاریؓ نے اپنے مواخاتی بھائی عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو اپنا آدھا مال اور اپنی دو بیویوں میں سے ایک بیوی سے بعد از طلاق شادی کی پیشکش کی تو عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے دونوں پیشکش کو قبول نہ کرتے ہوئے مدینہ کے بازار قینقاع میں پنیر اور گھی کا کاروبار شروع کر دیا اور کچھ ہی دنوں میں شادی کر لی۔ ایک دن آپ کے جسم یا کپڑوں پر زعفران کا نشان دیکھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کیا شادی کر لی ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں ایک انصاری خاتون سے شادی کی ہے، جسے مہر میں ایک گٹھلی کے برابر سونا دیا ہے۔ نبی کریمﷺ نے فرمایا: ولیمہ کرو، خواہ ایک بکری ہی کا ہو (بخاری: ۲۰۴۸؛ ۲۰۴۹؛ ۵۰۷۲؛ ۵۱۶۷)۔

صحابی ۔عبداللہ بن زبیرؓ:
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی کسی خیرات پر ان کے بھانجے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ نے کہا کہ عائشہؓ کو ایسے معاملوں سے باز رہنا چاہیئے ۔اس بات کو سن کر حضرت عائشہؓ نے قسم کھالی کہ وہ اب ابن زبیرؓ سے کبھی نہیں بولیں گی ۔حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے مختلف اصحاب سے سفارش کروائی اور بالآخر خود ان سے رو رو کر معافی مانگی تو حضرت عائشہؓ نے قسم توڑ دی اور کفارہ میں چالیس غلام آزاد کیئے (بخاری:۶۰۷۳ تا ۶۰۷۵)۔

صحابی ۔عبداللہ بن سلامؓ :
اسلام لانے سے قبل یہود کے بڑے عالم حضرت عبداللہ بن سلامؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور تین سوال کا جواب پوچھتے ہوئے کہا کہ ان کے جوابات نبی کے سوا کوئی نہیں جانتا ۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے ان کے جوابات ابھی جبرئیل علیہ السلام نے آکر بتلایا ہے ۔قیامت کی پہلی نشانی ایک آگ ہے جو انسانوں کو مشرق سے مغرب کی طرف لے جائے گی ۔جنت میں پہلی ضیافت مچھلی کی کلیجی ہوگی ۔جب مرد کا پانی عورت کے پانی پر غالب آجائے تو بچہ باپ کی صورت میں ہوتا ہے اور جب عورت کا پانی غالب آجائے تو بچہ ماں پر جاتا ہے ۔یہ جوابات سنتے ہی حضرت عبداللہ بن سلامؓ کلمہ پڑھ کر اسلام لے آئے (بخاری:۳۹۳۸؛۴۴۸۰)

عبداللہ بن مسعودؓ:
عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا: اللہ کی قسم ! صحابہ کرامؓ کو یہ بات اچھی طرح معلوم ہے کہ میں ان سب سے زیادہ قرآن مجید کا جاننے والا ہوں حالانکہ میں ان سے بہتر نہیں ہوں ۔میں نے ستّر (۷۰) سے زائد سورتیں خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے سن کر حاصل کی ہیں ۔قرآن کی ہر سورت کے بارے میں جانتا ہوں کہ کہاں نازل ہوئی اور ہر آیت کے بارے میں جانتا ہوں کہ کس کے بارے میں نازل ہوئی ہے (بخاری:۵۰۰۰؛۵۰۰۲)۔

صحابی ۔خلیفہ عثمانؓ:
حضرت عثمانؓ اپنی زوجہ (بنت رسول اللہ) کی بیماری کے سبب غزوہ بدر میں شریک نہ ہو سکے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں بدری مجاہدین کے برابر ثواب بھی ملے گا اور مالِ غنیمت میں حصہ بھی (بخاری:۳۱۳۰)۔ ایک مصری حاجی نے حج بیت اللہ کے بعد حضرت عبداللہ عبداللہ بن عمرؓ سے پوچھا کہ کیا حضرت عثمانؓ بدر اور اُحد کی لڑائی کے ساتھ ساتھ بیعت رضوان میں بھی شریک نہ تھے؟ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے جواب دیا کہ غزوہ اُحد میں عدم شرکت پر اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف کر دیا تھا ۔بدر کی لڑائی میں اس لیے شریک نہ ہوئے تھے کہ اس وقت آپ کی اہلیہ (بنت رسول ﷺ) بیمار تھیں اور نبی کریم ﷺ نے انہیں مریضہ کے پاس ٹھہرنے پر بدری مجاہدین کے برابر ثواب اور مال غنیمت کی یقین دہانی کروائی تھی ۔جب بیعت رضوان کے وقت رسول اللہ نے آپ کو قریش سے مذاکرات کے لیے مکہ بھیجا ہوا تھا اسی لئے بیعت رضوان کے وقت نبی کریم نے اپنے داہنے ہاتھ کو حضرت عثمانؓ کا ہاتھ قرار دیکر اسے اپنے بائیں ہاتھ پر رکھتے ہوئے فرمایا تھا کہ یہ بیعت عثمان کی طرف سے ہے (بخاری:۳۶۹۹؛۴۰۶۶)۔

صحابی ۔خلیفہ علیؓ:
حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت فاطمہؓ کی رخصتی کرانے کے بعد اپنے ولیمہ کے اخراجات کے لیے خوشبودار اذخر گھاس جمع کر کے سناروں کو بیچنے کا ارادہ کیا۔ حضرت علیؓ کو مالِ غنیمت اور خمس میں سے ایک ایک اونٹ بھی ملا تھا (بخاری:۲۰۸۹)۔

علیؓ ۔رب (معاذ اللہ): حضرت علیؓ کو اپنا رب ماننے والی عبداللہ بن سبا کی متبع قوم کو حضرت علیؓ نے جلا دیا تھا ۔عبداللہ بن عباسؓ نے یہ خبر سن کر کہا: اگر میں ہوتا تو انہیں کبھی نہ جلاتا البتہ قتل ضرور کرتا کیونکہ مرتد کی سزا قتل ہے اور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ اللہ کے عذاب (آگ) کی سزا کسی کو نہ دو (بخاری:۳۰۱۷)۔

علیؓ۔وحی، اہل بیت: جب حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ آپ حضرات اہلِ بیت کے پاس کتاب اللہ کے سوا اور بھی کوئی وحی ہے تو آپ نے اللہ کی قسم کھا کر کہا کہ مجھے تو کوئی ایسی وحی معلوم نہیں جو قرآن میں نہ ہو۔(بخاری:۳۰۴۷)۔حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خطبہ: ہمارے پاس کتاب اللہ اور ایک ورق کے سوا احکام شریعت کی کوئی کتاب نہیں ہے۔اس ورق میں قصاص و دیت کے احکام اور مدینہ کے حرم کی حدود ہیں جو عیر پہاڑی سے احد پہاڑی تک ہیں۔(بخاری:۳۱۷۲)۔حضرت علیؓ نے منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا۔آپ تلوار لیے ہوئے تھے جس میں ایک صحیفہ لٹکا ہوا تھا۔آپؓ نے فرمایا: اللہ کی قسم! ہمارے پاس قرآن کے علاوہ کوئی کتاب نہیں جسے پڑھا جائے، سوائے اس صحیفہ کے، جس میں دیت میں دیے جانے والے اونٹوں کی عمروں کا بیان تھا۔یہ لکھا تھا کہ مدینہ کی زمین عیر پہاڑی سے ثور پہاڑی تک حرم ہے۔پس جو کوئی نئی بات (بدعت) نکالے، اس پر اللہ، فرشتوں، اور تمام لوگوں کی لعنت ہے اللہ اس سے کسی فرض یا نفل عبادت کو قبول نہیں کرے گا (بخاری:۷۳۰۰)۔

علیؓ۔فرمودات: جس نے شریعت کے اندر کوئی نئی بات داخل کی تو اس پر اللہ، ملائکہ اور انسان سب کی لعنت ہے۔نہ اس کی فرض عبادات قبول ہوں گی اور نہ نفل۔(بخاری:۳۱۷۲؛۳۱۷۹)۔جو لونڈی غلام اپنے مالک کے سوا کسی دوسرے کو مالک بنائے اس پر لعنت ہے۔(بخاری:۳۱۷۲؛۳۱۷۹)۔کسی مسلمان کی طرف سے کسی کافر کو دی گئی پناہ میں کسی نے دخل اندازی کی تو اس پر لعنت ہے کیونکہ مسلمان سب برابر ہیں اور ہر ایک کا ذمہ یکساں ہے (بخاری:۳۱۷۲؛۳۱۷۹)۔حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی میت کے پاس آ کر فرمایا تھا: مجھے تو یہی امید تھی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے دونوں ساتھیوں (نبی کریمﷺ اور ابوبکرؓ) کے ساتھ ہی دفن کرائے گا۔کیونکہ میں اکثر رسول اللہﷺ سے سنا کرتا تھا کہ: میںؐ، ابوبکرؓ اور عمرؓ تھے؛ میںؐ نے، ابوبکرؓ نے اور عمرؓ نے یہ کام کیا؛ میںؐ، ابوبکرؓ اور عمرؓ گئے۔اس لیے مجھے امید تھی کہ اللہ آپ کو ان ہی دونوں بزرگوں کے ساتھ رکھے گا (بخاری:۳۶۷۷؛۳۶۸۵)۔

علیؓ۔خیبر: غزوہ خیبر کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کل میں اسے اسلامی جھنڈا دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح عنایت فرمائے گا۔آپﷺ نے حضرت علیؓ کو طلب کیا تو انہوں نے آنکھوں میں درد کی شکایت کی۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا تھوک مبارک حضرت علیؓ کی آنکھوں میں ڈالا اور دعا کی تو وہ مکمل شفایاب ہو گئے۔پھر نبی کریمﷺ نے علم حضرت علیؓ کو دیا اور اللہ نے ان کے ہاتھوں خیبر فتح کروایا (بخاری:۳۷۰۱؛۳۷۰۲)۔

علیؓ۔ابوتراب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیٹی فاطمہؓ کے گھر آئے اور حضرت علیؓ کو نہ پا کر پوچھا کہ وہ کہاں ہیں؟ بی بی فاطمہؓ نے بتلایا کہ وہ مسجد میں ہیں۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں آئے تو دیکھا کہ سوتے میں چادر پیٹھ کے نیچے سے الگ ہو گئی ہے اور کمر پر اچھی خاصی مٹی لگ چکی ہے۔آپؐ نے مٹی ہی مناسبت سے کہا: اے ابوتراب! اٹھو۔حضرت علیؓ کو اس نام سے زیادہ اپنے لیے کوئی اور نام پسند نہ تھا (بخاری:۳۷۰۳)۔

علیؓ۔نائب رسولؐ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک کے لیے تشریف لے جانے سے پہلے حضرت علیؓ کو مدینہ میں اپنا نائب بناتے ہوئے فرمایا: کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ تم میرے لیے ایسے ہو جیسے موسیٰؑ کے لیے ہارونؑ تھے (بخاری:۳۷۰۶؛۴۴۱۶)۔

صحابی۔خلیفہ عمرؓ:

عمرؓ۔فضائل: سابقہ امتوں میں محدث ہوا کرتے تھے۔میری امت میں ایسا کوئی شخص ہے تو وہ عمرؓ ہیں۔سابقہ امتوں کچھ ایسے لوگ بھی ہوا کرتے تھے کہ نبی نہ ہونے کے باوجود فرشتے ان سے کلام کیا کرتے تھے۔میرے امت میں اگر کوئی ایسا شخص ہو سکتا ہے تو وہ عمرؓ ہیں (بخاری:۳۴۶۹؛۳۶۸۹)۔اے عمر ابن خطابؓ! اللہ کی قسم اگر شیطان تمہیں کسی راستے پر چلتا دیکھتا ہے تو اسے چھوڑ کر وہ کسی دوسرے راستے پر چل پڑتا ہے (بخاری:۳۲۹۴؛۳۶۸۳؛۶۰۸۵)۔میں نے خواب میں کچھ لوگوں کو دیکھا جو قمیص پہنے ہوئے تھے۔بعض کی قمیص صرف سینے تک تھی۔بعض کی اس سے بھی چھوٹی۔حضرت عمرؓ کی قمیص اتنی بڑی تھی کہ چلتے ہوئے گھسٹتی تھی اور یہاں قمیص سے مراد دین ہے (بخاری:۳۶۹۱)۔میں نے جنت میں ایک محل دیکھا۔فرشتوں نے بتلایا کہ یہ عمر بن خطابؓ کا ہے۔میں محل کے اندر جانا چاہا لیکن پھر یہ سوچ کر رک گیا کہ عمرؓ غیرت مند ہیں۔مجلس میں موجود عمرؓ یہ سن کر رو دیے اور کہا: یا رسول اللہ! کیا میں آپ سے غیرت کروں گا (بخاری:۵۲۲۶؛۵۲۲۷)۔

عمرؓ۔قبول اسلام: عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے اسلام لانے کے بعد ہم لوگ ہمیشہ عزت سے رہے (بخاری:۳۸۶۳)۔حضرت عمرؓ اسلام لانے کے بعد قریش کے ڈر سے گھر میں بیٹھے ہوئے تھے کہ عاص بن وائل سہمی آپ سے ملنے آیا۔حضرت عمرؓ نے عاص سے کہا کہ تمہاری قوم بنوسہم والے کہتے ہیں کہ اگر میں مسلمان ہوا تو وہ مجھ کو مار ڈالیں گے۔عاص نے کہا کہ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔عاص باہر نکلا تو دیکھا کہ میدان لوگوں سے بھرا ہوا ہے جو کہہ رہا ہے کہ ہم عمر بن خطاب کی خبر لینے جاتے ہیں جو بے دین ہوگیا ہے۔عاص نے کہا کہ اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا، میں اسے پناہ دے چکا ہوں۔یہ سنتے ہی لوگ لوٹ گئے (بخاری:۳۸۶۴؛۳۸۶۵)۔

عمرؓ۔صدقہ، خیرات: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مدینہ کی خواتین میں چادریں تقسیم کرائیں تو ایک چادر بچ گئی۔ایک صحابی نے عرض کی: یا امیر المؤمنین! یہ چادر اُم کلثوم بنت علیؓ کو دے دیجئے جو آپ کے نکاح میں ہیں۔حضرت عمرؓ نے فرمایا: اس چادر کی زیادہ مستحق اُم سلیطؓ ہیں جو غزوہ اُحد میں ہمارے لیے پانی کی مشک بھر بھر کر لاتی تھیں (بخاری:۴۰۷۱)۔حضرت خفاف بن ایماء غفاری رضی اللہ عنہ کی بیٹی نے امیر المومنین حضرت عمرؓ سے ملاقات کر کے اپنی بیوگی، چھوٹی چھوٹی بچیوں اور فقر و فاقہ کا احوال سنایا تو حضرت عمر نے انہیں ایک اونٹ پر دو بورے غلے اور ان کے درمیان دیگر اشیائے ضرورت رکھ کر دے دئے اور فرمایا: اس لے جاؤ۔اس کے ختم ہونے سے پہلے اللہ تجھے اس سے بہتر دے گا (بخاری:۴۱۶۰؛۴۱۶۱)۔فرمان حضرت عمرؓ: اگر بعد میں آنے والے مسلمانوں کا خیال نہ ہوتا تو جو بستی بھی میرے دور میں فتح ہوتی، میں اسے اسی طرح تقسیم کر دیتا، جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی تقسیم کر دی تھی (بخاری:۴۲۳۶)۔

عمرؓ۔خطبہ، وصیت: خلیفہ حضرت عمرؓ نے مدینہ میں خطبہ جمعہ میں ارشاد فرمایا: اللہ نے محمدﷺ کو سچا رسول بنا کر بھیجا اور آپ پر قرآن اتارا۔اس قرآن میں رجم کی آیت بھی تھی (بخاری:۷۳۲۳)۔حضرت عمرؓ کی وصیت: میرے بعد آنے والا خلیفہ مہاجرین اولین کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے۔انصار وہ لوگ ہیں جنھوں نے ایمان والوں کو اپنے گھر میں جگہ دی لہٰذا ان کے اچھے لوگوں کے ساتھ بھلائی کی جائے اور ان میں جو بُرے ہوں، ان سے درگزر کیا جائے۔غیر مسلموں سے کئے گئے وعدوں کو پورا کیا جائے اور طاقت سے زیادہ ان پر کوئی بار نہ ڈالا جائے (بخاری:۱۳۹۲)۔

عمرؓ۔قتل، تدفین: فجر کی نماز کے لیے صف کے اندر موجود عمرو بن میمونؓ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ صفوں کے درمیان سے حسب معمول یہ کہتے ہوئے امام کے مصلے کی طرف بڑھے کہ اپنی اپنی صفیں سیدھی کرلو۔اس دن آپ نے ابھی تکبیر ہی کہی تھی کہ فرمانے لگے: مجھے قتل کر دیا کیونکہ بدبخت ابولولو نے آپ کو خنجر سے زخمی کر دیا تھا۔وہ لوگوں کو زخمی کرتا بھاگنے لگا۔اس دوران اس نے تیرہ آدمیوں کو زخمی کیا، جن میں سے سات نے شہادت پائی۔حطان نامی ایک شخص نے ابولولو پر اپنی چادر ڈال کر اسے بے بس کر دیا تو اس نے پکڑے جانے کے خوف سے خود اپنا گلا بھی کاٹ لیا۔عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے ہلکی نماز فجر پڑھائی۔حضرت عمرؓ کے پوچھنے پر انہیں بتایا گیا کہ حضرت مغیرہ کے غلام کاریگر ابولولو نے آپ کو زخمی کیا ہے۔اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا: اللہ کا شکر ہے کہ اس نے میری موت کسی ایسے شخص کے ہاتھوں مقدر نہیں کی جو اسلام کا مدعی ہو۔پھر آپ نے اپنے ذمہ چھیاسی ہزار قرض کی ادائیگی کے لیے وصیت کی اور فرمایا کہ حضرت عائشہؓ سے نبیﷺ کے پہلو میں مجھے دفن کرنے کی اجازت طلب کرنا، وہ اجازت دے دیں تو ٹھیک ورنہ عام قبرستان میں مجھے دفن کر دینا۔حضرت عمرؓ کی تدفین کے بعد لوگوں نے حضرت عثمانؓ کے ہاتھ پر بیعت کی اور حضرت علیؓ نے بھی بیعت کی۔پھر اہل مدینہ آئے اور سب نے بیعت کی (بخاری:۳۷۰۰)۔حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُم المومنین حضرت عائشہؓ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دفن ہونے کی اجازت طلب کی تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا: یہ جگہ میں نے اپنے لیے پسند کر رکھا تھا۔مگر اب میں اپنے آپ پر حضرت عمرؓ کو ترجیح دیتی ہوں (بخاری:۱۳۹۲)۔

صحابی۔کعب بن مالکؓ:

حضرت کعب بن مالکؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ غزوہ تبوک میں اپنی عدم شرکت کی توبہ قبول ہونے کی خوشی میں مَیں اپنا تمام مال اللہ کی راہ میں خیرات کرتا ہوں۔نبی کریمﷺ نے فرمایا: اپنا تھوڑا مال اپنے پاس ہی رہنے دو۔یہ تمہارے حق میں بہتر ہے (بخاری:۴۶۷۶)۔حضرت کعب بن مالکؓ کی غزوہ تبوک

میں عدم شرکت پر نبی کریم ﷺ کے کہنے پر پچاس دن تک صحابہ کرامؓ کا ان سے گفتگو نہ کرنا اور پھر اللہ کی طرف سے ان کی توبہ قبول کرنا (بخاری: ۴۶۷۷)۔

صحابیہ۔اُم ہانیؓ:

فتح مکہ کے بعد حضرت علیؓ کی بہن اُم ہانی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور شکایت کی کہ میں جعدہ بن ہبیرہ کو پناہ دے چکی ہوں مگر حضرت علیؓ کے قتل کے درپے ہیں۔ یہ سن کر آپؐ نے فرمایا: جسے تم نے پناہ دی، اسے میری طرف سے بھی پناہ ہے (بخاری: ۳۱۷۱)۔

صحابیہ۔اُم المومنین خدیجہؓ:

خدیجہؓ۔فضائل: حضرت جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا: یارسول اللہ! حضرت خدیجہ آپ کے پاس کھانا لے کر آ رہی ہیں۔ جب وہ آپ کے پاس آئیں تو ان کے رب کی جانب سے اور میری طرف سے انہیں سلام پہنچا دیجئے گا اور انہیں جنت میں موتیوں کے ایک محل کی بشارت دے دیجئے گا (بخاری: ۳۸۲۰؛ ۷۴۹۷)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی: حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جنت میں ایک موتی کے گھر کی بشارت ہو، جس میں نہ کسی قسم کا شور و غل ہوگا نہ کوئی تکلیف ہوگی۔ (بخاری: ۱۷۹۲)۔

خدیجہؓ۔غارِ حرا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غار حرا سے حضرت خدیجہؓ کے پاس لوٹے تو آپ کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔ حضرت خدیجہ آپ ﷺ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں جو نصرانی ہو گئے تھے تو انہوں نے بتلایا کہ یہ وہی فرشتہ ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تھا۔ اگر میں آپ کے زمانے تک زندہ رہا تو آپ کی پوری مدد کروں گا (بخاری: ۳۳۹۲)۔

خدیجہؓ۔عائشہؓ: حضرت عائشہؓ کا فرمان: میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بیوی کے معاملہ میں اتنی غیرت محسوس نہیں کی جتنی غیرت حضرت خدیجہؓ کے معاملہ میں محسوس کرتی تھی حالانکہ وہ میرے نکاح سے تین سال پہلے ہی وفات پا چکی تھیں۔ لیکن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی ان کا ذکر سنتی رہتی تھی اور اللہ نے نبی کریم ﷺ کو حکم دیا تھا کہ انہیں جنت میں موتی کے محل کی خوش خبری سنا دیں۔ نبی کریم ﷺ اگر کوئی بکری ذبح کرتے تو اس کے ٹکڑے کر کے حضرت خدیجہؓ کی ملنے والیوں کو بھیجتے تھے (بخاری: ۳۸۱۶ تا ۳۸۱۹؛ ۵۲۲۹؛ ۷۴۸۴)۔

صحابیہ۔اُم المومنین عائشہؓ:

عائشہؓ۔فضیلت: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم مجھے دو مرتبہ خواب میں دکھلائی گئی۔ تم ایک ریشمی کپڑے میں لپٹی ہوئی ہو اور مجھے کہا جا رہا ہے کہ یہ آپ کی بیوی ہیں ان کا چہرہ کھولئے۔ میں نے چہرہ کھول کر دیکھا تو تم تھیں (بخاری: ۳۸۹۵)۔ اے اُم سلمہؓ! عائشہؓ کے بارے میں مجھ کو نہ ستاؤ۔ عائشہؓ کے علاوہ تم میں سے کسی بیوی کے لحاف میں مجھ پر وحی نازل نہیں ہوتی (بخاری: ۳۷۷۵)۔ فرمانِ حضرت عائشہؓ: اللہ نے ہمارے خاندان یعنی آلِ ابوبکر کے بارے میں کوئی آیت نازل نہیں کی البتہ مجھ پر لگی تہمت سے برات ضرور نازل کی تھی (بخاری: ۴۸۲۷)۔ عائشہؓ! جب تم مجھ سے خوش ہوتی ہو تو کہتی ہو: محمد ﷺ کے رب کی قسم اور جب ناراض ہوتی ہو تو کہتی ہو: ابراہیم علیہ السلام کے رب کی قسم۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا: جی ہاں! اللہ کی قسم! غصے میں صرف آپ کا نام نہیں لیتی (بخاری: ۵۲۲۸)۔ حضرت عائشہؓ کوکھ پر ہاتھ رکھنے کو مکروہ خیال کرتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ ایسا کرنا یہودیوں کا فعل ہے (بخاری: ۳۴۵۸)۔

عائشہؓ۔تیمّم: ایک سفر کے دوران حضرت عائشہؓ کا ہار گم ہو گیا تو اس کی تلاش کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قافلہ کو وہیں ٹھہرا لیا۔ وہاں کہیں پانی نہ تھا اور نہ ہی اہل قافلہ کے پاس پانی تھا۔ چنانچہ کچھ لوگوں نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے اس بارے میں شکایت کی تو حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عائشہؓ پر سخت خفا ہوئے۔ جب صبح ہوئی اور وضو کے لیے پانی بالکل نہ تھا تو اللہ نے تیمّم کا حکم نازل فرمایا۔ پھر جس اونٹ پر حضرت عائشہؓ سوار تھیں، اسے اٹھایا گیا تو اسی کے نیچے سے ہار مل گیا (بخاری: ۳۶۷۲؛ ۳۷۷۳؛ ۴۶۰۷؛ ۴۶۰۸)۔

عائشہؓ۔نکاح: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے میرا نکاح چھ سال کی عمر میں ہوا تھا اور رخصتی کے وقت میری عمر نو سال تھی (بخاری:۳۸۹۴) ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت مدینہ سے تین سال قبل حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات ہو چکی تھی ۔حضرت خدیجہؓ کی وفات کے دو سال بعد آپ ﷺ نے حضرت عائشہ سے نکاح کیا، جب ان کی عمر چھ سال تھی ۔ جب رخصتی ہوئی تو وہ نو سال کی تھیں (بخاری:۳۸۹۶) ۔

عائشہؓ۔تہمت: ایک غزوہ سے واپسی میں مدینہ کے قریب ایک پڑاؤ کو جب اٹھانے کا اعلان ہوا تو شریک سفر حضرت عائشہؓ رفع حاجت کے لیے قافلہ سے دور چلی گئیں ۔ قافلہ کی طرف واپسی میں اپنے گلے کا ہار گم پا کر بی بی عائشہؓ نے اسی راستہ میں ہار تلاش کرنا شروع کر دیا۔اس دوران قافلہ روانہ ہو گیا تو وہ اپنے اونٹ کی جگہ کے پاس آ کر بیٹھ گئیں اور ان کی آنکھ لگ گئی ۔اسی دوران قافلہ کے پیچھے لشکریوں کی گری پڑی چیزیں اٹھانے کی خدمت پر مامور حضرت صفوان رضی اللہ عنہ وہاں پہنچ گئے ۔حضرت عائشہؓ اُن کے اونٹ پر بیٹھ کر قافلہ تک پہنچیں تو اس بات کا بتنگڑ بن گیا اور بی بی عائشہؓ پر تہمت لگانے والوں میں منافق عبداللہ بن ابیا بن سلول پیش پیش تھا۔اس طرح کی باتوں کا سلسلہ ایک ماہ تک چلتا رہا حتیٰ کہ اللہ نے وحی کے ذریعہ حضرت عائشہؓ کی برات کا اعلان کر دیا (بخاری:۲۶۶۱؛۴۱۴۱ ؛ ۴۱۴۳) ۔ واقعہ تہمت کا سن کر حضرت عائشہ کو اس صدمہ سے بخار آ گیا تھا۔ (بخاری:۳۳۸۸) ۔جب اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی گئی تو اس بارے میں وحی آنے سے قبل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہؓ سے مشورہ کیا تو انہوں نے فرمایا: ہم آپ کی زوجہ مطہرہ کے بارے میں سوائے خیر کے کچھ نہیں جانتے ۔ اُم المومنین کی باندی حضرت بریرہؓ نے کہا کہ میں کوئی ایسی چیز نہیں جانتی جس سے ان پر عیب لگایا جا سکے سوائے نو عمری کی اس لاپرواہی کے کہ وہ آٹا گوندھ کر سو جاتی ہیں اور بکری آ ٹا کھا لیتی ہے ۔ یہ سن کر نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم میں نے اپنے گھر میں خیر کے سوا اور کچھ نہیں دیکھا (بخاری:۲۶۳۷) ۔تہمتِ عائشہؓ کے سلسلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشورہ کی غرض سے علیؓ بن ابی طالب اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو بلایا ۔اسامہؓ نے تو زوجہ رسول کی برات کی لیکن حضرت علیؓ نے فرمایا: اللہ نے آپ پر کوئی پابندی تو عائد نہیں کی ہے اور اس کے سوا اور بہت سی عورتیں ہیں (بخاری:۷۳۶۹) ۔تم مجھے ان لوگوں کے بارے میں مشورہ دیتے ہو جو میرے اہل خانہ کو بدنام کرتے ہیں ۔ حالانکہ ان کے بارے میں مجھے کوئی بری بات کبھی معلوم نہیں ہوئی (بخاری:۷۳۷۰) ۔فرمانِ عائشہؓ: اللہ کی قسم! مجھے یہ خیال نہ تھا کہ اللہ میری پاکی بیان کرنے کے لیے وحی نازل کرے گا، جس کی تلاوت کی جائے گی ۔البتہ مجھے امید تھی کہ نبی کریم ﷺ کو اللہ خواب میں میری برات کے بارے میں آگاہ کر دے گا (بخاری:۷۵۰۰) ۔ فرمان عائشہؓ: مجھے یہ تو یقین تھا جب میں اس تہمت سے بری ہوں اللہ بھی برات کرے گا ۔لیکن مجھے یہ گمان نہ تھا کہ میرے بارے میں قرآن میں آیات نازل ہوں گی، جنہیں قیامت تک تلاوت کیا جائے گا (بخاری:۷۵۴۵) ۔

عائشہؓ۔وفات، وصیت: حضرت عائشہؓ کی وفات سے تھوڑی دیر پہلے حضرت ابن عباسؓ آپ کے پاس آئے اور پوچھا کہ آپ کس حال میں ہیں؟ حضرت عائشہؓ نے جواب دیا کہ اگر میں اللہ کے نزدیک اچھی ہوں تو سب اچھا ہی ہے (بخاری:۴۷۵۳) ۔اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وصیت: مجھے نبی کریم ﷺ اور آپؐ کے ساتھیوں کے ساتھ دفن نہ کرنا بلکہ بقیع غرقد میں میری دوسری سوکنوں کے ساتھ دفن کرنا ۔ میں یہ نہیں چاہتی کہ ان کے ساتھ میری تعریف بھی ہوا کرے (بخاری:۱۳۹۱) ۔حضرت عائشہؓ نے اپنے بھانجے عبداللہ بن زبیرؓ سے کہا کہ مجھے انتقال کے بعد میری سوکنوں کے ساتھ دفن کرنا اور نبی کریم ﷺ کے ساتھ حجرہ میں دفن نہ کرنا ۔ میں نہیں چاہتی کہ میری آپ کی دیگر بیویوں سے زیادہ پاکی بیان کی جائے (بخاری:۷۳۲۷) ۔

عائشہؓ۔عمرؓ: حضرت عائشہؓ نے حضرت عمرؓ کی درخواست پر انہیں نبی کریم ﷺ کے ساتھ دفن ہونے کی اجازت دی تھی ۔ حالانکہ ان سے پہلے جب کوئی صحابی آپؐ سے وہاں دفن ہونے کی اجازت مانگتے تو وہ منع کر دیتی تھیں (بخاری:۷۳۲۸) ۔

صحابیہ۔اسماءبنت ابوبکرؓ:

سیدہ اسماء بنت ابی بکرؓ کو ذات النطاقین یعنی دو کمر بندوں والی اس لیے کہا جاتا ہے کہ انہوں نے کچھ اور نہ ملنے پر اپنے والد کے کہنے پر اپنی کمر بند کے ہی دو ٹکڑے کر کے ایک سے ناشتہ اور دوسرے سے پانی کا باندھ کر رسول اللہ کے ہجرت مدینہ کے لئے ناشتہ تیار کیا تھا (بخاری:۲۹۷۹) ۔

صحابیہ۔اُم المومنین زینبؓ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امہات المومنین سے فرمایا: آخرت میں تم میں سے سب سے پہلے مجھے وہ ملے گی جس کا ہاتھ لمبا ہوگا یعنی وہ سب سے زیادہ سخی ہوگی۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد سب سے پہلے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپؐ سے جاملیں تھیں (بخاری: ۱۴۲۰)۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے گھر میں شہد پینا اور وہاں ٹھہرنا حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ کو ناپسند تھا چنانچہ انہوں نے مل کر یہ طے کیا کہ نبی کریم ﷺ وہاں سے شہد پی کر جس کے گھر بھی آئیں تو وہ کہے کہ کیا آپ نے پیاز کھائی ہے۔آپ کے منہ سے مغافیر کی بو آتی ہے۔ چنانچہ انہوں نے جب ایسا ہی کہا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے مغافیر نہیں کھائی ہے البتہ زینبؓ کے یہاں سے شہد پیا تھا لیکن اب اسے بھی ہرگز نہیں پیوں گا۔ میں نے اس کی قسم کھالی ہے۔اللہ نے سورۃ تحریم آیات ایک تا چار نازل فرمائی کہ اے نبی ﷺ! آپ وہ چیز کیوں حرام کرتے ہیں جو اللہ نے آپ کے لیے حلال کی ہیں (بخاری: ۴۹۱۲؛ ۵۲۶۷)۔اُم المومنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا تمام ازواج مطہرات سے فخریہ کہتی تھیں کہ تم لوگوں کی شادی تمہارے اہل خانہ نے کی جبکہ میری شادی اللہ نے سات آسمانوں کے اوپر سے کی (بخاری: ۷۴۲۰؛ ۷۴۲۱)۔

صحابیہ۔فاطمہؓ:

حضرت فاطمہؓ کو چکی پیسنے میں دقت ہوتی تھی تو انہوں نے حضرت عائشہؓ کی معرفت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آئے ہوئے قیدیوں میں سے ایک غلام یا لونڈی کی درخواست کی۔ نبی کریم ﷺ اسی شب حجرہ فاطمہؓ میں آئے اور فرمایا: رات سونے سے قبل ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ، ۳۳ مرتبہ الحمدللہ اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر پڑھ لیا کرو۔ یہ عمل بہتر ہے اس سے جو تم دونوں نے مانگا ہے (بخاری: ۳۱۱۳؛ ۳۷۰۵؛ ۵۳۶۱؛ ۵۳۶۲)۔ایک رات نبی کریم ﷺ فاطمہ بنت رسول اللہ کے گھر آئے تو علیؓ اور فاطمہؓ سے فرمایا: کیا تم لوگ تہجد کی نماز نہیں پڑھتے؟ حضرت علیؓ نے فرمایا: یارسول اللہ! ہماری جانیں اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔ پس جب وہ ہمیں اٹھانا چاہے تو ہم کو اٹھادے گا۔ نبی کریم ﷺ واپس پلٹ کر جاتے ہوئے کہنے لگے: انسان بڑا ہی جھگڑالو ہے (بخاری: ۷۳۴۷؛ ۷۴۶۵)۔حضرت علیؓ نے حضرت فاطمہؓ کی موجودگی میں ابوجہل کی ایک بیٹی جمیلہ کو نکاح کا پیغام دیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں کسی حلال (یعنی نکاح ثانی) کو حرام اور حرام کو حلال نہیں بناتا ہوں۔لیکن اللہ کی قسم! رسول اللہ کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک ساتھ نہیں رہ سکتیں۔ چنانچہ حضرت علیؓ نے اس شادی کا ارادہ ترک کردیا (بخاری: ۳۱۱۰؛ ۳۷۲۹)۔فاطمہؓ میرے جسم کا ایک ٹکڑا ہے۔جس نے اسے ناحق ناراض کیا، اس نے مجھے ناراض کیا (بخاری: ۳۷۱۴؛ ۳۷۶۷)۔حارث بن ہشام اور سلم بن ہشام نے اپنی بیٹی کا نکاح علی بن ابوطالب سے کرنے کی اجازت مانگی ہے۔ میں ہرگز اس کی اجازت نہیں دوں گا۔البتہ اگر علی میری بیٹی فاطمہؓ کو طلاق دے کر یہ نکاح کرنا چاہیں تو میں رکاوٹ نہیں بنوں گا۔ فاطمہؓ میرے جگر کا ٹکڑا ہے، جو اسے برا لگے وہ مجھ کو بھی برا لگتا ہے (بخاری: ۵۲۳۰)۔مغیرہ نے اپنی بیٹی کا نکاح علیؓ سے کرنے کی اجازت مانگی ہے لیکن میں اس کی اجازت نہیں دوں گا (بخاری: ۵۲۷۸)۔

صدقہ وخیرات:

صدقہ۔اہل خانہ: مرنے سے قبل ایک تہائی سے زائد دولت خیرات کرجانا منع ہے۔اپنے وارثوں کو اپنے پیچھے مالدار چھوڑ جانا انہیں ایسا محتاج چھوڑ جانے سے بہتر ہے کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں (بخاری: ۱۲۹۵؛ ۵۳۵۴)۔اللہ کی رضا کی نیت سے اپنے اہل وعیال پر جب بھی اور جو کچھ بھی خرچ کیا جائے گا تو وہ تمہاری طرف سے صدقہ ہوگا اور اُس کا ثواب ملے گا یہاں تک کہ وہ لقمہ بھی جو تم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالو۔ (بخاری: ۵۵؛ ۵۶؛ ۱۲۹۵؛ ۵۶۶۸؛ ۲۷۴۲؛ ۵۳۵۴)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بنی نضیر کے باغ کی کھجوریں بیچ کر اپنے گھر والوں کے لیے سال بھر کی روزی جمع کردیا کرتے تھے (بخاری: ۵۳۵۷)۔ ہند بنت عتبہؓ: میرے شوہر ابوسفیان بہت کنجوس ہیں تو کیا میں ان کے مال سے ان سے پوچھے بغیر اپنے بچوں کو کھلاسکتی ہوں۔ نبی کریم ﷺ: ہاں! لیکن ایسا دستور کے مطابق ہونا چاہیئے (بخاری: ۵۳۵۹؛ ۵۳۶۴؛ ۵۳۷۰)۔اگر عورت اپنے شوہر کی کمائی میں سے اس کے حکم کے بغیر دستور کے مطابق اللہ کے راستہ میں خرچ کردے تو شوہر کو بھی آدھا ثواب ملتا ہے (بخاری: ۵۳۶۰)۔اُم سلمہؓ: کیا مجھے اپنے پہلے شوہر ابوسلمہؓ کے لڑکوں پر خرچ کرنے کا ثواب ملے گا کہ وہ میرے بیٹے ہی تو ہیں نبی کریم ﷺ: تمہیں ہر اس چیز کا ثواب ملے گا جو تم اُن پر خرچ کروگی (بخاری: ۵۳۶۹)۔حضرت ابن مسعودؓ کی زوجہ زینبؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا

کہ میرے پاس کچھ زیور ہے جسے میں صدقہ کرنا چاہتی ہوں لیکن میرے خاوند کا خیال ہے کہ وہ اور ان کے لڑکے (جو میری بھی اولاد ہیں) اس صدقہ کے زیادہ مستحق ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ابن مسعودؓ صحیح کہتے ہیں۔ تمہارے شوہر اور تمہارے لڑکے اس صدقہ کے زیادہ مستحق ہیں۔ تمہیں دُگنا ثواب ملے گا۔ ایک قرابت داری کا اور دوسرا خیرات کرنے کا (بخاری:۱۴۶۲؛۱۴۶۶؛۱۴۶۷)۔

صدقہ ۔ سنت: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بحرین سے سب سے زیادہ رقم آئی تو آپ نے اسے مسجد میں رکھوا دیا اور نماز کے بعد نماز تمام رقم صحابہؓ میں تقسیم کر دیا (بخاری:۴۲۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاس آئے کچھ مال کی تقسیم کے بعد فرمایا: میں جس کو نہیں دیتا وہ میرے نزدیک ان سے زیادہ محبوب ہیں، جن کو میں دیتا ہوں۔ میں تو ان لوگوں کو دیتا ہوں، جن کے دلوں میں بے صبری پاتا ہوں۔ لیکن جن کے دل اللہ نے خیر اور بے نیاز بنائے ہیں، مَیں اُن پر بھروسہ کرتا ہوں (بخاری:۹۲۳)۔ ایک مرتبہ عصر کی نماز پڑھتے ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تیزی سے اپنے حجرہ میں چلے گئے اور پھر فرمایا: ہمارے پاس سونے کا ایک ڈلا تقسیم ہونے سے رہ گیا تھا، جسے میں نے تقسیم کرنے کا حکم دے دیا (بخاری:۱۲۲۱)۔ اگر میرے پاس اُحد پہاڑ کے برابر بھی سونا ہوتو میں تین دینار کے سوا تمام کا تمام اللہ کے راستے میں دے ڈالوں (بخاری:۱۴۰۸)۔ اگر میرے پاس احد پہاڑ کے برابر بھی سونا ہوتا تو میں انہیں تین دن کے اندر اندر لوگوں میں تقسیم کر دیتا سوائے اس کے جو میں اپنے اوپر قرض کی ادائیگی کے لیے روک لوں (بخاری:۲۲۸۷)۔ نبی کریم ﷺ کو صدقہ کرنا بہت محبوب تھا (بخاری:۱۴۲۰)۔ بحرین کے جزیہ میں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جابرؓ کو تین لپ مال دینے کا وعدہ فرمایا۔ بحرین کا جزیہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آیا تو خلیفہ ابوبکرؓ نے نبی ﷺ کا وعدہ نبھایا (بخاری:۲۵۹۸؛۲۶۸۳)۔

صدقہ ۔ رشک: رشک کرنا صرف دو ہی آدمیوں کے ساتھ جائز ہوسکتا ہے۔ ایک وہ جسے اللہ نے مال دیا اور حق کے ساتھ خرچ کرنے کی توفیق بھی دی۔ دوسرا وہ جسے اللہ نے (قرآن وحدیث اور معاملہ فہمی کی) حکمت دی اور وہ اسی حکمت کے مطابق حق فیصلے کرتا اور لوگوں کو اس کی تعلیم دیتا ہے (بخاری:۱۴۰۹)۔

صدقہ ۔ صحابہؓ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ کا حکم دیا تو متعدد صحابہ کرامؓ نے مال نہ ہونے کے سبب بازار جا کر بوجھ اٹھانے کی مزدوری کرتے اور مزدوری میں ایک مد (مساوی ساڑھے پانچ تا ساڑھے چھ سو گرام) غلہ یا کھجور حاصل کر کے اسے صدقہ میں دے دیتے۔ (بخاری:۱۴۱۶)۔ مدینہ کے انصاریوں میں سب سے مالدار ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا مسجد نبوی کے سامنے ایک باغ تھا، جو انہیں بہت مرغوب تھا۔ جب سورت آل عمران آیت ۔۹۲ اتری کہ تم نیکی ہرگز نہیں حاصل کر سکتے جب تک تم اپنی پسندیدہ ترین شئے اللہ کی راہ میں خرچ نہ کر دو تو ابوطلحہؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: یہ باغ اللہ کی راہ میں ہے، آپ جہاں چاہیں خرچ کر دیں۔ پھر نبی کریم ﷺ کی نصیحت پر ابوطلحہ نے وہ باغ اپنے رشتہ داروں میں تقسیم کر دیا (بخاری:۲۳۱۸؛۲۷۵۲؛۲۷۵۸؛۲۷۶۹؛ ۵۶۱۱؛۱۴۶۱)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صدقہ کی ترغیب دیتے تھے تو آپ کے بعض صحابہؓ مزدوری کر کے لاتے اور بڑی مشکل سے ایک مُد کا صدقہ کرتے (بخاری:۴۶۶۹)۔

صدقہ ۔ حلال: اللہ صرف حلال کمائی کے صدقہ کو قبول کرتا ہے۔ چنانچہ جو حلال کمائی سے ایک کھجور کے برابر صدقہ کرتا ہے، اللہ اسے اپنے داہنے ہاتھ سے قبول کر کے اس صدقہ کو پہاڑ کے برابر کر دیتا ہے (بخاری:۱۴۱۰)۔ جس نے حلال کمائی سے ایک کھجور کے برابر بھی خیرات کی، اللہ اس خیرات کو بڑھاتا رہتا ہے حتیٰ کہ وہ پہاڑ کے برابر ہو جاتی ہے (بخاری:۷۴۳۰)۔

صدقہ ۔ جہنم: جہنم سے ڈرو۔ ایک کھجور کا ٹکڑا صدقہ دے کر ہی اپنا بچاؤ کرو۔ اگر یہ بھی میسر نہ ہو تو اچھی بات ہی منہ سے نکالو (بخاری:۱۴۱۳؛۱۴۱۷)۔ جہنم سے بچو خواہ آدھی کھجور صدقہ کر کے یا اچھی بات کر کے (بخاری:۶۰۲۳)۔ تم میں سے جو بھی آگ سے بچنا چاہے تو اللہ کی راہ میں خیرات کرتا رہے (بخاری:۶۵۳۹)۔

صدقہ ۔ واپس لینا: اپنا دیا ہوا صدقہ واپس نہ خریدو (بخاری:۱۴۸۹؛۱۴۹۰)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کو فی سبیل اللہ صدقہ کیا ہوا گھوڑا واپس خریدنے سے منع فرما دیا تھا (بخاری:۲۷۷۵؛۲۹۷۰؛۲۹۷۱؛۳۰۰۲؛۳۰۰۳)۔

صدقہ ۔ افضل: ایسے صدقہ میں زیادہ ثواب ہے جسے تم صحت کے ساتھ اس طرح کرو کہ ایک طرف تمہیں فقیری کا ڈر ہو اور دوسری طرف مالدار بننے کی تمنا۔ ایسا نہ ہو کہ جب جان حلق تک آ جائے تب تو کہے کہ فلاں کے لیے اتنا اور فلاں کے لیے اتنا (بخاری:۱۴۱۹؛ ۲۷۴۸)۔ بہترین صدقہ وہ ہے جس کے دینے کے بعد بھی آدمی مالدار رہے (بخاری:۱۴۲۶؛ ۱۴۲۷)۔ اپنا سارا مال فی سبیل اللہ خرچ کرنے سے بہتر یہ ہے کہ مال کا ایک حصہ اپنے پاس رکھا جائے (بخاری:۲۷۵۷)۔ حضرت کعبؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی توبہ کی قبولیت کی خوشی میں اپنا مال صدقہ کرنا چاہا تو آپؐ نے فرمایا: اپنا کچھ مال اپنے پاس ہی رکھو، یہ تمہارے لیے بہتر ہے (بخاری:۶۶۹۰)۔ صدقہ دینے والے ہاتھ، صدقہ لینے والے ہاتھ سے بہتر ہیں۔ جو دوسروں کے مال سے بے نیاز رہتا ہے، اسے اللہ تعالیٰ بے نیاز ہی بنا دیتا ہے (بخاری:۱۴۲۷؛ ۱۴۲۹؛ ۲۷۵۰)۔ صدقہ کی سفارش کا بھی ثواب ملتا ہے (بخاری:۱۴۳۲)۔

صدقہ ۔ اولین حقدار: صدقہ پہلے انہیں دو جو تمہارے بال بچے اور عزیز ہیں (بخاری:۱۴۲۶)۔ بہترین صدقہ وہ ہے جسے دے کر دینے والا مالدار ہی رہے۔ خرچ کی ابتداء ان سے کرو جو تمہاری نگہبانی میں ہیں (بخاری:۵۳۵۵؛ ۵۳۵۶)۔

صدقہ ۔ تلقین: ہر مسلمان کو صدقہ کرنا چاہئے۔ اگر اس کے پاس مال نہ ہو تو کچھ کما کر خود بھی فائدہ اٹھائے اور صدقہ بھی کرے۔ اگر یہ بھی نہ کر سکے تو کسی فریادی کی مدد کرے یا اچھی بات پر اور بری بات سے باز رہے، یہی اس کا صدقہ ہے (بخاری:۱۴۴۵)۔ مال کے مالک کی طرف سے حکم ملنے پر خوش دلی سے صدقہ کرنے والے کو بھی صدقہ کا ثواب ملتا ہے (بخاری:۱۴۳۸)۔ جب عورت گھر کے اجناس میں سے گھر بگاڑنے کی نیت کے بغیر اللہ کی راہ میں خرچ کرتی ہے تو اسے خرچ کرنے کا اور اس کے شوہر کو کمانے ثواب ملتا ہے۔ ایک کا ثواب دوسرے کے ثواب کو کم نہیں کرتا (بخاری:۲۰۶۵)۔ اگر عورت اپنے شوہر کی کمائی اس کی اجازت کے بغیر بھی اللہ کی راہ میں خرچ کرے تو اسے آدھا ثواب ملتا ہے (بخاری:۲۰۶۶)۔ صدقہ کرو۔ اسے مت روکو ورنہ اللہ بھی تجھ سے روک لے گا (بخاری:۲۵۹۰) مال خرچ کرو اور اسے گن گن کر مت رکھو پھر اللہ بھی تمہیں گن گن کر دے گا۔ اسے اپنے پاس نہ روکو کہیں اللہ بھی تم سے نہ روک لے (بخاری:۲۵۹۱)۔ صدقہ کرو کیونکہ عنقریب لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جب ایک شخص اپنا صدقہ لے کر پھرے گا اور کوئی اسے لینے والا نہ ہوگا (بخاری:۷۱۲۰)۔

صدقہ ۔ اقسام: مسلمان کاریگر یا کسی بے ہنر کی مدد کرنا بھی افضل عمل ہے (بخاری:۲۵۱۸)۔ لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ کرنا بھی ایک صدقہ ہے جسے تم خود اپنے اوپر کرو گے (بخاری:۲۵۱۸)۔ انسانی بدن کے ہر جوڑ پر اس دن کا صدقہ واجب ہے، جس میں سورج طلوع ہوتا ہے۔ لوگوں کے درمیان انصاف کرنا بھی ایک صدقہ ہے (بخاری:۲۷۰۷)۔ انسان کے ہر جوڑ پر روزانہ صدقہ لازم ہے۔ مسافر کی مدد کرنا، اسے رستہ بتانا، اچھا اور پاک لفظ منہ سے نکالنا اور نماز کے لیے اٹھنے والا ہر قدم بھی صدقہ ہے (بخاری:۲۸۹۱)۔ جب مسلمان اپنی بیوی بچوں پر اللہ کا حکم ادا کرنے کی نیت سے خرچ کرے تو اس میں بھی اس کو صدقے کا ثواب ملتا ہے (بخاری:۴۰۰۶؛ ۵۳۵۱)۔ کسی مسلمان کے لگائے ہوئے کسی درخت میں سے کوئی انسان یا جانور کچھ کھاتا ہے تو درخت لگانے والے کے لیے وہ صدقہ ہوتا ہے (بخاری:۶۰۱۲)۔ ہر نیک کام صدقہ ہے (بخاری:۶۰۲۱)۔ صدقہ ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے۔ اگر مال نہ ہو تو ہاتھ سے کام کرے، خود کو بھی فائدہ پہنچائے اور صدقہ بھی کرے۔ یہ بھی نہ کر سکے تو کسی حاجت مند پریشان حال کی مدد کرے یا لوگوں کو بھلائی کی طرف رغبت دلائے۔ خود بُرائی سے رکا رہنا بھی صدقہ ہے (بخاری:۶۰۲۲)۔ انسان کے ہر ایک جوڑ پر ہر دن صدقہ لازم ہوتا ہے۔ انسانوں کے مابین انصاف کرنا، مسافر کی مدد کرنا، منہ سے اچھی بات نکالنا، نماز کے لیے قدم اٹھانا اور راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا بھی صدقہ ہے (بخاری:۲۹۸۹)۔

صدقہ ۔ مسجد: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں مسجد بنانے کا حکم دیا اور بنی نجار سے فرمایا کہ اپنے اس باغ کی قیمت مجھ سے لے لو۔ انہوں نے کہا کہ اللہ کی قسم ہم تو اللہ ہی سے اس کی قیمت لیں گے (بخاری:۲۷۷۱؛ ۲۷۷۴؛ ۲۷۷۹)۔

صدقہ ۔ دعا: نبی کریم ﷺ کی خدمت میں جب بھی کوئی صدقہ لے کر حاضر ہوتا تو آپؐ دعا کرتے: اے اللہ! اس پر اپنی رحمت نازل فرما (بخاری:۴۱۶۶)۔ جب کوئی اپنی زکوٰۃ لے کر آتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے: اے اللہ! اس پر اپنی رحمت نازل فرما (بخاری:۶۳۵۹)۔

صدقہ ۔ اللہ: اللہ فرماتا ہے: اے ابن آدم! تو خرچ کر تو میں تجھ کو دیے جاؤں گا (دوسری روایت): تو میں تم پر خرچ کروں گا (بخاری: ۵۳۵۲؛ ۷۴۹۶)

صدقہ ۔ بیوہ، مسکین: مسلمان کا وہ مال کتنا عمدہ ہے جو مسکین، یتیم کو دیا جائے (بخاری: ۱۴۶۵)۔ بیواؤں اور مسکینوں کے کام آنے والا اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے کے برابر ہے یا رات بھر عبادت اور دن کو روزے رکھنے والے کے برابر ہے (بخاری: ۵۳۵۳)۔

صدقہ ۔ ایصال:
صدقہ خیرات کر کے اس کا ثواب مرحومین کو پہنچایا جا سکتا ہے (بخاری: ۱۳۸۸)۔ مرحومین کے لیے مال صدقہ کر کے اس کا ثواب انہیں ایصال کیا جا سکتا ہے (بخاری: ۲۷۵۶؛ ۲۷۶۰؛ ۲۷۶۲)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے حضرت سعد بن عبادہؓ نے اپنی مرحومہ ماں کے ایصال ثواب کے لیے اپنا باغ صدقہ کر دیا تھا (بخاری: ۲۷۶۲؛ ۲۷۷۰)۔

صدقہ ۔ بخل، سخی:
خیرات کو مت روکو ورنہ تیرا رزق بھی روک دیا جائے گا (بخاری: ۱۴۳۳؛ ۱۴۳۴)۔ ہر صبح آسمان سے اترنے والے دو فرشتوں میں سے ایک کہتا ہے: اے اللہ! خرچ کرنے والے کو اس کا بدلہ دے۔ دوسرا کہتا ہے کہ بخیل کے مال کو تلف کر دے (بخاری: ۱۴۴۲)۔ اگر بخیل اور خرچ کرنے والے کے بدن پر تمثیلاً چھاتیوں سے ہنسلی تک لوہے کے دو کرتے (زرہیں) ہوں تو خرچ کرنے والے کا تمام جسم اس زرہ میں چھپ کر محفوظ ہو جاتا ہے جبکہ بخیل کا زرہ اپنی جگہ پر چمٹ جاتا ہے اور کشادہ نہیں ہوتا (بخاری: ۱۴۴۳؛ ۱۴۴۴)۔ زکوٰۃ ادا کرنے والا سخی جب صدقہ کرنا چاہتا ہے تو اسے آسانی عطا ہوتی ہے جبکہ بخیل کے لیے صدقہ دینا مشکل ہو جاتا ہے (بخاری: ۲۹۱۷)۔ گر کسی مستحق کو مالِ زکوٰۃ ملے اور وہ اس میں سے کچھ مال کسی اور کو دے تو دوسرے کے لیے یہ ہدیہ ہوگا، زکوٰۃ نہیں (بخاری: ۵۰۹۷)۔

صدقہ ۔ زکوٰۃ:
قرآن و حدیث میں زکوٰۃ کو صدقہ بھی کہتے ہیں، ایسا صدقہ جو صاحب نصاب پر سالانہ فرض ہوتا ہے (مؤلف)۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کرنے والوں کے مال پر اللہ نے کچھ صدقہ (زکوٰۃ) فرض کیا ہے جو ان کے مالدار لوگوں سے لے کر انہیں کے محتاجوں میں لوٹا دیا جائے گا (بخاری: ۱۳۹۳؛ ۷۳۷۲)۔ صحابی جریر بن عبداللہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز قائم کرنے، زکوٰۃ دینے اور ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کرنے پر بیعت کی تھی۔ (بخاری: ۱۴۰۱)۔ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ کو یمن بھیجتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت: یمنی اہل کتاب یعنی یہودی اور عیسائی ہیں۔ تم انہیں اسلام کی دعوت دینا۔ جب وہ اسلام قبول کر لیں تو انہیں بتانا کہ اللہ نے ان پر دن بھر میں پانچ نمازیں اور زکوٰۃ فرض کیا ہے جو ان کے سرمایہ داروں سے لے کر انہیں کے فقیروں میں تقسیم کر دی جائیں گی (بخاری: ۱۴۵۸؛ ۱۴۹۶)۔ اپنے رشتہ داروں کو زکوٰۃ دینے کا دگنا ثواب ہے۔ ایک ناطہ جوڑنے کا اور دوسرا صدقے کا (بخاری: ۱۴۶۰)۔ ابن جمیلؓ، خالد بن ولیدؓ اور عباس بن عبدالمطلبؓ کے زکوٰۃ دینے سے انکار پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابن جمیلؓ یہ شکر نہیں کرتا کہ کل تک وہ فقیر تھا اور اللہ کے رسول کی دعا کی برکت سے وہ مالدار بن گیا۔ خالد بن ولید پر تم لوگ ظلم کرتے ہو۔ انہوں نے تو اپنی زرہیں اللہ کے راستے میں وقف کر رکھی ہیں۔ عباس بن عبدالمطلبؓ تو رسول کے چچا ہیں۔ ان کی زکوٰۃ انہی پر صدقہ ہے۔ انہیں اتنا ہی میری طرف سے بھی دے دینا۔ (بخاری: ۱۴۶۸)۔

صدقہ ۔ فطرانہ:
صدقۃ الفطر کی مقدار ایک صاع (مساوی تین کلو، ڈیڑھ سو گرام) گندم، جو، کھجور، پنیر، کشمش یا انجیر ہے جو ہر غلام، آزاد، مرد، عورت، چھوٹے بڑے پر فرض ہے۔ یہ صدقہ نماز عید سے قبل ادا کرنا چاہئے (بخاری: ۱۵۰۳ تا ۱۵۱۲)۔

زکوٰۃ ۔ مویشی، داغ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زکوٰۃ کے اونٹوں پر داغ لگانے کے آلہ سے داغ لگوایا کرتے تھے (بخاری: ۱۵۰۲)۔ جب کوئی قبیلہ اپنی زکوٰۃ لے کر

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا تو آپ یوں دعا دیتے: اے اللہ آل فلاں کو خیر و برکت عطا فرما (بخاری:۱۴۹۷)۔حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ کا فرمان تھا کہ زکوٰۃ کا متولی اس میں سے خود بھی کھا سکتا ہے اور دوست کو بھی کھلا سکتا ہے لیکن وہ روپیہ جمع نہیں کر سکتا۔(بخاری:۲۳۱۳)۔جب کسی مال میں دو آدمی شراکت دار ہوں تو زکوٰۃ کی رقم آپس میں برابر تقسیم کر لیں (بخاری:۲۴۸۷)۔

زکوٰۃ۔اہل بیت: حضرت حسن بن علیؓ نے بیت المال میں آئی صدقہ (زکوٰۃ) کی کھجوروں میں سے ایک کھجور اٹھالی اور اپنے کے قریب لے گئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہہ کر روک دیا کہ ہم صدقہ (زکوٰۃ) نہیں کھایا کرتے (بخاری:۳۰۷۲)۔

زکوٰۃ۔نادہندگان: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیانت کی ہولنا کی واضح کرتے ہوئے فرمایا: میں تم میں سے کسی کو قیامت کے دن اس حالت میں نہ پاؤں کہ اس کی گردن پر بکری، گھوڑا، اونٹ یا سونا چاندی لدا ہوا ہو اور وہ مجھے مدد کے لیے پکارے اور میں کہہ دوں کہ میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا (بخاری:۳۰۷۳)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامان و اسباب کی نگرانی پر مقرر کرکرہ نامی شخص صرف ایک عباء کی خیانت پر جہنم میں چلا گیا (بخاری:۳۰۷۴)۔جس نے اپنے مال کی فرض زکوٰۃ ادا نہیں کی تو آخرت میں اس کے مال کو زہریلے سانپ کی شکل میں اس کی گردن میں پہنا دیا جائے گا (بخاری:۴۵۶۵)۔اپنے اونٹوں کی زکوٰۃ نہ دینے والوں کو روز قیامت یہی اونٹ پہلے سے زیادہ موٹے ہو کر انہیں اپنے کھروں سے روندیں گے۔اسی طرح اپنی بکریوں کی زکوٰۃ نہ دینے والوں کو روز قیامت یہی بکریاں پہلے سے زیادہ موٹی ہو کر انہیں اپنے کھروں سے روندیں گی اور اپنے سینگوں سے ماریں گی (بخاری:۱۴۰۲؛۱۴۶۰)۔جس نے اللہ کے عطا کردہ مال میں سے زکوٰۃ ادا نہیں کیا تو قیامت کے دن اس کا مال نہایت زہریلے گنجے سانپ کی شکل میں اسے اس کے دونوں جبڑوں سے پکڑ لے گا (بخاری:۱۴۰۳)۔عبداللہ بن عمرؓ کا فرمان ہے کہ زکوٰۃ مال و دولت کو پاک کر دینے والی ہے (بخاری:۱۴۰۴)۔متفرق مالِ زکوٰۃ کو ایک جگہ جمع نہ کیا جائے اور نہ ہی زکوٰۃ کے خوف سے مالِ زکوٰۃ کو متفرق یعنی الگ الگ کیا جائے (بخاری:۶۹۵۵)۔ قیامت کے دن تم میں سے کسی کا خزانہ اژدہا بن کر اس کے مالک کو تلاش کرتا ہوا آئے گا اور اسے لقمہ بنائے گا (بخاری:۶۹۵۷)۔جانوروں کے مالک جنہوں نے ان کا شرعی حق ادا نہیں کیا ہوگا قیامت کے دن ان پر وہ جانور غالب کر دئے جائیں گے اور وہ اپنے کھروں سے اس کے چہرے کو نوچیں گے (بخاری:۶۹۵۸)۔

زکوٰۃ۔پیشگی ادائیگی: اگر زکوٰۃ سال پورا ہونے سے ایک دن پہلے یا ایک سال پہلے بھی دیدے تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی (بخاری:۶۹۵۸)۔

زکوٰۃ۔غیر مستحق: اگر کوئی حقدار ہونے کے بغیر زکوٰۃ لے تو قیامت کے دن یہ مال اس کے خلاف گواہ ہوگا (بخاری:۱۴۶۵)۔محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد زکوٰۃ کا مال نہیں کھا سکتی۔ایک مرتبہ بچپن میں حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما زکوٰۃ کے کھجوروں سے کھیلتے کھیلتے ایک کھجور منہ میں ڈال لیا تو آپؐ نے ان کے منہ سے وہ کھجور نکال لی۔(بخاری:۱۴۸۵؛۱۴۹۱)۔اگر کوئی شخص صدقہ (زکوٰۃ) میں ملی ہوئی شئے کسی غیر مستحق (صاحب حیثیت یا آل محمدﷺ) کو ہدیہ کرے تو وہی صدقہ (زکوٰۃ) اب بطور ہدیہ حلال ہوگا (بخاری:۱۴۹۳تا۱۴۹۵)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گری ہوئی کھجور کو دیکھ فرمایا: اگر اس کے زکوٰۃ ہونے کا شبہ نہ ہوتا تو میں اسے کھا لیتا (بخاری:۲۰۵۵)۔

زکوٰۃ۔زراعت:

وہ زرعی زمین جسے بارش، چشمہ وغیرہ سیراب کرے تو اس کی پیداوار سے دسواں حصہ (دس فیصد، عشر) زکوٰۃ لیا جائے گا۔اور جس زمین کو کنویں سے پانی کھینچ کر سیراب کیا جائے، اس کی پیداوار سے بیسواں حصہ (پانچ فیصد، خمس) زکوٰۃ لیا جائے گا (بخاری:۱۴۸۳)۔

زکوٰۃ۔مختلف نصاب:

پانچ وسق سے کم کھجوروں، پانچ اوقیہ سے کم چاندی اور پانچ سے کم اونٹوں پر زکوٰۃ نہیں ہے (بخاری:۱۴۵۹؛۱۴۸۴)۔ملے ہوئے مدفون خزانہ میں پانچواں حصہ زکوٰۃ ہے (بخاری:۱۴۹۹؛۲۳۵۵)۔

زکوٰۃ۔سونے کا نصاب:
پانچ اوقیہ(ساڑھے باون تولے یا چھ سو چودہ گرام) سے کم چاندی، پانچ وسق (چھ سو باون اعشاریہ پانچ کلوگرام) سے کم غلہ اور پانچ سے کم اونٹوں میں کوئی زکوٰۃ نہیں ہے (بخاری: ۱۴۰۵؛ ۱۴۴۷)۔مسلمان پر اس کے گھوڑے اور غلام کی زکوٰۃ فرض نہیں ہے (بخاری: ۱۴۶۳؛ ۱۴۶۴)۔

زکوٰۃ۔چاندی کا نصاب:
چاندی کا زکوٰۃ: ایک سو نوے درہم (ساڑھے باون تولہ) سے زائد چاندی پر ڈھائی فیصد زکوٰۃ واجب ہے (بخاری: ۱۴۵۴)۔

زکوٰۃ۔غلہ کا نصاب:
پانچ وسق (چھ سو باون اعشاریہ پانچ کلوگرام) سے کم غلہ میں کوئی زکوٰۃ نہیں ہے (بخاری: ۱۴۰۵؛ ۱۴۴۷)۔

زکوٰۃ۔مویشی:
مویشیوں کی زکوٰۃ میں بوڑھے، عیبی اور نر جانور نہیں لیے جائیں گے۔البتہ اگر زکوٰۃ وصول کرنے والا مناسب سمجھے تو لے سکتا ہے (بخاری: ۱۴۵۵)۔

زکوٰۃ۔اونٹوں کا نصاب:
جس کا صدقہ بنت مخاض (ایک سال سے دو سال تک کی عمر والی بچہ اونٹنی) تک پہنچ گیا ہو لیکن اس کے پاس صرف بنت لبون (دو سال سے تین سال تک کی عمر والی بچہ اونٹنی) ہے تو وہی لیا جائے گا اور اس زائد کے بدلہ میں صدقہ وصول کرنے والا بیس درہم یا دو بکریاں واپس کرے گا۔اور اگر اس کے پاس بنت مخاض نہیں بلکہ ابن لبون (۳۔۲ سال تک کا نر بچہ اونٹ) ہے تو یہی لیا جائے گا اور اس کے بدلہ میں کچھ واپس نہیں کیا جائے گا (بخاری: ۱۴۴۸؛ ۱۴۵۳)۔زکوٰۃ کی زیادتی کے خوف سے جدا جدا مال کو یکجا اور یکجا مال کو جدا جدا نہ کیا جائے (بخاری: ۱۴۵۰)۔جس کے اونٹوں کی زکوٰۃ جزعہ (۵۔۴ سالہ اونٹ) تک پہنچ جائے اور اس کے پاس صرف حقہ (۴۔۳ سالہ اونٹ) ہو تو اس سے حقہ ہی لیا جائے گا اور اس کے ساتھ ساتھ دو بکریاں یا بیس درہم بھی لیا جائے گا۔اس کے اُلٹ کی صورت میں اسے دو بکریاں یا بیس درہم واپس کیا جائے گا (بخاری: ۱۴۵۳)۔اونٹوں کی زکوٰۃ: پانچ اونٹوں سے کم میں کوئی زکوٰۃ نہیں۔پانچ تا چوبیس اونٹوں پر ہر پانچ اونٹ پر ایک بکری زکوٰۃ دینی فرض ہے۔(۳۵۔۲۵) اونٹوں پر ایک برس کی مادہ اونٹنی زکوٰۃ فرض ہے۔(۴۵۔۳۶) اونٹوں پر دو برس کی مادہ اونٹنی بطور زکوٰۃ فرض ہے۔(۶۰۔۴۶) اونٹوں پر تین برس کی اونٹنی واجب ہوگی، جو جفتی کے قابل ہو۔(۷۵۔۶۱) اونٹوں پر چار برس کی اونٹنی واجب ہوگی۔(۹۰۔۷۶) اونٹوں پر دو برس کی دو اونٹنیاں واجب ہوں گی۔(۱۲۰۔۹۱) اونٹوں پر تین تین برس کی قابل جفت دو اونٹنیاں واجب ہوں گی۔ایک سو بیس سے اوپر ہر چالیس پر دو برس کی ایک اونٹنی اور ہر پچاس پر تین برس کی ایک اونٹنی زکوٰۃ دینی ہوگی (بخاری: ۱۴۵۴)۔

زکوٰۃ۔بکریوں کا نصاب:
سال کے اکثر حصے جنگل یا میدان میں چرنے والی بکریوں کی زکوٰۃ: چالیس بکریوں سے کم پر کوئی زکوٰۃ نہیں (۱۲۰۔۴۰) بکریوں پر ایک بکری، (۲۰۰۔۱۲۰) بکریوں پر دو بکریاں، (۳۰۰۔۲۰۰) بکریوں پر تین بکریاں، تین سو سے زائد ہر سو بکری پر ایک بکری واجب ہوگی (بخاری: ۱۴۵۴)۔

زکوٰۃ۔منکرین:
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بعض قبائل نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا تو خلیفہ اول حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں ہر اُس شخص سے جنگ کروں گا جو زکوٰۃ اور نماز میں تفریق کرے گا (بخاری: ۱۴۰۰)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد زکوٰۃ دینے سے انکار کرنے والوں کے بارے میں

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا: اللہ کی قسم اگر یہ زکوٰۃ میں واجب بکری کا ایک بچہ بھی دینے سے انکار کریں گے تو میں ان سے جہاد کروں گا (بخاری:۱۴۵۶)۔جس خزانہ کی زکوٰۃ نہ دی جائے وہ قیامت کے دن گنجے ناگ کی شکل اختیار کرے گا (بخاری:۴۶۵۹)۔

صدقہ۔ہدیہ:
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابر بن عبداللہؓ سے ان کا اونٹ ایک اوقیہ چاندی کے عوض خرید لیا اور پھر اونٹ بھی انہیں ہدیہ کر دیا (بخاری:۲۰۹۷)۔ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک زرہ تحفہ دیا تو آپؓ نے اسے بیچ کر قبیلہ بنی سلمہ میں ایک باغ خرید لیا (بخاری:۲۱۰۰)۔حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے تحفہ میں ملا ہوا ایک ریشمی جبہ پہنا تو آپؐ نے فرمایا: اسے تو وہی لوگ پہنتے ہیں، جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ میں نے تو اس لیے تمہیں دیا تھا کہ تم اسے بیچ کر فائدہ اٹھاؤ (بخاری:۲۱۰۴)۔

صلح۔حدیبیہ:
صلح حدیبیہ کی تحریری دستاویز میں محمد کے ساتھ رسول اللہ کے الفاظ پر مشرکین نے اعتراض کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھوں سے اسے مٹا دیا کیونکہ حضرت علیؓ نے مٹانے سے انکار کر دیا تھا (بخاری:۲۶۹۸؛۲۶۹۹) صلح حدیبیہ کی تین شرائط: ۱۔آپؐ اور آپ کے صحابہؓ اگلے سال عمرہ کے لیے آئیں گے اور صرف تین دن مکہ میں ٹھہریں گے۔۲۔اپنے ہتھیار تلوار و تیر نیام اور ترکش میں ڈال کر ہی مکہ میں داخل ہوں گے ۳۔مشرکین میں سے کوئی آدمی اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلا جائے تو اسے واپس کر دیا جائے گا۔لیکن اگر مسلمانوں میں سے کوئی مشرکین کے یہاں پناہ لے گا تو اسے واپس نہیں کیا جائے گا (بخاری:۲۷۰۰؛۲۷۰۱؛۲۷۳۱؛۲۷۳۲)۔صلح حدیبیہ کی شرائط کے مطابق مسلمان ہو کر اسی دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے والے ابوجندلؓ کو بادل ناخواستہ ان کے والد سہیل بن عمرو کے حوالہ کر دیا گیا۔جبکہ ہجرت کر کے آنے والی اُم کلثوم بنت عقبہؓ سمیت چند دیگر ایمان والیوں کو واپس نہیں کیا گیا کیونکہ اللہ کے فرمان کے مطابق کفار و مشرکین ایمان والیوں کے لیے حلال نہیں ہیں (بخاری:۲۷۱۱؛۲۷۱۲)۔صلح حدیبیہ کی شرائط سے خفا حضرت عمرؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہا کہ ہم حق پر ہیں اور مشرک باطل پر تو ہم اُن سے کیوں دبیں اور عمرہ کئے بغیر مدینہ کیوں واپس چلے جائیں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور اللہ مجھے کبھی برباد نہیں کرے گا۔پھر سورۃ فتح نازل ہوئی تو آپؐ نے عمرؓ کو اسے آخر تک سناتے ہوئے کہا: بلاشک یہی فتح ہے (بخاری:۳۱۸۲)۔معجزہ رسول: صلح حدیبیہ کے موقع پر رسول اللہ کے ساتھ چودہ پندرہ سو آدمی تھے۔کنویں کا سارا پانی استعمال کے بعد ختم ہو گیا تو نبی کریمﷺ نے وضو اور کلی کی، دعا فرمائی اور سارا پانی اس کنویں میں ڈال دیا۔کنویں میں پھر پانی بھر آیا (بخاری:۴۱۵۰ تا ۴۱۵۲)۔حرہ کی لڑائی میں لوگ عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ سے موت پر بیعت کر رہے تھے تو غزوہ حدیبیہ میں شریک ابن زیدؓ نے کہا کہ اب میں کسی سے بھی موت پر بیعت نہیں کروں گا۔صلح حدیبیہ کے موقع پر صحابہ کرام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے موت پر بیعت کی تھی (بخاری:۴۱۶۷؛۴۱۶۹)۔صلح حدیبیہ کی شرائط لکھتے وقت ابوجندل بن سہیلؓ مکہ سے فرار ہو کر بیڑی سمیت مسلمانوں کے پاس پہنچے تو انہیں معاہدہ کے مطابق ان کے والد سہیل بن عمرو کے سپرد کر دیا گیا (بخاری:۴۱۸۰؛ ۴۱۸۱)۔

طعام۔آدابِ ضیافت:
جتنے آدمیوں کو کھانے کی دعوت دی جائے، اگر اس سے زیادہ آدمی آ جائیں تو میزبان سے اجازت لے لی جائے (بخاری:۲۰۸۱)۔دوسروں کے ساتھ مل کر کھاتے وقت بلا اجازت ایک ساتھ دو کھجوریں ملا کر کھانا منع ہے (بخاری:۲۴۵۵؛۲۴۸۹؛۲۴۹۰)۔کسی دعوت میں بلا اجازت زائد آدمی لانا منع ہے (بخاری:۲۴۵۶)۔سرکاری وفود کی میزبان ملکوں کی طرف سے دی گئی ضیافت قبول کرو۔اور اگر وہ ایسا نہ کریں تو تم خود مہمانی کا حق ان سے وصول کر لو (بخاری:۲۴۶۱)۔نبیﷺ نے کبھی کسی کھانے میں عیب نہیں نکالا۔کھانا پسند ہوتا تو کھا لیتے ورنہ چھوڑ دیتے (بخاری:۳۵۶۳)۔بسم اللہ پڑھ کر، دائیں ہاتھ سے اور برتن میں وہاں سے کھایا کرو جو تمہارے نزدیک ہو (بخاری:۵۳۷۶ تا ۵۳۷۸)۔جب کھانا سامنے رکھ دیا گیا ہو اور نماز بھی کھڑی ہو گئی ہو تو پہلے کھانا کھاؤ (بخاری:۵۴۶۳؛ ۵۴۶۵)۔

طعام۔مومن: دو آدمیوں کا کھانا تین کے لیے اور تین کا چار کے لیے کافی ہے (بخاری:۵۳۹۲)۔مومن ایک آنت میں کھاتا ہے جبکہ کافر ساتوں آنتیں بھر لیتا ہے

(بخاری:۵۳۹۳تا۵۳۹۷)۔

طعام۔مریض،سوگواران: دورِرسالت میں میت والے گھر میں اہل خانہ کے لیے تلبینہ اور ثرید تیار کیا جاتا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا تھا کہ تلبینہ مریض کے دل کو تسکین دیتا ہے اور اس کا غم دور کرتا ہے (بخاری:۵۴۱۷)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں صحابہ کرامؓ قربانی کا گوشت مدینہ منورہ بھی لایا کرتے تھے (بخاری:۵۴۲۴)۔جس نے لہسن یا پیاز کھائی ہو وہ (اس کی بو ختم ہونے تک) مسجد سے دور رہے (بخاری:۵۴۵۱؛۵۴۵۲)۔

طعام۔دعا: کھانے کے بعد کی مسنون دعا: تمام تعریفیں اللہ کے لیے، بہت زیادہ پاکیزہ برکت والی، ہم اس کھانے کا حق پوری طرح ادا نہ کرسکے اور یہ ہمیشہ کے لیے رخصت نہیں کیا گیا ہے۔ یہ اس لیے کہا تاکہ اس سے ہم کو بے نیازی کا خیال نہ ہو (بخاری:۵۴۵۸؛۵۴۵۹)۔

طعام۔ہدیہ: اُم حفید بنت حارثؓ نے رسول اللہ کو گھی، پنیر اور بھنا ہوا سانڈ ہدیہ میں بھیجا۔آپ نے ہدیہ قبول کیا اور چیزیں آپ کے دسترخوان پر کھائی گئیں مگر خود نبی کریم ﷺ نے سانڈے کو نہ کھایا کہ یہ آپ کو پسند نہ تھا۔(بخاری:۷۳۵۸؛۷۲۶۷)۔حضرت خالد بن ولیدؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ کے ہمراہ اپنی خالہ اور اُم المومنین میمونہؓ کے گھر گئے جہاں کھانے میں بھنا ہوا ساہنہ پیش کیا گیا، جسے نبی کریم ﷺ نے کھانا پسند نہیں کیا لیکن باقی اصحاب نے کھایا کہ یہ حلال ہے (بخاری: ۵۳۹۱؛۵۴۰۰؛۵۴۰۲؛۷۲۶۷)۔

طعام۔مسجد: جو کچی لہسن یا پیاز کھائے وہ ہم سے اور ہماری مسجد سے دور رہے یہاں تک کہ اس کے منہ کی بو دور ہو جائے (بخاری:۷۳۵۹)۔ نبی کریم ﷺ کے پاس سبزیوں کا ایک طباق لایا گیا، جس میں نبی کریم ﷺ کو بو محسوس ہوئی تو آپ نے خود نہیں کھائی مگر صحابہ کرامؓ سے کہا کہ تم کھالو۔ کیونکہ میں جن (فرشتوں) سے سرگوشی کرتا ہوں، تم نہیں کرتے (بخاری:۷۳۵۹)۔

طہارت۔بیت الخلاء:

بیت الخلاء میں داخل ہونے کی دعا: اللھم انی اعوذ بک من الخبث والخبائث (اے اللہ! میں ناپاک جنوں اور ناپاک جنیوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں (بخاری:۱۴۲) بیت الخلاء میں داہنے ہاتھ سے اپنی شرمگاہ کو چھونا یا داہنے ہاتھ سے استنجا کرنا منع ہے۔(بخاری:۱۵۳)۔مٹی کے تین ڈھیلوں سے استنجا کرنا درست لیکن خشک گوبر کے ٹکڑے سے استنجا نہ کرنا چاہئے کہ گوبر خود ناپاک ہے (بخاری:۱۵۶)۔جو شخص مٹی کے ڈھیلے سے استنجا کرے، اسے چاہئے کے طاق یعنی ایک، تین یا پانچ ڈھیلے استعمال کرے (بخاری:۱۶۱)۔

طہارت۔قبلہ رُخ: جب تم بیت الخلاء جاؤ تو قبلہ کی طرف منہ کرو نہ اس کی طرف پشت (بخاری:۱۴۴) حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے ام المومنین حضرت حفصہؓ کے گھر کے اوپر بنے بیت الخلا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قبلہ کی طرف پشت اور شام کی طرف چہرہ کئے ہوئے قضائے حاجت کرتے پایا تھا (صرف کھلے ویرانے میں قبلہ کی طرف رُخ یا پشت کر کے بول و براز کرنا منع ہے، چہار دیواری کے اندر نہیں) (بخاری:۱۴۸؛۳۱۰۲)۔

طہارت۔پیشاب:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں ایک شیر خوار بچے نے پیشاب کر دیا تو آپ نے پانی منگا کر کپڑے پر چھڑک دیا اور اسے دھویا نہیں (بخاری:۲۲۲؛۲۲۳)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دیوار کے پیچھے کسی قوم کے کوڑے والی جگہ پر تشریف لائے اور وہاں کھڑے ہو کر پیشاب کیا (بخاری:۲۲۴ تا ۲۲۶؛۲۴۷۱)۔ٹھہرے ہوئے پانی میں (جو نہر، دریا اور سمندر کی طرح جاری نہ ہو) کوئی پیشاب نہ کرے (بخاری:۲۳۹)۔تحنیک کی غرض سے لائے گئے ایک نومولد بچہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر پیشاب کر دیا تو آپ نے اس پر پانی بہا دیا (بخاری:۵۴۶۸)۔استنجا اپنے دائیں ہاتھ سے نہ کرو (بخاری:۵۶۳۰)۔ پیشاب کے

چھینٹوں سے نہ بچنے والے اور چغلی کھانے والے کی قبروں میں انہیں عذاب ہو رہا تھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی قبروں ہری شاخ لگا دی اور فرمایا: جب تک یہ شاخیں سوکھ نہ جائیں، شاید اس وقت تک ان کا عذاب ہلکا رہے (بخاری:۶۰۵۲؛ ۶۰۵۵)۔

طہارت۔تیمّم:

ایک سفر میں حضرت عائشہؓ کا ہار کھو گیا تو اس کی تلاش کے لیے قافلہ وہیں ٹھہر گیا۔ آس پاس کہیں پانی نہ تھا جس سے قافلہ والے تنگ ہوئے تو حضرت ابو بکرؓ اپنی بیٹی حضرت عائشہؓ پر بہت خفا ہوئے۔ رسول اللہ جب اگلی صبح وہیں بیدار ہوئے تو پانی کا پتہ تک نہ تھا۔ پس اللہ نے تیمّم کی آیت اتاری اور لوگوں نے تیمّم کر کے نماز پڑھی۔ اس پر اسید بن حضیرؓ نے کہا: اے آل ابی بکرؓ! یہ تمہاری کوئی پہلی برکت نہیں ہے۔ پھر جب اس اونٹ کو ہٹایا گیا، جس پر اُم المومنین حضرت عائشہؓ سوار تھیں تو ہار اسی اونٹ کے نیچے سے مل گیا۔ (بخاری:۳۳۴؛ ۳۳۶)۔ تیمّم کا مسنون طریقہ: اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مار پھر انہیں پھونک کر اضافی مٹی اڑا دو اور دونوں ہاتھوں سے چہرے اور پہنچوں کا مسح کر لو (بخاری:۳۳۸ تا ۳۴۳)۔ ایک سفر لوگ تاخیر سے اُٹھے اور نماز پڑھی تو نبی ﷺ نے ایک فرد کو دیکھا جو نماز سے الگ کنارے پر کھڑا تھا اور نماز نہیں پڑھی تھی۔ آپ ﷺ کے پوچھنے پر انہوں نے بتلایا کہ غسل کی حاجت ہو گئی تھی اور غسل کے لیے پانی موجود نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا مٹی سے کام لو۔ گویا تیمّم، وضو اور غسل دونوں کے لیے کافی ہے۔ (بخاری:۳۴۴؛ ۳۴۸)۔

طہارت۔جنابت:

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنابت کی حالت میں تھے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سر راہ دیکھا تو لوٹ گئے اور غسل کر کے واپس آئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پوچھنے پر آپؓ نے کہا: میں نے جنابت کی حالت میں آپ کے ساتھ بیٹھنا بُرا جانا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سبحان اللہ! مومن کبھی نجس نہیں ہو سکتا (بخاری:۲۸۳؛ ۲۸۵)۔

طہارت۔حیض:

کسی عورت کو کپڑے میں حیض آ جائے تو پہلے اسے کھرچے، پھر پانی سے رگڑے اور پانی سے دھو کر پاک کر لے (بخاری:۲۲۷)۔ اگر حیض کا خون کپڑے پر لگ جائے تو اسے رگڑ کر، اسے پانی سے دھو کر اسی کپڑے میں بھی نماز ادا کی جا سکتی ہے۔ (بخاری:۳۰۷؛ ۳۰۸)۔ حیض کے مقررہ دن کے گزرنے کے بعد خواتین استحاضہ کے خون کو بدن اور کپڑے سے دھو کر نماز ادا کریں اور ہر نماز کے لیے علیحدہ وضو کریں (بخاری:۲۲۸)۔ اگر حیض کے وقت پہننے کے لئے ایک ہی کپڑا ہو اور اس میں خون لگ جائے تو صحابیات اس پر تھوک ڈال کر اسے ناخنوں سے مسل دیتیں (بخاری:۳۱۲) حیض کا غسل کر کے عورتوں کو مشک یا خوشبو لگا ہوا کپڑا خون لگی ہوئی جگہ پر پھیر لینا چاہئے تاکہ خون کی بدبو رفع ہو جائے (بخاری:۳۱۴؛ ۳۱۵؛ ۷۳۵۷)۔ صحابیات زرد اور مٹیالے رنگ کے خون کے اجزاء کو کوئی اہمیت نہیں دیتی تھیں (بخاری:۳۲۶)۔

حیض۔استحاضہ: خواتین کو حیض کے مقررہ ایام کے بعد بھی خون نہ رکے تو وہ رگ (استحاضہ) کا خون ہے، حیض کا نہیں۔ چنانچہ جب حیض کے مقررہ ایام گزر جائیں تو خون جاری رہنے کے باوجود خواتین غسل کر کے، خون دھو کر نماز پڑھنا شروع کریں (بخاری:۳۰۶)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض ازواج حالت استحاضہ میں بھی اعتکاف اور نماز ادا کیا کرتی تھیں اور خون بہنے کی وجہ سے اکثر طشت اپنے نیچے رکھ لیا کرتی تھیں (بخاری:۳۰۹ تا ۳۱۱)۔ اُم حبیبہؓ سات سال تک مستحاضہ رہیں اور ہر نماز کے وقت غسل کر کے نماز ادا کرتی تھیں (بخاری:۳۲۷)۔

حیض۔نماز، روزہ، حج: جب عورت حائضہ ہو تو نہ نماز پڑھ سکتی ہے اور نہ روزہ رکھ سکتی ہے (بخاری:۳۰۴)۔ جب حیض کا خون آئے تو خواتین نماز چھوڑ دیں۔ جب حیض کے مقررہ دن گزر جائیں اور خون نہ رکے تو یہ استحاضہ کی بیماری ہے۔ استحاضہ ایک رگ کا خون ہے، حیض نہیں ہے۔ حیض ایک ایسی چیز ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے آدم کی بیٹیوں کے لئے لکھ دیا ہے۔ حائضہ خاتون حج کے تمام افعال پورے کریں، صرف بیت اللہ کا طواف حیض سے پاک ہونے تک مؤخر کر دیں (بخاری:۲۹۴؛

۳۰۵)۔ جب حیض کے دن آئیں تو نماز کو چھوڑ دیا کرو۔ اور جب حیض کے مقررہ ایام گزر جائیں اور استحاضہ یعنی رگ کا خون جاری رہے تب بھی غسل کر کے نماز پڑھنے کا حکم ہے (بخاری: ۳۲۰؛ ۳۲۵؛ ۳۳۱)۔ ایام حیض کے دوران چھوٹی ہوئی نمازیں معاف ہیں یعنی ان کی قضا نہیں ہے (بخاری: ۳۲۱)۔ نماز عید کے موقع پر جوان لڑکیوں، پردہ والیوں اور حائضہ خواتین کو عیدگاہ جیسے خیر کے موقع پر دعاؤں میں شریک ہونا چاہئے۔ البتہ حائضہ عورتیں نماز سے دور رہیں (بخاری: ۳۲۴)

حیض۔ گھریلو کام: حائضہ خاتون گھر کے سارے کام کرسکتی ہے، حتیٰ کہ شوہر کی خدمت بھی۔ اُم المومنین حالت حیض میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کنگھا بھی کر دیا کرتی تھیں اور معتکف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سر بھی دھو دیتی تھیں۔ (بخاری: ۲۹۵؛ ۲۹۶؛ ۳۰۱)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حائضہ زوجہ کی گود میں سر رکھ کر قرآن کی تلاوت بھی کر لیا کرتے تھے (بخاری: ۲۹۷)۔

حیض۔ بیوی، شوہر: نبی کریم ﷺ ازار باندھی ہوئی اپنی حائضہ زوجہ کے ساتھ ایک چادر میں لیٹ جاتے تھے (بخاری: ۲۹۸؛ ۳۰۰)۔ حائضہ بیوی سے بوس و کنار، لپٹنا اور ایک ساتھ لیٹنا بھی جائز ہے جبکہ زوجہ ازار یعنی شلوار وغیرہ پہنے ہوئے ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کر لیا کرتے تھے (بخاری: ۳۰۲؛ ۳۰۳؛ ۳۲۳؛ ۱۹۲۹)۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حائضہ ہوتیں تب بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں اپنے بدن سے لپٹا (مباشرت کر) لیا کرتے تھے (بخاری: ۲۰۳۰)۔

حیض۔ احرام: اگر عمرہ کا احرام باندھنے کے بعد حیض آجائے تو عمرہ چھوڑ دینا چاہئے اور حیض کے اختتام کے بعد عمرہ کرنا چاہئے۔ لیکن اگر دوران حج حیض آجائے تو حج کے تمام افعال پورے کریں، سوائے طواف کے۔ طواف حیض کے اختتام پر ادا کرے۔ (بخاری: ۳۱۶؛ ۳۱۷)۔

حیض۔ طواف وداع: حج میں طواف زیارت کے بعد حیض آجائے تو طواف وداع کئے بغیر بھی مکہ سے نکلا جاسکتا ہے۔ صفیہ بنت حییؓ کے ساتھ ایسا ہی ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے نکلنے کا حکم دیا (بخاری: ۳۲۸؛ ۳۲۹؛ ۳۳۰)

طہارت۔ غسل:

غسل۔ جنابت: اُم المومنین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے جنابت کو دھوتیں پھر آپ اسی کپڑے کو پہن کر نماز کے لیے تشریف لے جاتے اور پانی کے دھبے کپڑے موجود ہوتے تھے (بخاری: ۲۲۹ تا ۲۳۲)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زوجہ کے ساتھ ایک ہی برتن میں غسل کر لیا کرتے تھے، حالانکہ دونوں جنبی ہوتے تھے (بخاری: ۲۹۹؛ ۱۹۲۹؛ ۵۹۵۶؛ ۷۳۳۹)۔ غسل جنابت کا مسنون طریقہ: پہلے دونوں ہاتھ دھونا، پھر وضو کرنا مگر پاؤں نہ دھونا، پھر شرمگاہ اور جہاں گندگی لگی ہو اسے دھونا، پھر گیلی انگلیوں سے بالوں کی جڑوں کا خلال کرنا، پھر اپنے ہاتھوں سے تین چلو سر پر ڈالنا، پھر تمام بدن پر پانی بہانا اور پھر جگہ تبدیل کر کے پاؤں دھونا۔ (بخاری: ۲۴۸؛ ۲۴۹)۔ غسل کے دوران نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سر پر تین مرتبہ پانی بہاتے تھے (بخاری: ۲۵۴؛ ۲۵۵)۔ نبی کریم صلی الہ علیہ وسلم ایک ہی رات میں اپنی تمام نو (۹) بیویوں کے پاس تشریف لے گئے (بخاری: ۲۸۴)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنابت کی حالت میں شرمگاہ دھوکر، وضو کر کے سو جایا کرتے تھے (بخاری: ۲۸۶ تا ۲۹۰)۔ جب جماع کے لئے مرد عورت کے چہار زانو میں بیٹھ گیا (اور دونوں کی شرمگاہیں مل گئیں، خواہ انزال ہوا یا نہیں) تو دونوں پر غسل واجب ہوگیا (بخاری: ۲۹۱)۔

غسل۔ احتلام: احتلام سے عورت پر بھی غسل فرض ہوجاتا ہے، جب وہ اپنے کپڑے وغیرہ پر منی کا اثر دیکھ لے۔ (بخاری: ۱۳۰؛ ۳۳۲۸؛ ۶۰۹۱؛ ۶۱۲۱)۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی زوجہ اُم سلیم نے پوچھا: کیا عورت پر بھی احتلام کے بعد غسل فرض ہوجاتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: ہاں! اگر اپنے جسم یا کپڑے پر اپنی منی کا پانی دیکھے تو اسے بھی غسل کرنا ہوگا (بخاری: ۲۸۲)۔

غسل۔ جریان: جس مرد کو جریان یعنی مذی نکلنے کا مرض ہو تو اس مرض میں غسل نہیں بلکہ صرف وضو فرض ہوتا ہے۔ (بخاری: ۱۳۲)۔ مذی نکلنے کی صورت میں شرمگاہ

کو دھو کر وضو کر لینا ہی کافی ہے (بخاری:۲۶۹)۔

غسل۔میت: میت کو غسل داہنی طرف سے دو اور اعضاء وضو سے غسل کی ابتدا کرو (بخاری: ۱۶۷)۔

غسل۔پانی: نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک صاع (ڈھائی کلوگرام) سے پانچ مد تک پانی سے غسل کرتے اور ایک مد پانی سے وضو کرتے (بخاری:۲۰۱)۔سوا چھ کلوگرام پانی والے فرق کے ایک ہی برتن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ام المومنین رضی اللہ عنہا غسلِ جنابت کر لیا کرتے تھے (بخاری:۲۵۰؛۲۵۳؛۲۶۱؛۲۶۳؛۲۶۴)

طہارت۔فطرت:
پانچ چیزیں فطرت سے ہیں۔ختنہ کرنا، زیر ناف بال بنانا، بغل کے بال صاف کرنا، مونچھیں کترنا اور ناخن کاٹنا (بخاری:۶۲۹۷)۔حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسّی (۸۰) برس کی عمر میں اپنا ختنہ کیا تھا (بخاری:۶۲۹۸)۔

طہارت۔نجاست:
کتا کسی برتن سے کچھ پی لے تو اس برتن کو سات مرتبہ دھو کر پاک کرو (بخاری:۱۷۲)۔اگر چوہا گھی میں گر جائے تو اسے نکال کر آس پاس کے گھی نکال پھینکو اور باقی گھی استعمال کر لو (بخاری:۲۳۵؛۲۳۶)۔

ظلم۔شرک:
بے شک شرک بہت ہی بڑا ظلم ہے (بخاری:۳۳۶۰)۔ بے شک شرک سب سے بڑا ظلم ہے (بخاری:۳۴۲۸؛۳۴۲۹)۔اللہ کے ساتھ شرک کرنا تباہ کر دینے والی چیز ہے، اس سے بچو (بخاری:۵۷۶۴)۔اللہ کا بندوں پر یہ حق ہے کہ بندے خاص اللہ کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں۔جب بندے یہ کام کر لیں تو پھر بندوں کا اللہ پر حق ہے کہ اللہ انہیں عذاب نہ دے (بخاری:۵۹۶۷)۔

ظلم۔ظالم،مظلوم:
ظلم قیامت کے دن کئی طرح کی تاریکیاں ثابت ہوگا (بخاری:۲۴۴۷)۔مظلوم کی بددعا سے ڈرتے رہنا کہ اس کی بددعا اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہوتا (بخاری:۲۴۴۸)۔کسی پر ظلم کیا ہو تو اسی دنیا میں معاف کرا لو۔قیامت کے دن ظلم کے بدلے میں درہم و دینار نہیں بلکہ نیک عمل لیا جائے گا۔اور اگر ظالم کے پاس دینے کو نیکی نہ ہو تو مظلوم کی برائیاں اس پر ڈال دی جائیں گی (بخاری:۲۴۴۹)۔جس نے کسی کی زمین ظلماً لی، قیامت کے دن اسے سات زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا (بخاری:۲۴۵۲ تا ۲۴۵۴)۔اگر کوئی شخص محض اپنے زورِ بیان کی مدد سے مجھ سے اپنے حق میں غلط فیصلہ کرا لیتا ہے تو گویا وہ دوزخ کا ایک ٹکڑا لے رہا ہے۔ وہ لے لے یا چھوڑ دے (بخاری:۲۴۵۸)۔اللہ تعالیٰ ظالم کو چند روز دنیا میں مہلت دیتا رہتا ہے لیکن جب پکڑتا ہے تو پھر نہیں چھوڑتا (بخاری:۴۶۸۶)۔

عبادات،اعمال صالحہ:
عبادات میں تم پر اتنا ہی عمل واجب ہے، جتنے عمل کی تمہارے اندر طاقت ہے۔اللہ کو دین کا وہی عمل زیادہ پسند ہے جس کی ہمیشہ پابندی کی جا سکے۔(بخاری:۴۳)۔لوگو! عمل اتنا ہی کرو جتنی کہ تم میں طاقت ہو۔اللہ کی بارگاہ سب سے زیادہ پسندیدہ وہ عمل ہے جسے پابندی سے کیا جائے، خواہ وہ کم ہی ہو (بخاری:۵۸۶۱)۔عمل وہی اختیار کرو، جس کی تم میں طاقت ہو (بخاری:۱۹۷۰)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات میں نماز بھی پڑھتے اور سوتے بھی تھے (بخاری:۱۹۷۲)۔رات بھر عبادت کرنے اور دن میں روزہ رکھنے والے صحابی عبداللہ بن عمروؓ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسا نہ کرو۔رات میں عبادت بھی کرو اور سوؤ بھی۔روزے بھی رکھو اور بلا روزے کے بھی رہو کیونکہ تمہارے جسم کا بھی تم پر حق ہے، تمہارے ملاقاتیوں کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے (بخاری:۶۱۳۴)۔نبی

ﷺ کوسب سے زیادہ پسندیدہ عمل وہ تھا جسے آدمی ہمیشہ کرتا رہے (بخاری:۶۴۶۲؛۶۴۶۵)۔اپنے وقت پرنماز پڑھنا، پھر والدین کے ساتھ نیک معاملہ کرنا، پھراللہ کے ساتھ جہاد کرنا سب سے افضل اعمال ہیں (بخاری:۵۲۷)۔جب تم جنگل میں اپنی بکریوں کے ساتھ ہوتو نماز کے وقت بلند آواز کے ساتھ اذان دو۔ کیونکہ مؤذن کی آواز جہاں تک بھی پہنچے گی اور اسے جن وانس اور دوسری چیزیں بھی سنیں گی تو وہ قیامت کے دن اس کی گواہی دیں گی (بخاری:۶۰۹)۔

عذاب۔بستی:

عذاب والوں کے آثار سے اگرگزرو تو روتے ہوئے گزرو(بخاری:۴۳۳)۔قوم ثمود کی بستی حجر کے کنوؤں کا پانی پینے سے منع کیا گیا۔ان ظالموں کی بستی سے بھی گزرنے سے منع کیا گیا، اگرگزرنا پڑے تو روتے ہوئے داخل ہوتا کہ تمہیں وہ عذاب نہ آ پکڑے، جس میں یہ ظالم گرفتار کئے گئے تھے(بخاری:۳۳۷۸تا۳۳۸۱)

عذاب۔طاعون:

طاعون ایک عذاب ہے جو پہلے بنی اسرائیل کے ایک گروہ پر بھیجا گیا تھا۔اگر تمہیں پتہ چلے کہ کہیں طاعون پھیلا ہوا ہے تو وہاں نہ جاؤ۔لیکن اگرکسی کی بستی میں طاعون پھیل جائے تو وہ اللہ کی رحمت سے امید لگائے وہیں ٹھہرا رہے کہ ہوگا وہی جو اللہ نے اس کی قسمت میں لکھا ہے تو اسے شہید کے برابر ثواب ملے گا(بخاری:۳۴۷۴)

عقیقہ،تحنیک:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوموسیٰؓ کے نومولود بیٹے کا نام ابراہیم رکھا اور کھجور کو اپنے دندان مبارک سے نرم کرکے اسے چٹایا یعنی تحنیک کیا(بخاری:۵۴۶۷)۔ اسماء بنت ابی بکرؓ نے حالت حمل میں ہجرت کی اور قباء میں پہنچ کر پڑاؤ کیا۔یہیں عبداللہ بن زبیر پیدا ہوئے تو آپ اسے لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئیں۔پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور سے تحنیک کی(بخاری:۵۴۶۹)۔ابوطلحہؓ کہیں باہر گئے ہوئے تھے کہ ان کا بیمار بچہ وفات پاگیا۔واپس آکر پوچھا کہ بچہ کیسا ہے تو ان کی بیوی اُم سلیم نے کہا کہ وہ پہلے سے زیادہ سکون میں ہے۔بیوی نے شوہر کو پہلے کھانا کھلایا، ان کے ساتھ ہم بستری کی پھر بچہ کی وفات کا بتلایا تو اسے دفن کردیا گیا۔صبح یہ ماجرا نبی کریم ﷺ کی خدمت میں سنایا تو آپ ﷺ نے دعا کی: اے اللہ! ان دونوں کو برکت عطا فرما۔پھر ان کے ہاں بچہ پیدا ہوا تو نبی کریم ﷺ نے ان کا نام عبداللہ رکھا اور بچہ کی کھجور سے تحنیک کی(بخاری:۵۴۷۰)۔لڑکے کے ساتھ اس کا عقیقہ لگا ہوا ہے اس لیے اس کی طرف سے جانور ذبح کرواور اس سے بال دورکرو(بخاری:۵۴۷۲)۔

علاج وامراض:

عکل یاعرینہ قبائل کے کچھ لوگ مدینہ آئے اور بیمار ہوگئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں لقاح جا کر اونٹوں کا دودھ اور پیشاب ملا کر پینے کا حکم دیا۔انہوں نے ایسا ہی کیا اور صحت یاب ہوگئے (بخاری:۲۳۳؛۱۵۰۱)۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زخم کا علاج حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس طرح کیا کہ پہلے زخم کو دھویا پھر بوریا کا ایک ٹکڑا جلا کر زخم میں بھر دیا گیا(بخاری:۲۴۳)۔مومن کی مثال پودے کی سب سے پہلی نکلی ہوئی ہری شاخ جیسی ہے کہ ہوا اسے کبھی جھکا دیتی ہے اور کبھی برابر کردیتی ہے اور منافق کی مثال صنوبر کے درخت جیسی ہے کہ وہ سیدھا ہی کھڑا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ جب چاہتا ہے، ہوا کے ایک جھونکے سے ہی اسے اکھاڑ پھینک دیتا ہے (بخاری:۵۶۴۳؛۵۶۴۴)۔

امراض۔بھلائی: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی کسی مریض کی عیادت کو جاتے تو فرماتے: کوئی حرج نہیں۔ان شاءاللہ یہ بخار تمہارے گناہوں کو دھودے گا(بخاری:۳۶۱۶)۔مسلمان جب کسی تکلیف میں گرفتار ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے گناہ اس طرح جھاڑ دیتا ہے جیسے درخت کے پتے جھڑ جاتے ہیں (بخاری:۵۶۴۷؛۵۶۴۸؛۵۶۶۰؛۵۶۶۱؛۵۶۶۷)۔مسلمان جب بھی کسی پریشانی، بیماری، رنج وملال، تکلیف اور غم میں مبتلا ہوجاتا ہے حتیٰ کہ اسے ایک کانٹا بھی چبھ جائے تو اللہ اسے اس کے گناہ کا کفارہ بنادیتا ہے(بخاری:۵۶۴۰تا۵۶۴۲)۔اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ خیروبھلائی کرنا چاہتا ہے اسے بیماری اور دیگر تکالیف میں مبتلا کردیتا ہے(بخاری:۵۶۴۵)۔ایک سیاہ عورت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: مرگی کے دورہ کی وجہ سے میرا سترکھل جاتا ہے، میرے

لیے دعا کیجئے ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تو چاہے تو صبر کر، تجھے جنت ملے گی ۔ اور اگر تو چاہے تو میں تیرے لیے اللہ سے اس مرض سے نجات کی دعا کروں ۔ خاتون نے عرض کیا: میں صبر کروں گی ۔ بس آپ یہ دعا کر دیجئے کہ مرگی کے دورہ میں میرا ستر نہ کھلے ۔ نبی کریم ﷺ نے اس کے لیے دعا فرمائی (بخاری: ۵۶۵۲) ۔ حدیث قدسی: جب میں اپنے کسی بندے کو اس کے دو محبوب اعضاء آنکھوں کے بارے میں آزماتا ہوں یعنی اسے نابینا کر دیتا ہوں اور وہ اس پر صبر کرتا ہے تو اس کے بدلے میں اسے جنت عطا کرتا ہوں (بخاری: ۵۶۵۳) ۔ اے اللہ! ہمارے دل میں مدینہ کی محبت بھی اتنی ہی کر دے جتنی مکہ کی محبت ہے، بلکہ اس سے بھی زیادہ اور اس کی آب و ہوا کو ہمارے موافق کر دے اور اس کے مد و صاع میں برکت عطا فرما (بخاری: ۵۶۵۴؛ ۵۶۷۷) ۔

امراض ۔ موت: کسی شخص کو اپنی تکلیف کی وجہ سے موت کی تمنا نہیں کرنی چاہئے ۔ البتہ بہت زیادہ تکلیف میں مبتلا شخص ایسے کہہ سکتا ہے کہ اے اللہ! جب تک زندگی میرے لیے بہتر ہے، مجھے زندہ رکھ اور جب موت میرے لیے بہتر ہو تو مجھ کو اٹھا لے (بخاری: ۵۶۷۱) ۔ تم میں سے کوئی شخص موت کی تمنا نہ کرے کیونکہ اگر وہ نیک ہوا تو امید ہے کہ اس کے اعمال میں اور اضافہ ہو جائے گا اور اگر وہ برا ہے تو ممکن ہے وہ توبہ ہی کر لے (بخاری: ۵۶۷۳) ۔

علاج ۔ نبویؐ: کھمبی مَن کی ایک قسم ہے اور اس کا پانی آنکھوں کے لیے شفا ہے (بخاری: ۴۴۷۸؛ ۴۶۳۹؛ ۵۷۰۸) ۔ اللہ نے ایسی کوئی بیماری نہیں اتاری، جس کی دوا بھی نازل نہ کی ہو (بخاری: ۵۶۷۸) ۔ شفا تین چیزوں میں ہے شہد، حجامہ اور آگ سے داغنا ۔ لیکن میں امت کو آگ سے داغ کر علاج کرنے سے منع کرتا ہوں (بخاری: ۵۶۸۰؛ ۵۶۸۱؛ ۵۶۸۳؛ ۵۷۰۲؛ ۵۷۰۴) ۔ کلونجی میں ہر بیماری کی دوا ہے سوائے موت کے (بخاری: ۵۶۸۷؛ ۵۶۸۸) ۔ دودھ شہد ملا دلیہ تلبینہ مریض کے دل کو سکون اور رنج و غم کو دور کرتا ہے (بخاری: ۵۶۸۹) ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنا (حجامہ) لگوایا اور پچھنا لگانے والے کو اس کی مزدوری دی (بخاری: ۵۶۹۱؛ ۵۶۹۶) ۔ عود ہندی (کست) میں سات بیماریوں کا علاج ہے، حلق کے درد میں اسے ناک میں ڈالا جاتا ہے ۔ اگر ذات الجنب ہو تو حلق میں ڈالو (لدود کرو) ۔ پسلی کے درد میں یہ چبائی جاتی ہے ۔ یہ نمونیہ کے لیے بھی شفاء ہے ۔ (بخاری: ۵۶۹۲؛ ۵۷۱۳؛ ۵۷۱۸) ۔ دست کے مرض کا مسنون علاج بار بار شہد پلانا ہے (بخاری: ۵۷۱۶) ۔ جنگ اُحد کے دن خود ٹوٹنے سے نبی مبارک کا چہرہ خون آلود ہو گیا اور سامنے کے دانت ٹوٹ گئے تھے ۔ حضرت فاطمہؓ نے پہلے چہرہ کو پانی سے دھویا پھر ایک بوریا جلا کر اس کی راکھ کو زخموں میں بھر دیا تب خون کا بہنا رکا (بخاری: ۵۷۲۲) ۔ بخار جہنم کی بھاپ میں سے ہے ۔ اس کی گرمی کو پانی سے بجھاؤ (بخاری: ۵۷۲۳ تا ۵۷۲۶) ۔ روزانہ سات عجوہ کھجوریں کھا لیا کرو ۔ اس سے دن رات تک زہر اور جادو سے نقصان نہیں ہو گا (بخاری: ۵۷۶۸؛ ۵۷۶۹؛ ۵۷۷۹) ۔ جب مکھی تمہارے کسی کھانے کے برتن میں پڑ جائے تو پوری مکھی برتن میں ڈبو کر پھر اسے نکال کر پھینک دو ۔ کیونکہ اس کے ایک پر میں شِفا اور دوسرے میں بیماری ہے (بخاری: ۵۷۸۲) ۔ صحت اور فراغت دو ایسی نعمتیں ہیں کہ اکثر لوگ ان کی قدر نہیں کرتے (بخاری: ۶۴۱۲) ۔

علاج ۔ حجامہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ روزہ کی حالت میں حجامہ کروایا (بخاری: ۵۶۹۴) ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ احرام کی حالت میں حجامہ کروایا (بخاری: ۵۶۹۵؛ ۵۶۹۸) ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر میں حجامہ کروایا (بخاری: ۵۶۹۸؛ ۵۶۹۹) ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آدھے سر کے درد کی وجہ سے سر میں حجامہ کروایا تھا (بخاری: ۵۷۰۰؛ ۵۷۰۱) ۔

علاج ۔ جھاڑ پھونک: اُمت محمدیہ میں ستّر (۷۰) ہزار ایسے افراد بغیر حساب جنت میں داخل ہوں گے جو جھاڑ پھونک نہیں کرتے، فال نہیں دیکھتے، آگ سے داغ کر علاج نہیں کرتے بلکہ اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں (بخاری: ۵۷۰۵؛ ۵۷۵۲) ۔

جھاڑ پھونک ۔ مسنون: عمران بن حصینؓ کہتے ہیں کہ نظر بد اور زہریلے جانور کے کاٹ کھانے کے سوا کسی اور چیز پر جھاڑ پھونک کرنا درست نہیں (بخاری: ۵۷۰۵) ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مرض الوفات اپنے اوپر معوذات (سورۃ اخلاص، سورۃ الفلق، سورۃ الناس) پڑھ دَم کرتے ۔ اپنے ہاتھوں پر دَم کر کے ہاتھوں کو چہرے پر پھیرا کرتے تھے (بخاری: ۵۷۳۵؛ ۵۷۵۱) ۔ بچھو کے کاٹنے کا سورۃ فاتحہ سے دَم کرنا اور اس کی اجرت لینا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تصدیق شدہ عمل ہے (بخاری: ۵۷۳۶؛ ۵۷۳۷؛ ۵۷۴۹) ۔ نظر بد لگ جانے پر معوذتین (سورۃ الفلق اور سورۃ الناس) سے دَم کر لیا کرو (بخاری: ۵۷۳۸) ۔ نظر بد لگنا حق

ہے۔نظر بد لگنے کی وجہ سے ایک لڑکی کے چہرے پر کالے دھبے پڑ گئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس پر دَم کرادو (بخاری: ۵۷۳۹؛ ۵۷۴۰)۔ ہر زہریلے جانور کے کاٹنے میں جھاڑنے (دَم کرنے) کی اجازت ہے (بخاری: ۵۷۴۱)۔ بیمار پر یہ دعا پڑھ کر دَم کرنا ایک مسنون عمل ہے: اللھم رب الناس، مُذھِب الناس، اشفِ انت الشافی لا شافی الا انت، شِفاء لا یُغا دِرُسَقما۔ اے اللہ! لوگوں کے رب! تکلیف کو دور کر دینے والے! شِفا عطا فرما، تو ہی شفا دینے والا ہے۔ تیرے سوا کوئی شفاء دینے والا نہیں۔ ایسی شِفاء عطا فرما کہ بیماری بالکل باقی نہ رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر کے بیماروں پر یہ دعا پڑھ کر دم کرتے (بخاری: ۵۷۴۲؛ ۵۷۴۳؛ ۵۷۵۰)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مریض کے لیے شہادت کی انگلی زمین پر لگا کر یہ دعا پڑھتے تھے بسم اللہ تربۃ ارضنا بریقۃ بعضنا یشفی سقیمنا باذن ربنا: اللہ کے نام سے ہماری زمین کی مٹی ہم میں سے کسی کے لعاب دہن سے مل کر ہمارے رب کے حکم سے ہمارے مریض کی شِفایابی کا ذریعہ ہوگی (بخاری: ۵۷۴۵؛ ۵۷۴۶)۔ سوتے وقت اور بیماری کی حالت میں اپنے دونوں ہتھیلیوں پر معوذات (سورۃ اخلاص، الفلق اور الناس) پڑھ کر دم کرو اور دونوں ہاتھوں کو چہرے اور جسم پر پھیرلو (بخاری: ۵۷۴۸)۔ امراض میں چھوت چھات اور بدشگونی کی کوئی اصل نہیں ہے۔

مریض۔عیادت: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی مریض کی عیادت کرتے تو یوں دعا کرتے: اے لوگوں کے پروردگار! بیماری دور کردے۔ اے انسانوں کے پالنے والے! شفاء عطا فرما تو ہی شفاء دینے والا ہے۔ تیری شفاء کے سوا اور کوئی شفا نہیں۔ ایسی شفاء دے جس میں مرض بالکل باقی نہ رہے (بخاری: ۵۶۷۵)۔

امراض۔وبائی: چھوت لگنا، بدشگونی لینا، الو پرندہ اور ماہِ صفر کا منحوس ہونا یہ سب لغو خیالات ہے۔ البتہ جذامی شخص سے ایسے بھاگ جیسے شیر سے بھاگتا ہے (بخاری: ۵۷۰۷؛ ۵۷۱۷)۔ جب کسی جگہ طاعون کی وبا پھیل رہی ہو تو وہاں مت جاؤ اور جب ایسی جگہ وبا پھوٹ پڑے جہاں تم خود موجود ہو تو وہاں سے نہ نکلو (بخاری: ۵۷۲۸ تا ۵۷۳۰)۔ مدینہ منورہ میں دجال داخل نہیں ہو سکے گا اور نہ طاعون آسکے گا (بخاری: ۵۷۳۱)۔ طاعون کے مرض اور پیٹ کی بیماری (ہیضہ) میں وفات پانے والا ہر مسلمان شہید ہے (بخاری: ۵۷۳۲ تا ۵۷۳۴)۔ اللہ نے طاعون کو مومنوں کے لیے رحمت بنا دیا ہے۔ اگر کسی مومن کی بستی میں طاعون کی وبا پھوٹ پڑے اور وہ صبر کر کے وہیں ٹھہرا رہے اور اجر کا امیدوار ہو تو موت کی صورت میں اسے شہید کے برابر ثواب ملے گا (بخاری: ۶۶۱۹)۔

علم، جہل:

اللہ علماء کو موت دے کر علم کو اُٹھائے گا۔ جب کوئی عالم باقی نہیں رہے گا تو لوگ جاہلوں کو سردار بنالیں گے۔ ان سے سوالات کئے جائیں گے اور وہ بغیر علم کے جواب دیں گے۔ اس لئے خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔ (بخاری: ۱۰۰)۔ اللہ تعالیٰ علم کو ایک دم سے نہیں اٹھالے گا بلکہ اسے اس طرح ختم کرے گا کہ علماء کو ان کے علم کے ساتھ اٹھالے گا۔ پھر کچھ جاہل لوگ باقی رہ جائیں گے جو لوگوں کو گمراہ کریں گے اور خود بھی گمراہ ہوں گے (بخاری: ۷۳۰۷)۔

عیدین۔عیدالفطر:

ایک مرتبہ عید کے دن حجرہ عائشہؓ میں انصار کی دولڑکیاں دف بجاتے ہوئے جنگ بعاث کے قصوں کی نظمیں پڑھ رہی تھیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ میں داخل ہوئے۔ آپ ﷺ کوئی اعتراض کئے بغیر بستر پر دوسری طرف منہ کر کے لیٹ گئے۔ کچھ دیر بعد حضرت ابوبکرؓ حجرہ میں آئے تو اپنی بیٹی پر خفا ہوئے اور فرمایا: یہ شیطانی گانے بجانے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوبکرؓ! انہیں چھوڑ دو۔ ہر قوم کی عید ہوتی ہے اور آج ہماری عید کا دن ہے۔ (بخاری: ۹۴۹؛ ۹۵۲؛ ۹۸۷؛ ۲۹۰۶؛ ۳۹۳۱)۔ عید کے دن حبشہ کے کچھ لوگ ڈھالوں اور برچھوں سے کھیل رہے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجرہ کے دروازہ پر اُم المومنین حضرت عائشہؓ کو اپنی پیٹھ کے پیچھے کھڑا کر کے انہیں یہ کھیل اُس وقت تک دکھاتے رہے، جب تک وہ تھک نہ گئیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے حبشیوں کو ڈانٹا تو آپ ﷺ نے فرمایا: انہیں چھوڑ دو اور بنی ارفدہ! تم بے فکر ہو کر کھیلو (بخاری: ۹۵۰؛ ۹۸۸؛ ۲۹۰۷؛ ۳۵۳۰) عید کے دن حرم میں ہتھیار نہیں لایا جاتا تھا (بخاری: ۹۶۶؛ ۹۶۷)۔ عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے دن روزے نہ رکھے جائیں (بخاری: ۱۸۶۴؛ ۵۵۷۱؛ ۶۷۰۵)۔

عیدین۔جمعہ:

جمعہ کے دن عیدالفطر کا خطبہ دیتے ہوئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آج کے دن تمہارے لیے دو عیدیں (عید اور جمعہ) جمع ہوگئیں ہیں۔ لہٰذا جس کا جی چاہے، جمعہ بھی پڑھ لے (یعنی جمعہ کی بجائے ظہر بھی پڑھ سکتا ہے) (بخاری:۵۵۷۲)۔

عیدالفطر۔عیدگاہ،نماز: عیدالفطر کے دن طاق عدد کھجوریں کھا کر نمازِ عید کے لیے نکلتے (بخاری:۹۵۳)۔عیدین کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے باہر عیدگاہ میں پہلے نماز پڑھاتے، پھر خطبہ میں وعظ و نصیحت فرماتے۔ اگر جہاد کے لیے کہیں لشکر بھیجنے کا ارادہ ہوتا تو لشکر تشکیل دیتے۔ کسی اور بات کا حکم دینا ہوتا تو وہ حکم دیتے پھر مدینہ تشریف لاتے (بخاری:۹۵۶ تا ۹۵۸؛۹۶۲؛۹۶۳)۔ادوارِ رسالت وخلفائے راشدین میں عیدین کی نماز کے لیے اذان نہیں دی جاتی تھی اور خطبہ نماز کے بعد ہوتا تھا (بخاری:۹۵۹؛۹۶۰)۔نماز عید اور خطبہ سے فارغ ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کی طرف گئے اور انہیں نصیحت کی تو عورتوں نے حضرت بلالؓ کی پھیلائی ہوئی جھولی میں صدقہ کے طور پر اپنے زیورات ڈالتی رہیں (بخاری:۹۶۱؛۹۷۵؛۹۷۷ تا ۹۷۹؛۱۴۳۱؛۱۴۴۹)۔عیدالفطر کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت نمازِ عید پڑھی۔ نہ اس سے پہلے کوئی نفل پڑھا نہ اس کے بعد (بخاری:۹۶۴؛۹۸۹؛۱۴۳۱؛۵۸۸۳)۔عیدین کی نماز کے دوران نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے برچھی کی آڑ بطور سترا گاڑ دی جاتی تھی اور آپ ﷺ اسی کی آڑ میں نماز پڑھتے تھے (بخاری:۹۷۲؛۹۷۳)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عیدگاہ جانے والے کم سن ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عید کی نماز پڑھائی، پھر خطبہ دیا۔انہوں نے اذان اور اقامت کا کوئی ذکر نہیں کیا (بخاری:۷۳۲۵)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن ایک راستہ سے عیدگاہ جاتے اور دوسرے راستہ سے واپس آتے (بخاری:۹۸۶)۔

عیدگاہ۔خواتین: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کنواری لڑکیاں اور حائضہ عورتیں بھی عیدگاہ جاتیں تھیں۔ یہ سب مردوں کی صفوں کے پیچھے پردہ میں رہتیں۔ جب مرد تکبیر کہتے تو یہ بھی تکبیر کہتیں اور جب وہ دعا کرتے تو یہ بھی دعا کرتیں۔ البتہ حائضہ والیاں نماز نہیں پڑھتی تھیں (بخاری:۹۷۱؛۹۷۴؛۹۸۰؛۹۸۱)۔

عیدین۔عیدالاضحیٰ:

عیدالاضحیٰ۔ایام تشریق: ذی الحجہ کے پہلے دس دن یعنی ایام تشریق کے عمل سے زیادہ کسی دن کے عمل میں بھی نہیں، جہاد میں بھی نہیں، ماسوائے اُس شخص کے جو جہاد کے لیے اپنی جان و مال خطرہ میں ڈال کر نکلا اور سب کچھ اللہ کی راہ میں قربان کر دیا (بخاری:۹۶۹)۔ایام حج میں منیٰ کے قیام کے دوران نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خیمہ میں لیٹے ہوئے تھے اور وہاں دو انصاری لڑکیاں دف بجا کر گا رہی تھیں۔ ابو بکرؓ نے یہ منظر دیکھ کر انہیں ڈانٹا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ابو بکرؓ! انہیں چھوڑ دو۔ یہ عید کے دن ہیں (بخاری:۳۵۲۹)۔

عیدالاضحیٰ۔نماز،قربانی: عیدالاضحیٰ کے دن کی ابتداء ہم نماز عید سے کریں گے، پھر قربانی کریں گے۔ یہی میری سنت ہے۔ جو نماز عید سے پہلے ذبیحہ کرے گا تو اس کی حیثیت صرف گوشت کی ہوگی، قربانی کی نہیں (بخاری: ۹۵۱؛۵۵۴۵؛۵۵۴۶؛۵۵۶۰؛۵۵۶۳)۔عیدالاضحیٰ کے دن جو شخص نماز سے پہلے قربانی کر دے تو اس کا ذبیحہ جانور کا گوشت ہے، قربانی نہیں۔ اسے نماز کے بعد دوبارہ قربانی کرنی چاہیے (بخاری:۹۵۴؛۹۵۵؛۹۶۵؛۹۶۸؛۹۷۶؛۹۸۳ تا ۹۸۵؛۵۵۰۰؛۵۵۴۹؛ ۵۵۶۱؛۵۵۶۲؛۶۶۷۳؛۶۶۷۴؛۷۴۰۰)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ ہی میں نحر اور ذبح کیا کرتے تھے (بخاری:۹۸۲)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے جانور پر سوار ہونے کی اجازت دی تھی (بخاری:۱۶۸۹؛۱۶۹۰؛۱۷۰۶؛ ۶۱۵۹؛۶۱۶۰)۔قربانی کے جانوروں کے لیے ہار بنانا اور انہیں ہار پہنانا مسنون ہے (بخاری:۱۷۰۴؛۱۷۰۵)۔

قربانی۔گوشت،کھال: حج تمتع کی قربانی آزاد اور غلام دونوں پر واجب ہے (بخاری:۱۷۱۱)۔اونٹوں کو بٹھا یا لٹا کر نہیں بلکہ کھڑا کر کے ہی نحر کرنا سنت ہے (بخاری:۱۷۱۳)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے جانوروں کی کھال کو صدقہ کرنے کا حکم دیا تھا (بخاری:۱۷۰۷)۔قربانی کے گوشت، اوجھڑی اور کھال میں سے کوئی چیز بھی قصائی کو مزدوری میں نہ دی جائے (بخاری:۱۷۱۶ تا ۱۷۱۸)۔منیٰ میں قربانی کا گوشت کھانے اور توشہ کے طور پر گھر لے جانے کی بھی اجازت ہے (بخاری:۱۷۱۹)۔قربانی کے جانوروں کے جھول اور کھال کو خیرات کرنے کا حکم ہے (بخاری:۲۲۹۹)۔عورت کا ذبیحہ جائز ہے۔کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی

ایک باندی نے اپنے مالک کے چرتے ہوئے بکریوں میں سے ایک کو مرتے دیکھ کر نوکدار پتھر سے ذبح کر دیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا گوشت کھانے کا حکم دیا (بخاری:۲۳۰۴)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں صحابہ کرامؓ قربانی کا گوشت بطور توشہ مدینہ لے جایا کرتے تھے (بخاری:۲۹۸۰)۔جس شخص کے اونٹ کی گردن میں تانت کا گنڈا (بھیڑ بکریوں کی انتڑیوں کا ہار) ہو وہ اسے کاٹ ڈالے (بخاری:۳۰۰۵)۔تین دن کے بعد قربانی کا گوشت کھانے کی ممانعت کا حکم منسوخ کر دیا گیا تھا (بخاری:۳۹۹۷)۔قربانی کا گوشت کھاؤ، کھلاؤ اور جمع کرو یعنی قربانی کا گوشت جمع کر کے رکھنا بھی جائز ہے (بخاری: ۵۵۶۹) ۔مسلمان گوشت لا کر دے اور یہ یقینی نہ بھی ہو کہ انہوں نے ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لیا تھا یا نہیں تب بھی اسے اللہ کا نام لے کر کھا سکتے ہو (بخاری:۷۳۹۸)۔

قربانی۔ جانور: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو بکریوں کے گوشت سے بہتر کی حامل ایک سال سے کم عمر کی بکری کی قربانی کی اجازت دے دی تھی (بخاری: ۵۵۴۹)۔ نبی کریم ﷺ نے ابو بردہؓ کو ایک سال سے کم عمر کی بکری کی قربانی کی اجازت دیتے ہوئے فرمایا: کسی اور کے لیے ایسا کرنا جائز نہیں (بخاری:۵۵۵۶؛ ۵۵۵۷؛۵۵۶۰؛۵۵۶۳)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کی طرف سے گائے کی قربانی کی (بخاری:۵۵۵۹) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دو چتکبرے مینڈھوں کی قربانی کیا کرتے تھے (بخاری:۵۵۵۳؛۵۵۵۴؛۵۵۵۸؛۵۵۶۴؛۵۵۶۵)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مینڈھوں کی قربانی کی اور ذبح کرتے وقت بسم اللہ، اللہ اکبر پڑھا (بخاری:۷۳۹۹)۔قربانی کے اونٹ پر سواری کرنا جائز ہے (بخاری:۲۷۵۴؛۲۷۵۵)۔

غلام، باندی، خادم:

غلام۔ احکامات: تمہارے غلام بھی تمہارے بھائی ہیں، اگرچہ اللہ نے انہیں تمہاری ماتحتی میں دے رکھا ہے۔ انہیں وہی کھلاؤ پہناؤ جو خود کھاتے پہنتے ہو۔ ان پر ان کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالو اور اگر ایسا کرنا پڑے تو ان کی خود بھی مدد کر دیا کرو (بخاری:۳۱؛ ۲۵۴۵؛ ۶۰۵۰)۔کوئی اپنے غلام کو میرا بندہ، میری بندی اور خود کو ان کا رب (بمعنی آقا) نہ کہے بلکہ انہیں میرا خادم، میری خادمہ، میرا غلام، میری باندی اور خود کو سردار یا آقا کہلوائے (بخاری:۲۵۵۲)۔ وہ غلام کتنا اچھا ہے جو اپنے رب کی عبادت حسن و خوبی کے ساتھ بجالائے اور اپنے مالک کی خیر خواہی بھی کرتا رہے (بخاری:۲۵۴۹)۔ اپنے آقا کا خیر خواہ غلام جو اپنے رب عبادت بھی اچھی طرح کرتا ہو تو اسے دوگنا ثواب ملتا ہے (بخاری:۹۷؛ ۲۵۴۶ تا ۲۵۴۸؛ ۲۵۵۰؛ ۲۵۵۱؛ ۳۰۱۱؛ ۳۴۴۶؛ ۵۰۸۳)۔ جو کوئی اپنے مالک کو چھوڑ کر اس کی اجازت کے بغیر کسی دوسرے کو مالک بنائے، اس پر اللہ، تمام ملائکہ اور انسانوں کی لعنت ہے۔ نہ اس کی کوئی فرض عبادت مقبول ہے نہ نفل (بخاری:۱۸۷۰)۔ مدبر غلام کو بیچنا جائز ہے (بخاری:۲۲۳۰؛ ۲۲۳۱؛ ۲۵۳۴)۔ ایک صحابی نے اپنے غلام کو مدبر بنا دیا (کہ ان کی موت کے بعد وہ آزاد ہو جائے گا)۔ چونکہ ان کے پاس کوئی اور مال نہ تھا تو نبی کریم ﷺ نے اس غلام کو آٹھ سو درہم میں بیچ کر اس کی قیمت انہیں بھیج دی (بخاری:۷۱۸۶)۔ جب کوئی غلام یا خادم تمہارے لیے کھانا پکا کر لائے اور تم اسے اپنے ساتھ بٹھا کر نہ کھلا سکو تو اسے ایک دو لقمہ ہی کھلا دو (بخاری:۲۵۵۷؛ ۵۴۶۰)۔ مدینہ میں حضرت انسؓ لڑکپن سے ہی سفر و حضر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتے رہے مگر آپ ﷺ نے کبھی انسؓ کو سرزنش نہیں کی کہ فلاں کام کیوں نہیں کیا (بخاری:۲۷۶۸)۔ کسی گھرانے کا غلام اسی گھرانے کا ایک فرد ہوتا ہے (بخاری:۶۷۶۱)۔

غلام۔ آزادی: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج گرہن میں غلام آزاد کرنے کا حکم دیا (بخاری:۱۰۵۴؛ ۲۵۱۹؛ ۲۵۲۰)۔ اگر کسی نے مال والا غلام بیچا تو مال بیچنے والے کا ہوتا ہے الا یہ کہ خریدار مال سمیت غلام خریدنے کی شرط لگا دے (بخاری:۲۳۷۹)۔ ایک شخص نے اپنا ایک غلام آزاد کیا لیکن اس کے پاس کوئی اور مال نہ تھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا غلام واپس کرا دیا جسے نعیم بن نحام نے خرید لیا (بخاری:۲۴۱۵)۔ جس نے کسی مسلمان غلام کو آزاد کیا تو اللہ اس غلام کے ہر عضو کی آزادی کے بدلے اس شخص کے جسم کے ہر عضو کو دوزخ سے آزاد کر دے گا (بخاری:۲۵۱۷)۔ سب سے زیادہ قیمتی اور مالک کی نظر میں پسندیدہ غلام آزاد کرنا افضل ہے (بخاری:۲۵۱۸)۔ جس نے کسی مشترک غلام کے اپنے حصے کو آزاد کیا اور اس کے پاس غلام کی پوری آزادی کے لیے مال بھی ہے تو باقی شراکت داروں کے حصے کی قیمت ادا کر کے پورا غلام آزاد کرنا اس پر لازم ہے۔ اگر اس کے پاس اتنا مال نہیں ہے تو باقی حصوں کی آزادی کے لیے غلام کو خود کوشش کر کے قیمت ادا کرنی ہوگی (بخاری:۲۵۲۱ تا ۲۵۲۷؛ ۲۵۵۳)۔ حضرت ابو ہریرہؓ اسلام قبول کرنے کی نیت سے مدینہ کے لیے نکلے تو راستے میں ان کا غلام ان سے بچھڑ گیا۔ مدینہ پہنچ کر جب ابو ہریرہؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کا غلام بھی وہاں پہنچ گیا تو حضرت ابو ہریرہؓ نے اپنے غلام کو

آزاد کردیا (بخاری: ۲۵۳۰ تا ۲۵۳۲)۔ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے اپنے کفر کے زمانے میں سو غلام آزاد کئے تھے اور سو اونٹ لوگوں کو سواری کے لیے دیئے تھے۔ اسلام لانے کے بعد بھی انہوں نے سو غلام آزاد کئے اور سو اونٹ لوگوں کو سواری کے لیے دیئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو نیکیاں تم پہلے کر چکے ہو، وہ سب قائم رہیں گی (بخاری: ۲۵۳۸)۔ جو باندی یا غلام کو آزاد کرے، تو اس کا ولاء آزاد کرنے والے کے ساتھ ہے (بخاری: ۵۰۹۷)۔ جس نے کسی مسلمان غلام کو آزاد کیا تو اللہ غلام کے ایک ایک عضو کے بدلہ آزاد کرنے والے کا ایک ایک عضو جہنم سے آزاد کرے گا (بخاری: ۶۷۱۵)۔

غلام، باندی۔ مکاتبت: حضرت بریرہؓ نے اپنے آقا سے پانچ اوقیہ چاندی پانچ سال کے اندر پانچ قسطوں کی عوض مکاتبت کی اور اس سلسلہ میں مدد کے لیے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئیں۔ حضرت عائشہؓ نے کل قیمت یکمشت دے کر انہیں خریدنے کی پیشکش کی اور کہا کہ میں تمہیں خرید کر آزاد کردوں گی یوں تمہاری ولاء میرے ساتھ قائم ہو جائے گی۔ حضرت بریرہؓ کے مالک نے انہیں بیچنا اس شرط کے ساتھ منظور کیا کہ بریرہ کی ولاء (وہ ترکہ جو آزاد کیا ہوا غلام چھوڑ کر مرے) انہی کے پاس رہے گا۔ یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ولاء تو اسی کی ہوتی ہے جو آزاد کرے۔ جو کوئی ایسی شرط لگائے جس کی دلیل کتاب اللہ میں نہ ہو تو وہ شرط غلط ہے (بخاری: ۲۵۶۰ تا ۲۵۶۵؛ ۲۵۷۸؛ ۲۷۱۷؛ ۲۷۲۶؛ ۲۷۲۹؛ ۲۷۳۵؛ ۶۷۵۹؛ ۶۷۶۰)۔ ولاء کے تعلق کو بیچنے یا ہبہ کرنے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے (بخاری: ۶۷۵۶)۔ فرمانِ عائشہؓ: بریرہؓ سے دین کے تین مسئلے معلوم ہوئے۔ شادی شدہ باندی اگر اپنے غلام شوہر سے پہلے آزاد ہو جائے تو اسے اپنے شوہر کے ساتھ رہنے یا نہ رہنے کا اختیار مل جاتا ہے۔ ولاء اسی کے ساتھ قائم ہوتی ہے جو غلام یا باندی کو آزاد کرے۔ اگر کوئی زکوٰۃ میں ملا ہوا مال دوسرے کو دے تو دوسرے کے لیے یہ ہدیہ بن جاتا ہے (بخاری: ۵۲۷۸)۔

لونڈی۔ احکامات: اس آدمی کے لیے دُگنا اجر ہے جس کے پاس کوئی لونڈی ہو اور وہ اسے عمدہ تعلیم و تربیت دے، پھر اسے آزاد کر کے اس سے نکاح کر لے۔ (بخاری: ۹۷؛ ۲۵۴۷؛ ۵۰۸۳؛ ۳۰۱۱؛ ۳۴۴۶)۔ جب کوئی غیر شادی شدہ باندی زنا کرے تو شرعی ثبوت ملنے پر اسے کوڑے لگوائے مگر لعنت نہ کرے۔ باندی اگر یہی کام تیسری یا چوتھی مرتبہ بھی کرے تو اسے بیچ دے، خواہ ایک رسی کے بدلہ ہی میں بیچنا پڑے (بخاری: ۲۱۵۲ تا ۲۱۵۴؛ ۲۲۳۲ تا ۲۲۳۴؛ ۲۵۵۵؛ ۲۵۵۶)۔ غزوہ بنی مصطلق میں مسلمانوں کو قیدی اور باندیاں ہاتھ آئیں۔ امیر لشکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ کیا ہم باندیوں سے ہم بستری کے دوران عزل (حمل سے بچنے کے لیے منی باہر خارج کرنا) کر سکتے ہیں؟ جواب ملا: تم ایسا کر سکتے ہو۔ اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ لیکن روحوں کی پیدائش مقدر ہو چکی ہے، وہ تو ضرور پیدا ہو کر رہیں گی (بخاری: ۲۲۲۹؛ ۲۵۴۲؛ ۶۶۰۳؛ ۷۴۰۹)۔ بیوی کی باندی سے ہم بستری کرنا جائز نہیں۔ لاعلمی کی وجہ سے بیوی کی باندی سے ہم بستری کرنے والے کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سو کوڑوں کی سزا دی تھی (بخاری: ۲۲۹۰)۔ ولاء کے بیچنے اور اس کے ہبہ کرنے سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے (بخاری: ۲۵۳۵)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو مصطلق پر جب حملہ کیا تو وہ بالکل غافل تھے۔ ان کے لڑنے والوں کو قتل اور عورتوں بچوں کو قید کر لیا گیا۔ انہی قیدیوں میں جویریہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں جو اُم المومنین بنیں (بخاری: ۲۵۴۱)۔

لونڈی، غلام۔ حقوق: باندی کے لڑکے کا تنازعہ: نبی ﷺ کا فیصلہ کہ لڑکا جس کے بستر پر پیدا ہو، اسی کا شمار ہوگا (بخاری: ۲۵۳۳)۔ حضرت بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جب اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کے مالک سے خرید کر آزاد کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیئے گئے اختیار سے انہوں نے اپنے دور غلامی کے شوہر حضرت مغیثؓ سے اپنے نکاح کو فسخ کر دیا تھا (بخاری: ۲۵۳۶؛ ۲۵۷۸؛ ۵۰۹۷؛ ۶۷۵۸)۔ بریرہؓ نے اپنی آزادی کے بعد اپنے غلام شوہر مغیثؓ کے ساتھ رہنے سے انکار کر دیا تو وہ مدینہ کی گلیوں میں روتے پھرتے تھے۔ یہ دیکھ کر آپ ﷺ نے بریرہؓ سے کہا: کاش تم مغیثؓ کے بارے میں اپنا فیصلہ بدل لو۔ انہوں نے کہا کہ کیا یہ آپ کا حکم ہے؟ نبی ﷺ نے فرمایا: نہیں۔ میں صرف سفارش کر رہا ہوں۔ بریرہؓ نے جواب دیا: مجھے مغیثؓ کے پاس رہنے کی خواہش نہیں ہے (بخاری: ۵۲۸۳)۔ جس نے اپنے غلام پر غلط تہمت لگائی تو قیامت کے دن اسے کوڑے لگائے جائیں گے (بخاری: ۶۸۵۸)۔

لونڈی سے زنا: ایک سرکاری غلام نے حصہ خمس کی ایک باندی سے زبردستی صحبت کر لی تو حضرت عمرؓ نے غلام پر حد جاری کرائی اور اسے شہر بدر بھی کر دیا لیکن باندی پر حد جاری نہیں کی۔ (بخاری: ۶۹۴۹) امام زہریؒ (تابعی) کہتے ہیں: اگر کسی آزاد نے کسی کنواری باندی سے ہمبستری کر لی تو اسے کوڑے بھی لگائے جائیں گے اور باندی کی قیمت میں جو کمی ہوئی ہے، وہ بھی باندی کے مالک کو دینے ہوں گے۔ لیکن اگر آزاد مرد نے ثیبہ (غیر کنواری) لونڈی سے زنا کیا تو اس پر صرف حد لگائی

جائے گی، کوئی تاوان واجب نہ ہوگا (بخاری: ۶۹۴۹)۔

غلام، قیدی۔ہجرت، فدیہ: بعض انصاریوں نے اپنے بھانجہ عباس کا فدیہ معاف کرنے کی درخواست کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک درہم بھی چھوڑنے سے منع فرما دیا (بخاری: ۲۵۳۷)۔ابن عباسؓ کا فرمان: ہمارے لیے مشرکین دو طرح کے تھے۔ایک لڑائی کرنے والے مشرکین دوسرے عہد و پیمان کرنے والے مشرکین۔جب اہل کتاب حرب کی کوئی عورت قبول اسلام اور ہجرت کرکے مدینہ آتی تو حیض سے پاک ہونے کے بعد ان سے نکاح جائز ہوجاتا۔اگر مشرکین میں سے کوئی غلام یا لونڈی قبول اسلام کرکے ہجرت کرتی تو اسے آزاد سمجھا جاتا اور وہ مہاجرین کے سے حقوق پاتے۔البتہ اگر اس کا تعلق معاہد مشرکین سے ہوتا ان کے مالک مشرکین کو ان کی قیمت ادا کی جاتی (بخاری: ۵۲۸۶)۔

غیب۔علوم:

غیب کی پانچ کنجیاں ہیں، جنہیں اللہ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔کسی کو نہیں معلوم کہ کل کیا ہوگا؟ ۲۔ماں کے پیٹ میں کیا ہے؟ ۳۔قیامت کب آئے گی؟ ۴۔اسے موت کس جگہ آئے گی؟ ۵۔بارش کب ہوگی؟ (بخاری: ۱۰۳۹؛ ۷۳۷۹)۔غیب کے خزانے پانچ ہیں جیسا کہ سورۃ لقمان آیت: ۳۴ میں اللہ نے فرمایا ہے: بے شک اللہ ہی کو قیامت کی خبر ہے۔وہی جانتا ہے کہ ماں کے رحموں میں کیا ہے۔کوئی بھی نہیں جان سکتا کہ وہ کل کیا عمل کرے گا۔کوئی نہیں جانتا کہ بارش کب ہوگی۔کوئی نہیں جان سکتا کہ وہ کس زمین پر مرے گا۔بے شک اللہ ہی علم والا اور خبر رکھنے والا ہے (بخاری: ۴۶۲۷؛ ۴۶۹۷)۔اے اُمت محمدﷺ! اگر تمہیں وہ معلوم ہوتا جو مجھے معلوم ہے تو تم ہنستے کم اور روتے زیادہ (بخاری: ۵۲۲۱)۔

فتنہ، فسق و فجور:

فتنے۔نشانیاں: ایک وقت ایسا آئے گا جب علم اُٹھا لیا جائے گا، جہالت اور فتنے پھیل جائیں گے اور قتل بڑھ جائے گا۔(بخاری: ۸۵) قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک علم دین نہ اٹھ جائے اور زلزلوں کی کثرت نہ ہوجائے۔زمانہ جلدی جلدی گزرے گا، فتنے فساد پھوٹ پڑیں گے اور قتل کی کثرت ہوجائے گی۔قتل اور مال و دولت کی اتنی کثرت ہوگی کہ وہ ابل پڑے گا۔(بخاری: ۱۰۳۶)۔کفر کی چوٹی مشرق میں اور فخر، تکبر گھوڑے اونٹ والوں اور زمینداروں میں ہوتا ہے جبکہ بکری والوں میں دل جمعی ہوتی ہے (بخاری: ۳۳۰۱)۔

فتنے۔جھگڑے: اللہ کو سب سے زیادہ ناپسند وہ آدمی ہے جو سب سے زیادہ جھگڑالو ہو (بخاری: ۲۴۵۷؛ ۴۵۲۳؛ ۷۱۸۸)۔جھگڑے میں چہرے پر مارنے سے پرہیز کرو (بخاری: ۲۵۵۹)۔عنقریب تمہارے گھروں میں فتنے اس طرح برس رہے ہوں گے جیسے بارش برستی ہے (بخاری: ۲۴۶۷؛ ۳۵۹۷؛ ۷۰۶۰)۔

فتنے۔تباہی: اے اللہ! ہمارے شام اور یمن پر برکت نازل فرما۔نجد میں تو زلزلے اور فتنے ہوں گے۔اور شیطان کا سینگ وہیں سے طلوع ہوگا (بخاری: ۱۰۳۷؛ ۷۰۹۴)۔جب فسق و فجور بڑھ جائے گا تو نیک لوگوں کی موجودگی کے باوجود بربادی ہوگی (بخاری: ۳۳۴۶)۔ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔عرب کے لیے تباہی اس شر سے آئے گی جس کے واقع ہونے کا زمانہ قریب آ گیا ہے (بخاری: ۳۵۹۸)۔سبحان اللہ! مسلمانوں کو ملنے کے لیے کیسے کیسے خزانے اترے ہیں اور کیا کیا فتنے و فساد اترے ہیں (بخاری: ۳۵۹۹)۔

فتنے۔بچاؤ: ایک زمانہ آئے گا جب مسلمانوں کا سب سے عمدہ مال اس کی وہ بکریاں ہوں گی، جنہیں وہ لے کر پہاڑوں کی چوٹیوں اور بارانی وادیوں میں لے جائے گا تاکہ اپنے دین و ایمان کو فتنوں سے بچا سکے (بخاری: ۳۳۰۰؛ ۳۶۰۰؛ ۷۰۸۸)۔جب فتنوں کا دور آئے گا تو بیٹھنے والا کھڑے رہنے والے سے اور کھڑا رہنے والا چلنے والے سے اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔اس وقت جسے جہاں بھی پناہ مل جائے بس وہیں پناہ پکڑ لے تاکہ اپنے دین کو فتنوں سے بچا سکے (بخاری: ۳۶۰۱؛ ۷۰۸۱؛ ۷۰۸۲)۔انسان کی آزمائش اس کے مال، اس کے بیوی بچوں اور پڑوسی کے معاملات میں ہوتا ہے جس کا کفارہ نماز، صدقہ، امر

بالمعروف اور نہی عن المنکر کر دیتا ہے (بخاری: ۷۰۹۶)۔ اگر مسلمانوں کی کوئی جماعت نہ ہو اور نہ ان کا کوئی امام ہو تو پھر ان تمام فرقوں سے اپنے آپ کو الگ رکھنا اگر چہ تجھے اس کے لیے درخت کی جڑ ہی کیوں نہ چبانی پڑے، یہاں تک کہ تیری موت آ جائے (بخاری: ۳۶۰۶)۔

قتل ۔ ظلم:
حضرت علیؓ کی ہمشیرہ اُم ہانی نے اپنے خاوند ہبیرہ کے ایک بیٹے کو پناہ دی ہوئی تھی جبکہ حضرت علیؓ اس کے قتل کے درپے تھے۔ اُم ہانی کی شکایت پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جسے اُم ہانی نے پناہ دی، اسے ہم نے بھی پناہ دی (بخاری: ۳۵۷)۔ جب بھی کوئی انسان ظلم سے قتل کیا جاتا ہے تو آدمؑ کے بیٹے قابیل کے نامہ اعمال میں بھی اس قتل کا گناہ لکھا جاتا ہے کیونکہ قتل ناحق کی ابتدا اسی نے کی تھی (بخاری: ۳۳۳۵؛ ۶۸۶۷؛ ۷۳۲۱)۔

قتل ۔ ناحق: ناحق خون کرنے کو اللہ نے حرام کیا ہے۔ یہ ہلاکت کا وہ بھنور ہے جس میں گرنے کے بعد پھر نکلنے کی امید نہیں ہے کیونکہ جب مومن کوئی ناحق خون کرتا ہے تو مغفرت کا دروازہ تنگ ہو جاتا ہے (بخاری: ۶۸۶۲؛ ۶۸۶۳)۔ قیامت میں سب سے پہلے لوگوں کے درمیان خون خرابے کا فیصلہ کیا جائے گا (بخاری: ۶۸۶۴)۔ ایک بدری صحابی مقداد بن عمروؓ: اگر دوران جنگ دشمن میرا ایک ہاتھ کاٹ دے اور جب میں جوابی وار کرنے لگوں تو وہ کسی درخت کی آڑ لے کر کلمہ پڑھ کر مسلمان ہونے کا اقرار کر لے تو کیا میں اسے قتل کر سکتا ہوں؟ نبی کریم ﷺ: نہیں تم اسے قتل نہیں کر سکتے۔ اگر تم نے اسے قتل کر دیا تو وہ معصوم اور تم ظالم ہو گے (بخاری: ۶۸۶۵)۔ ایک جہادی لشکر نے قبیلہ جہینہ کی ایک شاخ کو شکست دی۔ دوران جنگ ان کا ایک فرد مجاہدین کی تلواروں کے قابو میں آ گیا تو اس نے کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھ لیا۔ لیکن اسامہ بن زیدؓ نے اسے اپنے نیزے سے قتل کر دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسامہؓ سے ناگواری کے ساتھ بار بار دہراتے رہے کہ تم نے اسے کلمہ پڑھنے کے بعد بھی قتل کر ڈالا (بخاری: ۶۸۷۲)۔ جس نے ہم پر ہتھیار اٹھایا وہ ہم میں سے نہیں ہے (بخاری: ۶۸۷۴)۔

قتل ۔ مسلمان: میرے بعد کافر نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو (بخاری: ۱۲۱؛ ۶۱۶۶؛ ۶۸۶۸؛ ۶۸۶۹)۔ جب دو مسلمان تلوار کھینچ کر ایک دوسرے سے بھڑ جائیں تو قاتل اور مقتول دونوں جہنمی ہیں کیونکہ مقتول بھی اپنے قاتل کے قتل پر آمادہ تھا (بخاری: ۶۸۷۵)۔ کسی کلمہ گو کا قتل تین صورتوں کے علاوہ جائز نہیں ہے۔ اول قاتل، دوم شادی شدہ زانی اور تیسرا اسلام چھوڑ کر کافر ہو جانے والا مرتد (بخاری: ۶۸۷۸)۔

قتل ۔ قصاص، خون بہا:
جس کا کوئی عزیز قتل ہو جائے تو اسے دو باتوں کا اختیار ہے۔ اسے خوں بہا دیا جائے یا قصاص دیا جائے (بخاری: ۶۸۸۰)۔ بنی اسرائیل میں صرف قصاص کا رواج تھا۔ دیت کا حکم اس اُمت کے لیے نازل ہوا (بخاری: ۶۸۸۱)۔ حاملہ عورت کے پیٹ پر اس طرح ضرب لگانا کہ اس کا حمل گر جائے، اسے عورت کا املاص کہتے ہیں۔ عورت کے املاص کی دیت نبی کریم ﷺ نے ایک غلام یا باندی بطور تاوان دینا قرار دیا ہے (بخاری: ۷۳۱۷)۔

قرآن ۔ آیات سجدہ:
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ نجم کی آیت سجدہ کی تلاوت پر سجدہ کیا تو مسلمان اور کافر سب نے سجدہ کیا مگر ایک شخص امیہ بن خلف نے ہاتھ میں مٹی کنکر لے کر اپنے چہرے تک لایا اور کہا کہ میرے لیے یہی کافی ہے۔ بعد میں وہ حالت کفر ہی میں قتل ہوا (بخاری: ۱۰۶۷؛ ۱۰۷۰)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ ص کی آیت سجدہ کی تلاوت پر سجدہ کیا تھا، حالانکہ یہ تاکیدی سجدوں میں سے نہیں ہے (بخاری: ۱۰۶۹؛ ۳۴۲۲)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ النجم میں سجدہ کیا تو مسلمانوں، مشرکوں، جن وانس سب نے آپ کے ساتھ سجدہ کیا (بخاری: ۱۰۷۱)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ اذا السماء انشقت پڑھتے ہوئے سجدہ کیا (بخاری: ۱۰۷۴؛ ۱۰۷۸)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آیت سجدہ پڑھتے اور سجدہ کرتے تو سب صحابہ بھی سجدہ کرتے حالانکہ ہجوم کی وجہ سے انہیں سجدہ کے لیے پیشانی رکھنے کی جگہ بھی نہ ملتی (بخاری: ۱۰۷۵؛ ۱۰۷۶؛ ۱۰۷۹)۔

قرآن ۔آیاتِ متشابہ:

جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو متشابہ آیات کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں تو ان سے بچتے رہو کیونکہ سورۃ آلِ عمران آیت: ۷ میں ہے کہ ایسے لوگوں کے دلوں میں ٹیڑھ پن ہے اور یہ اس کی غلط تاویل اور فتنے کی تلاش میں ہوتے ہیں (بخاری: ۴۵۴۷)۔

قرآن ۔تلاوت:

تلاوت ۔سکینت: ایک صحابی اسید بن حضیرؓ نے نماز میں سورۃ الکھف کی تلاوت کی تو گھر میں بندھے گھوڑے نے اچھلنا کودنا شروع کر دیا۔سلام پھیرنے کے بعد انہوں نے دیکھا کہ بادل کے ایک ٹکڑے نے ان کے سارے گھر پہ سایہ کر رکھا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ماجرا سن کر فرمایا: یہ سکینت ہے جو قرآن کی وجہ سے نازل ہوئی ہے (بخاری: ۳۶۱۴؛ ۴۸۳۹؛ ۵۰۱۱)۔اسید بن نضیر رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ رات میں سورۃ البقرہ کی تلاوت کر رہے تھے تو ان کا گھوڑا بدکنے لگا۔انہیں آسمان کی طرف ایک چھتری سی نظر آئی جس میں روشن چراغ تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا: وہ فرشتے تھے جو تمہاری تلاوت سننے کے لیے قریب ہو رہے تھے (بخاری: ۵۰۱۸)۔ جو شخص قرآن بار بار پڑھتا ہے پھر بھی وہ اس کے لیے دشوار ہے تو اسے دوگنا ثواب ملے گا (بخاری: ۴۹۳۷)۔ ایک صاحب اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھاتے تو نماز میں قرآت کا اختتام قل ھواللہ احد (سورۃ اخلاص) پر کرتے اور کہتے کہ یہ اللہ کی صفت ہے اور میں اسے پڑھنا عزیز رکھتا ہوں۔ نبی کریمﷺ نے فرمایا: انہیں بتا دو کہ اللہ بھی انہیں عزیز رکھتا ہے (بخاری: ۷۳۷۵)۔فرمان عائشہؓ: نبی کریمﷺ اس وقت بھی قرآن پڑھتے تھے جب آپ کا سر مبارک میری گود میں ہوتا تھا اور میں حالت حیض میں ہوتی تھی (بخاری: ۷۵۴۹)۔۔کچھ لوگ مشرق کی طرف سے نکلیں گے اور قرآن پڑھیں گے جو ان کے حلق کے نیچے سے نہیں اترے گا۔ (بخاری: ۷۵۶۲)

تلاوت ۔قاری: تلاوت قرآن کرنے والے مومن کی مثال سنگترے کی سی ہے جس کا مزا بھی لذیذ اور خوشبو بھی بہترین ۔تلاوت قرآن نہ کرنے والے مومن کی مثال کھجور کی سی ہے جس کا مزا تو عمدہ ہوتا ہے لیکن اس میں خوشبو نہیں ہوتی۔ تلاوت کرنے والے منافق کی مثال گل ریحان جیسی ہوتی ہے کہ اس کی خوشبو تو اچھی ہوتی ہے لیکن مزا کڑوا ہوتا ہے۔تلاوت نہ کرنے والے منافق کی مثال اندرائن کی سی ہوتی ہے کہ اس کا مزا بھی کڑوا ہوتا ہے اور خوشبو بھی نہیں ہوتی (بخاری: ۵۰۲۰؛ ۵۰۵۹؛ ۵۴۲۷؛ ۷۵۶۰)۔اللہ نے کوئی چیز اتنی توجہ سے نہیں سنی جتنی توجہ سے بہترین آواز کے ساتھ مجھے قرآن پڑھتے ہوئے سنا ہے (بخاری: ۵۰۲۳؛ ۵۰۲۴) ۔قرآن مجید کا پڑھتے رہنا لازم پکڑ لو (بخاری: ۵۰۳۳)۔

تلاوت ۔آداب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن دس سال تک پہلے مکہ میں پھر دس سال تک مدینہ میں نازل ہوتا رہا (بخاری: ۴۹۷۸؛ ۴۹۷۹)۔اللہ نے مجھ پر قرآن نازل کیا ہے جو قیامت تک رہے گا۔لہٰذا قیامت کے دن میرے تابع فرمان لوگ دوسرے پیغمبروں کے تابع فرمانوں سے زیادہ ہوں گے (بخاری: ۴۹۸۱)۔عبداللہ بن عمروؓ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان: مہینہ میں ایک قرآن مجید ختم کیا کرو یا زیادہ سے زیادہ تین دن میں ختم کر لیا کرو (بخاری: ۱۹۷۸)۔ قرآن مجید اس وقت تک پڑھو جب تک اس میں دل لگے۔ جب جی اچاٹ ہونے لگے تو پڑھنا بند کر دو (بخاری: ۵۰۶۰؛ ۵۰۶۱)۔ جب تک تمہارے دلوں میں اتحاد و اتفاق ہو، قرآن کریم پڑھو اور جب تم میں اختلاف ہو جائے تو اس سے اٹھ کھڑے ہو (بخاری: ۷۳۶۴؛ ۷۳۶۵)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان الفاظ کو کھینچ کر پڑھتے تھے جن میں مد ہوتا تھا (بخاری: ۵۰۴۵)۔ نبی کریمﷺ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرمائش کر کے قرآن کی تلاوت سنی اور تلاوت سنتے ہوئے آپﷺ کی آنکھ سے آنسو بہنے لگے۔یعنی قرآن کی تلاوت سننا بھی مسنون ہے (بخاری: ۴۵۸۲)۔کسی کو یوں نہیں کہنا چاہئے کہ میں فلاں فلاں آیتیں بھول گیا بلکہ اسے یوں کہنا چاہئے کہ مجھے فلاں فلاں آیتوں کو بھلا دیا گیا (بخاری: ۵۰۳۹)۔قرآن سات عرب بولیوں (قراتوں) میں نازل ہوا ہے۔پس تمہیں جس قرآت میں سہولت ہو، پڑھو (بخاری: ۷۵۵۰؛ ۲۴۱۹)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمن کے علاقہ میں قرآن لے کر جانے سے منع فرمایا تھا (بخاری: ۲۹۹۰)۔

تلاوت ۔آواز: ابوموسیٰ اشعریؓ کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوموسیٰ! تجھے داؤد علیہ السلام جیسی بہترین آواز عطا کی گئی ہے (بخاری: ۵۰۴۸)۔ میں قرآن مجید دوسروں سے سننا محبوب رکھتا ہوں (بخاری: ۵۰۴۹؛ ۵۰۵۶)۔ جو خوش آوازی کے ساتھ قرآن نہیں پڑھتا وہ ہم مسلمانوں کے طریق پر نہیں ہے (بخاری: ۷۵۲۷)۔اللہ کسی چیز کو اتنی توجہ سے نہیں سنتا، جتنی توجہ سے اچھی آواز سے پڑھنے پر نبی کے قرآن مجید کو سنتا ہے (بخاری: ۷۵۴۴)۔

قرآن ۔ مصحف، تیاری:

جنگ یمامہ میں حفاظ صحابہ کرامؓ کی کثیر تعداد کے شہید ہو جانے کے بعد حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ اور دیگر صحابہ نے قرآن کو کتابی شکل میں جمع کرنے کی طرف متوجہ ہوئے۔ دورِ رسالت میں مختلف اشیاء پر الگ الگ لکھ کر محفوظ کئے گئے قرآنی آیات کو زیدؓ بن ثابت نے ایک جگہ جمع کر کے حضرت ابو بکرؓ کے پاس رکھوایا۔ حضرت ابو بکرؓ کی وفات کے بعد حضرت عمرؓ اور پھر اُم المومنین حضرت حفصہ بنت عمرؓ کے پاس یہ صحیفے محفوظ رہے۔ بعد ازاں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس صحیفے کی نقول بنوا کر اس کا ایک ایک نسخہ سلطنت کے ہر علاقہ میں بھجوا دیا تھا (بخاری: ۴۹۸۶؛ ۴۹۸۷؛ ۴۹۸۹؛ ۷۱۹۱)۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زید بن ثابت، عبد اللہ بن زبیر، سعید بن عاص اور عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام رضی اللہ عنہم کو قریش کے محاورہ کے مطابق قرآن مجید کو کتابی شکل میں لکھنے کی ہدایت کی۔ چنانچہ انہوں نے قرآن مجید کو کئی مصحفوں میں نقل کیا۔ (بخاری: ۳۵۰۶؛ ۴۹۸۴)۔ قرآن کو کتابی شکل میں جمع کرتے وقت الاحزاب کی آیت ۔۲۳ (مومنوں میں سے کچھ مرد ایسے ہیں جنہوں نے وہ بات سچ کہی، جس پر انہوں نے اللہ سے عہد کیا) صرف خزیمہ بن ثابت انصاریؓ کے پاس سے ملی، جن کی اکیلے کی گواہی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو آدمیوں کی گواہی کے برابر قرار دیا تھا (بخاری: ۲۸۰۷)۔

قرآنِ واحد ۔ فرمانِ علیؓ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہمارے پاس اللہ کی کتاب قرآن کے سوا کوئی کتاب نہیں جسے ہم پڑھیں۔ آپؓ نے قرآن کے علاوہ ایک صحیفہ بھی نکالا جس میں زخموں کے قصاص اور اونٹوں کے زکوٰۃ کے مسائل تھے۔ اس میں یہ بھی تھا کہ عیر سے ثور تک مدینہ حرم ہے۔ جس نے دین میں کوئی نئی بات پیدا کی یا نئی بات کرنے والے کو پناہ دی اور جس غلام نے اپنے مالکوں کی اجازت کے بغیر دوسرے لوگوں سے موالات قائم کر لی اور جس نے کسی مسلمان کی دی ہوئی پناہ کو توڑا تو اس پر اللہ اور فرشتوں اور سب انسانوں کی لعنت ہے۔ اور قیامت کے دن اس کا کوئی عمل مقبول نہ ہوگا (بخاری: ۶۷۵۵)۔ ابو جحیفہؓ: آپ کے پاس اور بھی کچھ سورتیں یا آیتیں ہیں جو اس قرآن میں نہیں ہیں۔ حضرت علیؓ: اللہ کی قسم ہمارے پاس قرآن مجید کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ البتہ ایک ورق یا صحیفہ ہے جس میں خون بہا سے متعلق احکام، قیدی کے چھڑانے کا حکم اور کافر کے بدلہ میں کسی مسلمان کو قتل نہیں کیا جائے گا، لکھا ہوا ہے (بخاری: ۶۹۰۳؛ ۶۹۱۵)۔

قرآن ۔ صحابہؓ:

قرآن چار اشخاص سے سیکھو۔ عبداللہ بن مسعود، ابو حذیفہ کے مولیٰ سالم، ابی بن کعب اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہم (بخاری: ۳۷۵۸؛ ۳۷۶۰؛ ۴۹۹۹)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چار انصاری صحابیوں ابی بن کعب (دوسری روایت ابو درداء)، معاذ بن جبل، زید بن ثابت، اور ابو زید رضی اللہ عنہم نے قرآن کو جمع کیا تھا (بخاری: ۵۰۰۳؛ ۵۰۰۴)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن عباسؓ کو سینے سے لگایا اور فرمایا: اے اللہ! اسے قرآن کا علم سکھا (بخاری: ۷۲۷۰)۔

قرآن ۔ فضائل:

سونے سے پہلے آیت الکرسی پڑھنے والے کی رات بھر حفاظت کے لیے اللہ ایک نگراں فرشتہ مقرر کرتا ہے جس کے باعث شیطان صبح تک اس کے پاس نہیں آ سکتا۔ یہ بات مسلسل تین رات تک انسانی شکل میں غلہ چوری کرنے کے لئے آنے والے شیطان نے تیسری رات کو ایک صحابی کو خود کو چھوڑنے کی شرط پر بتلائی تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا تھا کہ وہ شیطان ہے تو جھوٹا، مگر یہ بات سچ کہہ گیا ہے (بخاری: ۲۳۱۱)۔ رمضان کی ہر رات حضرت جبرئیل علیہ السلام نبی کریم سے ملنے آتے اور قرآن مجید کا دور کرتے۔ جبرئیلؑ سے ملاقات کے بعد آپ ﷺ کی سخاوت اور بڑھ جایا کرتی تھی (بخاری: ۳۵۵۴)۔ سورۃ البقرہ کی آخری دو آیات (۲۸۵؛۲۸۶) آمن الرسول سے آخر تک ایسی ہیں جو شخص رات میں انہیں پڑھ لے، وہ اس کے لیے کافی ہو جاتی ہیں (بخاری: ۴۰۰۸؛ ۵۰۴۰؛ ۵۰۵۱)۔ سورۃ فاتحہ ہی وہ سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے جو مجھے عطا کیا گیا ہے (بخاری: ۴۴۷۴)۔ جب امام سورۃ فاتحہ کے اختتام پر ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو۔ جس کا یہ آمین کہنا ملائکہ کے کہنے کے ساتھ ہو جائے، اس کی تمام پچھلی خطائیں معاف ہو جاتی ہیں (بخاری: ۴۴۷۵)۔ قرآن کی عظیم ترین سورت، سورۃ فاتحہ ہے جس میں سات آیتیں ہیں جو ہر نماز میں مکرر پڑھی جاتی ہے (بخاری: ۴۶۴۷)۔ سورۃ فاتحہ اُم القرآن ہے (بخاری: ۴۷۰۴)۔ سورۃ فاتحہ قرآنِ عظیم ہے۔ یہی وہ سات

آیات ہیں جو ہر نماز میں بار بار پڑھی جاتی ہیں (بخاری:۵۰۰۶)۔ اللہ کی قسم! سورۃ اخلاص قرآن مجید کے ایک تہائی حصہ کے برابر ہے (بخاری:۵۰۱۳ تا ۵۰۱۵؛ ۶۶۴۳؛ ۷۳۷۴)۔

قرآن۔دم: ایک فوجی سفر میں ایک پڑاؤ کے موقع پر قریبی قبیلہ کے سردار کو بچھو نے کاٹ لیا۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے سورۃ فاتحہ پڑھ کر دم کیا تو سردار اس دم سے بالکل اچھا ہو گیا۔ اس نے شکرانے میں تیس (۳۰) بکریاں دیں۔ نبی کریم ﷺ نے ان بکریوں کے بارے میں فرمایا کہ یہ مالِ حلال ہے۔ اسے تقسیم کرلو اور میرا حصہ بھی لگانا (بخاری:۵۰۰۷)۔ جس نے سورۃ البقرہ کی آخری دو آیات رات میں پڑھ لیں، وہ اسے ہر آفت سے بچانے کے لیے کافی ہو جائیں گی (بخاری: ۵۰۰۹)۔ صدقہ فطر چرانے آنے والا جب نگراں ابوہریرہؓ کے ہاتھوں پکڑا گیا تو اس نے یہ وظیفہ بتلا کر اپنی جان چھڑائی کہ رات میں سونے سے قبل آیت الکرسی پڑھنے والے کی حفاظت کے لیے اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ مقرر فرماتے ہیں اور شیطان بھی اس کے پاس نہیں آتا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ اگرچہ جھوٹا شیطان تھا، لیکن اس کی یہ بات ٹھیک ہے (بخاری:۵۰۱۰)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بیمار پڑتے تو معوذات (اخلاص، الفلق، الناس) کی سورتیں پڑھ کر اپنے اوپر دم کر لیتے تھے (بخاری:۵۰۱۶)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر رات سونے سے پہلے معوذات (اخلاص، الفلق، الناس) کی سورتیں پڑھ کر اپنی دونوں ہتھیلیوں پر پھونکتے اور دونوں ہتھیلیوں کو اپنے جسم پر پھیر لیتے تھے (بخاری:۵۰۱۷)۔

قرآن۔احکام: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات کے وقت کتاب اللہ کو مضبوطی سے تھامے رکھنے کی وصیت فرمائی تھی (بخاری:۵۰۲۲)۔ تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن پڑھے اور پڑھائے (بخاری:۵۰۲۷؛۵۰۲۸)۔ ہر نبی کو کچھ معجزات دیئے گئے جن کے مطابق ان پر ایمان لایا گیا۔ مجھے سب سے بڑا معجزہ قرآن مجید دیا گیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن تمام انبیاء میں میری پیروی کرنے والے سب سے زیادہ ہوں گے (بخاری:۷۲۷۴)۔ امانت داری آسمان سے بعض لوگوں کے دلوں کی جڑوں میں اتری۔ انہوں نے قرآن وسنت کا علم حاصل کیا تو ان کی اس فطری ایمانداری کو پوری قوت مل گئی (بخاری:۷۲۷۶؛۷۰۸۶)۔ فرمان عبداللہ بن مسعودؓ: سب سے اچھی بات کتاب اللہ اور سب سے اچھا طریقہ رسول اللہ کا طریقہ ہے۔ دین میں نئی بات (بدعت) پیدا کرنا سب سے بری بات ہے (بخاری:۷۲۷۷)۔

قصاص۔بدلہ:
قصاص کتاب اللہ کا حکم ہے (بخاری:۴۴۹۹؛۴۵۰۰)۔ کان میں مرنے والے، کنویں میں گر کر مرنے والے اور کسی کے جانور کے مارنے سے مرنے والے کا کوئی تاوان نہیں (بخاری:۱۴۹۹؛۲۳۵۵)۔ چرواہے کو مار کر زکوٰۃ کے اونٹ لے کر بھاگنے والوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے پکڑ کر لایا گیا۔ ان کے ہاتھ پاؤں کٹوا دیئے، ان کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھروا دیں پھر انہیں دھوپ میں ڈلوا دیا (بخاری:۱۵۰۱)۔ ایک یہودی نے ایک لڑکی کا سر دو پتھروں کے درمیان رکھ کر کچل دیا۔ یہودی پکڑا گیا اور اس نے جرم کا اقرار کرلیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اس کا سر بھی دو پتھروں کے درمیان رکھ کر کچل دیا گیا (بخاری: ۲۴۱۳؛۲۷۴۶؛۵۲۹۵؛۶۸۷۶؛۶۸۷۷؛۶۸۷۹؛۶۸۸۴؛۶۸۸۵)۔ جس کا کوئی آدمی قتل کیا گیا ہو، اسے دو باتوں کا اختیار ہے۔ قاتل سے فدیہ میں مال لے لے یا جان کے بدلہ جان لے (بخاری:۲۴۳۴)۔ قبیلہ عکل کے آٹھ آدمی مدینہ آکر مسلمان ہوئے۔ وہ آب وہوا کی تبدیلی سے بیمار ہوئے تو آپؐ نے انہیں چراگاہ میں اونٹوں کا دودھ اور پیشاب بطور علاج پینے کا حکم دیا۔ جب وہ تندرست ہو گئے تو چرواہے کو قتل کر کے اونٹوں کے ساتھ بھاگ نکلے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے وہ پکڑ کر لائے گئے۔ ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر انہیں مرنے کے لیے چھوڑ دیا گیا اور وہ سب مارے گئے (بخاری:۳۰۱۸؛۴۱۹۲) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کے لیے کبھی کسی سے بدلہ نہیں لیا لیکن اگر کوئی اللہ کی حرمت کو توڑتا تو آپ اس سے ضرور بدلہ لیتے تھے (بخاری:۳۵۶۰)۔ ایک عورت کی مار کی وجہ سے بنی لحیان کی ایک عورت ملیا بنت عویمر کو مردہ بچہ پیدا ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے مارنے والی عورت کو خون بہا کے طور پر ایک غلام یا لونڈی ادا کرنے کا حکم دیا تھا (بخاری:۶۷۴۰)۔ عورت کے پیٹ کے بچہ کی دیت ایک غلام یا باندی آزاد کرنا ہے (بخاری:۵۷۵۸ تا ۵۷۶۰)۔ ایک شخص نے دوسرے کا ہاتھ کاٹ کھایا۔ دوسرے نے اپنا ہاتھ کھینچا تو دانت کاٹنے والے کا ایک دانت ٹوٹ گیا۔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مقدمہ کو باطل قرار دیا اور آپؐ نے دانت ٹوٹنے کا کوئی قصاص نہیں دلوایا۔ ایسے ہی ایک دوسرے مقدمہ میں حضرت ابوبکرؓ نے بھی دانت ٹوٹنے کا کوئی قصاص نہیں دلوایا (بخاری:۲۲۶۵؛۲۲۶۶؛۲۹۷۳؛۴۴۱۷؛

۶۸۹۲ ؛۶۸۹۳)۔نضر کی بیٹی نے ایک لڑکی کو طمانچہ مارا اور اس کے دانت ٹوٹ گئے تو اس مقدمہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قصاص کا حکم دیا (بخاری: ۶۸۹۴)۔انگوٹھا اور سب سے چھوٹی انگلی دیت میں برابر ہیں (بخاری: ۶۸۹۵)۔

قصاص۔خوں بہا:

قبیلہ ہذیل کی ایک عورت نے دوسری کو پتھر مارا جس سے اس کا حمل گر گیا اور پھر وہ خود بھی مرگئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنین کی دیت میں ایک غلام یا کنیز دینے کا فیصلہ سنایا اور عورت کے خون بہا کو قاتل عورت کے عاقلہ (عورت کے باپ کی طرف سے رشتہ دار عصبہ) کے ذمہ واجب قرار دیا (بخاری: ۶۹۰۴ تا ۶۹۰۸ ؛۶۹۱۰)۔بنی لحیان کی ایک عورت کے حمل گرنے پر اس کی دیت ایک غلام یا کنیز قرار دیا گیا اور جب یہ عورت بھی انتقال کرگئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ سنایا کہ اس کی میراث اس کے لڑکوں اور اس کے شوہر کو ملے گی (بخاری: ۶۹۰۹)۔جانور کا کسی کو زخمی کرنے، کنویں میں گر کر مرجانے اور کان میں دب کر مرنے پر کوئی خون بہا یا تاوان نہیں ہے۔مدفون خزانہ ملنے پر پانچواں حصہ بیت المال کو دینا ہوگا (بخاری: ۶۹۱۲ ؛۶۹۱۳)۔امان دئے جانے والے ذمی کا فر کو قتل کرنے والا جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھے گا (بخاری: ۶۹۱۴)۔خیبر کے ایک سفر میں میں حضرت عبداللہ بن سہلؓ کو قتل کر دیا گیا تو ان کے بھائی عبدالرحمٰن بن سہل اور دیگر نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہودیوں کی شکایت کی کہ ان سے مسلمانوں کی جاری صلح کے باوجود انہوں نے حضرت عبداللہ کو قتل کر دیا۔لیکن قاتل اور قتل کے گواہ کی عدم موجودگی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے پاس سے دیت ادا کیا (بخاری: ۳۱۷۳)۔

قصص الانبیاء۔فضائل:

ایک چیونٹی نے ایک نبی کو کاٹ لیا اور نبی کے حکم سے چیونٹیوں کے سارے بل جلا دئے گئے تو اللہ نے انہیں وحی بھیجی کہ تم نے ایک چیونٹی کے کاٹنے پر ایک خلقت کو جلا کر خاک کر دیا جو اللہ کی تسبیح بیان کرتی تھی (بخاری: ۳۰۱۹)۔کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں (بخاری: ۳۴۰۶)۔کسی کے لیے مناسب نہیں کہ مجھے یونس بن متی علیہ السلام سے بہتر کہے۔جس نے ایسا کہا، اس نے جھوٹ کہا (بخاری: ۴۶۰۳ ؛۴۶۰۴ ؛۴۶۳۰ ؛۴۶۳۱)۔مجھے انبیاء پر فضیلت نہ دیا کرو۔(بخاری: ۴۶۳۸)۔انبیاء کی آنکھیں سوتی ہیں لیکن ان کے دل جاگتے ہیں (بخاری: ۷۵۱۷)۔

قصص الانبیاء۔آدمؑ :

اللہ نے آدم علیہ السلام کو ساٹھ ہاتھ لمبا بنایا۔جو کوئی بھی جنت میں داخل ہوگا وہ آدمؑ کی شکل اور قامت پر ہوگا (بخاری: ۳۳۲۶)۔جنتیوں کی بیویاں بڑی آنکھوں والی حوریں ہوں گی اور سب جنتی حضرت آدم علیہ السلام کے قد و قامت پر ساٹھ ساٹھ ہاتھ اونچے ہوں گے (بخاری: ۳۳۲۷)۔اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر بنایا۔ان کا قد ساٹھ ہاتھ تھی۔اس کے بعد سے اولاد آدم کا قد و قامت کم ہوتا گیا۔لیکن جنت میں جو بھی جائے گا، آدم علیہ السلام کی صورت کے مطابق ہوکر جائے گا (بخاری: ۶۲۲۷)۔اللہ جب آدم علیہ السلام کو پیدا کر چکا تو فرمایا کہ جاؤ بیٹھے ہوئے فرشتوں کو سلام کرو، سنو کہ تمہارے سلام کا کیا جواب دیتے ہیں، کیونکہ یہی تمہارا اور تمہاری اولاد کا سلام ہوگا۔آدم علیہ السلام نے کہا: السلام علیکم۔فرشتوں نے جواب دیا: السلام علیک ورحمۃ اللہ (بخاری: ۶۲۲۷)۔

قصص الانبیاء۔ابراہیمؑ:

حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت سارہ کے ہمراہ ہجرت کرتے ہوئے ایک ظالم بادشاہ کے ملک میں پہنچے تو بادشاہ نے اطلاع ملنے پر سارہ کو اپنے پاس بلوایا۔حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بادشاہ سے کہہ دیا کہ سارہ میرہ بہن ہے اور سارہ سے کہا مجھے جھٹلانا نہیں۔حضرت سارہ بادشاہ کے پاس پہنچ کر نماز کے لیے کھڑی ہوگئیں اور اللہ سے دعا کی: میں تیرے رسول پر ایمان لانے والی اور اپنے شوہر کے سوا اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرنے والی ہوں، مجھ پر تو ایک کافر کو مسلط نہ کر۔اس دعا سے بادشاہ کا پاؤں زمین میں دھنس گیا تو حضرت سارہ نے پھر دعا کی: اگر یہ مرگیا تو لوگ مجھے ہی قصوروار سمجھیں گے۔چنانچہ بادشاہ چھوٹ گیا۔ایسا جب تیسری بار ہوا تو بادشاہ نے خوفزدہ ہوکر حضرت سارہ کو واپس بھیج دیا اور حکم دیا کہ شہزادی ہاجرہ بھی ابراہیم علیہ السلام کو بخش دو۔حضرت سارہ نے ابراہیم علیہ السلام کے پاس پہنچ کر کہا: دیکھا! اللہ نے کیسے کافر کو ذلیل کیا اور ساتھ میں ایک لڑکی بھی دلوادی (بخاری: ۲۲۱۷ ؛۳۳۵۸)۔ابراہیم علیہ اسلام نے بڑھیوں کے زیر استعمال اوزار بسولہ

کی مدد سے اسّی (۸۰) برس کی عمر میں اپنا ختنہ کیا تھا (بخاری:۳۳۵٦)۔ ابراہیم علیہ السلام نے بطورِ توریہ صرف تین مرتبہ جھوٹ بولا تھا۔ ایک یہ کہ میں بیمار ہوں۔ کعبہ میں نصب تمام چھوٹے بتوں کو توڑ کر کہا کہ انہیں تو اس بڑے بت نے توڑا ہے۔ اور اپنی زوجہ سارہ علیہا السلام کے بارے میں ظالم بادشاہ کو کہا کہ یہ میری بہن ہے (بخاری:۳۳۵۸)۔ گرگٹ کو مارو کہ اس نے ابراہیم علیہ السلام کی آگ پر پھونکا تھا (بخاری:۳۳۵۹)۔ جب ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو آپؑ نے کہا تھا: حسبنا اللہ ونعم الوکیل۔ یہی کلمہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت کہا تھا جب لوگوں نے مسلمانوں کو ڈرانے کے لیے کہا تھا کہ قریش نے تمہارے خلاف بڑا سامان جنگ اکٹھا کر رکھا ہے (بخاری:۴۵٦۳؛۴۵٦۴)۔

قصص الانبیاء۔ ابراہیمؑ و اسماعیلؑ:

اللہ اسماعیل علیہ السلام کی والدہ ہاجرہ علیہا السلام پر رحم کرے اگر انہوں نے زمزم کے گرد منڈیر بنانے میں جلدی نہ کی ہوتی تو آج وہ ایک بہتا ہوا چشمہ ہوتا (بخاری: ۲۳٦۸؛۳۳٦۲)۔ حضرت ابراہیمؑ اوران کی بیوی حضرت سارہؑ کے درمیان جھگڑا ہوا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے شیرخوار بیٹے اسماعیلؑ اور اُن کی والدہ ہاجرہ علیہا السلام کو مکہ لے آئے اور آبِ زمزم کی موجودہ جگہ پر ایک تھیلا کھجور اور ایک مشک پانی کے ساتھ انہیں چھوڑ کر جانے لگے تو بی بی ہاجرہ نے پوچھا کہ کیا آپ ہمیں اللہ کے حکم سے اس ویرانے میں چھوڑ چلے ہیں؟ ابرہیمؑ کے ہاں کہنے پر بی بی نے فرمایا: پھر اللہ ہی ہماری حفاظت فرمائے گا۔ پانی ختم ہونے اور بیٹے کا پیاس کی شدت سے زمین پر لوٹ لگانے کی وجہ سے آپ صفا سے مروہ کی طرف پانی کی تلاش میں دوڑ لگانے لگیں۔ اس طرح انہوں نے دونوں پہاڑیوں کے درمیان سات چکر لگائے۔ یہی سات چکر سعی کہلاتے ہیں۔ پھر بی بی ہاجرہؑ نے زمزم کے موجودہ مقام پر ایک فرشتے کو دیکھا جس نے اپنی ایڑی سے زمین میں گڑھا کر دیا اور وہاں سے پانی اُبل آیا۔ آپ نے پانی کو بہنے سے روکنے کے لئے ایک حوض سا بنا دیا۔ پانی خود بھی پیا اور اپنے بیٹے کو بھی پلایا۔ فرشتے نے آپ سے کہا: اپنے برباد ہونے کا خوف نہ کرنا کیونکہ یہیں اللہ کا گھر ہوگا جسے یہ بچہ اور اس کا باپ تعمیر کریں گے۔ بیت اللہ کے موجودہ مقام پر ٹیلے کی طرح زمین اٹھی ہوئی تھی اور سیلاب کا دھارا اس کے دائیں بائیں سے زمین کاٹ کر لے جاتا تھا۔ ایک دن قبیلہ جرہم کے کچھ لوگ وہاں سے گزرے اور پانی دیکھ کر بی بی ہاجرہ سے یہاں پڑاؤ ڈالنے کی اجازت چاہی جو بی بی ہاجرہ نے دے دی۔ اس طرح یہاں کئی گھرانے آباد ہو گئے اسماعیل علیہ السلام جوان ہوئے تو قبیلہ والوں نے اپنی ایک لڑکی سے آپ کی شادی کر دی۔ بی ہاجرہ کے انتقال کے بعد حضرت ابراہیمؑ اپنے چھوڑے ہوئے خاندان کو دیکھنے آئے۔ اسماعیلؑ گھر پر نہ ملے تو ان کی بیوی سے احوال پوچھا: وہ کہنے لگی بڑی تنگی سے گزر اوقات ہوتی ہے۔ ابراہیمؑ نے جاتے ہوئے پیغام دیا کہ اسماعیلؑ سے کہنا اپنے دروازے کی چوکھٹ بدل لے۔ اسماعیلؑ نے یہ احوال سن کر فرمایا: وہ میرے والد تھے اور تمہیں جدا کرنے کا حکم دے گئے ہیں۔ پھر اسماعیلؑ نے انہیں طلاق دیدی اور اسی قبیلہ کی دوسری عورت سے شادی کر لی۔ حضرت ابراہیمؑ دوسری بار آئے تو دوسری بیوی نے شوہر کی غیر موجودگی میں انہیں بتلایا کہ ہمارا حال بہت اچھا ہے ہم گوشت کھاتے اور پانی پیتے ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ نے ان کے گوشت اور پانی میں برکت کی دعا کی۔ صرف مکہ کی سرزمین میں ہی ہمیشہ گوشت اور پانی کی خوراک میں گزارہ کرنا موافق ہے۔ جاتے ہوئے کہہ گئے کہ اسماعیل سے کہنا: اپنے دروازے کی چوکھٹ کو باقی رکھیں۔ تیسری مرتبہ حضرت ابراہیمؑ آئے تو دیکھا کہ حضرت اسماعیلؑ زمزم کے قریب ایک بڑے درخت کے سائے میں اپنے تیر بنا رہے ہیں۔ دونوں باپ بیٹے شفقت سے ملے تو ابراہیمؑ نے کہا: اللہ نے مجھے اسی مقام پر بیت اللہ بنانے کا حکم دیا ہے۔ پھر دونوں نے مل کر بیت اللہ کی تعمیر کی اور یہ دعا کی: اے ہمارے رب! تو ہماری یہ خدمت قبول کر۔ بے شک تو بڑا سننے اور جاننے والا ہے (بخاری:۳۳٦۴؛۳۳٦۵)۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بت پرست والد آذر کو قیامت کے دن گرد آلود کالا کلوٹا دیکھیں گے تو اللہ سے عرض کریں گے کہ اے رب! تو نے وعدہ کیا تھا کہ آج کے دن مجھے رسوا نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ جواب دیں گے کہ میں نے جنت کو کافروں پر حرام قرار دے دیا ہے (بخاری:۴۷٦۸؛۴۷٦۹)۔

قصص الانبیاء۔ ایوبؑ:

ایک بار حضرت ایوب علیہ السلام ننگے غسل فرمارہے تھے کہ سونے کی ٹڈیاں آپ پر گرنے لگیں۔ آپ انہیں اپنے کپڑوں میں سمیٹنے لگے تو اللہ نے پکار کر کہا: اے ایوبؑ! کیا میں نے تمہیں اس چیز سے بے نیاز نہیں کر دیا ہے، جو تم دیکھ رہے ہو۔ حضرت ایوبؑ نے جواب دیا: تیری بزرگی کی قسم ہاں۔ لیکن تیری برکت سے میرے لیے بے نیازی ممکن نہیں۔ حضرت ایوبؑ آخر تک ننگے ہو کر غسل کر رہے تھے۔ (تنہائی میں ننگے ہو کر غسل کرنا جائز ہے) (بخاری:۲۷۹؛۳۳۹۱؛۷۴۹۳)۔

قصص الانبیاء۔داؤدؑ :

داؤدعلیہ السلام کے لیے زبور کی قرآت بہت آسان کردی گئی تھی۔آپ اپنی سواری پرزین کسے جانے سے پہلے ہی پوری زبور پڑھ لیتے تھے۔آپ صرف اپنے ہاتھوں کی کمائی کھاتے تھے(بخاری:۳۴۱۷)۔نفلی روزہ بھی رکھا کرواوربغیرروزے کے بھی رہا کرو۔ ہرمہینہ تین روزے رکھنا زندگی بھرروزے رکھنا جیسا ہے کیونکہ ہرنیکی کا بدلہ دس گنا ملتا ہے۔روزہ کا سب سے افضل طریقہ صومِ داؤدی یعنی ایک دن روزہ رکھنا اور ایک دن بغیر روزہ کے رہنا ہے(بخاری:۳۴۱۸تا ۳۴۲۰)۔ اللہ کے نزدیک رات کی نماز کا سب سے زیادہ پسندیدہ طریقہ داؤدعلیہ السلام کی نماز کا طریقہ تھا۔آپ آدھی رات تک سوتے اور ایک تہائی حصے میں عبادت کیا کرتے، پھر بقیہ چھٹے حصے میں بھی سوتے تھے(بخاری:۳۴۲۰)۔

قصص الانبیاء۔سلیمانؑ :

حضرت سلیمان بن داؤدعلیہ السلام نے ایک مرتبہ فرمایا تھا:آج رات میں اپنی سو بیویوں (دیگرروایات میں یہ تعداد ستّر اور نوے بھی ہے) کے پاس جاؤں گا اور ہر بیوی ایک شہسوار جنے گی جو اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے۔انہوں نے اپنے اس عزم کے ساتھ ان شاءاللہ نہیں کہا۔ چنانچہ صرف ایک بیوی حاملہ ہوئی اور ان کے بھی آدھا بچہ پیدا ہوا۔یہاں تک واقعہ سنانے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید فرمایا:اللہ کی قسم!اگرسلیمان علیہ السلام اس وقت ان شاءاللہ کہہ لیتے تو ان کی تمام بیویوں کے ہاں ایسے شہسوار بچے پیدا ہوتے جو اللہ کی راہ میں جہاد کرتے (بخاری:۲۸۱۹؛۳۴۲۴؛۵۲۴۲؛ ۶۶۳۹؛۶۷۲۰)۔

قصص الانبیاء۔عیسیٰؑ :

عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ایک عادل اور منصف حاکم کی حیثیت سے اتریں گے۔وہ صلیب کو توڑ ڈالیں گے،سوروں کو مارڈالیں گے اور اقلیتوں پر عائد ٹیکس جزیہ کو ختم کردیں گے۔اس وقت مال کی اتنی زیادتی ہوگی کہ کوئی لینے والا نہ ہوگا۔اس وقت کا ایک سجدہ دنیا ومافیہا سے بڑھ کر ہوگا(بخاری:۲۲۲۲؛۲۴۷۶؛۳۴۴۸)۔ حضرت عیسیٰؑ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان چھ سو برس کا فترۃ کا زمانہ گزرا ہے،یعنی ایسا دور جس میں کوئی پیغمبر نہیں آیا(بخاری:۳۹۴۸)۔

قصص الانبیاء۔موسیٰؑ :

موسیٰ علیہ السلام بڑے شرم وحیاوالے اور بدن کو ڈھانپنے والے تھے۔بنی اسرائیل ننگے ہو کرجبکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تنہا پردے میں غسل فرماتے۔چنانچہ دشمنوں نے یہ مشہور کردیا کہ وہ اپنا جسم اس لئے چھپاتے ہیں کہ ان کے جسم میں کوئی عیب ہے،ان کے خصیتین بڑھے ہوئے ہیں۔اِدھر اللہ کو یہ منظور ہوا کہ وہ اپنے نبی کو ان عیوب سے پاک دکھلائے۔چنانچہ ایک مرتبہ حضرت موسیٰؑ نے اپنے کپڑے اتار کر ایک پتھر پر رکھ کر تنہا غسل کررہے تھے کہ پتھر کپڑوں سمیت بھاگنے لگا۔اسی دوران کچھ بنی اسرائیلی بھی وہاں آگئے اور انہوں نے حضرت موسیٰؑ کو ننگا دیکھ لیا اور یہ جان لیا کہ آپ جسمانی عیوب سے پاک ہیں۔پھر پتھر رک گیا اور آپ نے کپڑے پہن لیے(بخاری:۲۷۸؛۳۴۰۴)۔کسی نے حضرت موسیٰؑ سے پوچھا کہ سب سے زیادہ علم رکھنے والا کون ہے تو آپ نے فرمایا کہ میں۔اس بات پر اللہ نے موسیٰؑ پر وحی کی کہ ہمارا بندہ خضر آپ سے زیادہ علم رکھنے والا ہے۔موسیٰؑ نے حضرت خضر تک پہنچنے کا رستہ پوچھا تو آپ کو بتایا گیا کہ دریائی سفر میں جس مقام پر آپ کی مچھلی گم ہوجائے،وہیں ان سے ملاقات ہوگی (بخاری:۳۴۰۰؛۳۴۰۱؛۴۷۲۵تا۴۷۲۷؛۷۴۷۸)۔حضرت خضرؑ نے ایک لڑکے کوقتل اور ایک گرنے والی دیوار کو ٹھیک کردیا تھا،موسیٰؑ کے سوالات پر حضرت خضر نے فرمایا:میں پہلے ہی بتاچکا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کرسکتے(بخاری:۲۷۲۸)۔حضرت خضرعلیہ السلام ایک سوکھی زمین پر بیٹھے اور جب وہ وہاں سے اٹھے تو وہ جگہ سرسبز ہوکر لہلہانے لگی۔اسی وجہ سے آپ کا نام خضر پڑگیا(بخاری:۳۴۰۲)۔جب ملک الموت انسانی شکل میں حضرت موسیٰؑ کے پاس آیا تو آپ نے انہیں چانٹا ماردیا۔ملک الموت نے بارگاہ رب العزت میں جاکر شکایت کی کہ وہ تو موت کے لیے تیار ہی نہیں۔اللہ کے حکم سے ملک الموت دوبارہ آئے اور کہا کہ آپ اپنا ہاتھ کسی بیل کی پیٹھ پر رکھیں۔ہاتھ کے نیچے جتنے بال آجائیں گے،ہر بال کے بدلہ ایک سال کی عمر دی جائے گی۔ موسیٰؑ نے پوچھا:پھر اس کے بعد کیا ہوگا؟ جواب ملا کہ پھر موت ہے تو موسیٰؑ نے کہا پھر ابھی کیوں نہ آجائے (بخاری:۳۴۰۷)۔

قصص صحیح بخاری:

نیکی ۔ دعا: برسات میں غار کے منہ پر چٹان گر جانے سے غار کے اندر محصور ہو جانے والے تین افراد کی نیکیاں: ایک چرواہا اپنے والدین کو دودھ پلانے کے لیے ان کے سرہانے ساری رات دودھ لئے کھڑا رہا مگر بھوک سے روتے ہوئے بچوں کو پہلے دودھ نہیں پلایا۔ ایک شخص اپنی محبوبہ کی شرط پر اسے سو اشرفیاں دے کر اس سے زنا کرنے ہی والا تھا کہ عورت نے کہا: اللہ سے ڈر اور مہر کو ناجائز طریقے پر نہ توڑ۔ چنانچہ اس شخص نے اسے پر زنا کئے بغیر اسے چھوڑ دیا۔ ایک کاشتکار نے ایک فرق جوار پر مزدوری کرائی تو مزدور نے مزدوری لینے سے انکار کر کے چلا گیا۔ کاشتکار نے اس جوار کو بو دیا جس سے حاصل شدہ فصل کو بیچ کر ایک بیل اور ایک چرواہا خرید لیا۔ کچھ عرصہ بعد وہی مزدور واپس آکر اپنی مزدوری طلب کی تو کاشتکار نے بیل اور چرواہا اسے دیدیا۔ تینوں نے اپنی اپنی نیکیوں کے حوالہ سے اللہ سے دعا کی تو غار کے منہ پر گرا چٹانی پتھر آہستہ آہستہ ہٹ گیا اور غار کا منہ کھل گیا (بخاری: ۲۲۱۵؛ ۲۲۷۲؛ ۲۳۳۳؛ ۳۴۶۵؛ ۵۹۷۴)۔

قرض ۔ بروقت واپسی: بنی اسرائیل میں ایک شخص نے مقررہ مدت کے لیے کسی سے ایک ہزار دینار قرض لیتے ہوئے کہا کہ میرا گواہ اور ضامن اللہ ہے۔ قرض لینے والا دریائی سفر پر روانہ ہو گیا اور جب قرض کی مقررہ مدت کی واپسی کے وقت اسے دریا میں سفر کرنے کے لیے کوئی سواری نہ ملی تو اس نے ایک لکڑی میں سوراخ کر کے اس میں ہزار دینار اور ایک خط ڈال کر اسے دریا میں ڈال دیا اور اللہ سے دعا کی کہ اسے قرض دینے والے تک پہنچا دے۔ سواری ملنے پر جب وہ اپنے شہر پہنچا اور قرض دینے والے کے پاس پہنچا تو معلوم ہوا کہ اسے دریا پر وہی لکڑی مل گئی تھی، جس میں اس نے ہزار دینار اور خط بھیجا تھا (بخاری: ۲۲۹۱؛ ۲۴۳۰)۔

ماں ۔ بددعا: جریج نام کے ایک بنی اسرائیلی نماز پڑھ رہے تھے کہ ان کی والدہ نے پکارا۔ وہ سوچتے رہے کہ نماز جاری رکھوں یا والدہ کو جواب دوں کہ وہ غصہ میں آکر بددعا کر گئیں کہ تجھے کسی بدکار عورت کا منہ دیکھے بغیر موت نہ آئے۔ جریج کے عبادت خانے کے قریب مویشی چرانے والی ایک فاحشہ عورت نے جریج پر ڈورے ڈالے اور ناکامی پر کسی چرواہے سے زنا کر کے ایک لڑکا پیدا کیا اور یہ الزام لگا دیا کہ یہ جریج کا لڑکا ہے۔ یہ سن کر اس کی قوم کے لوگوں نے جریج کا عبادت خانہ توڑ دیا۔ جریج نے وضو کیا، نماز پڑھی اور اس بچہ کے پاس آکر سب کے سامنے پوچھا کہ تمہارا باپ کون ہے؟ بچہ بول پڑا کہ چرواہا۔ قوم خوش ہو گئی اور جریج کے لیے سونے کا عبادت خانہ بنانے کے لیے تیار ہو گئی۔ لیکن جریج نے کہا کہ میرا گھر تو مٹی ہی سے بنے گا (بخاری: ۲۴۸۲)۔

اسرائیلی روایات: بنی اسرائیل کے واقعات بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (بخاری: ۳۴۶۰)۔ بنی اسرائیل کو حکم ہوا تھا کہ بیت المقدس میں رکوع وسجود کرتے ہوئے اور یا اللہ! ہمیں بخش دے کہتے ہوئے داخل ہوں۔ لیکن وہ اس کے برعکس اپنے سرینوں کو گھسیٹتے ہوئے اور بالیوں میں خوب دانے ہوں کہتے ہوئے داخل ہوئے (بخاری: ۳۴۰۳)

امتحان ۔ کوڑھی، اندھا، گنجا: بنی اسرائیل کے تین افراد میں ایک کوڑھی دوسرا اندھا اور تیسرا گنجا تھا۔ اللہ نے تینوں کا امتحان لینے کے لیے ان کے پاس ایک فرشتہ بھیجا جس نے ان تینوں کی فرمائش پر ان کے عیوب بھی دور کئے اور کوڑھی کو حاملہ اونٹنی، گنجے کو حاملہ گائے اور اندھے کو حاملہ بکری دی جن سے تینوں کی وادیاں اپنے اپنے مویشیوں سے بھر گئیں۔ پھر فرشتہ اپنی پہلی والی شکل میں کوڑھی کے پاس مسکین بن کر آیا اور ایک اونٹ کا سوال کیا۔ اس نے نہ دینے کے بہانے کئے تو فرشتے نے کوڑھی کو اس کا ماضی یاد دلایا۔ یہ سن کر وہ بولا کہ یہ ساری دولت تو میرے باپ دادا سے چلی آرہی ہے۔ فرشتے نے کہا کہ اگر تم جھوٹے ہو تو اللہ تمہیں اپنی پہلی حالت پر لوٹا دے۔ فرشتہ گنجے کے پاس مسکین بن کر گیا۔ اس نے بھی وہی کوڑھی والا جواب دیا تو فرشتے نے اسے بھی وہی کہا۔ پھر فرشتہ اندھے کے پاس مسکین بن کر گیا اور اسے اس کا سابقہ دور یاد دلا کر اللہ کے نام پر ایک بکری مانگی تو اندھے نے اپنی سابقہ حالت کا اقرار کیا اور کہا کہ تم جتنی چاہے، بکریاں لے جاؤ۔ فرشتے نے کہا تم اپنا مال اپنے پاس رکھو۔ یہ تو صرف امتحان تھا۔ اللہ تم سے راضی اور خوش ہے اور تمہارے دونوں ساتھیوں سے ناراض ہے (بخاری: ۳۴۶۴)۔

شیرخوار بچہ ۔ گفتگو: ایک عورت اپنے بچے کو دودھ پلا رہی تھی کہ وہاں سے ایک شان والا سوار گزرا۔ عورت نے اللہ سے دعا کی کہ میرے بچے کو بھی اس سوار جیسا بنا دے۔ بچہ فوراً بول اٹھا اے اللہ مجھے اس جیسا نہ کرنا۔ پھر وہاں کچھ لوگ ایک عورت کو گھسیٹتے ہوئے اور اس کا مذاق اڑاتے ہوئے لے جانے لگے تو بچے کی ماں نے کہا: اے اللہ! میرے بچے کو اس عورت جیسا نہ کرنا۔ بچہ بول اٹھا: اے اللہ! مجھے اسی جیسا بنا دینا۔ ماں کے پوچھنے پر بچے نے ماں کو بتلایا کہ سوار تو کافر وظالم تھا جبکہ

عورت پر یہ لوگ زنا اور چوری کا الزام لگاتے ہیں اور یہ عورت کہتی ہے کہ میرے لیے اللہ کافی ہے جو میری پاک دامنی جانتا ہے (بخاری: ۳۴۶۶)۔

ننانوے قتل ۔توبہ: بنی اسرائیل میں ننانوے (۹۹) قتل کرنے والے ایک شخص نے کسی درویش سے پوچھا کہ کیا میرے اس گناہ سے توبہ قبول ہونے کی کوئی صورت ہے؟ درویش سے نہیں میں جواب سن کر اس نے درویش کو بھی قتل کر دیا۔ کسی اور سے یہی بات پوچھنے پر اسے ایک بستی میں جانے کو کہا گیا۔ ابھی وہ آدھے راستے ہی میں پہنچا تھا کہ اس کی موت کا وقت آ گیا۔ اس نے مرتے مرتے اپنا سینہ بستی کی طرف جھکا دیا۔ آخر رحمت اور عذاب کے فرشتوں میں باہم جھگڑا ہو گیا کہ اسے کون لے جائے۔ اللہ کے حکم سے نصرہ نامی بستی جہاں وہ توبہ کے لیے جا رہا تھا، اس کی لاش کے قریب آ گئی۔ پھر اللہ نے فرشتوں سے کہا کہ دونوں بستیوں سے اس لاش کا فاصلہ ناپو۔ جب فاصلہ ناپا گیا تو اس کی لاش نصرہ بستی سے ایک بالشت نزدیک پائی گئی اور وہ بخش دیا گیا (بخاری: ۳۴۷۰)۔

مکان ۔مدفون خزانہ: ایک شخص نے کسی سے مکان خریدا تو اسے مکان میں مدفون سونے سے بھرا ایک گھڑا ملا۔ اس نے سابقہ مالک مکان کو گھڑا دینا چاہا تو اس نے یہ کہہ کر لینے سے انکار کر دیا کہ میں نے تو تمام چیزوں سمیت مکان بیچا ہے۔ خریدار نے کہا کہ میں نے تو صرف مکان خریدا ہے۔ وہ دونوں ایک تیسرے کے پاس اپنا مقدمہ لے گئے تو اس نے فیصلہ دیا کہ دونوں اپنے بیٹے اور بیٹی کی شادی کر کے سونا انہی پر خرچ کریں اور کچھ خیرات بھی کر دیں (بخاری: ۳۴۷۲)۔

کھیتی باڑی، شجر کاری:
کسی مسلمان کے لگائے پودے یا کھیتی باڑی سے پرند، جانور یا انسان جو بھی کھائے وہ اس مسلمان کی طرف سے صدقہ ہے (بخاری: ۲۳۲۰)۔ جس نے گھر میں کتا پالا اس کی نیکیوں سے روزانہ ایک قیراط کم ہو جاتا ہے۔ البتہ کھیتی، مویشی اور شکاری کتے اس سے مستثنیٰ ہیں (بخاری: ۲۳۲۲؛ ۲۳۲۳)۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے انصار کی یہ بات ماننے سے انکار کر دیا کہ ان کے باغات مہاجر بھائیوں میں تقسیم کر دئے جائیں تو انصار نے مہاجرین سے کہا کہ آپ لوگ درختوں میں محنت کرو۔ ہم دونوں اس کے پھل میں شریک رہیں گے۔ مہاجرین نے یہ پیشکش قبول کر لیا تھا (بخاری: ۲۳۲۵)۔

کھیت بٹائی۔ جائز، ناجائز امور: مدینہ میں اس شرط پر کھیت بٹائی کے لیے دینے کی ممانعت کر دی گئی تھی کہ کھیت کے ایک مقررہ حصے کی پیداوار مالک زمین لے گا۔ کیونکہ کبھی صرف اسی مقررہ حصہ کے کھیت کی پیداوار خراب ہو جاتی اور کبھی صرف اسی حصہ کے کھیت کی پیداوار سلامت رہتی (بخاری: ۲۳۲۷؛ ۲۳۳۲؛ ۲۷۲۲) ۔ بٹائی پر اپنی زمین دوسروں کو کاشت کے لیے دینا منع نہیں ہے (بخاری: ۲۳۳۰)۔ فتح خیبر کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں کی زمینوں کی پیداوار میں یہودیوں سے آدھے حصہ پر معاملہ کیا تھا۔ اس پیداوار میں اُمہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ کو اسّی وسق کھجور اور بیس وسق جو دیا کرتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ نے بھی خیبر کی زمین پر اُمہات المومنین کا یہ حق باقی رکھا تھا۔ حضرت عمرؓ نے بعد ازاں یہودیوں کو خیبر سے تیماء اور اریحاء کی طرف جلاوطن کر دیا تھا (بخاری: ۲۳۲۸؛ ۲۳۲۹؛ ۲۳۳۱؛ ۲۳۳۸)۔ صحابہ کرامؓ تہائی، چوتھائی یا نصف پر بٹائی کا معاملہ کیا کرتے تھے۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے پاس زمین ہو تو اسے خود بوئے ورنہ دوسروں کا بخش دے یا پھر یونہی خالی چھوڑ دے (بخاری: ۲۳۴۰؛ ۲۳۴۱)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کو کرایہ پر دینے سے منع کیا تھا (بخاری: ۴۰۱۲؛ ۴۰۱۳)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بٹائی سے منع نہیں کیا تھا البتہ یہ فرمایا تھا اگر زمیندار کے پاس فالتو زمین ہے تو اس پر محصول لینے سے بہتر ہے کہ اپنے کسی بھائی کو یہ زمین بخشش کے طور پر دیدے (بخاری: ۲۳۴۲)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرات ابوبکر وعمر، عثمان ومعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے عہد میں ابن عمر رضی اللہ عنہ اپنے کھیتوں کو کرایہ پر دیتے تھے (بخاری: ۲۳۴۳ تا ۲۳۴۵)۔ زمین کی بٹائی پیسوں کے عوض بھی دی جا سکتی ہے۔ قولِ رافع بن خدیجؓ (بخاری: ۲۳۴۶؛ ۲۳۴۷)۔ جس نے کوئی ایسی زمین آباد کی، جس پر کسی کا حق نہیں تھا تو اس زمین کا وہی حقدار ہے (بخاری: ۲۳۳۵)۔

مفتوحہ خیبر۔ زمین: مفتوحہ شہر کی غازیوں میں تقسیم سنت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح کے بعد خیبر کی زمین غازیوں میں تقسیم کر دی تھی (بخاری: ۲۳۳۴)۔ فتح خیبر کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی زمین یہودیوں کو اس شرط پر دی تھی کہ وہ اس میں محنت کریں، بوئیں جوتیں تو پیداوار کا نصف حصہ انہیں ملے گا (بخاری: ۲۴۹۹؛ ۲۷۲۰)۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ کو خیبر میں ایک قطعہ اراضی ملی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشورہ سے حضرت عمرؓ اس شرط کے ساتھ

اسے صدقہ (وقف) کر دیا کہ نہ اسے بیچا جائے گا، نہ اس کا ہبہ کیا جائے گا اور نہ اس میں وراثت چلے گی۔ اس کی آمدنی محتاجوں کے لیے، رشتہ داروں کے لیے، غلام آزاد کرانے کے لیے، اللہ کے دین کی تبلیغ اور اشاعت اور مہمانوں پر خرچ ہوگی اور متولی اس میں سے اپنی ضرورت کے مطابق لے یا کسی محتاج کو دے تو اس پر کوئی الزام نہیں (بخاری: ۲۷۳۷؛۲۷۶۴؛۲۷۷۲؛۲۷۷۳)

جنت۔ کھیتی باڑی: جنت میں ایک شخص کا جی کھیتی باڑی کرنے کو چاہے گا تو وہ اللہ کی اجازت سے ایک بیج بوئے گا۔ جو پلک جھپکتے میں اُگ کر پک بھی جائے گا اور کاٹ بھی لیا جائے گا اور اس کے دانوں کا ڈھیر پہاڑوں کے برابر ہو جائے گا (بخاری: ۲۳۴۸)۔

خیبر۔ یہودی جلاوطنی: عبداللہ بن عمرؓ جب خیبر کی زمینوں کے اموال کا حساب کتاب کرنے گئے تو رات میں ان کے ساتھ مار پیٹ کا معاملہ کیا گیا جس سے ان کے پاؤں ٹوٹ گئے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے یہودیوں کو خیبر کے علاقہ سے مستقل جلاوطن کر دیا اور ان کے اعتراض پر یہودیوں کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول سنایا کہ تمہارا کیا حال ہوگا جب تم خیبر سے نکالے جاؤ گے اور تمہارے اونٹ تمہیں راتوں رات لیے پھریں گے (بخاری: ۲۷۳۰)۔

گدھے کی حرمت:

بیعت رضوان میں شریک زاہر بن اسود رضی اللہ عنہ کا فرمان: میں ہانڈی میں گدھے کا گوشت ابال رہا تھا کہ اعلان ہوا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گدھے کا گوشت کھانے سے منع کر دیا ہے (بخاری: ۴۱۷۳)۔

گری پڑی چیز۔ لقطہ:

اگر کسی کو پڑی ہوئی چیز ملے تو ایک سال تک اس کی شناخت کا اعلان کرے۔ اس کا مالک نہ ملے تو اس سے فائدہ اُٹھائے۔ مالک آ جائے تو اسے واپس کر دے۔ (بخاری: ۹۱)۔ راستے میں کسی کی گمشدہ چیز ملے تو اس کا ایک سال تک اعلان کرتے رہو۔ پھر بھی مالک نہ آئے تب وہ چیز تمہاری ہے۔ لیکن اگر بعد میں بھی آ جائے تو واپس کرنی ہوگی (بخاری: ۲۳۷۲؛ ۲۴۲۷ تا ۲۴۲۹)۔ اگر کسی کی گمشدہ بکری ملے تو اسے پکڑ لو۔ وہ تمہاری ہے یا تمہارے بھائی کی ہے یا بھیڑیئے کی ہے۔ گمشدہ اونٹ ملے تو اسے اسی حال میں چھوڑ دو۔ وہ خود ہی کھا پی سکتا ہے، یہاں تک کہ اس کا مالک اس کو پالے (بخاری: ۲۳۷۲؛ ۲۴۲۷ تا ۲۴۲۹)۔ ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سو دینار کی ایک تھیلی کہیں پڑی ہوئی ملی تو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کہنے پر اس تھیلی کا دو سال تک اعلان کرتے رہے مگر مالک نہ ملا تو نبی ﷺ نے فرمایا: تھیلی کی شناخت کو محفوظ کر لے۔ اگر مالک آ جائے تو واپس کر دینا ورنہ اپنے خرچ میں استعمال کر لے (بخاری: ۲۴۲۶؛ ۲۴۳۷)۔ راستے میں پڑی ایک کھجور دیکھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر مجھے اس کے زکوٰۃ کا نہ ہونے کا یقین ہوتا تو میں خود اسے کھا لیتا (بخاری: ۲۴۳۱؛ ۲۴۳۲)۔ راستے میں پڑی چیز اٹھاؤ تو اس کا ایک سال تک اعلان کرو۔ گمشدہ بکری کو پکڑ لو اور اونٹ کو اکیلا چھوڑ دو (بخاری: ۲۴۳۶ تا ۲۴۳۸)۔

گھوڑے پالنا:

گھوڑے کسی کے لیے باعث ثواب، کسی کے لیے مباح تو کسی کے لیے وبال ہیں۔ جو اسے جہاد کے لیے پالے تو اس کے لیے ثواب، جو اسے اپنی حاجت، پردہ پوشی اور سوال سے بچے رہنے کے لیے پالے تو یہ گھوڑا اس کے لیے ایک طرح کا پردہ ہوتا ہے۔ اور جو فخر، دکھاوے اور اہل اسلام کی دشمنی میں پالے تو وہ اس کے لیے وبال جان ہے (بخاری: ۲۳۷۱؛ ۳۶۴۶)۔ گھوڑوں کی پیشانیوں سے قیامت تک خیر و برکت اور غنیمت بندھی ہوئی ہے (بخاری: ۳۱۱۹)۔ خیر اور بھلائی گھوڑوں کی پیشانی کے ساتھ قیامت تک کے لیے بندھی ہوئی ہے حضرت عروہؓ کے گھر میں ستّر (۷۰) گھوڑے تھے (بخاری: ۳۶۴۳ تا ۳۶۴۵)۔

لباس۔ آداب:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تحفہ میں ملی ایک ریشمی قبا پہن کر نماز ادا کی لیکن نماز کے فوراً بعد ناگواری سے یہ کہتے ہوئے اسے اُتار دیا کہ یہ پرہیزگاروں کے لائق نہیں ہے (بخاری: ۳۷۵)۔ اشتمالِ صماء یعنی ایک کپڑا اپنے اوپر اس طرح لپیٹ لینا کہ شرم گاہ کھل جائے اور احتباء یعنی ایک کپڑے میں گوٹ مار کر بیٹھنا منع ہے

(بخاری: ۳۶۷؛ ۳۶۸؛ ۵۸۴؛ ۱۹۹۱؛ ۲۱۴۵)۔ایک کپڑا جسم پر لپیٹ کر گھٹنے اوپر اٹھائے اس طرح بیٹھنا منع ہے کہ بندہ کی شرم گاہ اور آسمان وزمین کے درمیان کوئی چیز نہ ہو (بخاری: ۵۸۱۹)۔ ایک ہی کپڑے سے اپنی کمر اور پنڈلی کو ملا کر باندھنا منع ہے اگر شرمگاہ کوئی دوسرا کپڑا نہ ہو (بخاری: ۵۸۲۰ تا ۵۸۲۲)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ اعلیٰ قسم کے کپڑوں کے ایسے جوڑے آئے جسے آپؐ خود پہننا پسند نہ کرتے تھے تو آپؐ نے ایک جوڑا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا اور کہا کہ میں نے تمھیں اسے خود پہننے کے لیے نہیں دیا ہے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے اسے مکہ میں رہنے والے اپنے ایک مشرک بھائی کو پہنا دیا (بخاری: ۸۸۶)۔

لباس۔ریشمی: جوؤں اور خارش کے مرض میں مبتلا عبدالرحمٰن بن عوف اور زبیر رضی اللہ عنہما کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشمی کرتا پہننے کی اجازت دے دی تھی کیونکہ ریشمی کپڑا اس مرض میں مفید ہے (بخاری: ۲۹۱۹ تا ۲۹۲۲)۔ریشمی جوڑا انہی لوگوں کا لباس ہے جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔البتہ اگر کسی کو یہ ہدیہ میں ملے تو وہ اسے فروخت کر کے رقم استعمال کرسکتا ہے (بخاری: ۳۰۵۴)۔مَردوں کو ریشمی کپڑا استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔ دنیا میں جو بھی ریشم پہنے گا، اسے آخرت میں نہیں پہنایا جائے گا (بخاری: ۵۸۲۸ تا ۵۸۳۰؛ ۵۸۳۲ تا ۵۸۳۵)۔سونا چاندی کے برتن اور ریشم و دیبا کے لباس کفار کے لیے دنیا میں ہے اور مسلمانوں کے لیے آخرت میں (بخاری: ۵۸۳۱)۔ جنت میں سعد بن معاذ کے رومال دنیا کے بہترین نرم و ملائم ریشمی کپڑے سے بھی اچھے ہیں (بخاری: ۵۸۳۶)۔ریشم و دیباج پہننا اور اس پر بیٹھنا منع ہے (بخاری: ۵۸۳۷)۔حضرات زبیر اور عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہم کو خارش کے مرض کی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشمی لباس پہننے کی اجازت دی تھی (بخاری: ۵۸۳۹)۔خادم رسول حضرت انس بن مالکؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کو زرد دھاری دار ریشمی جوڑا پہنے دیکھا (خواتین کے لیے ریشم پہننا جائز ہے) (بخاری: ۵۸۴۲)۔

لباس۔تکبر: اللہ قیامت کے دن اُس شخص کی طرف نظرِ رحمت نہیں کرے گا جو اپنا کپڑا غرور و تکبر سے زمین پر گھسیٹ کر چلتا ہے (بخاری: ۵۷۸۳؛ ۵۷۸۴؛ ۵۷۸۸؛ ۵۷۹۱)۔تہبند کا جو حصہ ٹخنوں سے نیچے ہوگا وہ جہنم میں ہوگا (بخاری: ۵۷۸۷)۔ بنی اسرائیل میں ایک شخص کبر و غرور میں اپنا تہبند گھسیٹتا ہوا چل رہا تھا کہ اسے زمین میں دھنسا دیا گیا۔اب وہ قیامت تک اسی طرح زمین میں دھنستا ہی رہے گا (بخاری: ۵۷۸۹؛ ۵۷۹۰)۔

لباس۔تبرک: نبی کریم صلی علیہ وسلم ایک خاتون کی طرف سے ہدیہ میں ملی ہوئی ایک اونی چادر پہنے ہوئے تھے۔عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس چادر کو چھوکر کہا کہ یہ مجھے دے دیجئے۔ پھر انہوں نے نبی کریم کی اس چادر کو اپنے کفن کے لیے محفوظ کرلیا جو ان کے کفن میں استعمال ہوئی (بخاری: ۵۸۱۰)۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام کپڑوں میں حبرۃ کی سبز یمنی چادر پسند تھی۔ آپ ﷺ کی وفات پر آپ کی نعش مبارک پر بھی ایک سبز یمنی چادر ڈال دی گئی تھی (بخاری: ۵۸۱۲ تا ۵۸۱۴)۔

لباس۔رنگ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں کو زعفران کا رنگ استعمال کرنے سے منع فرمایا (بخاری: ۵۸۴۶)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سُرخ جوڑا پہنے ہوئے دیکھا گیا (بخاری: ۵۸۴۸)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زرد خضاب لگایا کرتے تھے (بخاری: ۵۸۵۱)۔

لباس۔جوتے، نماز: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جوتے پہنے ہوئے بھی نماز پڑھ لیتے تھے (بخاری: ۵۸۵۰)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسی چمڑے کا جوتا پہنتے تھے جس میں بال نہیں ہوتے تھے (بخاری: ۵۸۵۱)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کنگھا کرنے اور جوتا پہننے میں داہنی طرف سے شروع کرنے کو پسند فرماتے تھے (بخاری: ۵۸۵۴)۔ جوتا پہلے دائیں طرف سے پہنو اور اتارتے وقت پہلے بائیں طرف سے اتارو (بخاری: ۵۸۵۵)۔صرف ایک پاؤں میں جوتا پہن کر نہ چلو۔ یا دونوں پاؤں ننگا رکھو یا دونوں میں جوتے پہنو (بخاری: ۵۸۵۶)۔

مال و جائیداد:

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ کا فرمان: دنیا ہمیں بہت دی گئی۔ہمیں تو اس بات کا ڈر لگتا ہے کہ کہیں ہماری نیکیوں کا بدلہ اسی دنیا میں نہ مل گیا ہو پھر آپؓ رونے

لگے اور کھانا بھی چھوڑ دیا (بخاری: ۱۲۷۵)۔ مجھے اس بات کا ڈر نہیں کہ میرے بعد تم شرک کرو گے بلکہ اس کا ڈر ہے کہ تم لوگ دنیا حاصل کرنے میں رغبت کرو گے (بخاری: ۱۳۴۴)۔ دنیا میں جو زیادہ مال والے ہیں وہی محتاج ہیں سوائے اُن تھوڑے سے لوگوں کے جو اپنے مال و دولت کو خرچ کرتے رہتے ہیں (بخاری: ۲۳۸۸)۔ اگر میرے پاس اُحد پہاڑ کے برابر بھی سونا ہو تب بھی مجھے یہ پسند نہیں کہ اس کا کوئی حصہ تین دن سے زیادہ میرے پاس رہ جائے الا یہ کہ کسی قرض کی ادائیگی کے لیے کچھ رکھ چھوڑوں (بخاری: ۲۳۸۸؛ ۲۳۸۹)۔ جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتا ہوا قتل ہو جائے، وہ شہید ہے (بخاری: ۲۴۸۰)۔ دنیا کا مال دیکھنے میں خوشنما اور مزے میں شیریں ہے۔ جو کوئی اسے سیر چشمی اور قناعت سے لے، اسے برکت ہوتی ہے۔ اور جو کوئی جان لڑا کر حرص کے ساتھ لے، اسے برکت نہیں ہوتی۔ وہ کماتا ہے، لیکن سیر نہیں ہوتا (بخاری: ۲۷۵۰)۔

مال۔ ناجائز: ناجائز طریقوں سے مال جمع کرنے والا کبھی آسودہ نہیں ہوتا۔ وہ مال قیامت کے دن اس کے خلاف گواہ بن کر آئے گا (بخاری: ۲۸۴۲)۔ درہم و دینار اور چادر و کمبل کا غلام (لباس کا پرستار) ہلاک ہو جائے۔ اگر اسے دیا جائے تو خوش ہے، نہ دیا جائے تو ناراض ہے (بخاری: ۲۸۸۶؛ ۲۸۸۷)۔ کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کے مال کو بے جا اڑاتے ہیں۔ انہیں قیامت کے دن آگ ملے گی (بخاری: ۳۱۱۸)۔ مال دیکھنے میں بہت سرسبز، میٹھا اور مزیدار ہوتا ہے۔ لیکن جو اسے دل کی بے طمعی کے ساتھ لے، اس کے مال میں برکت ہوتی ہے اور جو اسے لالچ اور حرص کے ساتھ لے تو اس کے مال میں برکت نہیں ہوتی (بخاری: ۳۱۴۳)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگوں کو دیا اور کچھ کو نہیں دیا اور فرمایا: میں کچھ ایسے لوگوں کو دیتا ہوں جن کے اسلام سے پھر جانے اور بے صبری کا ڈر ہوتا ہے اور ایسے لوگوں کو نہیں دیتا جن پر مجھے بھروسہ ہوتا ہے۔ کیونکہ ایسے لوگوں کے دلوں میں اللہ نے بھلائی اور بے نیازی رکھی ہوتی ہے (بخاری: ۳۱۴۵)۔ زمین کے بارے میں اگر کسی نے ایک بالشت کے برابر بھی ظلم کیا تو قیامت کے دن اسے ساتوں زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا (بخاری: ۳۱۹۵؛ ۳۱۹۸)۔ جس نے کسی کی زمین میں سے کچھ ناحق لے لیا تو قیامت کے دن اسے سات زمینوں تک دھنسایا جائے گا (بخاری: ۳۱۹۶)۔ جب تم مال و شکل میں اپنے سے بڑھے ہوئے کسی شخص کو دیکھو تو پھر ایسے فرد کا دھیان کرو جو تم سے کم تر درجہ کا ہے (بخاری: ۶۴۹۰)۔ سب سے اچھا وہ ہے جس نے اپنی جان و مال کے ذریعہ سے جہاد کیا (بخاری: ۶۴۹۴)۔ مال جب تمہیں اس طرح ملے کہ تم نہ اس کے خواہشمند ہو اور نہ اسے مانگا ہو تو اسے لے لیا کرو۔ اور اگر اس طرح نہ ملے تو اس کے پیچھے نہ پڑو (بخاری: ۷۱۶۳؛ ۷۱۶۴)

مال۔ غنیمت: جنگ حنین کے بعد اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تالیف قلب کے لیے قریش کے بعض لوگوں کو زیادہ مال دیا جیسے اقرع بن حابس اور عیینہ بن حصین کو سو سو اونٹ دیئے تو بعض انصاریوں کے اعتراض پر آپ ﷺ نے فرمایا: قریش کو میں ان کا دل ملانے کے لیے دیتا ہوں کیونکہ ان کے کفر کا زمانہ ابھی تازہ ہے (بخاری: ۳۱۴۶؛ ۳۱۴۷؛ ۳۱۵۰)۔

مال۔ بخیل، غنی: زمانہ جلدی جلدی گزرے گا۔ دین کا علم دنیا میں گم ہو جائے گا۔ دلوں میں بخیلی سما جائے گی اور لڑائی بڑھ جائے گی (بخاری: ۶۰۳۷)۔ غنی وہ نہیں جس کے پاس مال زیادہ ہے بلکہ غنی وہ ہے جو دل کا غنی ہو (بخاری: ۶۴۴۶)۔

مال۔ کثرت: دنیا میں زیادہ مال و دولت جمع کئے ہوئے لوگ قیامت کے دن خسارے میں ہوں گے۔ سوائے ایسے لوگوں کے جنہوں نے اللہ کے عطا کردہ مال کو بھلے کاموں میں دائیں بائیں، آگے پیچھے خرچ کیا ہو (بخاری: ۶۲۶۸؛ ۶۴۴۳؛ ۶۴۴۴)۔ ربِّ کعبہ کی قسم! وہی لوگ سب سے زیادہ خسارے والے ہیں جن کے پاس مال زیادہ ہے، سوائے ان لوگوں جو اس مال میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں (بخاری: ۶۶۳۸)۔ مالِ دنیا بہت شیریں ہے۔ جس نے اسے حق کے ساتھ لیا اور حق میں خرچ کیا تو وہ بہترین ذریعہ ہے اور جس نے اسے ناجائز طریقہ سے حاصل کیا تو وہ اس شخص جیسا ہے جو کھاتا ہے لیکن آسودہ نہیں ہوتا (بخاری: ۶۴۲۷)۔ قیامت سے پہلے مال و دولت کی اس قدر کثرت ہو جائے گی کہ صاحبِ مال کی زکوٰۃ لینے والا کوئی نہ ہوگا (بخاری: ۱۴۱۱ تا ۱۴۱۳؛ ۱۴۲۴)۔

مال۔ ہوس، طمع: دینار و درہم کے بندے تباہ ہو گئے کہ اگر انہیں دیا جائے تو خوش ہوتے ہیں اور نہ دیا جائے تو ناراض رہتے ہیں (بخاری: ۶۴۳۵)۔ اگر انسان کو ایک وادی سونا بھر کے دے دیا جائے تو وہ دوسری کا خواہشمند رہے گا۔ اگر دوسری دے دی جائے تو تیسری کا خواہشمند رہے گا کہ انسان کا پیٹ مٹی کے سوا اور کوئی

چیز نہیں بھر سکتی (بخاری:۶۴۳۶ تا ۶۴۳۹)۔

مال ۔اصلی: تمہارا مال وہی ہے جو تم نے موت سے پہلے اللہ کے راستے میں خرچ کر دیا۔ جو تم چھوڑ کر مرتے ہو، وہ تو تمہارے وارث کا مال ہے (بخاری:۶۴۴۲)

مال ۔سنت: اگر میرے پاس اُحد پہاڑ کے برابر بھی سونا ہو تو مجھے اس میں خوشی ہوگی کہ تین دنوں میں اس میں سے کچھ باقی نہ رہے الا یہ کہ کسی کا قرض ادا کرنے کے لیے کچھ رکھ چھوڑوں (بخاری:۶۴۴۵)۔

مال ۔عمدہ: مسلمانوں کا وہ مال کتنا عمدہ ہے جسے اس نے حلال طریقوں سے جمع کیا اور پھر اسے اللہ کے راستے میں یتیموں، مسکینوں کے لیے وقف کر دیا (بخاری:۲۸۴۲)۔

مال ۔حسد: اللہ کی قسم! میں تمہارے بارے میں محتاجی اور فقر سے نہیں ڈرتا۔ مجھے تو اس بات کا خوف ہے کہ دنیا کے دروازے تم پر کُھل جائیں تو تم کہیں ایک دوسرے سے جلنے نہ لگو اور یہ جلنا تمہیں پہلے لوگوں کی طرح تباہ نہ کر دے (بخاری:۳۱۵۸)۔

محبت ۔اللہ، رسولؐ، مخلوق:

تم پر ایک ایسا دور بھی آنے والا ہے کہ تم میں سے کوئی اپنے سارے گھربار اور مال دولت سے بڑھ کر مجھ کو دیکھ لینا زیادہ پسند کرے گا (بخاری:۳۵۸۹)۔ تمہارا حشر بھی انہی کے ساتھ ہوگا جن سے تمہیں محبت ہے (بخاری:۳۶۸۸)۔ جب اللہ کسی بندہ سے محبت کرتا ہے تو وہ جبرئیل علیہ السلام سے اور پھر جبرئیل علیہ السلام آسمان والوں سے کہتے ہیں کہ تم سب اس بندے سے محبت کرو۔ یوں وہ بندہ زمین والوں میں مقبول ومحبوب بندہ بن جاتا ہے (بخاری:۶۰۴۰؛ ۷۴۸۵)۔ ایک بدوی نے کہا کہ میں نے قیامت کے لیے تو کوئی خاص تیاری نہیں کی ہے لیکن میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا: پھر تم قیامت کے دن ان کے ساتھ رہو گے جن سے تم محبت رکھتے ہو (بخاری:۶۱۶۷)۔ انسان اس کے ساتھ ہے، جس سے وہ محبت رکھتا ہے (بخاری:۶۱۶۸ تا ۶۱۷۱)۔ اللہ کی قسم! تمہارا ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہوسکتا جب تک میں تمہیں تمہاری اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز نہ ہو جاؤں۔ (بخاری:۶۶۳۲)۔

محرم ۔عاشورہ:

عاشورہ کے دن آل فرعون کو غرق کر کے اللہ نے موسیٰ کو نجات دی تو حضرت موسیٰؑ نے اس کے شکر میں روزہ رکھا تھا۔ مدینہ کے یہودی عاشورا کے دن کا روزہ رکھا کرتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ نے بھی اس دن روزہ رکھنا شروع کیا اور صحابہ کرام کو بھی اس کا حکم دیا (بخاری:۳۳۹۷؛ ۳۹۴۲؛ ۳۹۴۳)۔ زمانہ جاہلیت میں قریش کے لوگ عاشورہ کا روزہ رکھتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے باقی رکھا اور صحابہ کرامؓ کو بھی یہ روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ جب رمضان کے روزے سنہ دو ہجری میں فرض ہوئے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اب جس کا جی چاہے عاشورا کا روزہ رکھے اور جو نہ چاہے، نہ رکھے (بخاری:۳۸۳۱؛ ۴۵۰۱ تا ۴۵۰۴)۔

مُردار جانور:

مردار کا صرف گوشت کھانا حرام ہے۔ اس کی کھال سے فائدہ اٹھانا جائز ہے (بخاری:۱۴۹۲؛ ۲۲۲۱)۔ اُم المومنین حضرت سودہؓ فرماتی ہیں کہ ان کی ایک بکری مرگئی تو ہم نے اس کے چمڑے کو دباغت کے بعد مشک بنا دیا جس میں ہم نبیذ یعنی کھجور کا مشروب بناتے رہے (بخاری:۶۶۸۶)۔

مساجد ۔فضیلت:

جس نے اللہ کی رضا کے لئے مسجد بنائی تو اللہ تعالیٰ ایسا ہی ایک مکان جنت میں اس کے لئے بنائے گا (بخاری:۴۵۰)۔ گھر میں تنہا نماز پڑھنے سے مسجد میں جماعت

کے ساتھ نماز پڑھنے کا ۲۵ پچیس گنا زیادہ ثواب ملتا ہے (بخاری: ۴۷۷)۔ جو شخص مسجد میں صبح شام بار بار حاضری دیتا ہے، اللہ تعالیٰ جنت میں اس کی مہمانی کا سامان کرے گا (بخاری: ۶۶۲)۔ گھر میں یا بازار میں نماز پڑھنے سے جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی بیس درجہ زائد فضیلت ہے (بخاری: ۲۱۱۹)۔ صرف نماز کی نیت سے مسجد جانے والے کے ہر قدم پر اس کا ایک درجہ بلند ہوتا ہے یا اس کا ایک گناہ معاف ہوتا ہے (بخاری: ۲۱۱۹)۔ نماز پڑھنے کے بعد جب تک ایک شخص اپنے مصلے پر باوضو بیٹھا رہتا ہے، فرشتے مسلسل اس کے لیے دعائیں کرتے رہتے ہیں کہ: اے اللہ! اس پر اپنی رحمتیں نازل فرما (بخاری: ۲۱۱۹)۔

مساجد۔ آداب:
کچا لہسن یا پیاز کھا کر اس کی ناگوار بو کے ساتھ کوئی مسجد میں نہ آئے (بخاری: ۸۵۳ تا ۸۵۶)۔ مسجد میں کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کو اٹھا کر اس کی جگہ نہ بیٹھے (بخاری: ۹۱۱)۔

مساجد۔ سفر: تین مساجد یعنی مسجد الحرام (کعبہ)، مسجد نبوی اور مسجد الاقصیٰ کے علاوہ کسی اور مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے سفر نہ کیا جائے (بخاری: ۱۱۸۹؛ ۱۱۹۷؛ ۱۸۶۴؛ ۱۹۹۵)۔

مسجد۔ قباء: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر سنیچر کے دن مسجد قباء آیا کرتے، پیدل بھی اور سواری پر بھی۔ پھر آپ یہاں دو رکعت نماز ادا کرتے (بخاری: ۱۱۹۳؛ ۱۱۹۴)۔

مسلمان۔ فضائل:
تم میں سب سے بہتر میرے زمانہ کے لوگ (صحابہ) ہیں۔ پھر وہ جو ان کے بعد آئیں گے (تابعین)، پھر وہ لوگ جو اس کے بھی بعد آئیں گے (تبع تابعین) (بخاری: ۲۶۵۱؛ ۲۶۵۲)۔ کوئی مومن ایسا نہیں ہے جس سے میں اس کے نفس سے بھی زیادہ اور آخرت میں تعلق نہ رکھتا ہوں (بخاری: ۴۷۸۱)۔ جس مسلمان میت کی اچھائی پر چار، تین یا دو مسلمان گواہی دے دیں تو اللہ اسے جنت میں داخل کردے گا (بخاری: ۱۳۶۸)۔ جس مسلمان کے بھی تین نابالغ بچے مرجائیں، تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و رحمت سے ان کو جنت میں لے جائے گا (بخاری: ۱۳۸۱)۔ جس مسلمان کے تین بچے وفات پا جائیں تو اسے دوزخ کی آگ نہیں چھوئے گی مگر صرف قسم اتارنے کے لیے (بخاری: ۶۶۵۶)۔ آخری زمانہ میں مسلمانوں میں ایسے نوعمر بیوقوف لوگ نکلیں گے جن کے حلق کے نیچے سے ایمان کا نور نہیں اترے گا اور دین سے اس طرح باہر ہوجائیں گے جیسے تیر شکار کے جانور سے پار نکل جاتا ہے (بخاری: ۶۹۳۰ تا ۶۹۳۴)۔

مسلمان۔ باہمی تعلقات:
مسلمان وہ ہے، جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں (بخاری: ۱۰؛ ۶۴۸۴)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے ہماری طرح نماز پڑھی اور ہماری طرح قبلہ کی طرف منہ کیا اور ہمارے ذبیحہ کو کھایا تو وہ مسلمان ہے۔ جس کے لئے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی پناہ ہے۔ پس تم اللہ کے ساتھ اس کی دی ہوئی پناہ میں خیانت نہ کرو (بخاری: ۳۹۱)۔ جب کافر لا الہ الا اللہ کا اقرار کرلیں اور ہماری طرح نماز پڑھنے لگیں اور ہمارے قبلہ کی طرف نماز میں منہ کریں اور ہمارے ذبیحہ کو کھانے لگیں تو ان کا خون اور ان کے اموال ہم پر حرام ہوگئے۔ (بخاری: ۳۹۲؛ ۳۹۳)۔ ایک مومن دوسرے مومن کے لئے عمارت کی طرح ہے کہ اس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کو قوت پہنچاتا ہے (بخاری: ۴۸۱)۔ نیک و بد دوست کی مثال مشک فروش اور بھٹی دھونکنے والے کی سی ہے۔ مشک والے کے ساتھ رہنے سے تمہیں مشک ملے نہ ملے، اس کی خوشبو سے تو محظوظ ہو ہی سکو گے۔ جبکہ بھٹی جھونکنے والا یا تو تمہارے کپڑے جلا دے گا یا تمہیں اس کے پاس سے ناگوار بدبو دار دھواں پہنچے گا (بخاری: ۵۵۳۴)۔ مومن اپنے گناہوں کو پہاڑ جیسا بھاری اور بدکار اپنے گناہوں کو مکھی کی طرح ہلکا سمجھتا ہے (بخاری: ۶۳۰۸)۔ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ پس نہ اُس پر ظلم کرے اور نہ ظلم ہونے دے۔ جو شخص کسی مسلمان کی ایک مصیبت کو دور کرے گا اللہ اس کی قیامت کی مصیبتوں میں سے ایک بڑی مصیبت دور کرے گا۔ جو مسلمانوں کے عیب چھپائے گا، اللہ قیامت میں اس کے عیب چھپائے گا (بخاری: ۲۴۴۲)۔ اپنے بھائی کی مدد کرو، خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔ ظالم کو ظلم سے روکنا ہی اس کی مدد ہے (بخاری: ۲۴۴۳؛ ۲۴۴۴؛ ۶۹۵۲)۔ ایک مومن دوسرے مومن کو ایک عمارت کی طرح قوت پہنچاتا ہے

(بخاری:۲۴۴۶)۔مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔نہ اس پر ظلم کرے اور نہ اسے کسی ظالم کے سپرد کرے(بخاری:۶۹۵۱)جو شخص اپنے کسی بھائی کی ضرورت پوری کرنے میں لگا ہوگا، اللہ اس کی ضرورت اور حاجت پوری کرے گا(بخاری:۶۹۵۱)۔ ایک مومن دوسرے مومن کے لئے عمارت کی طرح ہے کہ اس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کو قوت پہنچاتا ہے(بخاری:۴۸۱)۔

مسلمان۔گالی،کافر،فاسق،لعنت: مسلمان کو گالی دینے سے آدمی فاسق ہو جاتا ہے اور مسلمان سے لڑنا کفر ہے۔(بخاری:۴۸)مسلمان کو گالی دینا گناہ اور اسے قتل کرنا کفر ہے(بخاری:۶۰۴۴؛۷۰۷۶)۔اگر کوئی شخص کسی کو کافر و فاسق کہے اور وہ کافر و فاسق نہ ہو تو کہنے والا خود فاسق و کافر ہو جائے گا(بخاری:۶۰۴۵)۔جب کوئی اپنے کسی بھائی کو کافر کہے تو ان دونوں میں سے ایک کافر ہو گیا(بخاری:۶۱۰۳؛۶۱۰۴)۔اگر کسی مسلمان کی دی ہوئی امان میں دوسرے مسلمان نے بدعہدی کی تو اس پر اللہ، تمام ملائکہ اور انسانوں کی لعنت ہے(بخاری:۱۸۷۰)۔ مومن پر لعنت بھیجنا اسے قتل کرنے کے مترادف ہے اور جس نے مومن پر کفر کی تہمت لگائی تو یہ اس کے قتل کے برابر ہے(بخاری:۶۱۰۵)۔مومن پر لعنت بھیجنا اس کو قتل کرنے کے برابر ہے۔جس نے کسی مومن پر کفر کا الزام لگایا پس وہ بھی اسے قتل کرنے کے برابر ہے(بخاری:۶۶۵۲)۔

مسلمان۔گناہ: کوئی شخص مومن رہتے ہوئے زنا نہیں کرسکتا، شراب نہیں پی سکتا، چوری نہیں کرسکتا اور لوٹ مار و غارت گری نہیں کرسکتا(بخاری:۲۴۷۵)۔عین زنا کرتے وقت، عین شراب پیتے وقت اور عین چوری کرتے وقت کوئی مومن نہیں رہتا(بخاری:۵۵۷۸؛۶۷۷۲؛۶۷۸۲)۔بندہ جب زنا، چوری، قتل اور شراب کے گناہ میں ملوث ہوتا ہے تو اس وقت وہ مومن نہیں رہتا۔پھر اگر وہ توبہ کر لیتا ہے تو ایمان اس کے پاس لوٹ آتا ہے(بخاری:۶۸۰۹؛۶۸۱۰)۔ایسے جھوٹے مسلمان بھی پیدا ہوں گے جو قرآن کی تلاوت تو کریں گے لیکن قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔دین سے وہ اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔یہ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بُت پرستوں کو چھوڑ دیں گے۔اگر میری زندگی اس وقت تک باقی رہی تو میں ان سب کو قتل کر دوں گا(بخاری:۳۳۴۴)۔ملک عرب میں اس برائی کی وجہ سے بربادی آ جائے گی، جس کے دن قریب آنے کو ہیں(بخاری:۳۳۴۶)۔

گناہ۔لعنت: اللہ نے گودوانے اور گودنے(ٹیٹو بنانے)والیوں پر، چہرے کے بال اکھاڑنے والیوں اور خوبصورتی کے لیے آگے کے دانتوں میں کشادگی کرنے والیوں پر لعنت بھیجی ہے کہ یہ اللہ کی بنائی ہوئی صورت میں تبدیلی کرتی ہیں(بخاری:۴۸۸۶)۔رسول اللہ نے سر کے قدرتی بالوں کے ساتھ مصنوعی بال لگانے والیوں پر لعنت بھیجی ہے(بخاری:۴۸۸۷)۔سود کھانے والے اور کھلانے والے پر نبی کریم ﷺ نے لعنت بھیجی ہے(بخاری:۵۳۴۷)۔گودنے(ٹیٹو بنانے) والی اور گدوانے والی پر نبی کریم ﷺ نے لعنت بھیجی ہے(بخاری:۵۳۴۷)۔ رسول اللہ نے عورتوں جیسا چال چلن اختیار کرنے والے مردوں اور مردوں جیسا چال چلن اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت بھیجی ہے(بخاری:۵۸۸۵؛۵۸۸۶)۔اللہ نے حسن کے لیے گودنے(ٹیٹو بنانے)والیوں اور گودوانے والیوں پر، دانتوں کے درمیان کشادگی پیدا کرنے والیوں پر، سر کے قدرتی بالوں میں مصنوعی بال لگانے والیوں پر اور چہرے کے بال اکھاڑنے والیوں پر لعنت بھیجی ہے (بخاری:۵۹۳۱تا۵۹۴۳؛۵۹۴۶تا۵۹۴۸)۔

مسلمان۔قتل: ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ النساء:۹۳ والی آیت(جو کوئی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے اس کی سزا دوزخ ہے)اس باب کی سب سے آخری آیت ہے، اسے کسی آیت نے منسوخ نہیں کیا ہے(بخاری:۴۵۹۰)۔میرے بعد ایک دوسرے کی گردن مار کر کفر کی طرف نہ لوٹ جانا(بخاری:۷۰۷۷؛۷۰۷۹؛۷۰۸۰)

مسلمان واہل کتاب۔مثالیں: یہود، نصاریٰ اور مسلمانوں کی مثال ایک مزدور کی سی یوں ہے کہ توراۃ والوں نے صبح سے آدھے دن تک اس پر عمل کر کے عاجز آ گئے، کام پورا نہ کر سکے تو انہیں ایک قیراط کا ثواب دیا گیا۔انجیل والوں نے آدھے دن سے عصر تک اس پر عمل کیا اور وہ بھی عاجز آ گئے تو انہیں بھی ایک قیراط کا ثواب دیا گیا۔پھر ہمیں بوقتِ عصر قرآن ملا تو ہم نے سورج غروب ہونے تک عمل کر کے کام پورا کیا تو ہمیں دو دو قیراط ثواب ملا۔(بخاری:۵۵۷؛۵۵۸)۔ درختوں میں کھجور کے درخت کی مثال مردِ مومن کی طرح ہے(بخاری:۲۲۰۹)۔کھجور کا درخت مسلمانوں کی مانند ہے، جس کے پتے نہیں گرتے اور وہ ہر وقت پھل

دے جاتا ہے (بخاری: ۴۶۹۸؛ ۵۴۴۸)۔ مومن کی مثال نرم پودے جبکہ کافر کی مثال سخت درخت جیسی ہے (بخاری: ۷۴۶۶)۔

مسلمان۔قبر، جنت: مسلمان سے جب قبر میں سوال ہوگا تو وہ گواہی دے گا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد اللہ کے رسول ہیں (بخاری: ۴۶۹۹)۔حدیث قدسی: اللہ فرماتا ہے کہ میں نے اپنے نیکوکار وبندوں کے لئے (جنت میں) وہ چیزیں تیار کر رکھی ہیں جنہیں کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے سنا اور نہ ہی کسی انسان کے دل میں ان کا گمان وخیال پیدا ہوا (بخاری: ۴۷۸۰)۔

مسلمان۔نومسلم:

ایک نومسلم اپنی ان تمام نیکیوں کے ساتھ اسلام لاتا ہے، جو وہ پہلے کر چکا ہو (بخاری: ۱۴۳۶)۔اسلام لانے پر زمانہ جاہلیت میں کی گئی نیکیوں جیسے صلہ رحمی، غلام آزاد کرنے اور صدقہ دینے کا ثواب برقرار رہتا ہے (بخاری: ۲۲۲۰)۔

مسلمان۔ہتھیار:

جس نے مسلمانوں پر ہتھیار اٹھایا وہ ہم میں سے نہیں (بخاری: ۷۰۷۰؛ ۷۰۷۱)۔کوئی شخص اپنے دینی بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ نہ کرے۔ ہوسکتا ہے کہ شیطان اس کے ہاتھ سے ہتھیار چلوادے اور وہ ایک مسلمان کو مارنے کی وجہ سے جہنم کے گڑھے میں گر پڑے (بخاری: ۷۰۷۲)۔

مشروبات۔شراب، خمر:

پینے کی ہر وہ چیز جونشہ لانے والی ہو، حرام ہے (بخاری: ۲۴۲؛ ۵۵۸۵؛ ۵۵۸۶)۔ شراب کی تجارت حرام ہے (بخاری: ۴۵۹)۔شراب کی حرمت سے قبل حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ ایک انصاری کے گھر شراب پی رہے تھے۔مغنیہ کے کہنے پر گھر سے باہر نکلے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دو اونٹنیوں کے پیٹ پھاڑ ڈالے اور کوہان چیر دئے۔(بخاری: ۲۳۷۵)۔جب شراب کی حرمت کی آیت اتری تو شراب مدینہ کی گلیوں میں بہنے لگی (بخاری: ۲۴۶۴)۔ ہر نشہ آور چیز پینا حرام ہے (بخاری: ۴۳۴۳ تا ۴۳۴۵)۔جب سود کے سلسلہ میں سورۃ البقرہ کی آخری آیات نازل ہوئیں تو رسول اللہ نے انہیں مسجد میں پڑھ کر لوگوں کو سنایا۔ اس کے بعد شراب کی تجارت بھی حرام قرار پائی (بخاری: ۴۵۴۰ تا ۴۵۴۳)۔جب شراب کی حرمت نازل ہوئی تو وہ پانچ چیزوں یعنی انگور، کھجور، شہد، گندم اور جو سے تیار کی جاتی تھی۔شراب ہر وہ پینے کی چیز ہے جو عقل کو زائل کر دے (بخاری: ۴۶۱۹؛ ۵۵۸۱؛ ۵۵۸۸؛ ۵۵۸۹)۔جب شراب کی حرمت نازل ہوئی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حکم کا اعلان فرمایا تو مدینہ کی گلیوں میں شراب بہنے لگی (بخاری: ۴۶۲۰)۔معراج کی رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت المقدس کے شہر ایلیاء میں شرب اور دودھ کے دو پیالے پیش کئے گئے تو آپ ﷺ نے دودھ کا پیالہ لے لیا (بخاری: ۵۵۷۶؛ ۵۶۰۳)۔جس نے دنیا میں شراب پی اور توبہ نہیں کی تو آخرت میں وہ اس سے محروم رہے گا (بخاری: ۵۵۷۵)۔جب شرام حرام کی گئی تو انگور کی شراب مدینہ منورہ میں نہیں ملتی تھی (بخاری: ۵۵۷۹؛ ۵۵۸۰)۔

مشروبات۔احکامات:

ابواسید ؓ نے اپنے ولیمہ کی دعوت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کھجور کا بنایا ہوا مشروب نبیذ پلایا تھا (بخاری: ۵۵۹۱؛ ۵۵۹۷)۔کدو کی تونبی اور لاکھی برتن میں کھجور کی نبیذ بنانا منع ہے (بخاری: ۵۵۹۵)۔کشمش اور کھجور کے شیرہ کو اور تازہ کھجور اور نیم پختہ کھجور کو ملا کر بھگونا منع ہے کہ اس سے نشہ جلدی پیدا ہو جاتا ہے۔ ہر ایک کو جدا جدا بھگونے کا حکم ہے (بخاری: ۵۶۰۱؛ ۵۶۰۲)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دودھ کا کھلا ہوا پیالہ لایا گیا تو آپ نے فرمایا: اسے ڈھک کر کیوں نہیں لائے (بخاری: ۵۶۰۵؛ ۵۶۰۶)۔صبح وشام برتن بھر بھر کر دودھ دینے والی اونٹنی اور بکری کو کچھ دنوں کے لیے کسی کو عطیہ کرنا کیا ہی عمدہ صدقہ ہے (بخاری: ۵۶۰۸)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ پی کر کلی کی اور فرمایا: اس میں چکناہٹ ہوتی ہے (بخاری: ۵۶۰۹)۔انس بن مالک ؓ کے گھر دودھ کے پیالہ میں سے کچھ دودھ پینے اور باقی اپنے دائیں طرف موجود اعرابی کو دیتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دائیں طرف والے کا پہلا حق ہے (بخاری: ۵۶۱۲؛ ۵۶۱۹)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پیالے میں سے کچھ شربت پی کر اپنے دائیں طرف بیٹھے لڑکے سے کہا کہ کیا تم بائیں طرف بیٹھے شیوخ کو یہ شربت پہلے

پلانے کی اجازت دو گے؟ لڑکے نے کہا: اللہ کی قسم میں آپ کے جھوٹے سے ملنے والے اپنے حصہ کے معاملہ میں کسی پر ایثار نہیں کروں گا۔ یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے پیالہ لڑکے کو دے دیا (بخاری: ۵۶۲۰)۔ پانی پیتے ہوئے پانی کے برتن میں سانس نہ لو (بخاری: ۱۵۳؛ ۵۶۳۰)۔ جو چاندی کے برتن میں کوئی چیز پیتا ہے تو وہ اپنے پیٹ میں دوزخ کی آگ بھڑکا رہا ہے (بخاری: ۵۶۳۴)۔

مشروبات۔ کھڑے کھڑے پینا: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہوکر پانی پیا اور فرمایا کہ کچھ لوگ کھڑے ہوکر پانی پینے کو مکروہ سمجھتے ہیں حالانکہ میں نے خود رسول اللہ ﷺ کو کھڑے ہوکر پانی پیتے دیکھا ہے (بخاری: ۵۶۱۵؛ ۵۶۱۶)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زمزم کا پانی کھڑے ہوکر پیا (بخاری: ۵۶۱۷)۔

مشروبات، پانی۔ تقسیم:

مشروبات: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں طرف ایک نوعمر لڑکا اور بائیں طرف کچھ بڑے بوڑھے لوگ بیٹھے تھے۔ نبی ﷺ کو دودھ کے پیالہ میں سے کچھ دودھ پیا اور دائیں طرف موجود لڑکے سے کہا: اگر تم اجازت دو تو بقیہ پیالہ پہلے بڑوں کو دے دوں۔ لڑکے نے کہا: میں تو آپ کے جھوٹے میں سے اپنا حصہ کسی کو نہیں دے سکتا۔ چنانچہ آپؐ نے وہ پیالہ اسی کو دے دیا (بخاری: ۲۳۵۱؛ ۲۳۶۶؛ ۲۴۵۱؛ ۲۶۰۲؛ ۲۶۰۵)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا پیش کردہ دودھ کا پیالہ پی کر بقیہ دودھ اپنے دائیں طرف موجود ایک دیہاتی کو دیدیا حالانکہ بائیں طرف حضرت ابوبکرؓ تشریف فرما تھے۔ اور فرمایا: داہنی طرف والا زیادہ حقدار ہے (بخاری: ۲۳۵۲؛ ۲۵۷۱)۔

پانی۔ اضافی: فالتو پانی سے کسی کو اس غرض سے نہ روکو کہ جو گھاس ضرورت سے زیادہ ہو وہ بھی روک لو (بخاری: ۲۳۵۳؛ ۲۳۵۴)۔ ضرورت سے زائد بچا ہوا پانی نہ روکا جائے (بخاری: ۶۹۶۲)۔ سفر میں ضرورت سے زیادہ پانی سے کسی مسافر کو روکنے پر روز قیامت دردناک عذاب ہوگا (بخاری: ۲۳۵۸؛ ۲۳۶۹؛ ۲۶۷۲)۔ ایک انصاری اور حضرت زبیرؓ کے مابین باغ میں پانی کی سیرابی کے ایک تنازعہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر سے کہا کہ پہلے اپنا باغ سینچ لے پھر پانی اپنے پڑوسی بھائی کے لیے جانے دے۔ اس بات پر انصاری ناراض ہوئے تو حضرت زبیرؓ نے فرمایا: سورت النساء۔ ۶۵ کی آیت اسی باب میں نازل ہوئی ہے کہ یہ لوگ اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتے جب تک اپنے جھگڑوں میں رسول کو حاکم نہ تسلیم کرلیں (بخاری: ۲۳۵۹ تا ۲۳۶۲)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نقیع میں اور حضرت عمرؓ نے سرف اور ربذہ میں چراگاہ بنوائی تھی (بخاری: ۲۳۷۰)۔ اونٹ کا حق یہ ہے کہ ان کا دودھ پانی کے پاس دوہا جائے (بخاری: ۲۳۷۸)۔

منافق۔ نشانیاں:

چار خصلتیں جس میں بھی ہوں گی، وہ پکا منافق ہوگا۔ کسی میں ایک خصلت بھی ہے تو اس میں نفاق کی ایک خصلت ہے، یہاں تک کہ وہ اسے چھوڑ دے۔ (۱) جب بات کرے تو جھوٹ بولے (۲) جب وعدہ کرے تو اس کے خلاف کرے (۳) جب اس کو امین بنایا جائے تو خیانت کرے (۴) اور جب لڑے تو گالیوں پر اتر آئے (بخاری: ۳۴؛ ۲۴۵۹؛ ۲۶۸۲؛ ۲۷۴۹؛ ۳۱۷۸؛ ۶۰۹۵)۔ سب سے بُرا وہ ہے جو دورُخی پالیسی اختیار کرنے والا دوغلا اور منافق ہو (بخاری: ۳۴۹۴)۔ منافقوں پر فجر اور عشاء کی نماز سے زیادہ اور کوئی نماز بھاری نہیں (بخاری: ۶۵۷)۔ مجھے اس کا حکم نہیں ہوا ہے کہ لوگوں کے دلوں کی کھوج لگاؤں (بخاری: ۴۳۵۱؛ ۴۳۵۴)۔ جنگ اُحد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ چھوڑ کر چلے آنے والے منافقین کے بارے میں مسلمانوں کی دو جماعتیں ہوگئیں۔ ایک جماعت کا کہنا تھا کہ ان سے منافقین سے قتال کیا جائے جبکہ دوسری جماعت کہتی تھی کہ ان سے قتال نہ کیا جائے تو اس موقع پر اللہ نے النساء کی آیت: ۸۸ نازل کرتے ہوئے فرمایا: تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ تم منافقین کے بارے میں دو گروہ ہوگئے ہو؟ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: یہ مدینہ طیبہ ہے، یہ خباثت کو اس طرح دور کردیتا ہے جیسے آگ چاندی کی میل کچیل کو دور کردیتی ہے (بخاری: ۴۵۸۹)۔

منافق۔ عبداللہ بن ابی: زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے منافقین کے سردار عبداللہ بن ابی کو یہ کہتے سنا کہ جو مہاجرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہیں ان پر خرچ نہ کرو تا کہ وہ خود ہی رسول اللہ ﷺ سے جدا ہو جائیں۔ دربار رسالت میں طلبی پر عبداللہ بن ابی نے قسم کھالی کہ اس نے اس طرح کی کوئی بات نہیں کی۔

(بخاری:۴۹۰۰ تا۴۹۰۴)۔دو منافقین کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں گمان کرتا ہوں کہ فلاں اور فلاں ہمارے دین کی کوئی بات نہیں جانتے (بخاری:۶۰۶۷؛۶۰۶۸)۔حضرت عبداللہؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیص اپنے منافق والد عبداللہ بن ابی کی موت پر کفن کے لیے مانگی۔نبی کریم ﷺ نے اُن کی درخواست اور حضرت عمرؓ کے منع کرنے کے باوجود اس منافق کی نماز جنازہ یہ کہہ کر پڑھا دی تھی کہ اللہ نے مجھے اختیار دیا ہے: تو ان منافقین کے لیے استغفار کر یا نہ کر۔اور اگر تو ستر مرتبہ بھی استغفار کرے تو بھی اللہ انہیں ہرگز معاف نہیں کرے گا۔(سورۃ توبہ:۸۰)۔اس کے بعد یہ آیت اتری: کسی بھی منافق کی موت پر اس کی نماز جنازہ کبھی نہ پڑھانا۔(سورۃ توبہ:۸۴)۔تدفین کے وقت آپ ﷺ نے اپنا لعاب دہن اس کے منہ میں بھی ڈالا تھا (بخاری:۱۲۶۹؛۱۲۷۰؛ ۱۳۵۰؛۱۳۶۶؛۴۶۷۰ تا ۴۶۷۲)۔

منت۔نذر:

مرحومین کی منت کو ان کے ورثاء پوری کرسکتے ہیں۔(بخاری:۲۷۶۱)۔زمانہ کفر کی منت (اگر غیر شرعی نہ ہو) کو بھی پورا کرنا لازم ہے (بخاری:۳۱۴۴)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نذر ماننے سے منع کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ نذر کسی چیز کو نہیں لوٹاتی۔نذر صرف بخیل کے دل سے پیسہ نکالتی ہے۔نذر (منت) انسان کو کوئی چیز نہیں دیتی جو اللہ نے اس کی تقدیر میں نہ لکھی ہو۔(بخاری:۶۶۰۸؛۶۶۰۹؛۶۶۹۲ تا ۶۶۹۴)۔جس نے اللہ کی اطاعت میں نذر مانی ہو، اسے اطاعت کرنی چاہئے لیکن جس نے اللہ کی معصیت یعنی گناہ میں نذر مانی ہو، اسے نذر پوری نہ کرنی چاہئے (بخاری:۶۶۹۶؛۶۷۰۰)۔سعد بن عبادہؓ کی والدہ اپنی نذر پوری کرنے سے پہلے ہی وفات پاگئیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنی والدہ کی طرف سے نذر پوری کرنے کا حکم دیا۔بعد ازاں یہی طریقہ مسنون قرار پایا (بخاری: ۶۶۹۸)۔ایک صاحب کی بہن نے حج کرنے کی نذر مانی لیکن حج کئے بغیر وفات پاگئیں تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں بہن کی طرف سے حج بدل ادا کرنے کا حکم دیا (بخاری:۶۶۹۹)۔ابو اسرائیل نامی ایک شخص نے نذر مانی کہ وہ اس طرح روزہ رکھیں گے کہ کھڑے ہی رہیں، کسی سائے میں نہ بیٹھیں نہ کسی سے بات کریں۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا کہ بات کریں، سائے کے نیچے بیٹھیں اور اپنا روزہ پورا کریں (بخاری:۶۷۰۴)۔ایک خاتون: میری والدہ نے حج کرنے کی نذر مانی تھی لیکن وہ حج کئے بغیر وفات پاگئیں۔کیا میں ان کی طرف سے حج کرلوں؟ نبی کریم ﷺ: ہاں کرلو (بخاری:۷۳۱۵)۔

موت۔سفر آخرت:

اللہ کی ذات ایسی ہے جسے موت نہیں اور جن وانس فنا ہوجائیں گے (بخاری:۷۳۸۳)۔جس مسلمان کے لیے چار آدمی، تین آدمی اور دو آدمی بھی اچھائی کی گواہی دے دیں اللہ اسے جنت میں داخل کرتا ہے (بخاری:۲۶۴۳)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس سرزمین پر موت کو پسند نہیں فرماتے تھے، جہاں سے کوئی ہجرت کرچکا ہو (بخاری:۲۷۴۲)۔مرنے کے بعد مرنے والے کو صبح وشام اس کا اُخروی ٹھکانہ دکھلایا جاتا ہے، خواہ وہ جنتی ہو یا جہنمی (بخاری:۳۲۴۰)۔ انسان اپنی امیدوں تک پہنچنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے یہاں تک کہ موت اس تک پہنچ جاتی ہے (بخاری:۶۴۱۸)۔جس کی موت ساٹھ سال تک مؤخر کردی گئی، گویا اللہ نے اس آدمی کے عذر میں حجت تمام کردی (بخاری:۶۴۱۹)۔ بوڑھے انسان کا دل دو چیزوں کے بارے میں ہمیشہ جوان رہتا ہے۔دنیا کی محبت اور زندگی کی لمبی امید (بخاری:۶۴۲۰)۔عمر بڑھنے کے ساتھ ساتھ انسان کے اندر مال کی محبت اور عمر درازی کی خواہش بھی بڑھتی جاتی ہے (بخاری:۶۴۲۱)۔حدیث قدسی: جب میں اپنے مومن بندے کی کوئی عزیز چیز دنیا سے اٹھالوں اور وہ اس پر ثواب کی نیت سے صبر کرلے تو اس کا بدلہ میرے پاس جنت کے سوا کچھ نہیں (بخاری: ۶۴۲۴)۔مرنے والا مومن بندہ دنیا کی مشقتوں اور تکلیفوں سے اللہ کی رحمت میں نجات پاجاتا ہے جبکہ گناہگار بندے کے مرنے سے اللہ کے دوسرے بندے، شہر، درخت اور چوپائے سب آرام پاجاتے ہیں (بخاری:۶۵۱۲)۔مرنے والا یا تو آرام پانے والا ہوتا ہے یا دوسروں کو آرام دینے والا ہوتا ہے (بخاری:۶۵۱۳)۔میت کے ساتھ چلنے والی تین چیزوں میں سے دو یعنی اس کے گھر والے اور مال تو واپس آجاتا ہے جبکہ اس کا عمل اس کے ساتھ رہ جاتا ہے (بخاری:۶۵۱۴)۔مرنے والے کو عالم برزخ میں قیامت تک صبح وشام جنت یا جہنم میں اس کے مستقل رہنے کی جگہ دکھائی جاتی ہے (بخاری:۶۵۱۵)۔مرنے والوں کو بُرا نہ کہو کہ انہوں نے برے بھلے جو بھی عمل کئے تھے، ویسا بدلہ پالیا (بخاری:۶۵۱۶)۔موت کی تمنا نہ کرو (بخاری:۷۲۳۳)۔کوئی شخص موت کی تمنا نہ کرے۔اگر وہ نیک ہے تو ممکن ہے کہ نیکی میں اور زیادہ ہو اور اگر برا ہے تو ممکن ہے برائی سے توبہ کرلے (بخاری:۷۲۳۵)۔عبداللہ بن عباسؓ کا فرمان: نسب کے معاملہ میں طعنہ مارنا اور میت پر نوحہ کرنا زمانہ جاہلیت کی عادتیں ہیں (بخاری:۳۸۵۰)۔

موت کی موت: قیامت کے دن موت ایک مینڈھے کی شکل میں لائی جائے گی اور اسے ذبح کر دیا جائے گا۔ پھر ایک فرشتہ جنت اور دوزخ والوں کو پکار کر کہے گا اب تم پر موت کبھی نہیں آئے گی (بخاری: ۴۷۳۰)۔

موت۔سوگ:
قاریوں کی ایک جماعت کے شہید ہونے پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ماہ تک غمگین رہے اور قنوت پڑھتے رہے (بخاری: ۱۳۰۰)۔ بیٹے صاحبزادے ابراہیمؓ کی وفات کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر آئیں اور کہا: یہ بے صبری نہیں یہ تو رحمت ہے۔ میرا دل غم سے نڈھال ہے۔ لیکن ہم زبان سے وہی کہیں گے جو ہمارے پروردگار کو پسند ہے (بخاری: ۱۳۰۳)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض الموت کی شدت سے صحابہ کرامؓ رونے لگے تو آپؐ نے فرمایا: سنو! اللہ آنکھوں سے آنسو نکلنے اور دل کے غم پر عذاب نہیں کرے گا۔ پھر زبان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: عذاب اس کی وجہ سے ہوتا ہے (بخاری: ۱۳۰۴)۔

موت۔صحابہؓ: حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک بچہ آپؓ کی غیر موجودگی میں انتقال کر گیا۔ ان کی بیوی اُم سلیمؓ نے بچہ کو گھر کے ایک کونے میں لٹا دیا اور حضرت ابوطلحہؓ کی آمد پر انہیں کھانا دیا اور شوہر کے ساتھ شب بسری کی اور صبح انہیں بتلایا کہ بچہ انتقال کر گیا ہے۔ اُم سلیم کا یہ احوال سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شاید اللہ تعالیٰ تم دونوں کو اس رات میں برکت عطا فرمائے گا۔ پھر ابوطلحہؓ کی اسی بیوی سے نو بیٹے ہوئے جو سب کے سب قرآن کے عالم تھے (بخاری: ۱۳۰۱)۔
حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میت پر ماتم کرنے پر ڈنڈے سے مارتے، پتھر پھینکتے اور رونے والوں کے منہ میں مٹی جھونک دیتے (بخاری: ۱۳۰۴)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے یہ عہد بھی لیا تھا کہ وہ میت پر نوحہ نہیں کریں گی (بخاری: ۱۳۰۶)۔

موت۔سوگ: عورتوں کو کسی کی موت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرنا منع ہے۔ البتہ شوہر کی موت پر چالیس دن کی عدت اور سوگ کا حکم ہے۔ اس سوگ کے دوران سرمہ، خوشبو لگانا یعنی میک اَپ کرنا، رنگین کپڑے پہننا اور جنازہ کے ساتھ جانا منع ہے۔ البتہ حیض کے غسل کے بعد شرم گاہ میں کست اظفار، مشک وغیرہ کی خوشبو لگانے کی اجازت ہے (بخاری: ۳۱۳)۔ اُم عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے بیٹے کے انتقال کے تیسرے دن اپنے بدن پر یہ کہتے ہوئے خوشبو لگائی کہ خاوند کے سوا کسی دوسرے کی وفات پر تین دن سے زیادہ سوگ کرنے سے عورتوں کو منع کیا گیا ہے۔ ہم عورتوں کو جنازہ کے ساتھ چلنے سے بھی منع کیا گیا ہے، مگر تاکیداً منع نہیں (بخاری: ۱۲۷۸؛ ۱۲۷۹) اللہ اور آخرت پر ایمان رکھنے والی عورت کے لیے جائز نہیں کہ وہ شوہر کے سوا کسی کا سوگ تین دن سے زیادہ منائے اور شوہر کا سوگ (عدت) چار مہینے دس دن کرے (بخاری: ۱۲۸۰ تا ۱۲۸۲)۔ (موت ومشکلات پر) صبر تو وہی ہے جو صدمہ کے شروع میں کیا جائے (بخاری: ۱۲۸۳؛ ۱۳۰۲)۔

موت۔غسل میت: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی ایک بیٹی کی وفات پر ہدایت: تین یا پانچ مرتبہ غسل دو۔ غسل کے پانی میں بیری کے پتے ملالو۔ دائیں طرف سے اور اعضاء وضو سے غسل شروع کرنا۔ آخر میں کچھ کافور کا استعمال کر لینا (بخاری: ۱۲۵۳ تا ۱۲۵۹؛ ۱۲۶۳)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بیٹی کی وفات پر انہیں غسل دیتے ہوئے پہلے ان کے بال کھولے اور دھوئے گئے پھر ان کی تین چٹیاں کر دی گئیں (بخاری: ۱۲۶۰؛ ۱۲۶۲)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یمن کے تین سفید سوتی دھلے کپڑے میں کفن دیا گیا۔ ان میں نہ قمیص تھی، نہ عمامہ (بخاری: ۱۲۶۴؛ ۱۲۷۱ تا ۱۲۷۳)۔ میدان عرفات میں اپنے اونٹ سے گر اور کچل کر وفات پا جانے والے حاجی کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت: پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دے کر دو کپڑوں میں کفن دو۔ نہ خوشبو لگاؤ اور نہ سر چھپاؤ۔ یہ قیامت کے دن لبیک کہتا ہوا اُٹھے گا (بخاری: ۱۲۶۵ تا ۱۲۶۸)۔

موت۔جنازہ: جب تم جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ اور کھڑے رہو یہاں تک کہ جنازہ تم سے آگے نکل جائے یا رکھ دیا جائے خواہ جنازہ غیر مسلم کا ہی کیوں نہ ہو (بخاری: ۱۳۰۷ تا ۱۳۱۳)۔ جب میت کو کاندھوں پر اٹھا کر لے جایا جاتا ہے تو نیک میت کہتی ہے: مجھے آگے لے چلو۔ اگر میت نیک نہ ہو تو کہتا ہے: ہائے بربادی! مجھے کہاں لیے جا رہے ہو؟ میت کی اس آواز کو انسان کے علاوہ ساری مخلوق سنتی ہے۔ اگر انسان سن لے تو بے ہوش ہو جائے (بخاری: ۱۳۱۴؛ ۱۳۱۶؛

۱۳۸۰)۔ جنازہ لے کر جلد چلا کرو کیونکہ اگر وہ نیک ہے تو تم اسے بھلائی کی طرف نزدیک کر رہے ہو۔ بصورت دیگر یہ ایک شر ہے جسے تم اپنی گردنوں سے اتارتے ہو (بخاری:۱۳۱۵)۔ مُردوں کو بُرا نہ کہو کیونکہ انہوں نے جیسا عمل کیا اس کا بدلہ پالیا۔ (بخاری:۱۳۹۳)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو لوگوں نے اس میت کی تعریف کی۔ پھر دوسرا جنازہ گزرا تو لوگوں نے میت کی برائی کی۔ دونوں مرتبہ لوگوں کے تبصرہ پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً فرمایا: واجب ہوگئی کیونکہ ایمان والی قوم کی گواہی اللہ کے ہاں مقبول ہے۔ یہ لوگ زمین پر اللہ کے گواہ ہیں (بخاری:۲۶۴۲)۔

موت۔ تعزیت: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی بیٹی زینب رضی اللہ تعالیٰ کو اُن کے بیٹے کی موت کے وقت نصیحت: سارا مال اللہ تعالیٰ ہی کا ہے۔ جو لے لیا، وہ اسی کا تھا۔ اور جو اس نے دیا، وہ بھی اسی کا تھا۔ اور ہر چیز اس کی بارگاہ سے وقت مقررہ پر ہی واقع ہوتی ہے (بخاری:۱۲۸۴)۔

موت۔ نوحہ: جو شخص (مرد یا عورت) کسی کی موت پر اپنے چہروں کو پیٹے اور گریبان چاک کرے اور جاہلیت کی سی باتیں کرے، وہ ہم میں سے نہیں ہے (بخاری: ۱۲۹۴؛۱۲۹۷؛۱۲۹۸)۔ غم کے وقت چلا کر رونے والی، سر منڈوانے والی اور گریبان چاک کرنے والی عورتوں سے اپنی بیزاری کا اظہار فرمایا تھا (بخاری: ۱۲۹۶)۔ وہ ہم میں سے نہیں ہے جو نوحہ کرتے ہوئے اپنے رخسار پیٹے، گریبان پھاڑے اور جاہلیت کی پکار پکارے (بخاری:۳۵۱۹)۔ میت کو قبر میں اس کے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے۔ نبی ﷺ سے منسوب اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے تو فرمایا تھا: میت پر تو اس کی بدعملیوں اور گناہوں کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے اور اس کے گھر والے ہیں کہ اب بھی اس کی جدائی پر روتے رہتے ہیں (بخاری:۳۹۷۸)۔

موت۔ عدت: بیوہ کی عدت چار مہینہ دس دن ہے لیکن حاملہ بیوہ کی عدت وضع حمل ہے۔ سبیعہ بنت حارثؓ کے شوہر سعد بن خولہ کے انتقال کے کچھ ہی دنوں بعد ان کے ہاں بچہ پیدا ہوا اور لوگوں نے انہیں نئے نکاح سے قبل چار ماہ دس دن عدت گزارنے کو کہا تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور مسئلہ پوچھا تو نبی کریم ﷺ نے کہا کہ تم عدت سے نکل چکی ہو، چاہو تو نکاح کرسکتی ہو (بخاری:۳۹۸۷)۔ بیوہ عورت کو اختیار ہے کہ اگر وہ چاہے تو اپنے خاوند کے گھر والوں میں عدت گزارے اور اگر چاہے تو وہاں سے نکل کر کہیں اور عدت گزارے (بخاری:۴۵۳۱؛۵۳۴۴)۔ اُم المومنین اُم حبیبہؓ اپنے والد ابوسفیان بن حرب کے انتقال کے بعد خوشبو لگاتے ہوئے فرمایا: رسول اللہ کا فرمان ہے کہ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھنے والی عورت کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ تین دن سے زیادہ کسی کا سوگ منائے ماسوا اپنے شوہر کے، جس کا سوگ چار مہینے دس دن ہے۔ پھر اُم المومنین زینب بنت جحشؓ کے بھائی کا انتقال ہوا تو انہوں نے بھی ایسا ہی عمل کیا اور یہی حدیث سنائی (بخاری:۵۳۳۴؛۵۳۳۵؛۵۳۳۹؛۵۳۴۵)۔ اُم عطیہؓ فرماتی ہیں کہ ہمیں شوہر کے علاوہ کسی کی موت کا سوگ تین دن سے زیادہ منانے سے منع کیا گیا ہے۔ البتہ شوہر کی موت پر چار مہینے دس دن کی عدت مقرر ہے۔ اس دوران ہم نہ سرمہ لگاتیں، نہ خوشبو استعمال کرتیں اور نہ رنگا ہوا کپڑا پہنتیں سوائے اس رنگین کپڑے کہ جس کا دھاگہ کپڑا بننے سے پہلے ہی رنگ دیا گیا ہو۔ ہمیں جنازہ کے پیچھے چلنے کی بھی ممانعت تھی (بخاری:۵۳۴۰ تا ۵۳۴۳؛۵۷۰۵)۔

موت۔ کفار: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُس کنویں کے پاس آئے جس میں جنگ بدر کے مشرک مقتولین کو ڈال دیا گیا تھا اور فرمایا: تمہارے رب نے جو سچا وعدہ کیا تھا، اسے تم لوگوں نے پالیا۔ لوگوں نے پوچھا: یارسول اللہ ﷺ! آپ مُردوں کو سناتے ہیں؟ آپؐ نے جواب دیا: تم ان سے زیادہ سننے والے نہیں ہو البتہ وہ جواب نہیں دے سکتے۔ حضرت عائشہؓ نے اس حدیث کی وضاحت میں فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر کے کافروں کو یہ فرمایا تھا کہ میں جو ان سے کہا کرتا تھا، اب ان کو معلوم ہوگیا ہوگا کہ وہ سچ ہے۔ کیونکہ اللہ نے سورۃ نمل آیت۔۸۰ میں فرمایا ہے کہ اے پیغمبر! تو مُردوں کو نہیں سنا سکتا (بخاری:۱۳۷۰)۔

موت۔ عذاب قبر: یہود و نصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجد بنالیا (بخاری:۱۳۳۰)۔ تدفین کے بعد دو فرشتے قبر میں مردے سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ اگر وہ جواب دے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے بندے اور رسول ہیں تو اس بندہ مومن کو جنت اور جہنم دونوں دکھلا کر کہتے ہیں کہ اللہ نے جنت میں تیرے لیے ایک مکان بنا دیا ہے۔ اگر میت کافر اور منافق ہے اور یہ کہے کہ مجھے معلوم نہیں تو اسے لوہے کے ہتھوڑے سے مارا جاتا ہے اور وہ اتنے بھیانک طریقہ سے چیختا ہے کہ انسان اور جن کے سوا ارد گرد کی تمام مخلوق سنتی ہے (بخاری:۱۳۳۸؛۱۳۷۴)۔ حبشہ کے ایک گرجے میں

آویزاں تصاویر کے ذکر پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے نزدیک وہ لوگ ساری مخلوق میں برے ہیں جو اپنے کسی صالح فرد کی قبر پر مسجد تعمیر کر کے اس میں اس کی مورت رکھ دیتے ہیں (بخاری: ۱۳۴۱)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو قبروں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ ان پر اس لیے عذاب ہو رہا ہے کہ ایک پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغل خوری کیا کرتا تھا۔ (بخاری: ۱۳۶۱؛ ۱۳۷۸)۔ عذاب قبر حق ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز میں عذاب قبر سے اللہ کی پناہ مانگتے تھے (بخاری: ۱۳۷۲؛ ۱۳۷۳؛ ۱۳۷۶)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ مدینہ سے باہر تشریف لے گئے تو غروب آفتاب کے بعد آپ ﷺ کو ایک آواز سنائی دی اور آپ نے فرمایا کہ یہودی کو اس کی قبر میں عذاب ہو رہا ہے (بخاری: ۱۳۷۵)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یوں دعا مانگتے: اللّٰھم انی اعوذ بک من عزاب القبر ومن عذاب النار ومن فتنۃ المحیا والممات ومن فتنۃ المسیح الدجال (بخاری: ۱۳۷۷)۔ جب تم میں سے کوئی مر جاتا ہے تو اس کا جنتی یا جہنمی ٹھکانہ اسے صبح و شام دکھا کر کہا جاتا ہے کہ یہ تیرا ٹھکانہ ہے، یہاں تک کہ قیامت کے دن اللہ تجھ کو اٹھائے گا (بخاری: ۱۳۷۹)۔ کوئی اپنی تکلیف کی وجہ سے موت کی تمنا نہ کرے۔ اگر موت کی تمنا ضروری ہی ہو جائے تو یوں کہے: اے اللہ! جب تک میرے لیے زندگی بہتر ہے، مجھے زندہ رکھیو اور جب میرے لیے موت بہتر ہو تو مجھے اٹھا لیجیو (بخاری: ۶۳۵۱)۔

نام رکھنا:

حزن بن ابی وہب نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا نام (حزن بمعنی سختی) بتلایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم سہل (بمعنی نرمی) ہو۔ مگر انہوں نے اپنا نام تبدیل نہیں کیا۔ چنانچہ ان کے خاندان میں بعد تک ہمیشہ سختی اور مصیبت کا دور رہا (بخاری: ۶۱۹۰؛ ۶۱۹۳)۔ اُم المومنین حضرت زینبؓ کا نام برہ تھا۔ کہا جانے لگا کہ وہ اپنی پاکی ظاہر کرتی ہیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام زینب رکھ دیا (بخاری: ۶۱۹۲)۔ ابو موسیٰؓ کے گھر بچہ پیدا ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام ابراہیم رکھا اور ایک کھجور اپنے دہان مبارک سے نرم کر کے اس کے منہ میں ڈالی اور اس کے لیے برکت کی دعا کی (بخاری: ۶۱۹۸)۔ حضرت علیؓ کو ان کی کنیت ابو تراب سب سے زیادہ پیاری تھی کیونکہ یہ کنیت ابوتراب خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھی تھی (بخاری: ۶۲۰۴)۔ قیامت کے دن اللہ کے نزدیک سب سے بدترین نام اس کا ہو گا جو اپنا نام ملک الاملاک (شہنشاہ) رکھے (بخاری: ۶۲۰۶)۔ حضرت علیؓ کو کوئی نام ابوتراب سے زیادہ محبوب نہیں تھا (بخاری: ۶۲۸۰)۔

نبی آخرالزماں ﷺ:

نبیؐ۔ منفرد خصوصیات: جس شخص نے خواب میں مجھے دیکھا تو بلا شبہ اس نے مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت میں نہیں آ سکتا۔ (بخاری: ۱۱۰) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پانچ منفرد خصوصیات: (۱) ایک ماہ کی مسافت سے رعب کی مدد (۲) تمام زمین میں نماز پڑھنے اور پاکی حاصل کرنے کی اجازت۔ جہاں نماز کا وقت آئے، اُمت کو وہیں نماز پڑھ لینی چاہئے (۳) مالِ غنیمت حلال کیا گیا (۴) سابقہ انبیاء علیہ السلام خاص قوموں کی ہدایت کے لئے بھیجے گئے جبکہ نبی ﷺ کو تمام انسانوں کے لئے بھیجا گیا (۵) شفاعت عطا کی گئی (بخاری: ۳۳۵؛ ۴۳۸)۔ نہ میں تمہیں کوئی چیز دیتا ہوں اور نہ تم سے کوئی چیز روکتا ہوں۔ میں تو صرف تقسیم کرنے والا ہوں (بخاری: ۳۱۱۷)۔ کوئی شخص میرے متعلق یہ نہ کہے کہ میں یونس علیہ السلام سے بہتر ہوں (بخاری: ۳۴۱۲؛ ۳۴۱۳؛ ۳۴۱۶)۔ میں یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ کوئی حضرت یونس بن متی سے افضل ہے (بخاری: ۳۴۱۵)۔ انبیاء علاتی بھائیوں کی طرح ہیں۔ میں ابن مریم سے دوسروں کے مقابلہ میں زیادہ قریب ہوں کیونکہ میرے اور عیسیٰؑ کے درمیان کوئی نبی نہیں ہے (بخاری: ۳۴۴۲؛ ۳۴۴۳)۔ مجھے میرے مرتبہ سے زیادہ نہ بڑھاؤ جیسے عیسیٰؑ ابن مریم کو نصاریٰ نے ان کے رتبے سے زیادہ بڑھا دیا ہے۔ میں تو صرف اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں (بخاری: ۳۴۴۵)۔ میرے پانچ نام ہیں۔ میں محمد، احمد اور ماحی (مٹانے والا) ہوں کہ اللہ میرے ذریعہ کفر کو مٹائے گا۔ میں حاشر ہوں کہ روز قیامت تمام انسانوں کا میرے بعد حشر ہو گا اور میں عاقب ہوں یعنی خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نیا پیغمبر نہیں آئے گا (بخاری: ۳۵۳۲؛ ۴۸۹۶)۔ میری اور مجھ سے پہلے کے تمام انبیاء کی مثال ایسی ہے، جیسے ایک شاندار بنے اور زینت سے آراستہ گھر کے ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوٹ گئی تو میں وہی اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں (بخاری: ۳۵۳۵)۔ غزوہ خندق کے موقع پر باد صبا سے میری مدد کی گئی جبکہ قوم عاد پچھوا ہوا سے ہلاک کی گئی (بخاری: ۳۳۴۳)۔ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے جو اس کام سے پرہیز کرتے ہیں، جو میں کرتا ہوں حالانکہ میں اللہ کو سب سے زیادہ جانتا اور سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں (بخاری: ۶۱۰۱)۔

نبیؐ۔شخصیت: مجھ پر جھوٹ مت بولو۔ جو شخص جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ باندھے، وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے۔ (بخاری:۱۰۶ تا ۱۱۰؛۱۲۹۱؛ ۶۱۹۷)۔ میرے نام پر اپنی اولاد کے نام رکھو مگر میری کنیت ابوالقاسم پر نام نہ رکھو (بخاری:۱۱۰؛ ۲۱۲۰؛ ۲۱۲۱؛ ۳۱۱۴؛ ۳۱۱۵؛ ۳۵۳۷؛ ۳۵۳۹ تا ۳۵۴۹)۔ تم لوگ میرے نام پر اپنے نام رکھا کرو لیکن میری کنیت ابوالقاسم پر مجھے جامع کلام دے کر بھیجا گیا ہے۔ رعب کے ذریعہ میری مدد کی گئی ہے۔ میں سویا ہوا تھا کہ زمین کے خزانوں کی کنجیاں میرے ہاتھ پر لا کر رکھ دی گئیں (بخاری:۲۹۷۷)۔ میرے نام پر نام رکھو لیکن میری کنیت (ابوالقاسم) اختیار نہ کرو کیونکہ میں قاسم (تقسیم کرنے والا) ہوں اور تمہارے درمیان علوم دین کو تقسیم کرتا ہوں (بخاری:۶۱۸۶ تا ۶۱۸۹؛ ۶۱۹۶؛ ۶۱۹۷)۔

نبیؐ۔شمائل:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کے بال درمیانہ تھے، نہ بالکل سیدھے لٹکے ہوئے اور نہ گھنگریالے۔ بال کانوں اور شانوں کے بیچ تک پہنچتے تھے (بخاری:۵۹۰۳ تا ۵۹۰۶)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ اور پاؤں بھرے ہوئے تھے۔ چہرہ حسین وجمیل تھا اور ہتھیلیاں کشادہ تھیں (بخاری:۵۹۰۷ تا ۵۹۱۲)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حسن و جمال میں بھی سب سے بڑھ کر تھے۔ آپؐ سفید رنگ کے تھے، کچھ بال سفید ہو گئے تھے۔ آپ کی دونوں کنپٹیوں اور ٹھوڑی کے کچھ بال سفید ہو گئے تھے۔ آپ ﷺ درمیانہ قد کے تھے۔ نہ بہت لمبے اور نہ چھوٹے قد والے، رنگ کھلتا ہوا تھا، نہ خالی سفید تھے اور نہ بالکل گندمی۔ آپ کے بال نہ بالکل مڑے ہوئے سخت قسم کے تھے اور نہ سیدھے لٹکے ہوئے تھے۔ آپ کا سینہ بہت کشادہ اور کھلا ہوا تھا۔ چہرہ مبارک چاند کی طرح گول اور خوبصورت تھا (بخاری:۳۵۴۴ تا ۳۵۵۲)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کے نزول کا آغاز چالیس سال کی عمر میں ہوا۔ اس کے بعد آپ تیرہ سال مکہ میں رہے اور ہجرت مدینہ کے دس سال بعد فوت ہوئے۔ یوں آپ کی کل عمر شریف تریسٹھ (۶۳) برس ہوتی ہے (بخاری:۳۵۳۶؛ ۳۸۵۱؛ ۳۹۰۲؛ ۳۹۰۳)۔

نبیؐ۔انگوٹھی، مہر:

مردوں کا انگوٹھی پہننا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ (بخاری:۶۶۱)۔ حضرت ابوبکرؓ بھی سرکاری مراسلت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی کی مہر استعمال کرتے تھے (بخاری:۳۱۰۶)۔ میں آدمؑ سے لے کر برابر آدمیوں کے بہتر قرنوں میں ہوتا آیا ہوں یہاں تک کہ وہ قرن آیا جس میں مَیں پیدا ہوا (بخاری:۳۵۵۷)۔ میری بعثت قیامت سے اتنی قریب ہے جتنی شہادت کی انگلی بیچ کی انگلی سے (بخاری:۵۳۰۱)۔ مردوں کو سونے کی انگوٹھی پہننا منع ہے (بخاری:۵۸۶۴)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگوٹھی پر تین سطور میں (محمد۔رسول۔اللہ) کے الفاظ کھدوائے تھے جو بطور مہر نبوت استعمال ہوتی تھی۔ آپ ﷺ کے بعد اس انگوٹھی کو پہلے حضرت ابوبکرؓ نے، پھر حضرت عمرؓ نے اور پھر حضرت عثمانؓ نے پہنا۔ حضرت عثمانؓ کے دور خلافت میں وہ انگوٹھی اریس کے کنویں میں گر گئی تھی۔ تین دن تک اس انگوٹھی کو ڈھونڈا گیا، کنویں کا سارا پانی بھی کھینچ ڈالا گیا لیکن وہ انگوٹھی نہ ملی (بخاری:۵۸۶۶؛ ۵۸۷۲؛ ۵۸۷۵ تا ۵۸۷۷؛ ۵۸۷۸؛ ۵۸۷۹)

نبیؐ۔ابوطالب:

حضرت علیؓ کے والد اور نبی کریم ﷺ کے مشفق چچا ابوطالب کی وفات کا وقت قریب آیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے پاس تشریف لائے اور کہا: چچا! آپ کلمہ لا الہ الا اللہ کہہ دیجئے تاکہ میں اللہ کے ہاں آپ کے حق میں گواہی دے سکوں۔ اس موقع پر موجود ابوجہل، عبداللہ بن ابی امیہ مغیرہ وغیرہ نے کہا: ابوطالب! کیا تم اپنے باپ عبدالمطلب کے دین سے پھر جاؤ گے؟ نبی کریم ﷺ برابر ان پر کلمہ پیش کرتے رہے اور ابوجہل وغیرہ بھی اپنی بات دہراتے رہے۔ ابوطالب کی آخری بات یہ تھی کہ وہ عبدالمطلب کے دین پر ہیں۔ انہوں نے لا الہ الا اللہ کہنے سے انکار کر دیا۔ پھر بھی نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں آپ کے لیے استغفار کرتا رہوں گا، جب تک مجھے منع نہ کر دیا جائے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے سورۃ توبہ کی آیت۔۱۱۳ نازل کی: پیغمبر اور مسلمانوں کو یہ بات مناسب نہیں کہ وہ مشرکوں کی بخشش کے لیے دعا کریں، اگرچہ وہ رشتہ دار ہی ہوں۔ جبکہ ان پر ظاہر ہو گیا ہے کہ وہ دوزخی ہیں (بخاری:۱۳۶۰؛ ۳۸۸۳؛ ۳۸۸۴؛ ۴۶۷۵؛ ۴۷۷۲)۔ حضرت عباسؓ بن مطلب نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ آپ اپنے چچا ابوطالب کے کیا کام آئے کہ وہ آپ کی حمایت کرتے تھے اور آپؐ کے لیے غصہ ہوتے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری وجہ سے ہی وہ صرف ٹخنوں تک جہنم میں ہیں۔ اگر میں ان کی سفارش نہ کرتا تو وہ دوزخ کی تہہ میں بالکل نیچے ہوتے (بخاری:۳۸۸۳؛ ۳۸۸۵)۔

نبیؐ۔ازدواجیات،اہل بیت:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دن اور رات کے چوبیس گھنٹوں میں نومنکوحہ اور دولونڈیوں کے بستر پر گئے۔صحابہ کرام آپس میں کہا کرتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تیس مردوں کے برابر طاقت دی گئی ہے (بخاری:۲۶۸؛۲۸۴)۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو لگائی، پھر آپ اپنی تمام ازواج کے پاس گئے۔اس کے بعد احرام باندھا۔احرام باندھے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مانگ میں خوشبو کی چمک کو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ نے خود دیکھا۔(احرام باندھنے کے بعد خوشبو لگانا منع ہے) اُم المومنین حضرت میمونہؓ حالت حیض میں گھر میں اُس جگہ لیٹی ہوتی تھیں جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چٹائی پر نماز پڑھا کرتے تھے۔جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کرتے تو آپ ﷺ کے کپڑے کا کوئی حصہ حضرت میمونہؓ کے جسم سے لگ جاتا تھا (بخاری:۲۷۱؛۳۳۳؛۳۷۹)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھرانے میں کوئی شام ایسی نہیں آئی جس میں ان کے پاس ایک صاع سے زیادہ گندم یا کوئی اور غلہ موجود رہا ہو۔حالانکہ آپؐ کے گھر والیوں کی تعداد نو تھی (بخاری:۲۰۶۹؛۲۵۰۸)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسنؓ کو سینے سے لگا کر بوسہ لیا اور فرمایا: اے اللہ! اسے محبوب رکھ اور اُس شخص کو بھی محبوب رکھ جو اس سے محبت رکھے (بخاری:۲۱۲۲؛۵۸۸۴)۔سفر میں ساتھ لے جانے کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں میں قرعہ اندازی فرماتے۔آپ ﷺ نے ہر بیوی کے لیے ایک دن اور ایک رات مقرر کر دی تھی۔البتہ حضرت سودہؓ نے اپنی عمر کے آخری دور میں اپنی باری حضرت عائشہؓ کو دے دی تھی (بخاری:۲۶۶۱؛۲۶۸۸)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اہل قریش،عبدمناف،عباس عبدالمطلب، پھوپھی صفیہ اور بیٹی فاطمہ سے خطاب: تم لوگ اپنی اپنی جانوں کو نیک اعمال کے بدلہ مول لے لو۔میں اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آسکوں گا (بخاری:۲۷۵۳؛۳۵۲۷)۔جب اللہ نے حکم دیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج کو اپنے ساتھ رہنے یا علیحدگی کا اختیار دیں تو آپ ﷺ نے حضرت عائشہؓ سے اس معاملہ میں بات کرتے ہوئے کہا کہ وہ اس بارے میں اپنے والدین سے مشورہ کرلیں۔حضرت عائشہؓ نے دوٹوک جواب دیا کہ مجھے مشورہ کرنے کی کیا ضرورت ہے کیونکہ میں اللہ،اس کے رسول اور عالم آخرت کو چاہتی ہوں۔حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ پھر دوسری ازواج نے بھی وہی کہا جو میں کہہ چکی تھی (بخاری:۴۷۸۵؛۴۷۸۶)۔ہجرت مدینہ کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک آل محمد ﷺ نے کبھی مسلسل تین دنوں تک گندم کی روٹی پیٹ بھر کر نہیں کھائی (بخاری:۵۳۷۴؛۵۴۱۶؛۵۴۲۳؛۵۴۳۸؛ ۶۴۵۵)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر چمڑے کا تھا اور اس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی (بخاری:۶۴۵۶)۔فرمانِ حضرت عائشہؓ: ہمارے گھر ایک ایک مہینہ چولہا نہیں جلتا تھا۔کبھی کبھی ہم دو مہینوں میں تین تین چاند دیکھ لیتے تھے اور رسول اللہ ﷺ کی بیویوں کے گھروں میں چولہا نہیں جلتا تھا اور ہم صرف کھجور اور پانی سے گزارا کرتے تھے الا یہ کہ کہیں سے کچھ تھوڑا سا دودھ یا گوشت آجاتا تو ہم اسے بھی کھا لیتے (بخاری:۶۴۵۸؛۶۴۵۹)۔اے اللہ! آل محمد کو صرف اتنی روزی دے کہ وہ زندہ رہ سکیں (بخاری:۶۴۶۰)۔

نبیؐ۔بہادری:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ حسین،سب سے زیادہ فیض اور سب سے زیادہ بہادر تھے۔ایک شب مدینہ کے سب لوگ خوفزدہ ہو کر ایک آواز کی سمت بڑھ رہے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت بھی ایک گھوڑے پر سوار سب سے آگے تھے۔اور تلوار آپ کی گردن سے لٹک رہی تھی (بخاری:۲۸۲۰؛۲۹۰۸: ۲۹۶۸؛۲۹۶۹؛۳۰۴۰)۔اگر میرے پاس درخت کے کانٹوں جتنے بھی اونٹ بکریاں ہوتیں تو تم میں تقسیم کر دیتا۔مجھے تم بخیل، جھوٹا اور بزدل نہیں پاؤ گے (بخاری:۲۸۲۱)۔ایک غزوہ سے واپسی پر لشکر نے ببول کے کثیر درختوں والی ایک وادی میں پڑاؤ ڈالا اور صحابہ کرام درختوں کے سائے کے لیے دور دور تک پھیل گئے۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایک درخت کے نیچے بغرض قیلولہ قیام فرمایا اور اپنی تلوار درخت پر لٹکا دی۔ایک بدوی نے آپؐ کی غفلت میں آپ ہی کی تلوار آپ پر تانے کھڑا ہو گیا اور بلند آواز سے کہنے لگا: اب تمہیں مجھ سے کون بچائے گا؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ کہا: میرا اللہ! یہ سننا تھا کہ تلوار بدوی کے ہاتھ سے چھوٹ کر گر گئی۔نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بدوی کو کوئی سزا نہیں دی۔پھر وہ آپؐ کے اس رویہ سے متاثر ہو کر مسلمان ہو گیا (بخاری:۲۹۱۰؛۲۹۱۳)۔

نبیؐ۔دعا،بددعا:

اے اللہ! میں عاجزی اور سستی سے، بزدلی اور بڑھاپے کی ذلیل حدود میں پہنچ جانے سے، زندگی اور موت کے فتنوں سے اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں (بخاری:۲۸۲۲؛۲۸۲۳) اے اللہ! میں غم، عاجزی، سستی، بخل، بزدلی، قرض کے بوجھ اور ظالم کے اپنے اوپر غلبہ سے تیری پناہ مانگتا ہوں (بخاری:۲۸۹۳)

۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے سائے میں نماز پڑھ رہے تھے کہ ابوجہل وغیرہ کے کہنے پر کفار نے آپ پر اوجھڑی ڈال دی۔ حضرت فاطمہؓ نے آ کر اس گندگی کو ہٹایا تو اللہ کے رسول ﷺ نے انہیں بددعا دی کہ اے اللہ! قریش کو پکڑ، ابوجہل بن ہشام، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ، ابی بن خلف، اور عقبہ بن ابی معیط سب کو پکڑ لے۔ عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ جنگ بدر میں، مَیں نے ان سب کی لاشوں کو بدر کے کنویں میں ڈلا ہوا دیکھا تھا (بخاری: ۲۹۳۴)۔ غزوہ خندق میں عصر کی نماز قضاء ہوگئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کو بددعا دی کہ اے اللہ! ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دے کہ انہوں نے ہمیں صلوٰۃ وسطیٰ (نماز عصر) نہیں پڑھنے دی (بخاری: ۲۹۳۱)۔ غزوہ احزاب کے موقع پر رسول اللہ کی دعا: اے اللہ! مشرکوں اور کفار کی جماعتوں کو شکست دے اور انہیں جھنجھوڑ کر رکھ دے (بخاری: ۲۹۳۳)۔ ہجرت مدینہ کے دوران نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ کا تعاقب کرتا ہوا سراقہ بن مالک بالکل قریب پہنچ گیا تو آپ ﷺ نے اس کے لیے بددعا کی۔ اس کا گھوڑا سخت زمین میں پیٹ تک دھنس گیا تو سراقہ بولا: میرا خیال ہے کہ آپ لوگوں کی بددعا سے ایسا ہوا ہے۔ اگر آپ لوگ میری اس مصیبت سے نجات کی دعا کریں تو میں آپ لوگوں کی تلاش میں آنے والے تمام لوگوں کو لوٹا دوں گا۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ کی دعا سے وہ نجات پا گیا تو وہ واپس ہوگیا اور راستے میں جو بھی ملتا اسے یہ کہہ کر واپس لوٹا دیتا کہ میں بہت تلاش کر چکا ہوں، وہ ادھر نہیں ہیں (بخاری: ۳۶۱۵؛ ۳۶۵۲)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صفوان بن امیہ، سہیل بن عمرو اور حارث بن حشام کے لیے بددعا کی کہ اے اللہ! انہیں اپنی رحمت سے دور کر دے تو اللہ نے سورۃ آل عمران کی آیت: ۱۲۸ نازل فرمائی: تیرا کوئی اختیار نہیں ہے۔ اللہ انہیں توبہ کی توفیق دے یا انہیں عذاب کرے کیونکہ وہ ظالم ہیں (بخاری: ۴۰۶۹؛ ۴۰۷۰)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ستّر (۷۰) صحابہ کی ایک جماعت تبلیغ کے لیے بھیجی تھی۔ راستے میں بنوسلیم کے دو قبائل رعل اور ذکوان نے ان کے ساتھ مزاحمت کی اور تمام صحابہ کو شہید کر دیا۔ اس واقعہ کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز میں ایک مہینہ تک ان کے لیے بددعا کرتے رہے۔ اسی دن سے دعائے قنوت کی ابتدا ہوئے جو قرآت کے بعد اور رکوع سے پہلے پڑھی جاتی تھی (بخاری: ۴۰۸۸ تا ۴۰۹۱؛ ۴۰۹۴ تا ۴۰۹۶)۔

نبیؐ۔ پیشگوئی:

فقر و فاقہ اور راستوں کی بدامنی کی شکایات پر ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: ایک وقت آئے گا جب ایک عورت کوفہ کی بستی سے اکیلی مکہ پہنچ کر کعبہ کا طواف کرے گی اور اسے اللہ کے سوا کسی کا خوف نہ ہوگا۔ جب ایرانی بادشاہ کے خزانے تم پر کھولے جائیں گے۔ جب ایک شخص سونا چاندی بھر نکلے گا کہ کوئی اس کی زکوٰۃ قبول کر لے، مگر کوئی نہ ملے گا (بخاری: ۳۵۹۵)۔ اُم المومنین حضرت عائشہؓ کی موجودگی میں حضرت فاطمہؓ آئیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے ایک پہلو کی طرف طرف بٹھایا اور ان کے کان میں چپکے سے کچھ کہا تو وہ رو پڑیں۔ پھر آپؐ نے ان کے کان میں کچھ اور کہا تو وہ ہنس پڑیں۔ حضرت عائشہؓ کے پوچھنے پر بی بی فاطمہؓ نے فرمایا کہ جب تک نبی کریم ﷺ زندہ ہیں، میں آپ کے راز کو کسی پر نہیں کھول سکتی۔ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد بی بی فاطمہ نے بتلایا کہ آپؐ نے پہلی مرتبہ میرے کان میں کہا کہ اس سال جبرئیلؑ نے خلاف معمول دو مرتبہ دورہ قرآن کیا ہے تو مجھے یقین ہے کہ اب میری موت قریب ہے اور میرے گھرانے میں سب سے پہلے مجھ سے آ ملنے والی تم ہوگی۔ یہ سن کر میں رونے لگی تو آپؐ نے فرمایا: تم اس پر راضی نہیں کہ جنت کی عورتوں کی سردار بنوگی تو اس پر میں ہنس پڑی۔ دوسری روایت کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی مرتبہ اپنی وفات کی بات کی تھی اور دوسری مرتبہ یہ فرمایا تھا اہل بیت میں سب سے پہلے تم مجھ آن ملوگی (بخاری: ۳۶۲۳ تا ۳۶۲۶؛ ۳۷۱۵؛ ۳۷۱۶)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جعفر بن ابی طالب اور زید بن حارثہؓ کی شہادت کی خبر پہلے ہی صحابہ کو سنا دی تھی۔ اس وقت آپؐ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے (بخاری: ۳۶۳۰)۔ غریب حضرت جابر بن عبداللہ کی شادی کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا تھا کہ ایک وقت آئے گا کہ تمہارے پاس عمدہ عمدہ قالین ہوں گے۔ اور اب جب میں اپنی بیوی سے قالین ہٹانے کو کہتا ہوں تو وہ کہتی ہے کہ کیا نبی کریم ﷺ نے تم سے نہیں کہا تھا کہ تمہارے پاس قالین ہوں گے۔ چنانچہ میں انہیں وہیں رہنے دیتا ہوں (بخاری: ۳۶۳۱)۔

نبیؐ۔ پیشگوئی: سعد بن معاذؓ عمرہ کی نیت سے مکہ آئے تو ابوصفوان امیہ بن خلف کے ہاں اترے۔ امیہ بھی تجارت کے لیے شام جاتے ہوئے جب مدینہ سے گزرتا تو سعد بن معاذؓ کے یہاں قیام کرتا تھا۔ حضرت سعد بن معاذ طواف کر رہے تھے کہ ابوجہل آ گیا اور کہنے لگا: تم کعبہ کا طواف امن سے کر رہے ہو حالانکہ محمد ﷺ اور ان کے ساتھیوں کو پناہ دے رکھی ہے۔ اس پر سعدؓ نے کہا کہ اللہ کی قسم! اگر تم نے مجھے بیت اللہ کے طواف سے روکا تو میں بھی تمہاری شام کی تجارت خاک میں ملا دوں گا۔ دونوں میں بات بڑھنے لگی تو امیہ حضرت سعدؓ کو برابر روکتا رہا کہ اپنی آواز بلند نہ کرو۔ اس پر سعدؓ نے کہا کہ چل پرے ہٹ۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

سے سنا ہے کہ تجھے ابوجہل ہی قتل کرائے گا۔ امیہ نے یہ بات اپنی بیوی کو بتلائی اور دونوں نے اس بات کا اعتراف کیا کہ محمد ﷺ کبھی کوئی غلط بات زبان سے نہیں نکالتے۔ پھر بدر کی لڑائی کے لیے اہل مکہ روانہ ہونے لگے تو امیہ کو بھی بلانے والا آیا۔ امیہ نے چاہا کہ اس لڑائی سے دور رہے مگر ابوجہل نے کہا: تم وادی مکہ کے رئیس ہو۔ کم از کم ایک دو دن کے لیے تو تمہیں چلنا ہی پڑے گا۔ یوں وہ بدر کی لڑائی کے لیے نکلا تو اللہ نے اسے قتل کرا دیا (بخاری: ۳۶۳۲)۔ جب شاہ ایران کسریٰ ہلاک ہو جائے گا تو پھر کوئی دوسرا کسریٰ پیدا نہیں ہوگا۔ اللہ کی قسم تم ان کے خزانے اللہ کے راستے میں ضرور خرچ کروگے (بخاری: ۳۶۱۸؛ ۳۶۱۹)۔ تمہارے بعد ایک ایسی قوم پیدا ہوگی جو بغیر کہے گواہی دینے کے لیے تیار ہو جایا کرے گی۔ ان میں خیانت اور چوری اتنی عام ہو جائے گی کہ ان پر کسی قسم کا بھروسہ باقی نہیں رہے گا۔ نذریں مانیں گے لیکن انہیں پورا نہیں کریں گے، موٹاپا عام ہو جائے گا (بخاری: ۳۶۵۰؛ ۳۶۵۱)۔

نبیؐ۔ تمثیل:

اللہ کی حدود پر قائم رہنے والے اور اس کی خلاف ورزی کرنے والوں کی مثال ایسی ہے جیسے کشتی کی نچلی منزل والے پانی لینے کے لیے اوپری منزل پر جانے کی بجائے کشتی کی نچلی منزل ہی میں سوراخ کرلیں اور اوپری منزل والے بھی نیچے والوں کو منع نہ کریں تو پوری کشتی والے ہلاک ہو جائیں گے۔ لیکن اگر اوپر والے نیچے والوں کو ایسا کرنے سے روک لیں تو یہ خود بھی بچیں گے اور ساری کشتی بھی بچ جائے گی (بخاری: ۲۴۹۳؛ ۲۶۸۶)۔ یہودیوں نے دوپہر تک ایک قیراط پر اور نصاریٰ نے دوپہر تا عصر ایک قیراط پر مزدوری کی جبکہ مسلمانوں کو عصر تا مغرب کام کرنے کی مزدوری دو قیراط ملی (بخاری: ۳۴۵۹)۔

نبیؐ۔ تورات:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض صفات تورات میں بالکل وہی ہیں، جو قرآن میں ہیں جیسے: اے نبی! ہم نے تمہیں گواہ، خوشخبری دینے والا، ڈرانے والا اور اَن پڑھ قوم کی حفاظت کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔ تم نہ بدخو ہو، نہ سخت دل اور نہ بازاروں میں شور و غل مچانے والے۔ (بخاری: ۲۱۲۵)۔

نبیؐ۔ خطوط:

قیصر روم کے نام خط میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی لکھا تھا: اگر تم نے اسلام کی دعوت سے منہ موڑا تو اپنے گناہوں کے ساتھ ان کا بھی تم پر گناہ پڑے گا، جن پر تم حکمرانی کر رہے ہو (بخاری: ۲۹۳۶)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطوط کو سربمہر کرنے کے لیے چاندی کی انگوٹھی میں محمد رسول اللہ کھدوایا تھا (بخاری: ۲۹۳۸)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بحرین کے گورنر کے ذریعہ اپنا مکتوب شاہِ ایران کسریٰ پرویز تک پہنچایا اور اُس نے مکتوب مبارک پھاڑ ڈالا تو آپؐ نے بددعا کی کہ وہ بھی پارہ پارہ ہو جائے اور ایسا ہی ہوا (بخاری: ۲۹۳۹؛ ۴۲۶۴)۔

نبیؐ۔ خواب:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خواب بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک حافظ قرآن کا سر پتھر سے کچلا جا رہا تھا کیونکہ وہ قرآن سے غافل ہو گیا تھا اور فرض نماز پڑھے بغیر سو جایا کرتا تھا (بخاری: ۱۱۴۳)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں مسیح ابن مریم کو دو آدمیوں کے شانوں پر اپنے دونوں ہاتھ رکھے طواف کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ آپ شکل میں حسین و جمیل، سر کے بال شانوں تک لٹک رہے تھے اور سر سے پانی ٹپک رہا تھا۔ (بخاری: ۳۴۴۰؛ ۳۴۴۱)۔ میں نے خواب میں اپنے ہاتھ میں سونے کے دو کنگن دیکھے تو فکرمند ہوا۔ خواب ہی میں مجھے بتلایا گیا کہ میں ان پر پھونک ماروں۔ جب میں نے کنگنوں پر پھونک ماری تو وہ دونوں اُڑ گئے۔ میں نے اس خواب سے یہ تعبیر لی کہ میرے بعد جھوٹے نبی ہوں گے۔ پس ان میں سے ایک تو اسود عنسی ہے اور دوسرا مسیلمہ کذاب (بخاری: ۳۶۲۱)۔ میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ مکہ سے ایک ایسی زمین کی طرف ہجرت کر رہا ہوں جہاں کھجور کے باغات ہیں۔ اس پر میرا ذہن یمامہ یا ہجر کی طرف گیا لیکن وہ یثرب مدینہ منورہ ہے۔ پھر میں نے اسی خواب میں تلوار ہلائی تو وہ بیچ سے ٹوٹ گئی۔ یہ اُحد میں مسلمانوں کو پیش آنے والی مصیبت کی طرف اشارہ تھا۔ پھر میں نے تلوار دوسری مرتبہ ہلائی تو وہ پہلے سے بھی اچھی صورت میں ہوگئی۔ یہ فتح مکہ کی طرف اشارہ تھا (بخاری: ۳۶۲۲)۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ لوگ ایک میدان میں جمع ہیں۔ ان میں سے حضرت ابوبکرؓ اٹھے اور ایک کنویں سے دو ڈول پانی بھر کر نکالا۔ پھر وہ ڈول حضرت عمرؓ نے سنبھالا۔ ان کے ہاتھ میں جاتے ہی وہ ڈول بڑا

ہو گیا۔انہوں نے اتنے ڈول کھینچے کہ لوگ اپنے اپنے اونٹوں کو بھی پلا پلا کر ان کے ٹھکانوں میں لے گئے (بخاری: ۳۶۳۴؛ ۳۶۶۴؛ ۳۶۷۶؛ ۳۶۸۲)۔حضرت عائشہؓ کا فرمان: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت سے پہلے سچے خواب دکھائے جاتے تھے۔ چنانچہ اس دور میں آپ جو بھی خواب دیکھ لیتے وہ حالت بیداری میں نمودار ہو جاتا (بخاری: ۴۹۵۳)۔خواب: رات کعبہ کے پاس مجھے عیسیٰ ابن مریم کو دکھایا گیا جو گندمی رنگ کے خوبصورت چہرہ والے تھے، ان کے شانوں تک لمبے لمبے بال تھے، بالوں میں کنگھا کر رکھا تھا اور بالوں سے پانی ٹپک رہا تھا اور وہ دو آدمیوں کے شانوں کا سہارا لیے ہوئے خانہ کعبہ کا طواف کر رہے تھے۔ پھر میں نے مسیح دجال کو دیکھا جس کے الجھے ہوئے گھنگریالے بال تھے اور وہ دائیں آنکھ سے کانا تھا (بخاری: ۵۹۰۲)۔جس نے مجھے خواب میں دیکھا تو اس نے مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت میں نہیں آسکتا (بخاری: ۶۱۹۷)۔ایک رات خواب میں کعبہ کے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عیسیٰؑ ابن مریم اور کانے دجال کو دیکھا (بخاری: ۶۹۹۹؛ ۷۰۲۶)۔خواب میں میرے سامنے کچھ لوگ قمیص پہنے ہوئے پیش کئے گئے۔ کسی کی قمیص محض سینے تک تھی تو کسی کی بڑی۔ عمرؓ بن خطاب میرے سامنے سے گزرے تو ان کی قمیص زمین سے گھسٹ رہی تھی اور قمیص کی تعبیر دین ہے (بخاری: ۷۰۰۸؛ ۷۰۰۹)۔

نبیؐ۔خواب: عائشہؓ! تم مجھے خواب میں دو مرتبہ اس طرح دکھائی گئیں کہ ایک شخص تمہیں ریشم کے ایک ٹکڑے میں اٹھائے لیے جا رہا تھا۔اس نے مجھ سے کہا کہ یہ آپ کی بیوی ہیں (بخاری: ۷۰۱۱؛ ۷۰۱۲)۔عبداللہ بن سلامؓ نے خواب میں باغ کے وسط میں واقع ایک ستون پر خود کو چڑھتے ہوئے اور ستون کے اوپری سرے پر موجود ایک حلقہ کو پکڑتے ہوئے دیکھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب سُن کر فرمایا: وہ اسلام کا باغ اور ستون تھا جبکہ ستون کا بالائی حلقہ عروۃ الوثقیٰ تھا۔تم اپنی وفات تک اسلام پر مظبوطی سے جمے رہو گے (بخاری: ۷۰۱۴)۔عبداللہ بن عمرؓ خواب میں دیکھا کہ میرے ہاتھ میں ریشم کا ایک ٹکڑا ہے اور میں جنت میں جس جگہ جانا چاہتا ہوں، وہ اڑ کر مجھے وہاں پہنچا دیتا ہے۔اس خواب کی تعبیر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ عبداللہ بن عمرؓ نیک آدمی ہے (بخاری: ۷۰۱۵؛ ۷۰۱۶)۔اللہ کی قسم! میں رسول اللہ ہوں اور اس کے باوجود مجھے معلوم نہیں کہ میرے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے گا (بخاری: ۷۰۱۸)۔میں ایک کنویں سے پانی کھینچ رہا تھا کہ ابوبکرؓ و عمرؓ بھی آ گئے ابوبکرؓ نے ایک یا دو ڈول کمزوری میں کھینچے اس کے بعد عمرؓ نے وہ ڈول اپنے ہاتھ میں لیا تو ڈول بڑا ہو گیا اور انہوں نے اتنی مہارت سے پانی کھینچا کہ لوگوں کے لیے اونٹوں کے حوض بھر دئے (بخاری: ۷۰۱۹ تا ۷۰۲۲؛ ۷۴۷۵)۔ مجھے جنت میں ایک محل دکھایا گیا۔ مجھے بتایا گیا کہ یہ عمر بن خطابؓ کا محل ہے تو میں اندر جانے سے رک گیا کہ مجھے عمرؓ کی غیرت یاد آ گئی۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ رو پڑے اور کہا: کیا آپ پر غیرت کروں گا (بخاری: ۷۰۲۳ تا ۷۰۲۵)۔خواب میں مرے پاس دودھ کا پیالہ لایا گیا۔ میں نے اس میں سے پیا اور پھر اپنا بچا ہوا عمر بن خطاب کو دے دیا۔ میں نے اس کی تعبیر علم سے لی (بخاری: ۷۰۲۷؛ ۷۰۳۲)۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ مکہ سے ایک ایسی زمین کی طرف ہجرت کر رہا ہوں جہاں کھجوریں ہیں۔ میرا خیال یمامہ یا ہجر کی طرف گیا لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ مدینہ یعنی یثرب ہے (بخاری: ۷۰۳۵)۔ میں نے ایک پراگندہ بال، سیاہ عورت دیکھی کہ وہ مدینہ سے نکل کر مہیعہ چلی گئی۔ میں نے اس کی تعبیر یہ لی کہ مدینہ کی وباء مہیعہ منتقل ہو گئی ہے (بخاری: ۷۰۳۸ تا ۷۰۴۰)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں مختلف مناظر دکھلائے گئے اور پھر بتلایا گیا کہ جس کا سر پتھر سے کچلا جا رہا تھا، یہ وہ شخص ہے جو قرآن سیکھتا تھا پھر اسے چھوڑ دیتا تھا اور فرض نماز کو چھوڑ کر سو جاتا تھا۔جس کا جبڑا گدی، ناک اور آنکھ تک چیرا جا رہا تھا وہ صبح گھر سے نکل کر جھوٹی خبریں تراشنے والا تھا۔تنور میں جلتے ہوئے ننگے مرد اور عورتیں زنا کار تھے۔ نہر میں تیرنے والا، جس کے منہ میں پتھر دیا جا رہا تھا، وہ سود خور تھا۔جہنم کی آگ بھڑکانے والا بدصورت جہنم کا داروغہ تھا۔ باغ میں نظر آنے والے بزرگ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں اور ان کے اردگرد وہ بچے ہیں جو بچپن ہی میں دین فطرت پر مر گئے تھے (ان بچوں میں مشرکین کے بچے بھی شامل ہیں فرمان رسول ﷺ)۔آدھے خوبصورت اور آدھے بدصورت وہ لوگ تھے جنہوں نے اچھے عمل کے ساتھ برے عمل بھی کئے اور اللہ نے ان کے گناہوں کو بخش دیا (بخاری: ۷۰۴۷)۔

نبیؐ۔درود:

مجھ پر درود یوں بھیجا کرو: اے اللہ! رحمت نازل فرما محمد پر، ان کی بیویوں پر اور ان کی اولاد پر جیسا کہ تو نے رحمت نازل فرمائی ابراہیم پر۔اور اپنی برکت نازل فرما محمد پر، ان کی بیویوں پر اور ان کی اولاد پر جیسا کہ تو نے برکت نازل فرمائی آل ابراہیم پر۔ بے شک تو انتہائی خوبیوں والا اور عظمت والا ہے (بخاری: ۳۳۶۹؛ ۳۳۷۰)۔ مجھ پر یوں صلاۃ بھیجا کرو: اللّٰھم صل علی محمد وعلی آل محمد۔کما صلیت علی آل ابراھیم انک حمید مجید۔اللّٰھم بارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی آل ابراھیم انک حمید مجید (بخاری: ۴۷۹۷؛ ۶۳۵۷؛ ۶۳۵۸؛ ۶۳۶۰)۔

نبیؐ ۔ رحم دلی:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی صاحبزادی زینبؓ نے بلا بھیجا کہ آپ کا نواسہ نزع کی حالت میں ہے۔ آپؐ نے کہلا بھیجا کہ اللہ ہی کا ہے، جو وہ لیتا ہے۔ اس لئے وہ صبر کریں اور اللہ سے اجر کی امید رکھیں۔ بی بی زینبؓ نے قسم دے کر پھر کہلا بھیجا تو آپ ﷺ بی بی زینبؓ کے گھر گئے۔ بچہ کو اٹھایا تو وہ دم توڑ رہا تھا۔ یہ دیکھ کر آپؐ کی آنکھ سے آنسو بہہ نکلے اور صحابہ کرام کے استفسار پر فرمایا: یہ رونا رحم کی وجہ سے ہے (بخاری: ۶۶۰۲؛ ۶۶۵۵؛ ۷۳۷۷؛ ۷۳۷۷؛ ۷۴۴۸)۔

نبیؐ ۔ روضہ:

ولید بن عبدالملک بن مروان کے عہد حکومت میں حجرہ عائشہؓ کی دیوار گری اور لوگ اس دیوار کو زیادہ اونچی اٹھانے لگے تو وہاں ایک قدم ظاہر ہوا۔ لوگ یہ سمجھ کر گھبرا گئے کہ کہیں یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قدم مبارک تو نہیں۔ پھر عروہ بن زبیرؓ نے بتلایا کہ اللہ گواہ ہے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کا قدم نہیں بلکہ یہ تو حضرت عمرؓ کا قدم ہے (بخاری: ۱۳۹۰)۔

نبیؐ ۔ زہر، جادو:

ایک یہودی عورت نے زہر ملا ہوا بکری کا گوشت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کیا۔ آپ نے اس میں سے تھوڑا کھایا تو معلوم ہو گیا کہ اس میں زہر ہے۔ یہودیہ نے زہر ملانے کا اقرار بھی کیا۔ صحابہ کرامؓ نے کہا: کیوں نہ اسے قتل کر دیا جائے، مگر نبی ﷺ نے اجازت نہ دی (بخاری: ۲۶۱۷)۔ فتح خیبر کے بعد یہودیوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں زہر ملا گوشت کا ہدیہ پیش کیا تو آپؐ نے فرمایا: تم لوگوں نے اس میں زہر کیوں ملایا ہے؟ یہودیوں نے جواب دیا: ہمارا مقصد یہ تھا کہ اگر آپ نبوت میں جھوٹے ہیں تو ہمیں آرام مل جائے گا اور اگر آپ واقعی سچے نبی ہیں تو یہ زہر آپ کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گا (بخاری: ۳۱۶۹)۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جادو کے زیر اثر تھے تو آپ کے ذہن میں یہ بات ہوتی تھی کہ فلاں کام کر رہا ہوں حالانکہ آپ اسے نہ کر رہے ہوتے۔ پھر آپؐ نے جادو کا اثر دفع کرنے کی دعا کی تو اللہ نے شفا دی۔ اسی دوران دو فرشتوں جبرئیل اور میکائیل علیہ السلام نے باہم مکالمہ کر کے آپؐ کو بتلایا کہ یہ جادو ٹونا لبید بن اعصم یہودی نے کنگھے، کتان اور کھجور کے خشک خوشے کے غلاف میں ڈال کر ایک کنویں میں رکھا ہے۔ پھر وہ کنواں بند کروا دیا گیا (بخاری: ۳۱۷۵؛ ۳۲۶۸؛ ۵۷۶۳ تا ۵۷۶۶؛ ۶۰۶۳؛ ۶۳۹۱)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مرض وفات میں فرماتے تھے کہ خیبر میں زہر آلود لقمہ جو میں نے اپنے منہ میں رکھ لیا تھا، اس کی تکلیف آج بھی محسوس کرتا ہوں۔ ایسا لگتا ہے کہ میری شہ رگ اس زہر کی تکلیف سے کٹ جائے گی (بخاری: ۴۴۲۸)۔

نبیؐ ۔ سیرتِ طیبہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک درزی کی دعوت میں پیش کردہ گوشت اور کدو کے سالن میں کدو کے قتلے تلاش کر کر کے کھاتے رہے (بخاری: ۲۰۹۲)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر ٹھہر ٹھہر کر باتیں کرتے کہ اگر کوئی آپ کے الفاظ گننا چاہتا تو گن سکتا (بخاری: ۳۵۶۷؛ ۳۵۶۸)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی پورا منہ کھول کر نہیں ہنستے تھے بلکہ آپ تبسم فرمایا کرتے تھے (بخاری: ۴۸۲۸)۔ نبی کریم گھر میں گھر کے کام کیا کرتے تھے اور اذان سنتے ہی باہر چلے جاتے تھے (بخاری: ۵۳۶۳)۔ ایک مرتبہ فاقوں کی وجہ سے حضرت ابو ہریرہؓ سخت مشقت میں تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں اپنے گھر لے گئے اور خوب سیر ہو کر دودھ پلایا (بخاری: ۵۳۷۵)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے میں کدو بہت مرغوب تھا (بخاری: ۵۳۷۹؛ ۵۴۲۰؛ ۵۴۳۳؛ ۵۴۳۵ تا ۵۴۳۷؛ ۵۴۳۹)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ممکنہ حد تک پاکی حاصل کرنے، جوتا پہننے اور کنگھا کرنے میں داہنی طرف سے ابتداء کرتے (بخاری: ۵۳۸۰)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی ایک وقت میں مختلف اقسام کے کھانے، میدہ کی چپاتی روٹی نہیں کھائی۔ آپ عام دسترخوان پر کھانا کھایا کرتے تھے (بخاری: ۵۳۸۵؛ ۵۳۸۶؛ ۵۴۱۵)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ٹیک لگا کر نہیں کھاتا (بخاری: ۵۳۹۸؛ ۵۳۹۹)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پکتی ہوئی ہنڈیا میں سے ادھ کچی بوٹی نکال کر کھائی اور پھر نیا وضو کئے بغیر نماز پڑھائی (بخاری: ۵۴۰۵)۔ غیر محرم اگر شکار کرے تو احرام والے شکاری کی مدد نہیں کر سکتے لیکن غیر محرم کا شکار کیا ہوا گوشت کھا سکتے ہیں۔ ایسا کرنا نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے (بخاری: ۵۴۰۷)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی کھانے میں کوئی عیب نہیں نکالا۔ اگر پسند ہوا تو کھا لیا اور اگر ناپسند ہوا تو

چھوڑ دیا (بخاری: ۵۴۰۹)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میٹھی چیز اور شہد پسند فرمایا کرتے تھے۔ (بخاری: ۵۴۳۱؛ ۵۶۸۲؛ ۵۵۹۹؛ ۵۶۱۴)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تازہ کھجور کے ساتھ ککڑی ملا کر بھی کھاتے دیکھا گیا ہے (بخاری: ۵۴۴۰؛ ۵۴۴۷؛ ۵۴۴۹)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سخاوت اور خیر کے معاملہ میں سب سے زیادہ سخی تھے (بخاری: ۱۹۰۲)۔ اگر تمہیں وہ معلوم ہو جائے جو میں جانتا ہوں تو تم ہنستے کم اور روتے زیادہ (بخاری: ۶۴۸۵؛ ۶۴۸۶)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھر کے کام کاج میں حصہ لیا کرتے اور گھر والوں کی خدمت کیا کرتے تھے (بخاری: ۶۷۶)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پانی پینے کا پیالہ ٹوٹ گیا تو آپ نے اسے چاندی کی زنجیروں سے جڑوالیا تھا (بخاری: ۳۱۰۹)۔

نبیؐ۔حیا: زمانہ جاہلیت میں کعبہ کی تعمیر نو کے موقع پر چچا حضرت عباسؓ نے اپنے چھوٹے بھتیجے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے تہہ بند اتار کر کاندھے پر ڈالنے کو کہا تاکہ پتھر اٹھاتے ہوئے تکلیف نہ ہو۔ آپؐ ننگے ہوتے ہی بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑے۔ پھر آپؐ نے تہبند لے کر اسے مضبوطی سے باندھ لیا (بخاری: ۱۵۸۲)۔

نبیؐ۔فرشتے:

حضرت جبرئیل علیہ السلام کو ایک بار میں نے آسمان و زمین کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھا ہوا دیکھا (بخاری: ۴) رمضان کی ہر رات میں جبرئیل علیہ السلام مجھ سے ملاقات کرتے اور قرآن کا دورہ کرتے (بخاری: ۶)۔ اے عائشہؓ! میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے ہیں اور تمہیں سلام کہتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ نے سلام کے جواب میں فرمایا:: وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ اور فرمایا: آپ ﷺ وہ چیزیں بھی دیکھتے تھے جو ہم نہیں دیکھتے تھے (بخاری: ۳۲۱۷؛ ۶۲۰۱)۔ جبرئیل علیہ السلام رمضان کی ہر رات میں نبی کریم سے ملاقات کے لیے آتے اور آپؐ سے قرآن کا دور کیا کرتے تھے (بخاری: ۳۲۲۰)۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے نماز کا طریقہ سکھانے کے لئے مجھے پانچوں وقت کی نماز پڑھائی (بخاری: ۳۲۲۱)۔ جبرئیل علیہ السلام کہہ گئے ہیں کہ میری امت کا جو آدمی اس حالت میں مرے گا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا رہا ہوگا تو وہ جنت میں جائے گا۔ وہ جہنم میں داخل نہیں ہوگا (بخاری: ۳۲۲۲)۔ زمین پر آنے والے کچھ فرشتے رات کے ہیں اور کچھ دن کے۔ یہ سب فجر اور عصر کی نماز میں جمع ہوتے ہیں۔ جب یہ فرشتے اللہ کی بارگاہ میں جاتے ہیں تو اللہ کو بتلاتے ہیں کہ جب ہم نے آپ کے بندوں کو چھوڑا تو وہ فجر کی نماز پڑھ رہے تھے اور جب ہم ان کے ہاں گئے تو وہ عصر کی نماز پڑھ رہے تھے (بخاری: ۳۲۲۳)۔ حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں تصویروں والے نقشی تکیہ کو دیکھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رحمت کے فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کوئی تصویر ہوتی ہے۔ قیامت کے دن تصویر بنانے والے پر عذاب دیا جائے گا اور اسے کہا جائے گا کہ اپنی بنائی ہوئی تصویر کو زندہ کر کے دکھا (بخاری: ۳۲۲۴)۔ رحمت کے فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتے اور جاندار کی تصویر ہو (بخاری: ۳۲۲۵؛ تا ۳۲۲۷)۔ جب امام سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم اللّٰھم ربنا لک الحمد کہا کرو۔ جس کا ذکر ملائکہ کے ساتھ موافق ہو گیا، اس کے پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں (بخاری: ۳۲۲۸)۔ کوئی شخص نماز کی وجہ سے کہیں ٹھہرا رہے گا تو اس کا یہ سارا وقت نماز میں شمار ہوگا اور ملائکہ اس کے لیے دعا کرتے رہیں گے کہ اے اللہ! اس کی مغفرت فرما اور اس پر اپنی رحمت نازل فرما (بخاری: ۳۲۲۹)۔ مجھ پر سب سے سخت دن وہ تھا جب طائف کے سردار نے میری دعوت کو رَد کیا۔ میں انتہائی رنجیدہ ہو کر واپس ہوا تو بدلی کے ایک ٹکڑے میں حضرت جبرئیل کے ساتھ موجود پہاڑوں کے فرشتے نے مجھ سے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو میں دونوں طرف کے پہاڑ ان پر لا کر ملا دوں۔ مگر میں نے کہا کہ مجھے تو اس بات کی امید ہے اللہ تعالیٰ ان کی نسل سے ایسی اولاد پیدا کرے گا جو کسی کو شریک کئے بغیر اللہ کی عبادت کرے گی (بخاری: ۳۲۳۱)۔

نبیؐ۔فرشتے: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو ان کی اصلی صورت میں دیکھا تو ان کے چھ سو بازو (پَر) تھے (بخاری: ۳۲۳۲؛ ۴۸۵۶؛ ۴۸۵۷)۔ نبی کریم ﷺ نے معراج کی رات حضرت جبرئیلؑ کو ان کی اصل صورت میں دیکھا تھا کہ انہوں نے تمام آسمان کے کناروں کو ڈھانپ لیا تھا (بخاری: ۳۲۳۴؛ ۳۲۳۵)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت میکائیل اور جہنم کے داروغہ مالک نام کے فرشتہ سے ملوایا جو آگ جلا رہا تھا (بخاری: ۳۲۳۶)۔ غار حرا میں حضرت جبرئیل کی طرف سے سورۃ اقراء پڑھائے جانے کے بعد تین سال تک مجھ پر وحی کا نزول بند رہا۔ پھر ایک دن میں نے جبرئیل علیہ السلام کو آسمان اور زمین کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھا دیکھا تو ڈر گیا اور گھر آ کر کہنے لگا کہ مجھے کچھ اوڑھا دو (بخاری: ۳۲۳۸)۔ فرمانِ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو ان کی اصل صورت میں دو مرتبہ دیکھا تھا (بخاری: ۴۸۵۵)۔ ایک مرتبہ جبرئیل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وحیہ کلبی کی شکل میں آئے تو اُم المومنین اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بھی وہاں موجود تھیں۔ وہ جبرئیلؑ کے جانے تک انہیں وحیہ کلبی

سمجھتی رہیں (بخاری: ۴۹۸۰)۔حضرت جبرئیل ومیکائیل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ سوئے ہوئے تھے۔ایک نے کہا کہ ان کی آنکھیں سورہی ہیں لیکن ان کا دل بیدار ہے۔(بخاری: ۷۲۸۱)۔جبرائیل علیہ السلام نے مجھے پکار کر کہا کہ اللہ نے آپ کی قوم کی بات سن لی اور وہ بھی سن لیا جو انہوں نے آپ کو جواب دیا (بخاری: ۷۳۸۹)۔

نبیؐ۔معجزات:

معجزہ: سفر کے دوران نماز عصر کے وضو کے لیے قافلہ کو پانی نہ ملا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک برتن میں پانی لایا گیا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے برتن میں اپنا ہاتھ ڈال دیا آپ کی انگلیوں کی نیچے سے چشمے کی طرح پانی ابلنے لگا اور قافلے کے آخری آدمی نے بھی اسی برتن سے وضو کرلیا (بخاری: ۱۶۹)۔ایک مرتبہ وضو کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وضو کے لیے پانی کا اتنا چھوٹا سا برتن لایا گیا کہ آپ اس میں اپنی ہتھیلی نہیں پھیلا سکتے تھے۔مگر اسی (۸۰) سے کچھ زیادہ افراد نے اسی برتن سے وضو کرلیا (بخاری۔۱۹۵)۔ایک سفر میں صحابی پانی کی تلاش میں تھے کہ انہوں نے ایک خاتون کو اونٹوں پر دو مشکیزے میں ایک دن کی مسافت سے پانی لاتے دیکھا۔صحابہ کرامؓ انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے۔آپ نے ایک برتن میں دونوں مشکیزوں کے منہ کھول دئے اور تمام لشکریوں میں اعلان کرادیا کہ برتن سے خود بھی سیر ہوکر پانی پئیں اور اپنے جانوروں کو بھی پلائیں۔ایک صحابی نے اس پانی سے غسل بھی کیا۔اس کے باوجود خاتون کے مشکیزوں میں پہلے سے زیادہ پانی موجود تھا۔پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے کھجور، آٹا اور ستو وغیرہ اکٹھا کر کے خاتون کو دیا۔خاتون نے گھر جاکر سب کو یہ ماجرہ سنایا۔بعدازاں یہ خاتون اور اس کے قبیلہ والے مسلمان ہوگئے۔(بخاری: ۳۴۴)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے کہ قحط سالی سے پریشان ایک دیہاتی نے کھڑے ہوکر آپ ﷺ سے بارش کی دعا کی درخواست کی۔آپ ﷺ نے ہاتھ اُٹھا کر دعا کی اور ابھی ہاتھ نیچے بھی نہیں کیا تھا کہ گھٹا اُمڈ آئی اور بارش شروع ہوگئی جو متواتر اگلے جمعہ تک جاری رہی۔دوسرے جمعہ کو آپ ﷺ سے پھر بارش رکنے کی دعا کی گئی تو آپ نے دعا کی کہ اے اللہ! اب دوسری طرف بارش برسا اور ہم سے روک دے۔آپ ہاتھ سے بادل کے لیے جس طرف بھی اشارہ کرتے، ادھر مطلع صاف ہوجاتا (بخاری: ۹۳۲ تا ۹۳۳؛ ۱۰۱۳ تا ۱۰۲۱؛ ۱۰۲۹؛ ۱۰۳۳)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے ایک تنے سے ٹیک لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے۔جب آپؐ اپنے لیے بنائے گئے منبر پر بیٹھ گئے اور اس تنے سے ٹیک نہیں لگایا تو اس تنے سے دس ماہ کی گابھن اونٹنی جیسی رونے کی آواز سنائی دی۔آپؐ منبر سے اتر کر اس پر اپنا ہاتھ رکھا تب وہ آواز بند ہوئی (بخاری: ۹۱۸)۔حضرت جابرؓ کے والد شہید ہوئے تو ان پر لوگوں کا تیس وسق قرض باقی تھا۔انہوں نے کچھ قرض معاف کرانے کی کوشش کی مگر اس میں کامیاب نہ ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت پر اپنی عجوہ، عذق زید سمیت تمام قسم کی کھجوروں کا الگ الگ ڈھیر لگادیا۔نبی کریم ﷺ ان کھجوروں کے درمیان بیٹھ گئے۔حضرت جابرؓ ناپ کر قرض خواہوں کو ان کا پورا قرض ادا کردیا پھر بھی تیرہ یا سترہ وسق کھجوریں بچ گئیں (بخاری: ۲۱۲۷؛ ۲۳۹۵؛ ۲۴۰۵؛ ۲۶۰۱؛ ۲۷۰۹؛ ۲۷۸۱)۔

نبیؐ۔معجزات: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کے ایک سفر میں جابرؓ بن عبداللہ ایک سست اونٹ پر سوار تھے، جو پیچھے رہ جاتا تھا۔نبی کریم ﷺ نے ایک چھڑی سے اونٹ کو مارا اور ڈانٹا تو پھر وہ سب سے آگے رہنے لگا۔پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چار دینار میں خرید لیا (بخاری: ۲۳۰۹)۔ایک سفر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سوتیس صحابی تھے۔ایک صحابی کے پاس ایک صاع آٹا نکلا، جسے گوندھ لیا گیا۔ایک مشرک بکریاں ہانکتا ہوا آیا تو اس سے ایک بکری خرید کر ذبح کر کے اسے پکایا اور سب نے سیر ہوکر کھایا۔بکری کی کلیجی بھی ہر صحابی کو ملی اور قابوں میں بچا گوشت واپس بھی لایا گیا (بخاری: ۲۶۱۸)۔ایک سفر میں زادِ راہ ختم ہونے لگا اور کچھ صحابہ نے اونٹوں کو ذبح کرنے کی اجازت طلب کی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اجازت دیدی تو حضرت عمرؓ نے فرمایا: اگر اونٹ بھی ذبح کردئے تو پھر طویل مسافت کیسے طے کریں گے؟ تب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کہنے پر سب نے اپنا بچا کھچا توشہ ایک جگہ لاکر جمع کیا۔آپؐ نے اس میں برکت کی دعا کی پھر سب اپنے اپنے برتنوں کے ساتھ آئے اور اس توشہ سے سب نے اپنے برتن بھر لئے۔پھر آپؐ نے فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں (بخاری: ۲۹۸۲)۔ایک سفر میں پانی ختم ہوجانے پر پانی کی تلاش کے دوران ایک عورت پانی کے مشکوں سمیت سواری پر ملی تو انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جایا گیا۔نبی کریم ﷺ نے ان مشکیزوں کے دہانوں پر دست مبارک پھیرا۔پھر قافلہ کے چالیس پیاسوں نے اپنی پیاس بجھائی اور اپنے تمام مشکیزے پانی سے بھر لیے اور اس عورت کے مشکیزوں میں پانی ذرا بھی کم نہ ہوا۔پھر اس عورت کے لیے روٹی اور کھجوریں جمع کر کے دی گئیں۔بعدازاں وہ عورت خود بھی اسلام لے آئی اور اس کے تمام قبیلے والے بھی مسلمان ہوگئے (بخاری: ۳۵۷۱)۔معجزہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے قریب مقام زوراء میں

تشریف رکھتے تھے۔عصر کی نماز کے وقت وضو کے لیپانی کی تلاش تھی۔ایک برتن میں کچھ پانی نبی کریم ﷺ کے وضو کے لیے لایا گیا۔آپ ﷺ نے اس برتن میں اپنا ہاتھ رکھا تو آپ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی فوارے کی طرح پھوٹنے لگا۔اسی پانی سے تقریباً تین سو (دوسری روایت اسّی) لوگوں کی پوری جماعت نے وضو کرلیا (بخاری: ۳۵۷۲ تا ۳۵۷۵؛ ۳۵۷۹)۔

نبیؐ۔معجزات: صلح حدیبیہ کے دن حدیبیہ کنویں سے اتنا پانی نکالا گیا کہ کنویں میں ایک قطرہ بھی پانی نہ بچا۔اطلاع ملنے پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کنویں کے کنارے بیٹھ کر پانی کی دعا کی اور اپنی کلی کا پانی کنویں میں ڈال دیا۔تھوڑی ہی دیر میں کنواں پھر پانی سے بھر گیا اور ہم چودہ سو افراد اس پانی سے خوب سیراب ہوئے اور ہمارے اونٹ بھی سیر آب ہو گئے (بخاری: ۳۵۷۷)۔معجزہ: ابوطلحہؓ نے اُم سلیمؓ سے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آواز کے ضعف سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کو بہت بھوک لگی ہوئی ہے۔چنانچہ اُم سلیم نے نبی کریم کو بلوا بھیجا تو آپ ﷺ اپنے تمام ساتھیوں سمیت پہنچ گئے تو ابوطلحہؓ پریشان ہو گئے۔اُم سلیم نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے موجود چند روٹیوں کو چورا کردیا جس پر ام سلیم نے گھی ڈال کر سالن بنا دیا۔آپ ﷺ نے دعا کی اور دس دس آدمیوں کا گروپ گھر کے اندر آتا گیا اور پیٹ بھر کر کھاتا گیا۔اس طرح کل ستّر یا اسّی لوگوں نے پیٹ بھر کر کھانا کھالیا۔(بخاری: ۳۵۷۸)۔معجزہ: تھ ایک سفر میں جب پانی ختم ہو گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کہنے پر ایک برتن میں بچا کھچا پانی آپ کے پاس لایا گیا۔آپ نے اپنا ہاتھ اس میں ڈال دیا اور فرمایا: برکت والا پانی لے لو۔صحابہ کرامؓ نے دیکھا کہ آپ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی فوارے کی طرح پھوٹ رہا تھا (بخاری: ۳۵۷۹)۔معجزہ: حضرت جابرؓ کے والد قرض چھوڑ گئے اور ان کے پاس کھجوروں کی تھوڑی سی پیداوار کے سوا کچھ نہ تھا۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہی کھجوروں کے چاروں طرف چلے، دعا کی اور ان سے قرض واپس کرنے کو کہا۔اللہ کے فضل سے سارا قرض بھی ادا ہو گیا اور اتنی ہی کھجوریں بچ بھی گئیں (بخاری: ۳۵۸۰)۔اہل صفہ محتاج اور غریب تھے۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ جس کے گھر میں دو آدمیوں کا کھانا ہو وہ تیسرا اہل صفہ میں سے لے جائے اور جس کے گھر چار آدمیوں کا کھانا ہو تو وہ پانچواں اور چھٹا ان میں سے لے جائے (بخاری: ۳۵۸۱)۔نبی کریم ﷺ کے کہنے پر حضرت ابوبکرؓ کے گھر اصحاب صفہ کی مہمانی تھی۔سب کھانا کھانے بیٹھے تو فرزند ابوبکرؓ حضرت عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم! ہم جو لقمہ بھی اٹھاتے تو جیسے نیچے سے اور کھانا زیادہ ہو جاتا۔سب نے سیر ہو کر کھایا اور کھانا جوں کا توں بلکہ پہلے سے بھی زیادہ موجود تھا۔حضرت ابوبکرؓ کہتے ہیں کہ کھانا تو پہلے سے تین گنا زیادہ معلوم ہوتا ہے۔پھر اسی کھانے میں سے اگلے روز لڑائی کے لیے تیار کردہ لشکر نے بھی کھایا (بخاری: ۳۵۸۱)۔ایک سال قحط کے دوران نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے کہ ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا: یا رسول اللہ! بھوک سے ہمارے گھوڑے اور بکریاں ہلاک ہو گئیں ہیں۔آپ اللہ سے بارش کے لیے دعا کیجئے۔آپ ﷺ کی دعا سے صاف شفاف آسمان بادلوں سے بھر گیا اور اگلے جمعہ تک مسلسل بارش ہوتی رہی۔دوسرے جمعہ کو وہی صاحب کھڑے ہوئے اور بارش روکنے کی دعا کی درخواست کی تو نبی کریم ﷺ مسکرائے اور فرمایا: اے اللہ! اب ہمارے چاروں طرف بارش برسا، ہم پر نہ برسا۔چنانچہ برستا ہوا بادل مدینہ کے ارد گرد ہو گیا (بخاری: ۳۵۸۲)۔

نبیؐ۔معجزات: معجزہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے تنے کے پاس کھڑے ہو کر جمعہ کا خطبہ دیا کرتے تھے۔جب آپ اپنے لیے تیار کردہ نئے منبر پر خطبہ دینے تشریف لے گئے تو درخت کے تنے سے بچے کی طرح رونے کی آواز آنے لگی۔نبی کریم ﷺ منبر سے اتر کر تنے کو گلے لگایا تو وہ چپ ہو گیا۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ تنا اس لیے رو رہا تھا وہ اللہ کے اس ذکر کو سنا کرتا تھا جو اس کے قریب تر ہوتا تھا (بخاری: ۳۵۸۳ تا ۳۵۸۵)۔معجزہ: کفار مکہ نے منٰی کے میدان میں موجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نشانی کا مطالبہ کیا تو آپؐ نے چاند کے دو ٹکڑے کر کے اس طرح دکھا دئے کہ لوگوں نے حرا پہاڑ کو ان دونوں ٹکڑوں کے درمیان دیکھا۔پھر آپؐ نے فرمایا: لوگو! اس پر گواہ رہنا (بخاری: ۳۶۳۶ تا ۳۶۳۸؛ ۳۸۶۸ تا ۳۸۷۱؛ ۴۸۶۴ تا ۴۸۶۸)۔معجزہ: ابوطلحہؓ کی نبی کریم ﷺ اور چند اصحاب کی دعوت۔مگر نبی کریم ﷺ کے ساتھ اسّی (۸۰) اصحاب کی آمد اور سب کا سیر شکم ہو کر کھانا (بخاری: ۵۳۸۱)۔معجزہ: رسول اللہ کے ساتھ ایک سو تیس صحابہ تھے مگر کھانے کو صرف ایک صاع آٹا۔ایک چرواہے سے ایک بکری خرید کر اس کی کلیجی بھونی گئی اور سب کے سب لوگوں نے کلیجی اور گوشت پیٹ بھر کر کھایا (بخاری: ۵۳۸۲)۔معجزہ: حضرت جابرؓ کے قلیل کھجور سے یہودی کے بڑے قرض کی ادائیگی، رسول اللہ کی دعا کی برکت سے (بخاری: ۵۴۴۳)۔معجزہ: اُم سلیم نے جو اور دودھ ملا کر خطیفتہ پکایا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی تو آپ نے اپنے ساتھ صحابہ کرامؓ کو بھی لے لیا۔دس دس صحابہ کے گروپ نے گھر کے اندر آ کر کھانا کھایا۔چالیس صحابہ اور نبی کریم ﷺ کے کھانے کے باوجود کھانے میں سے کچھ کم نہیں ہوا (بخاری: ۵۴۵۰)۔معجزہ: ایک مرتبہ سفر میں پانی ختم ہو گیا تو تھوڑا سا

پانی ایک برتن میں رکھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ نبی کریم ﷺ نے پانی میں اپنا ہاتھ ڈال کر اپنی انگلیاں پھیلا دیں تو انگلیوں کے درمیان سے پانی پھوٹ پھوٹ کر نکلنے لگا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: آ ؤ وضو کر لو! یہ اللہ کی طرف سے برکت ہے۔ چنانچہ چودہ تا پندرہ سو (ڈیڑھ ہزار) اصحاب نے اس پانی سے وضو بھی کیا اور پیا بھی (بخاری: ۵۶۳۹)۔ معجزہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھوک سے پریشان حال حضرت ابو ہریرہؓ کو کچھ کھلانے پلانے کی خاطر اپنے گھر لے گئے تو گھر میں صرف دودھ کا ایک پیالہ ملا۔ آپ ﷺ نے ابو ہریرہؓ کو تمام اصحاب صفہ کو بلا لانے کو کہا تو وہ پریشان ہو گئے کہ اس دودھ میں سب حصہ دار ہو گئے تو مجھے کیا ملے گا۔ لیکن رسول اللہ ﷺ کے حکم پر آپ تمام اصحاب صفہ کو بلا لائے اور نبی کریم ﷺ کے حکم پر اسی پیالے میں سے تمام اصحاب صفہ نے سیر ہو کر دودھ پیا۔ آخر میں حضرت ابو ہریرہ نے بھی سیر ہو کر پی لیا تب رسول اللہ ﷺ نے اللہ کی حمد بیان کی اور بسم اللہ پڑھ کر بچا ہوا دودھ خود پی گئے (بخاری: ۶۴۵۲)۔ مجھے جوامع الکلم یعنی مختصر الفاظ میں کثیر معنی سمونے کے ساتھ بھیجا گیا ہے، میری مدد رعب کے ذریعہ کی گئی (بخاری: ۷۲۷۳)۔

نبیؐ۔معراج:
مکہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کی چھت کھول کر حضرت جبریل علیہ السلام گھر میں اُترے۔ نبی ﷺ کا سینہ چاک کر کے اسے زمزم کے پانی سے دھویا۔ پھر ایک سونے کا تشت لائے جو حکمت اور ایمان سے بھرا ہوا تھا۔ اس کو نبی کے سینے میں رکھ کر سینے کو جوڑ دیا اور پھر نبی ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر آسمان کی طرف لے چلے (بخاری: ۳۴۹)۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے کو حکمت و ایمان سے بھر کر حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ ﷺ کو آسمان کی طرف لے گئے تو پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ آپ کے دائیں طرف آپ کے بیٹوں کی جنتی اور بائیں طرف دوزخی روحوں کے جھنڈ تھے جنہیں وہ باری باری دیکھ کر خوشی سے مُسکراتے اور رنج سے روتے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف آسمانوں پر حضرت ادریس، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ، اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پایا۔ (بخاری: ۳۴۹)۔ پھر جبرئیل علیہ السلام مجھے لے کر اس بلند مقام تک چڑھے جہاں میں نے فرشتوں کے لکھنے والے قلموں کی آوازیں سنیں۔ پھر اللہ نے میری اُمت پر پچاس نمازیں فرض کیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اصرار پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم بار بار بارگاہ الٰہی میں پہنچ کر ان نمازوں میں تخفیف کراتے رہے حتیٰ کہ جب پانچ نمازیں رہ گئیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ نمازیں عمل میں تو پانچ ہیں مگر ثواب میں پچاس کے برابر ہیں۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جبرئیل علیہ السلام سدرۃ المنتہیٰ تک لے گئے۔ پھر آپ کو جنت میں لے جایا گیا۔ (بخاری: ۳۴۹)۔ مکہ میں میرے گھر کی چھت کھلی اور جبرئیل علیہ ولسلام نازل ہوئے۔ انہوں نے میرا سینہ چاک کر کے اسے زمزم کے پانی سے دھویا۔ پھر وہ ایک سونے کا تشت لائے جو حکمت اور ایمان سے بھرا ہوا تھا۔ اسے انہوں نے میرے سینے میں ڈال کر سینہ بند کر دیا۔ پھر مجھے آسمان دنیا کی طرف لے چلے اور آسمان دنیا کے داروغہ سے کہا کہ دروازہ کھولو میں جبرئیل ہوں۔ (بخاری: ۱۶۳۶)۔

نبیؐ۔معراج: میں بیت اللہ کے قریب نیند اور بیداری کی درمیانی حالت میں تھا کہ میرے پاس حکمت و ایمان سے بھرا ہوا سونے کا ایک تشت لایا گیا۔ میرے سینے کو چاک کر کے اسے زمزم کے پانی سے دھویا گیا پھر اسے حکمت و ایمان سے بھر دیا گیا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام براق سواری پر مجھے آسمان دنیا پر لے گئے جہاں حضرت آدم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی اس کے بعد ہم دوسرے آسمان پر پہنچے جہاں عیسیٰ اور یحییٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ تیسرے آسمان پر یوسف علیہ السلام سے، چوتھے آسمان پر ادریس علیہ السلام سے، پانچویں آسمان پر ہارون علیہ السلام سے، چھٹے آسمان پر موسیٰ علیہ السلام سے اور ساتویں آسمان پر ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ اس کے بعد مجھے بیت المعمور دکھلایا گیا جس میں روزانہ ستّر ہزار فرشتے روزانی نماز پڑھتے ہیں۔ اس کے بعد سدرۃ المنتہیٰ دکھایا گیا جس کے پھل مقام ہجر کے مٹکے جیسے اور پتے ہاتھی کے کان جیسے تھے۔ اس کی جڑ سے نکلنے والی دو باطنی نہریں جنت میں اور دو ظاہری نہریں نیل اور فرات ہیں۔ یہاں مجھ پر یومیہ پچاس نمازیں فرض کی گئیں۔ موسیٰ علیہ السلام کے اصرار پر میں نے نماز کی تخفیف کی بارگاہ الٰہی میں درخواستیں پیش کیں تو پہلے چالیس، پھر تیس، پھر دس اور آخر میں پانچ وقت کی نمازیں فرض ہوئیں، جن کا ثواب پچاس نمازوں کے برابر ہے (بخاری: ۳۲۰۷؛ ۳۳۴۲؛ ۳۸۸۷)۔ شبِ معراج میں گندمی رنگ، لمبا قد، گھونگھریالے بال والے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا تھا۔ عیسیٰ علیہ السلام کا حلیہ: درمیانہ قد، میانہ جسم، رنگ سرخی اور سفیدی لیے ہوئے، سر کے بال سیدھے تھے۔ میں نے دجال کو بھی دیکھا اور جہنم کے داروغہ کو بھی (بخاری: ۳۲۳۸)۔

نبیؐ۔معراج: معراج میں پانچویں آسمان پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہارون علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تھی (بخاری: ۳۳۹۳)۔ میرے سامنے دودھ اور

شراب کے دو پیالے لائے گئے کہ جو جی چاہے پیجئے۔ میں دودھ کا پیالہ پی گیا تو مجھ سے کہا گیا کہ آپ نے فطرت کو اختیار کیا (بخاری:۳۳۹۴؛۳۴۳۷)۔ دوسرے آسمان پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات یحیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام سے ہوئی۔ یہ دونوں نبی آپس میں خالہ زاد بھائی ہیں (بخاری:۳۴۳۰)۔ جب قریش نے واقعہ معراج کے سلسلہ میں مجھے جھٹلایا تو میں حطیم میں کھڑا ہو گیا اور اللہ نے میرے لیے بیت المقدس کو روشن کر دیا اور میں اسے دیکھ کر اس کے پتے اور نشانات قریش کو بیان کرنا شروع کرے (بخاری:۳۸۸۶؛۴۷۱۰)۔معراج کی رات بیت المقدس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو شراب اور دودھ کا پیالہ پیش کیا گیا تو آپ ﷺ نے دودھ کا پیالہ اٹھالیا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا: اگر آپ شراب کا پیالہ اٹھا لیتے تو آپ کی اُمت گمراہ ہو جاتی (بخاری:۴۷۰۹)۔معراج میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حوض کوثر کی نہر دکھلائی گئی جس کے دونوں کناروں پر خولدار موتیوں کے ڈیرے لگے ہوئے تھے (بخاری:۴۹۶۴تا۴۹۶۶)۔معراج کی شب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سدرۃ المنتہیٰ سے چار نہریں نکلتی دیکھیں۔ دو ظاہری نہریں نیل اور فرات ہیں جبکہ دو باطنی نہریں جنت کی ہیں (بخاری:۵۶۱۰؛ ۷۵۱۷)۔ فرمانِ حضرت عائشہؓ: جو یہ کہے کہ محمد ﷺ نے (معراج میں) اپنے رب کو دیکھا یا نبی کریم ﷺ غیب جانتے تھے تو وہ غلط کہتا ہے (بخاری: ۷۳۸۰)۔

نبیؐ۔نکاح:

غزوہ خیبر کی فتح کے بعد قریضہ اور نضیر کے سردار کی بیٹی حضرت صفیہ بنت حییؓ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آزاد کے اپنے نکاح میں لیا تو اُن کی آزادی ہی اُن کا مہر ٹھہرا۔ پھر نبی ﷺ نے دسترخوان بچھا کر فرمایا: جس کے پاس بھی کھانے کی چیز ہو تو لے آئے۔ بعض صحابہ کھجور لائے، بعض گھی اور ستو وغیرہ۔ یہی آپ ﷺ کا ولیمہ تھا۔(بخاری:۳۷۱؛۵۳۸۷؛۵۱۶۹؛۵۰۸۵؛۵۱۵۹؛۵۰۸۶)۔فتح خیبر کے بعد قیدیوں میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا پہلے رحیہ کلبیؓ کے حصہ میں آئیں پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں۔آپؐ نے اُم المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ سے خلوت کے بعد سفر میں ہی مختصر ولیمہ بھی کیا تھا (بخاری: ۲۲۲۸؛ ۲۲۳۵)۔ جب حضرت حفصہ بنت عمرؓ کے شوہر اور بدری صحابی خنیس بن حذافہ سہمی کی وفات ہوگئی تو حضرت عمرؓ نے پہلے حضرت عثمان اور پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہم سے حفصہؓ کے نکاح کی بات کی تو دونوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہؓ کا پیغام بھیجا تو حضرت عمرؓ نے ان کا نکاح آپ ﷺ سے کر دیا (بخاری:۴۰۰۵؛۵۱۲۲؛۵۱۲۹؛۵۱۴۵)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قضاء عمرہ کے دوران احرام کی حالت میں اُم المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ سے نکاح کیا تھا۔ جب ان سے خلوت کی تو آپ احرام کھول چکے تھے (بخاری:۴۲۵۸؛۵۱۱۴؛۴۲۵۹)۔اے عائشہؓ! مجھے خواب میں تم دو مرتبہ دکھائی گئیں اور حضرت جبرئیلؑ نے بتلایا کہ یہ آپ کی بیوی ہے (بخاری:۵۰۷۸؛۵۱۲۵)۔

نبیؐ۔نکاح: فرمان حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا: نبی کریم صلی اللہ نے مجھ سے نکاح کیا تو میری عمر چھ سال تھی۔ رخصتی کے وقت میری عمر نو برس کی تھی اور میں نو برس تک نبی کریم ﷺ کے پاس رہی (بخاری:۵۱۳۳؛۵۱۳۴؛۵۱۵۸)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب رضی اللہ سے نکاح کیا تو اس خوشی کے موقع پر اُم سلیم نے کھجور، پنیر اور گھی سے ملا کر حلوہ تیار کیا اور اپنے بیٹے حضرت انسؓ کے ہاتھ رسول اللہ کے گھر بھجوایا۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت انسؓ سے کہلوا کر بہت سے لوگوں کو مدعو کر لیا حتی کہ سارا گھر لوگوں سے بھر گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ اس حلوے پر رکھا، برکت کی دعا فرمائی اور دس دس آدمیوں کو کھانے کے لیے بلانا شروع کر دیا حتیٰ کہ سب لوگ کھا کر چلے گئے (بخاری:۵۱۶۳)۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا جیسا ولیمہ اپنی بیویوں میں سے کسی کا نہیں کیا۔ان کا ولیمہ آپ نے ایک بکری کا کیا تھا (بخاری:۵۱۶۸؛۵۱۷۱)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ایک بیوی کا ولیمہ دو مد (تقریباً پونے دو کلوگرام) جَو سے کیا تھا (بخاری:۵۱۷۲)۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امیمہ بنت شراحیل سے نکاح کیا۔ جب وہ نبی کریم ﷺ کے پاس لائی گئی تو اس نے نبی کریم ﷺ کو ناپسند کرتے ہوئے کہا: میں تم سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اس کے گھر بھجوا دیا (بخاری:۵۲۵۴تا۵۲۵۷)۔

نبیؐ۔نماز:

مکہ میں ابتدائی دور اسلام میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے کہ عقبہ بن ابی معیط اونٹ کی اوجھڑی آپ کی پیٹھ پر ڈال دی۔ بی بی فاطمہؓ نے آ کر اسے ہٹایا (بخاری:۳۱۸۵؛۳۸۵۴)۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات بھر نماز میں کھڑے رہے یہاں تک کہ آپ کے دونوں پاؤں سوج گئے۔ آپ سے عرض کیا گیا کہ اللہ نے تو آپ کی ساری خطائیں معاف کر دی ہیں۔ آپ نے فرمایا: کیا میں شکرگزار بندہ نہ بنوں؟ (بخاری:۴۸۳۶؛۴۸۳۷)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب

دن چڑھے سفر سے واپس ہوتے تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نفل ادا کرتے (بخاری: ۳۰۸۷ تا ۳۰۹۰)۔

نبیؐ ۔ وراثت باغ فدک:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت فاطمہؓ نے اپنے والد کے خیبر، فدک اور مدینے کے صدقے کی وراثت کا مطالبہ کیا تو خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جواب دیا کہ رسول اللہ نے اپنی حیات میں فرمایا تھا کہ انبیاء کا ورثہ تقسیم نہیں ہوتا۔ ہمارا ترکہ صدقہ ہے۔ حضرت فاطمہؓ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد چھ ماہ تک حیات رہیں (بخاری: ۳۰۹۲؛ ۳۰۹۳؛ ۳۷۱۱؛ ۳۷۱۲؛ ۴۰۳۵؛ ۴۰۳۶؛ ۴۲۴۰؛ ۴۲۴۱)۔ حضرت فاطمہؓ اور حضرت عباسؓ خلیفہ اول حضرت ابوبکرؓ کے پاس نبی کی طرف سے اپنی میراث میں فدک کی زمین اور خیبر میں اپنا اپنا حصہ طلب کیا تو حضرت ابوبکرؓ نے یہ کہہ کر ان کا مطالبہ ماننے سے انکار کر دیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: ہمارا (انبیاء کا) کوئی وارث نہیں ہوتا۔ ہم جو کچھ چھوڑیں وہ سب صدقہ ہے۔ لیکن آلِ محمد ﷺ کا خرچ اسی مال میں سے پورا کیا جائے گا۔ اس بات پر فاطمہؓ خلیفہ ابوبکرؓ سے خفا ہوگئیں تھیں۔ (بخاری: ۶۷۲۵؛ ۶۷۲۶)۔ ہم پیغمبروں کا کوئی وارث نہیں ہوتا۔ جو کچھ ہم انبیاء چھوڑ کر جاتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔۔۔ بطور خلیفہ حضرت عمرؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کی تصدیق حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ سے کروائی اور مزید وضاحت کے لیے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے لیے اس غنیمت کا ایک مخصوص حصہ مقرر کر دیا تھا جسے نبی کریم ﷺ مسلمانوں کے کاموں میں اور جہاد کے سامان فراہم کرنے میں خرچ کرتے اور اسی میں سے اپنی بیویوں کا سال بھر کا خرچ بھی لیا کرتے۔ رسول اللہ کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اور اُن کے بعد میں نے بطور خلیفہ اس جائیداد کو اپنی تحویل میں رکھا اور اس کی آمدنی جن مصارف پر رسول اللہ پر خرچ کیا کرتے تھے، ہم دونوں ویسا ہی کرتے رہے۔ پھر آپ دونوں (حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ) میرے پاس تشریف لائے اور والد کی میراث میں اپنی بیوی (حضرت فاطمہؓ) اور اپنے بھتیجے کی میراث میں اپنا حصہ طلب کیا۔ لیکن چونکہ نبی کی میراث تقسیم نہیں ہوتی اس لئے میں نے اسے تقسیم نہیں کیا بلکہ آپ دونوں کو اس جائیداد کا نگراں اس شرط کے قبول کرنے پر بنایا کہ آپ دونوں اس کی آمدنی انہی مصارف پر خرچ کریں گے، جن پر نبی کریم ﷺ، خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ اور میں (حضرت عمرؓ) دو سال تک عمل کرتا رہا (بخاری: ۳۰۹۴)۔ میرے وارث میرے بعد ایک دینار بھی تقسیم نہ کریں۔ میں جو چھوڑ جاؤں، اس میں سے میرے عاملوں کی تنخواہیں اور میری بیویوں کا خرچ نکال کر باقی سب صدقہ ہے (بخاری: ۳۰۹۶)۔

نبیؐ ۔ وراثت: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج نے عثمان رضی اللہ عنہ کو خلیفہ ابوبکرؓ کے پاس بھیجا کہ اللہ نے جو فئے اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا تھا، اس میں سے ان کے حصے دیے جائیں تو حضرت عائشہؓ نے انہیں روکا اور کہا: کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتیں کہ آپؐ نے خود فرمایا تھا کہ انبیاء کا صدقہ تقسیم نہیں ہوتا؟ ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہوتا ہے (بخاری: ۴۰۳۴)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات کے بعد اپنے سفید خچر، ہتھیار اور پہلے سے خیرات کردہ زمین کے علاوہ کوئی مال نہیں چھوڑا (بخاری: ۲۸۷۳؛ ۲۹۱۲؛ ۳۰۹۸)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ درہم چھوڑے تھے، نہ دینا، نہ کوئی غلام نہ باندی ماسوائے اپنے سفید خچر، اپنے ہتھیار اور وہ زمین جو مجاہدوں اور مسافروں کے لیے وقف کر رکھی تھی (بخاری: ۴۴۶۱)۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو آپ کی زرہ ایک یہودی کے پاس تیس (۳۰) صاع جَو کے بدلہ میں گروی رکھی ہوئی تھی (بخاری: ۴۴۶۷)۔ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا۔ جو کچھ ہم چھوڑیں وہ سب صدقہ ہے (بخاری: ۶۷۲۶؛ ۶۷۲۷)۔ میرا ورثہ دینار کی شکل میں تقسیم نہیں ہوگا۔ میں نے اپنی بیویوں کے خرچہ اور اپنے عاملوں کی اجرت کے بعد جو کچھ چھوڑا ہے، وہ سب صدقہ ہے (بخاری: ۶۷۲۹) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ازواج مطہرات نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے نبی ﷺ کی میراث میں اپنا حصہ طلب کرنا چاہا تو حضرت عائشہؓ نے انہیں یاد دلایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا انبیاء کی وراثت تقسیم نہیں ہوتی، وہ جو کچھ چھوڑ جائیں وہ سب صدقہ ہوتا ہے (بخاری: ۶۷۳۰)

نبیؐ ۔ وصیت:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تین باتوں کی وصیت: ہر مہینہ تین دن روزہ رکھنا، چاشت کی نماز پڑھنا اور وتر پڑھ کر سونا (بخاری: ۱۱۷۸)۔ تم میں سے ہر شخص کو چاہیئے کہ جب تک دل لگے نماز پڑھے اور جب تھک جائے تو بیٹھ جائے (بخاری: ۱۱۵۰؛ ۱۱۵۱)۔ تم پر تمہارے نفس کا بھی حق ہے اور بیوی بچوں کا بھی۔ اس لیے نفلی روزہ کبھی رکھو، کبھی نہ رکھو۔ رات نفلی عبادت بھی کرو اور سوؤ بھی۔ (بخاری: ۱۱۵۳)۔ بوقت وفات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کو جزیرہ عرب سے باہر نکالنے اور بیرونی وفود کی خاطر داری کرنے کی وصیت کی تھی۔ مغیرہ بن عبدالرحمٰن کے بقول مکہ، مدینہ، یمامہ اور یمن کا نام جزیرہ عرب ہے

(بخاری:۳۰۵۳)۔جمعرات کے دن اپنے مرض الموت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت کی کہ مشرکوں کو جزیرہ عرب سے نکال دینا اور بیرونی وفود کے ساتھ میرے طریقے کے مطابق خاطر تواضع کرنا (بخاری:۳۱۶۸؛۴۴۳۱)۔میں تم میں سب سے زیادہ پرہیز گار ہوں۔لیکن میں اگر نفلی روزے بھی رکھتا ہوں تو روزے کا ناغہ بھی کرتا ہوں۔رات میں نفلی نمازیں بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور میں عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں۔جس نے میرے طریقے سے بے رغبتی کی، وہ مجھ میں سے نہیں ہے (بخاری:۵۰۶۳)۔

نبیؐ۔وفات:

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مرض الموت میں بیمار ہوئے تو اپنی دیگر بیویوں سے اجازت لے کر آخری ایام حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں بسر کیا (بخاری:۶۶۵؛ ۳۰۹۹؛۲۵۸۸)۔حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یمنی چادر سے ڈھکی میت کا چہرہ کھولا، جھک کر بوسہ لیا اور رونے لگے (بخاری: ۱۲۴۱)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خطبہ: اگر کوئی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا تو وہ جان لے کہ محمدﷺ کی وفات ہو چکی ہے۔اور جو اللہ کی عبادت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ باقی رہنے والا ہے (بخاری:۱۲۴۱؛۱۲۴۲)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ میں اس طرح ہوئی کہ آپؐ اُم المومنین کے سینے سے ٹیک لگائے ہوئے تھے (بخاری:۱۳۸۹)۔جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک لوہے کی زرہ تیس صاع جو کے بدلہ ایک یہودی کے پاس رہن رکھی ہوئی تھی (بخاری:۲۹۱۶)۔حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ کی وفات کے بعد میرے گھر میں آدھے وسق جو کے سوا کچھ نہ تھا۔میں اسی میں سے بہت دن تک کھاتی رہی۔پھر میں نے اس میں سے ناپ کر نکالنا شروع کیا تو وہ جلد ختم ہو گئے (بخاری:۳۰۹۷؛۶۴۵۱)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات سے کچھ دیر قبل بھی مسواک کیا تھا، جسے حضرت عائشہؓ نے چبا کر دیا تھا (بخاری:۳۱۰۰)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وفات کے وقت ایک پیوند لگی چادر پہنے ہوئے تھے (بخاری:۳۱۰۸)۔ شدت مرض کے دنوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: یہود و نصاریٰ اللہ کی رحمت سے دور ہوئے۔اللہ کی لعنت ہو یہود و نصاریٰ پر کیونکہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا (بخاری: ۳۴۵۳؛۳۴۵۴؛۴۴۴۱؛۴۴۴۳؛۴۴۴۴؛۵۸۱۵؛۵۸۱۶)۔مرض الموت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہؓ سے کہا کہ اسی مرض میں میری وفات ہو جائے گی تو وہ رونے لگیں۔دوسری مرتبہ نبی کریمﷺ نے فرمایا کہ میرے گھر والوں میں سے تم سب سے پہلے مجھ سے آن ملو گی تو وہ ہنسنے لگیں (بخاری:۴۴۳۳)۔جب بھی کسی نبی کی روح قبض کی گئی تو پہلے جنت میں اس کی قیام گاہ اسے ضرور دکھا دی گئی۔پھر اسے دنیا یا آخرت کی زندگی کا اختیار دیا گیا (بخاری:۴۴۳۷؛ ۴۵۸۶؛۶۳۴۸؛۶۵۰۹)۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیمار پڑتے تو معوذتین (آخری دو سورتیں الفلق اور الناس) پڑھ کر اپنے اوپر دم کرتے اور اپنے جسم پر اپنے ہاتھ پھیر لیا کرتے تھے (بخاری:۴۴۳۹)۔وفات سے کچھ پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا: اے اللہ! میری مغفرت فرما، مجھ پر رحم کر اور میرے رفیقوں سے مجھے ملا (بخاری:۴۴۴۰)۔کیونکہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا تھا (بخاری:)۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے آپﷺ کو بوسہ دیا (بخاری:۴۴۵۵ تا ۴۴۵۷؛۵۷۰۹ تا ۵۷۱۱)۔مرض الموت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوبکرؓ سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔حضرت عائشہؓ نے فرمایا: حضرت ابوبکرؓ رونے کی شدت کی وجہ سے اپنی آواز لوگوں کو شاید نہ سنا سکیں، اس لئے آپ حضرت عمرؓ کو حکم دیجئے۔مگر نبی کریمﷺ نے بار بار یہی کہا کہ ابوبکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں (بخاری:۷۳۰۳)۔

نبیؐ۔وحی:

نبوت ملنے سے قبل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تنہائی پسند ہو گئے تھے۔آپ توشہ ساتھ لے جاتے اور غار حرا میں کئی کئی راتیں عبادت میں گزارتے۔اسی دوران حضرت جبرئیل علیہ السلام سورۃ العلق کی ابتدائی آیات لے کر آئے کہ پڑھئے اپنے رب کے نام سے، جس نے سب کو پیدا کیا، جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا ہے۔پڑھئے کہ آپ کا رب کریم ہے، جس نے قلم کے ذریعہ تعلیم دی ہے (بخاری:۴۹۵۳؛۴۹۵۵؛۴۹۵۶)۔مجھ پر وحی کا ابتدائی دور اچھے و سچے پاکیزہ خوابوں سے شروع ہوا۔مجھ پر وحی کبھی فرشتہ کے ذریعہ آتی ہے تو وہ گھنٹی بجنے کی آواز کی طرح نازل ہوتی ہے۔جب وحی ختم ہو جاتی ہے تو جو کچھ فرشتے نے نازل کیا ہوتا ہے، میں اسے پوری طرح یاد کر چکا ہوتا ہوں۔کبھی فرشتہ ایک مرد کی صورت میں آتا ہے اور مجھ سے باتیں کرتا ہے۔وہ جو کچھ کہتا ہے، میں اسے یاد کر لیتا ہوں (بخاری:۲؛۳؛۳۲۱۵)۔جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتی تو آپ اسے یاد کرنے کے لیے اپنی زبان کو جلدی جلدی ہلایا کرتے تھے۔

اس پر اللہ نے سورۃ القیامہ کی آیات: (۱۷۔۱۶) نازل کیں کہ آپ قرآن کو جلدی یاد کر لینے کی نیت سے زبان نہ ہلایا کریں۔ اس کا جمع کر دینا اور اس کا پڑھوا دینا ہر دو کام ہمارے ذمہ ہے (بخاری: ۴۹۲۷ تا ۴۹۲۹)۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ فرماتی ہیں کہ جو یہ کہتا ہے کہ اللہ نے رسول اللہ ﷺ پر جو کچھ نازل کیا تھا، اس میں سے آپ نے کچھ چھپا لیا تھا، تو وہ جھوٹا ہے (بخاری: ۴۶۱۲؛ ۷۵۳۱)۔ فرمانِ خلیفہ رسول حضرت عمرؓ: رسول اللہ کے زمانہ میں لوگوں کا وحی کے ذریعہ مواخذہ ہو جاتا تھا۔ اب وحی کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے۔ اب ہم لوگوں کا صرف ظاہری اعمال سے مواخذہ ہوگا۔ باطن سے ہمیں کوئی سروکار نہ ہوگا۔ باطن کا حساب تو اللہ تعالیٰ کرے گا (بخاری: ۲۶۴۱)۔

نجومی، کاہن:

فرشتے بادلوں میں اترتے ہیں اور ان کاموں کا ذکر کرتے ہیں جن کا فیصلہ آسمان میں ہو چکا ہوتا ہے۔ یہیں سے شیاطین کچھ باتیں چوری چھپے اڑا لیتے ہیں اور کاہنوں کو اس کی خبر کر دیتے ہیں۔ پھر یہ کاہن سو جھوٹ اپنی طرف سے ملا کر اسے بیان کرتے ہیں (بخاری: ۳۲۱۰)۔ جب اللہ آسمان پر کسی بات کا فیصلہ کرتا ہے تو فرشتے آپس میں پوچھتے ہیں کہ رب نے کیا فیصلہ کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ حق بات کا حکم فرمایا ہے۔ شیطان ان کی گفتگو کا کوئی کلمہ چوری چھپے سن کر زمین پر ساحر یا کاہن تک پہنچا دیتے ہیں۔ (بخاری: ۴۸۰۰)۔ کاہنوں کی پیشگوئیوں کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ البتہ جن فرشتوں سے کچھ باتیں سن کر اڑا لیتا ہے پھر اسے اپنے والی کاہن کے کان میں ڈال دیتا ہے۔ یہ اس میں سو جھوٹ ملاتے ہیں (بخاری: ۶۲۱۳؛ ۷۵۶۱)۔

نحوست:

چھوت لگنا، بدشگونی، الو اور ماہِ صفر کی نحوست کوئی چیز نہیں ہے (بخاری: ۵۷۵۷؛ ۵۷۷۰)۔ اگر نحوست ہوتی تو صرف تین چیزوں عورت، گھر اور گھوڑے میں ہوتی (بخاری: ۲۸۵۹؛ ۵۰۹۳؛ ۵۰۹۵ تا ۵۷۵۳؛ ۵۷۵۶ تا ۵۷۷۲)۔

نکاح۔ ازدواجیات:

مکہ کے قریش اپنی بیویوں پر غالب رہا کرتے تھے جبکہ مدینہ کی عورتیں اپنے شوہروں پر غالب تھیں۔ ان کی دیکھا دیکھی مہاجرین مکہ کی عورتوں نے بھی اپنے شوہروں کو جواب دینا شروع کر دیا۔ ایک دن حضرت عمرؓ نے اپنی بیوی کو ڈانٹا تو انہوں نے بھی اس کا جواب دیا۔ حضرت عمرؓ کے ناراض ہونے پر کہنے لگیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج تک آپ کو جواب دیتی ہیں اور بعض بیویاں تو آپ سے پورے دن اور پوری رات خفا رہتی ہیں (بخاری: ۲۴۶۸)۔ ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا کی شادی کے اگلے روز ان کے گھر چند بچیاں دف بجاتے ہوئے غزوہ بدر سے متعلقہ اشعار پڑھ رہی تھیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں آئے ہوئے تھے۔ جب بچیوں نے یہ پڑھا کہ ہم میں نبی موجود ہیں جو کل ہونے والی بات کو جانتے ہیں تو نبی کریم ﷺ نے ایسا پڑھنے سے منع فرما دیا (بخاری: ۴۰۰۱)۔ عرب عورتوں میں بہترین عورت قریش کی صالح عورت ہوتی ہے جو اپنے بچے سے بہت زیادہ محبت کرنے والی اور شوہر کے مال و اسباب میں اس کی عمدہ نگہبان ثابت ہوتی ہیں (بخاری: ۵۰۸۲)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی سے کہا کہ نکاح کر لو خواہ لوہے کی ایک انگوٹھی پر ہی ہو (بخاری: ۵۱۵۰)۔ تمام شرطوں میں وہ شرطیں سب سے زیادہ پوری کی جانے کے لائق ہیں جن کے ذریعہ تم نے شرمگاہوں کو حلال کیا ہے۔ یعنی نکاح کی شرطیں پوری کرنی ضروری ہیں (بخاری: ۵۱۵۱)۔ جب کوئی ہم بستری کے لیے اپنی بیوی کے پاس آئے تو یہ دعا پڑھے: باسم اللہ اللھم جنبنی الشیطان، وجنب الشیطان مارزقتنا اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں۔ اے اللہ! شیطان کو مجھ سے دور رکھ اور شیطان کو اس چیز سے بھی دور رکھ جو (اولاد) ہمیں تو عطا کرے (بخاری: ۵۱۶۵)۔

نکاح۔ ممنوعہ معاملات: ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ عورت کی عدت کے دوران براہ راست نکاح کا پیغام نہیں دینا چاہئے البتہ اشارہ کنایہ میں اپنی دلچسپی ظاہر کی جا سکتی ہے۔ البتہ اگر عورت نے عدت کے دوران کسی مرد سے نکاح کا وعدہ کر لیا اور بعد میں اسی سے نکاح کر لیا تو دونوں میں جدائی نہیں کرائی جائے گی (بخاری: ۵۱۲۴)۔ کسی بھائی کے پیغام نکاح پر پیغام نہ بھیجو یہاں تک کہ پیغام بھیجنے والا اپنا ارادہ بدل دے یا اسے بھی پیغام نکاح بھیجنے کی اجازت دے دے (بخاری: ۲۱۴۰؛ ۲۷۲۳؛ ۵۱۴۲؛ ۵۱۴۴)۔ کسی عورت کے لیے جائز نہیں کہ اپنی کسی سوکن بہن کی طلاق کی شرط اس لیے لگائے تاکہ اس کے حصہ کا پیالہ بھی خود انڈیل لے۔ اسے

وہی ملے گا جو اس کے مقدر میں ہوگا (بخاری: ۲۱۴۰؛ ۵۱۵۲)۔ رفاعہ قرظی کی مطلقہ نے عبدالرحمٰن بن زبیر سے نکاح کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ کر عرض کیا کہ ان کا تو عضو خاص کپڑے کی طرح ہے (وہ حقوق زوجیت ادا کرنے کے قابل نہیں)۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم رفاعہ سے دوبارہ نکاح کرنا چاہتی ہو تو یہ اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک تو عبدالرحمٰنؓ کا اور وہ تمہارا مزہ نہ چکھ لے (بخاری: ۲۶۳۹)۔

نکاح۔لعان: ایک شخص نے اپنی بیوی پر تہمت لگائی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں میاں بیوی سے لعان والی قسم کھلوائی اور دونوں میں جدائی کرادی (بخاری: ۵۳۰۶؛ ۵۳۱۳؛ ۵۳۱۴)۔ لعان کرنے والے میاں بیوی سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم دونوں میں سے ایک تو یقیناً جھوٹا ہے۔ لہٰذا اب تم دونوں کا حساب اللہ کے پاس ہوگا۔ پھر دونوں میں جدائی کرادی (بخاری: ۵۳۱۲؛ ۵۳۴۹؛ ۵۳۵۰)۔

نکاح۔رضاعی رشتے: اگر نکاح کے بعد یہ تصدیق ہوجائے کہ دُلہا دُلہن، رضاعی بھائی بہن ہیں یعنی دونوں نے کسی ایک ہی عورت کا (شیر خوارگی کی عمر کے اندر کم از کم پانچ بار) دودھ پیا ہوا ہے تو دونوں کو ایک دوسرے سے جدا ہوجانا چاہئے۔ (بخاری: ۸۸)۔ رضاعت وہی معتبر ہے، جو کمسنی میں ہو (بخاری: ۲۶۴۷)۔ عقبہ بن حارثؓ نے اُم یحییٰ بنت ابواہاب بن عزیز سے شادی کی تو ایک باندی خاتون آکر کہنے لگیں کہ میں نے عقبہ اور اس کی بیوی دونوں کو دودھ پلایا ہے۔ عقبہ نے کہا کہ مجھے تو نہیں معلوم کہ آپ نے مجھے دودھ پلایا ہے۔ پھر ابواہاب کے خاندان نے بھی اس بات سے لاعلمی ظاہر کی تو عقبہؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مسئلہ پوچھنے آئے تو آپؐ نے میاں بیوی میں جدائی کرادی (بخاری: ۲۰۵۲؛ ۲۶۴۰؛ ۲۶۵۹؛ ۲۶۶۰)۔ پردہ کا حکم نازل ہونے کے بعد حضرت افلح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت عائشہؓ کے گھر آنے کی اجازت نہ ملی تو حضرت افلحؓ نے کہا کہ آپ کا مجھ سے پردہ نہیں ہے۔ میں آپ کا رضاعی چچا ہوں کیونکہ میرے بھائی کی بیوی نے آپ کو دودھ پلایا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: افلح نے سچ کہا ہے۔ انہیں گھر کے اندر آنے دیا کرو (بخاری: ۲۶۴۴؛ ۵۲۳۹)۔ جو رشتے نکاح کے لیے نسب کی وجہ سے حرام ہوجاتے ہیں، وہی دودھ کی وجہ سے بھی حرام ہوجاتے ہیں (بخاری: ۲۶۴۵؛ ۲۶۴۶)۔ اُم المومنین حضرت حفصہؓ کے رضاعی چچا کی طرف سے حجرہ حفصہؓ میں آنے کی اجازت مانگنے پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی اعتراض نہیں کیا (بخاری: ۳۱۰۵)۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رضاعت سے بھی نکاح اسی طرح حرام ہوجاتا ہے، جس طرح نسب کی وجہ سے ہوتا ہے (بخاری: ۴۷۹۶)۔ جیسے خون ملنے سے حرمت ہوتی ہے ویسے ہی دودھ پینے سے بھی حرمت ثابت ہوتی ہے (بخاری: ۵۰۹۹؛ ۵۱۱۱)۔

نکاح۔حرمت رشتے: ابن عباس رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ اگر کسی نے اپنی سالی سے زنا کیا تو اس کی بیوی اس پر حرام نہ ہوگی اور اگر کسی نے اپنی ساس سے زنا کیا تو بھی اس کی بیوی اس پر حرام نہ ہوگی۔ تاہم ساس سے زنا والا معاملہ اختلافی مسئلہ ہے۔ امام ابوحنیفہ اور دیگر کا قول ہے کہ ساس سے زنا کی صورت میں بیوی حرام ہوجائے گی (بخاری: ۵۱۰۵)۔ کسی ایسی عورت سے نکاح نہ کرو جس کی پھوپھی یا خالہ تمہارے نکاح میں ہو (بخاری: ۵۱۰۸ تا ۵۱۱۰)۔ خالہ ماں کے درجہ میں ہوتی ہے (بخاری: ۴۲۵۱)۔

نکاح۔متعہ، شغار: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خیبر کے زمانہ میں نکاح متعہ اور پالتو گدھے کا گوشت کھانے سے منع کردیا تھا (بخاری: ۵۱۱۵؛ ۵۵۲۳)۔ نکاح شغار منع ہے یعنی اپنی لڑکی یا بہن کا نکاح اس شرط کے ساتھ کرے کہ دوسرا اپنی بیٹی یا بہن اس کو بیاہ دے اور کچھ مہر نہ ٹھہرے (بخاری: ۵۱۱۲؛ ۶۹۶۰)۔

نکاح۔بچہ تنازعہ:
ایک صاحب نے اپنی بیوی پر الزام لگایا کہ عورت کا حمل میرا نہیں ہے۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے دونوں میاں بیوی نے اللہ کے فرمان کے مطابق لعان کیا۔ پھر نبی کریم ﷺ نے دونوں میاں بیوی میں جدائی کروا کر فیصلہ دیا کہ بچہ عورت ہی کا ہوگا (بخاری: ۴۷۴۸؛ ۴۷۴۸؛ ۶۷۴۸؛ ۵۳۱۵)۔ سعد بن ابی وقاص اور عبد بن زمعہؓ نے آپس میں ایک بچے کی ولدیت (ملکیت) کے بارے میں اختلاف کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بچہ اسی کو ملے گا جس کی بیوی یا لونڈی کے پیٹ سے وہ پیدا ہوا ہو (بخاری: ۶۸۱۷؛ ۶۸۱۸؛ ۴۳۰۳)۔ ایک باندی کے لڑکے کی ملکیت کے تنازعہ کے مقدمے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ: قانوناً

بچہ اسی کا ہوتا ہے جو جائز شوہر یا مالک ہو اور جس کے بستر پر وہ پیدا ہوا ہو (بخاری:۲۰۵۳؛۲۲۱۸)۔

نکاح۔عورت،مرضی: بیوہ عورت کا نکاح اس وقت تک نہ کیا جائے جب تک اس سے اجازت نہ لے لی جائے اور کنواری کا نکاح اس وقت تک نہ کیا جائے جب تک اس کی رضامندی نہ لے لی جائے۔اور کنواری کی خاموشی بھی اس کی رضامندی سمجھی جائے گی (بخاری:۵۱۳۶؛۵۱۳۷)۔خنساء بنت خذام رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آ کر کہا کہ ان کے والد نے ان کا نکاح کر دیا ہے جو انہیں منظور نہیں ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نکاح کو فسخ کر دیا (بخاری: ۵۱۳۸؛۵۱۳۹)۔بیوہ ہو جانے والی خنسا بنت خذامؓ کی شادی ان کے والد نے ایک ایسے شخص سے کرا دی جسے آپ نے ناپسند کیا اور اپنی ناپسندیدگی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلائی تو آپؐ نے اس نکاح کو فسخ کرا دیا (بخاری:۶۹۴۵)۔حضرت عائشہؓ: کیا عورتوں سے ان کے نکاح کے سلسلہ میں اجازت لی جائے گی؟ کنواری لڑکی سے اجازت کیسے لی جائے گی۔وہ تو شرم کی وجہ سے چپ سادھ لے گی۔نبی کریمﷺ: عورتوں سے بھی اجازت لی جائے گی اور کنواری لڑکی کی خاموشی ہی اجازت ہے (بخاری:۶۹۴۶)۔

نکاح۔حقوق: اگر کوئی اپنی بیوی کو جدا کرنا چاہتا ہے تو بیوی اپنا حق معاف کر کے بھی شوہر کے ساتھ رہ سکتی ہے۔حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ النساء کی آیت ۔۱۲۸اسی بارے میں نازل ہوئی ہے (بخاری:۲۴۵۰؛۲۶۹۴)۔

نکاح۔زوجین:

جو اپنی بیوی سے بوقتِ صحبت یہ دعا پڑھے: بسم اللہ اللھم جنبنا الشیطان وجنب الشیطان ما رزقتا اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں۔اے اللہ! ہم سے شیطان کو دور رکھ اور جو کچھ (اولاد) ہمیں تو دے،اس سے بھی شیطان کو دور رکھ۔پھر اس صحبت سے اگر کوئی بچہ پیدا ہوا تو شیطان اسے نہ کوئی نقصان پہنچا سکے گا اور نہ اس پر تسلط قائم کر سکے گا (بخاری:۱۴۱؛۳۲۷۱؛۳۲۸۳؛۶۳۸۸)۔اگر کسی مرد نے اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلایا اور اس نے آنے سے انکار کر دیا اور مرد غصہ ہو کر سو گیا تو صبح تک فرشتے اس عورت پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں (بخاری:۳۲۳۷)۔نوجوانو! تم میں جو بھی شادی کی طاقت رکھتا ہو اسے نکاح کر لینا چاہئے کیونکہ یہ خواہش نفسانی کو توڑ دے گا (بخاری:۵۰۶۵)۔جو نکاح کی استطاعت نہ رکھتا ہو اسے چاہئے کہ وہ روزہ رکھے کیونکہ روزہ اس کی خواہشات نفسانی کو توڑ دے گا (بخاری:۵۰۶۶)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت آپ کی نو (۹) بیویاں تھیں (بخاری:۵۰۶۷)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ ایک ہی رات میں نو (۹) بیویوں کے پاس گئے (بخاری:۵۰۶۸؛۵۲۱۵)۔ابن عباسؓ نے سعید بن جبیرؓ سے فرمایا: شادی کرلو کیونکہ اس اُمت کے جو بہترین شخص تھے ان کی بہت سی بیویاں تھیں (بخاری:۵۰۶۹)۔عورت سے چار چیزوں کی بنیاد پر نکاح کیا جاتا ہے۔مال،خاندان،خوبصورتی اور دین۔تم دیندار عورت سے نکاح کر کے کامیابی حاصل کرو (بخاری:۵۰۹۰)۔میں نے اپنے بعد مَردوں کے لیے عورتوں سے زیادہ خطرناک کوئی فتنہ (آزمائش) نہیں چھوڑا (بخاری:۵۰۹۶)۔نکاح کی وہ شرطیں پوری کی جانے کی سب سے زیادہ مستحق ہیں جن کے ذریعہ تم نے عورتوں کو اپنے لیے حلال کیا ہے۔(بخاری:۲۷۲۱)۔

نکاح۔تجرد،خصی: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے الگ رہنے کی زندگی سے منع فرمایا تھا۔سعد بن ابی وقاصؓ کہتے ہیں کہ اگر نبی کریمﷺ انہیں اجازت دے دیتے تو ہم خصی ہی ہو جاتے (بخاری:۵۰۷۳؛۵۰۷۴)۔عبداللہ بن مسعود رضی اللہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کیا کرتے تھے اور ہمارے ساتھ بیویاں نہیں تھیں۔اس لیے ہم نے پوچھا: یا رسول اللہ! ہم اپنے آپ کو خصی کیوں نہ کر لیں؟ آپﷺ نے ہمیں ایسا کرنے سے منع فرمایا۔ (بخاری:۵۰۷۱؛۵۰۷۵)۔

نکاح۔ایلاء: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں کی باتوں سے خفا ہوئے تو ایک ماہ تک ایلاء کرنے یعنی اُن سے نہ ملنے کی قسم کھالی۔(ایلاء کا قرآنی حکم آیت البقرہ۔۲۲۶ میں موجود ہے) اُمہات المومنین کے انہی رویوں کا تذکرہ اللہ نے سورت تحریم کی ابتدائی پانچ آیات اور سورت الاحزاب کی آیات نمبر ۲۸ تا ۳۳ میں کیا ہے۔(بخاری:۲۴۶۸؛۲۴۶۹)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج سے ایک مہینہ جدا رہنے کی قسم کھائی یعنی ایلا کیا۔لیکن انتیس دن پورے ہونے

پر ہی ان کے پاس چلے گئے ۔کسی زوجہ نے کہا کہ آپؐ نے تو ایک مہینہ کی بات کی تھی تو آپؐ نے فرمایا: مہینہ انتیس دن کا بھی تو ہوتا ہے (بخاری: ۱۹۱۰؛۱۹۱۱)۔ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ ایلاء کے بعد چار مہینے گزر جائیں تو قاضی کے سامنے پیش کیا جائے گا یہاں تک کہ وہ طلاق دیدے یا پھر وہ قاعدہ کے مطابق بیوی کو اپنے پاس روک لے۔طلاق اس وقت تک نہیں ہوتی جب تک طلاق نہ دی جائے (بخاری: ۵۲۹۰؛۵۲۹۱)۔

نکاح۔صحابہؓ:

حضرت جابر بن عبداللہؓ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا استفسار: تم نے ایک بیوہ سے شادی کیوں کی؟ کسی کنواری لڑکی سے کیوں نہ کی کہ تم اس سے کھیلتے اور وہ بھی تمہارے ساتھ کھیلتی۔انہوں نے عرض کیا کہ میری والدہ کا انتقال ہو چکا ہے اور میری نو (۹) بہنیں ہیں۔ چنانچہ ان کی دیکھ بھال اور پرورش کے لیے ایک بیوہ اور تجربہ کار خاتون سے شادی کی تو آپؐ نے فرمایا: پھر ٹھیک ہے (بخاری: ۲۰۹۷؛۲۳۰۹؛۲۴۰۶؛۴۰۵۲)۔

نکاح۔طلاق،عدت:

کوئی شخص کسی عورت کو دوسرے کے پیغام نکاح ہوتے ہوئے اپنا پیغام نہ بھیجے (بخاری: ۲۱۴۰)۔کوئی عورت اپنی کسی دینی بہن (سوکن) کو طلاق نہ دلوائے کہ اس کا حصہ بھی خود حاصل کرلے (بخاری: ۲۱۴۰)۔ اپنی بیویوں کو حیض کی حالت میں طلاق نہ دو۔جب وہ حیض سے پاک ہوجائے تو حالت طہر میں ان کے ساتھ ہمبستری کرنے سے پہلے طلاق دے سکتے ہو (بخاری: ۴۹۰۸)۔حاملہ بیوہ کی عدت کی مدت وضع حمل ہے۔ بچے کی پیدائش کے بعد وہ نیا نکاح کرسکتی ہے (بخاری: ۴۹۰۹؛ ۴۹۱۰)۔عبداللہ بن عمرؓ نے اپنی بیوی آمنہ بنت غفار کو حالت حیض میں طلاق دیدی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی بیوی سے رجوع کرکے اپنے نکاح میں باقی رکھو پھر جب حیض بند ہوجائے پھر حیض آئے اور پھر بند ہوجائے تب اگر چاہو تو اپنی بیوی کو طلاق دیدو۔لیکن طلاق اس طہر میں ہم بستری سے پہلے ہو، جس کا اللہ نے حکم دیا ہے اور اس حیض میں دی گئی طلاق شمار ہوگی (بخاری: ۵۲۵۱ تا ۵۲۵۳؛ ۵۲۵۸)۔رفاعہ قرضیؓ نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی تو انہوں نے پھر عبدالرحمٰن بن زبیر قرضیؓ سے نکاح کرلیا۔ یہ دوسرا شوہر نامرد نکلا تو خاتون نے نبی کریم ﷺ سے یہ معاملہ بیان کیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر تم اپنے پہلے شوہر رفاعہ قرضیؓ کے پاس واپس جانا چاہتی ہو تو ایسا اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک تم اپنے موجودہ شوہر کا مزا (یعنی مجامعت مع دخول) نہ چکھ لو اور وہ تمہارا مزا وہ نہ چکھ لے (بخاری: ۵۲۶۰؛ ۵۲۶۱؛ ۵۲۶۵؛ ۵۳۱۷)۔شوہر بیوی کو طلاق کا اختیار دے لیکن بیوی شوہر کو پسند کرلے تو ایسے اختیار سے طلاق نہیں ہوتی (بخاری: ۵۲۶۳)۔ایک یا دو بار طلاق کے بعد شوہر (عدت کے اندر) رجوع کرسکتا ہے۔لیکن تیسری مرتبہ طلاق دینے کے بعد رجوع نہیں کرسکتا (بخاری: ۵۲۶۴)۔ثابت بن قیسؓ کی بیوی نے بارگاہ رسالت میں آکر کہا کہ مجھے اپنے شوہر کے دین و اخلاق سے کوئی شکایت نہیں ہے لیکن میں اسلام میں کفر کو پسند نہیں کرتی یعنی ان کے حقوق ادا نہیں کرسکتی۔ چنانچہ اس خاتون نے مہر میں ملا ہوا باغ واپس کردیا اور ثابت بن قیسؓ نے انہیں طلاق دے دیا (بخاری: ۵۲۷۳ تا ۵۲۷۶)۔ حاملہ بیوہ کی عدت کی مدت وضع حمل ہے۔ بچہ کی پیدائش کے بعد وہ نکاح کرسکتی ہے (بخاری: ۵۳۱۸ تا ۵۳۲۰)۔معقل بن یسارؓ کی بہن کو طلاق ہوئی اور عدت کے بعد پہلے شوہر نے دوبارہ نکاح کا پیغام بھیجا تو معقل نے اس بناء پر انکار کیا کہ اُس نے دوران عدت رجوع کیوں نہیں کرلیا۔اس پر البقرہ کی آیت ۔۲۳۲ نازل ہوئی کہ مطلقہ عورت کی عدت کے بعد انہیں اپنے سابقہ شوہر سے نکاح کرنے سے نہ روکو۔رسول اللہ سے یہ حکم سن کر معقلؓ نے اپنی ضد چھوڑ دی (بخاری: ۵۳۳۱)۔ عدت میں بیٹھی عورت آنکھوں میں سرمہ نہیں لگاسکتی (بخاری: ۵۳۳۶؛ ۵۳۳۸)۔

نکاح۔مہر:

ایک عورت نے دربار رسالت میں آکر کہا کہ یارسول اللہ ﷺ! میں نے خود کو آپ کو بخش دیا۔وہاں موجود ایک صحابی نے کہا: یارسول اللہ! آپ میرا ان سے نکاح کردیجئے۔آپؐ نے فرمایا: میں نے تمہارا نکاح ان سے اس مہر کے ساتھ کیا جو تمہیں قرآن یاد ہے (بخاری: ۲۳۱۰)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کا نکاح اُن سورتوں پر کردیا جو انہیں یاد تھیں۔کیونکہ ان کے پاس مہر میں دینے کے لیے نہ کوئی کپڑا تھا نہ ہی لوہے کی کوئی انگوٹھی (بخاری: ۵۰۲۹؛ ۵۰۳۰؛ ۵۰۸۷؛ ۵۱۲۱؛ ۵۱۲۶؛ ۵۱۳۲؛ ۵۱۳۵)۔

نکاح۔یتیم لڑکی:

فرمانِ حضرت عائشہؓ: ولی اپنی زیر پرورش یتیم لڑکی سے بھی شادی کرسکتے ہیں بشرطیکہ انصاف کے ساتھ پورا مہر ادا کریں۔ (بخاری:۲۷۶۳)۔

نماز۔اذان،اقامت:

نماز کے اذان کے لئے مختلف تجاویز آئیں پھر حضرت بلالؓ کو حکم ہوا کہ اذان کے کلمات دو دو مرتبہ کہیں اور اقامت میں قد قامت الصلوٰۃ کے علاوہ تکبیر کے کلمات ایک ایک مرتبہ کہیں (بخاری:۶۰۳ تا ۶۰۷؛ ۳۴۵۷)۔ اگر کوئی شخص جنگل ویرانے میں نماز ادا کرے تب بھی بلند آواز سے اذان دے کیونکہ جن وانس کے علاوہ بھی وہ تمام چیزیں مؤذن کی آواز سنتی ہیں، روز قیامت اس پر گواہی دیں گی۔ (بخاری:۶۰۹)۔ جب تم اذن کی آواز سنو تو جس طرح مؤذن کہتا ہے، تم بھی اسی طرح کہو اور حی علی الصلوٰۃ کے جواب میں لاحول ولاقوۃ الا باللہ کہو۔ (بخاری:۶۱۱ تا ۶۱۳)۔ جو شخص اذان سن کر یہ کہے، اُسے قیامت کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت ملے گی۔ اللھم رب ھذہ الدعوۃ التامۃ والصلاۃ القائمۃ آت محمداالوسیلۃ والفضیلۃ وابعثہ مقامامحمودانی الذی وعدتہ یوم القیامۃ (بخاری:۶۱۴)۔ شدید بارش اور کیچڑ وغیرہ کے سبب اذان میں الصلاۃ فی الرحال کے الفاظ کہنا مسنون ہے تاکہ لوگ نماز اپنے گھروں میں پڑھ لیں (بخاری:۶۱۶؛۶۳۲)۔ فجر کی اذان اور اور اقامت کے درمیان دو ہلکی رکعتیں پڑھنا مسنون ہے (بخاری:۶۱۸ تا ۶۱۹)۔ مغرب کی اذان اور اقامت کے درمیان بھی دو رکعت پڑھنا مسنون ہے حالانکہ مغرب کی اذان اور تکبیر میں کوئی زیادہ فاصلہ نہیں ہوتا (بخاری:۶۲۵؛۶۲۶)۔ ہر دو اذانوں (اذان اور اقامت) کے درمیان نماز ہے، اگر کوئی پڑھنا چاہے (بخاری:۶۲۷)۔ جب تم سفر میں نکلو تو نماز کے وقت راستے میں اذان دینا، پھر اقامت کہنا، پھر جو تم میں بڑا ہو وہ نماز پڑھائے (بخاری:۶۲۸؛۶۳۰)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شدید سردی اور بارش کی راتوں میں مؤذن کو حکم دیتے تھے کہ وہ اذان میں اعلان کردے کہ لوگ اپنی قیام گاہوں میں نماز ادا کرلیں (بخاری:۶۶۶؛۶۶۸)۔ اذان کے کلمات کے جواب میں وہی کلمہ کہنا مسنون ہے (بخاری:۹۱۴)۔ جب نماز کے لیے اذان دی جاتی ہے تو تو شیطان پیٹھ موڑ کر ریاح خارج کرتا ہوا بھاگتا ہے تاکہ اذان نہ سن سکے۔ اذان کے بعد مردود پھر آجاتا ہے اور جب اقامت کہی جاتی ہے تو پھر بھاگ جاتا ہے۔ اقامت کے بعد دوبارہ آکر آدمی کے دل میں وسوسہ پیدا کرتا ہے کہ فلاں فلاں بات یاد کر۔ اس طرح آدمی کو یہ بھی یاد نہیں رہتا کہ اس نے کتنی رکعتیں پڑھیں۔ (بخاری:۶۰۸؛۱۲۲۲؛۱۲۳۱)۔ جب کوئی کسی بیابان ویرانے میں ہو تو نماز کے وقت خوب بلند آواز میں اذان دے۔ مؤذن کی آواز اذان جہاں تک بھی کوئی انسان، جن یا کوئی چیز سنے گی تو روز قیامت اس کے لیے گواہی دے گی (بخاری:۳۲۹۶)۔

نماز۔استخارہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رات اُٹھ کر تہجد کی آٹھ رکعتیں پڑھیں (بخاری:۱۱۵۹)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے تمام معاملات میں استخارہ کرنے کی تعلیم دیتے اور فرماتے: جب کوئی اہم معاملہ درپیش ہو تو دو رکعت نفل پڑھ کر دعائے استخارہ پڑھو (بخاری:۱۱۶۲)۔ استخارہ: جب تم میں سے کوئی کسی کام کا ارادہ کرے تو اسے چاہئے کہ فرض کے علاوہ دو رکعت نماز نفل پڑھے، پھر سلام کے بعد دعائے استخارہ پڑھے۔ (بخاری:۷۳۹۰)۔

نماز۔استسقاء:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کفارِ قریش کی سرکشی پر بددعا کی: اے اللہ! یوسف علیہ السلام کے وقت جیسا سات برس کا قحط ان پر بھیج۔ چنانچہ ایسا قحط پڑا کہ ہر چیز تباہ ہوگئی اور لوگوں نے چمڑے اور مردار تک کھا لیے یہاں تک کہ ابوسفیان کو حاضر ہو کر نبی کریم ﷺ سے دعا کی درخواست کرنی پڑی (بخاری:۱۰۰۷؛۱۰۲۰)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر دعائے استسقاء سے فارغ ہو کر اترے بھی نہ تھے کہ بارش کے پانی سے تمام نالے لبریز ہوگئے (بخاری:۱۰۰۹؛۱۰۲۳)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ گئے۔ بارش کے لیے قبلہ رُخ ہو کر دو رکعت نماز استسقاء پڑھی، دعا کی اور اپنی چادر کو بھی الٹا۔ چادر کا داہنا کونا، بائیں کندھے پر ڈالا (بخاری:۱۰۱۲؛۱۰۲۵ تا ۱۰۲۷)۔ نماز استسقاء کے لیے نہ اذان دی گئی اور نہ اقامت کہی گئی (بخاری:۱۰۲۲)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دعائے استسقاء کے سوا کسی اور دعا کے لیے اتنا زیادہ ہاتھ نہیں اٹھاتے کہ بغلوں کی سفیدی نظر آجاتی (بخاری:۱۰۳۰؛۱۰۳۱؛۳۵۶۵)۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ قحط کے زمانہ میں عباس بن عبدالمطلبؓ کو آگے بڑھا کر بارش کی دعا کراتے اور کہتے: اے اللہ! پہلے ہم اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بارش کی دعا کراتے تھے اور اب ہم اپنے نبی کے چچا کے ذریعہ بارش کی دعا کرتے ہیں اس لیے ہمیں سیرابی عطا فرما۔ اس کے بعد خوب بارش ہوئی (بخاری:۱۰۱۰؛۳۷۱۰)۔

نماز۔امام:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پانچوں وقت کی نمازوں کا طریقہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ ﷺ کی امامت کر کے سکھلایا تھا۔(بخاری:۴۰۰۷) امام کو چاہئے کہ وہ لوگوں کو مختصر نماز پڑھائے کیونکہ مقتدیوں میں بیمار، کمزور اور حاجت والے سب ہی قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔(بخاری:۹۰؛۷۱۵۹؛۷۰۲تا۷۰۵؛۶۱۱۰)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کو مختصر اور پوری پڑھتے تھے۔جماعت میں کسی بچے کی آواز سُن کر نماز کو ہلکی کر دیتے کہ کہیں اس کی ماں پریشان نہ ہو جائے (بخاری:۷۰۶تا۷۱۰؛۸۶۸)۔ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر قبلہ رُخ کھڑے ہو کر نماز پڑھائی۔گویا امام کا مقتدیوں سے اونچے مقام پر کھڑے ہونا درست ہے۔(بخاری:۳۷۷)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے سے گر کر زخمی ہوئے تو اپنے بالا خانے پر بیٹھ گئے۔صحابہ کرامؓ مزاج پُرسی کو آئے تو آپ ﷺ نے وہیں بیٹھ کر نماز پڑھائی جبکہ صحابہ کرامؓ نے کھڑے ہو کر نماز پڑھی۔آپ نے سلام پھیر کر فرمایا: امام اس لئے ہے کہ اس کی پیروی کی جائے۔جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو۔جب وہ رکوع میں جائے تو تم بھی رکوع میں جاؤ۔جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنا ولک الحمد کہو۔جب وہ سجدہ کرے تو تم بھی سجدہ کرو۔اور اگر کھڑے ہو کر نماز پڑھائے تو تم بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھو (بخاری:۳۷۸؛۷۳۲تا۷۳۴)۔جب امام رکوع سے اٹھتے ہوئے سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم اللھم ربنا ولک الحمد کہو۔کیونکہ جس کا یہ کہنا فرشتوں کے کہنے کے ساتھ ہوگا، اس کے پچھلے تمام گناہ بخش دیے جائیں گے (بخاری:۷۹۶) صحابہ کرامؓ نبی کریم ﷺ کے رکوع سے سر اٹھانے کے بعد اس وقت تک کھڑے رہتے جب تک آپ ﷺ سجدے میں نہ چلے جاتے۔ پھر صحابہ بھی سجدے میں جاتے (بخاری:۷۴۷)۔حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر ضیافت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس طرح نماز پڑھائی کہ آپ ﷺ کے پیچھے حضرت انسؓ اور نبی ﷺ کے مرحوم غلام کا لڑکا ضمیرہ اور ان کے پیچھے حضرت انسؓ کی نانی نے کھڑے ہو کر نماز ادا کی (بخاری:۳۸۰)۔آخری بیماری کے ایام میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بیٹھ کر نماز پڑھی جبکہ آپ ﷺ کے پیچھے لوگ کھڑے ہو کر نماز ادا کر رہے تھے (بخاری:۶۸۹) امام سے پہلے اپنا سر رکوع یا سجدہ پہلے اٹھا لینے والے کو اس بات سے ڈرنا چاہئے کہ کہیں اللہ پاک اس کا سر یا صورت گدھے کی سی نہ بنا دے (بخاری:۶۹۱)۔اگر امام نے ٹھیک نماز پڑھائی تو اس کا ثواب تمہیں ملے گا۔اور اگر غلطی کی تو بھی تمہاری نماز کا ثواب تم کو ملے گا اور غلطی کا وبال امام پر رہے گا (بخاری:۶۹۴)۔ایک ہی نماز دوبارہ بھی پڑھی جا سکتی ہے۔معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے پھر واپس آ کر اپنی قوم کی نماز کی امامت کیا کرتے تھے (بخاری:۷۰۰؛۷۰۱؛۷۱۱)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات اُم المومنین میمونہؓ کے گھر میں تھے۔آپ ﷺ رات گئے نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوئے تو اپنی خالہ کے گھر موجود ابن عباسؓ بھی نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھنے کے لیے آپ کے بائیں طرف کھڑے ہو گئے تو آپ ﷺ نے انہیں پکڑ کر اپنی دائیں جانب کر دیا۔یعنی اگر دو فراد کی جماعت ہو تو امام کو بائیں جانب کھڑا ہونا چاہئے (بخاری:۶۹۷ تا۶۹۹؛۷۲۶؛۸۵۹؛۵۹۱۹)۔

نماز۔اوقات:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز اس وقت پڑھ لیتے تھے جب ابھی دھوپ ان کے حجرہ میں موجود ہوتی تھی، اس سے بھی پہلے کہ وہ دیوار پر چڑھے (بخاری:۵۲۲؛ ۵۴۴تا۵۴۶)۔جب گرمی تیز ہو جائے تو نماز کو ٹھنڈے وقت میں پڑھو (بخاری:۵۳۳تا۵۳۶؛۵۳۸؛۵۳۹)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر سے اُس وقت فارغ ہو جاتے تھے جب آدمی پاس بیٹھے ہوئے شخص کو پہچان سکتا تھا۔ظہر اُس وقت پڑھتے جب سورج ڈھل جاتا۔نماز عصر پڑھ کر مدینہ منورہ کی آخری حد تک جاتے، تب بھی سورج تیز رہتا تھا۔عشاء کی نماز کو تہائی رات تک دیر کرنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے (بخاری:۵۴۱؛۵۴۷؛۵۵۰)۔اگر کوئی سورج غروب ہونے سے پہلے ایک رکعت بھی پا سکے تو عصر کی پوری نماز ادا کر لے۔اسی طرح اگر کوئی سورج طلوع ہونے سے پہلے ایک رکعت بھی پا سکے تو فجر کی پوری نماز ادا کر لے (بخاری:۵۵۶؛۵۷۹)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھ کر لوگ تیر اندازی کرتے تو اتنا اجالا باقی رہتا تھا کہ ایک شخص اپنے تیر گرنے کی جگہ کو دیکھ لیتا تھا (بخاری:۵۵۹)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز ٹھیک دوپہر میں اور عصر کی نماز پڑھاتے تو ابھی سورج صاف اور روشن ہوتا۔نماز مغرب وقت آتے ہی پڑھا دیتے اور عشاء کی نماز تب جلدی پڑھا دیتے، اگر لوگ جلدی جمع ہو گئے ہوں ورنہ تاخیر کر کے لوگوں کا انتظار کرتے۔آپ ﷺ فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھتے تھے (بخاری:۵۶۰؛۵۶۵)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کی نماز اُس وقت پڑھتے تھے جب سورج پردے میں چھپ جاتا تھا (بخاری: ۵۶۱)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ السلام نے سحری کھائی اور اتنی دیر کے بعد نماز فجر کے لئے کھڑے ہو گئے جتنی دیر میں پچاس یا ساٹھ آیات کی تلاوت ہوتی ہے (بخاری:

۵۷۵تا۵۷۷)۔مسلمان عورتیں مسجد نبوی میں فجر کی نماز ادا کر کے واپس ہوتیں تو اندھیرے کی وجہ سے کوئی انہیں پہچان نہیں سکتا تھا (بخاری:۵۷۸)۔فجر کی نماز کے بعد سورج بلند ہونے تک اور عصر کی نماز کے بعد سورج غروب ہونے تک نفلی نماز پڑھنا منع ہے (بخاری:۵۸۱؛۵۸۴؛۵۸۸)۔تم قصداً سورج نکلتے یا ڈوبتے وقت نماز نہ پڑھو (بخاری:۱۱۹۲)۔

نماز۔اوقات: جب سورج کا اوپر کا کنارہ طلوع ہونے لگے تو نماز نہ پڑھو، یہاں تک کہ وہ بلند ہو جائے۔اسی طرح جب سورج ڈوبنے لگے تو اس وقت بھی نماز نہ پڑھو، یہاں تک کہ سورج مکمل غروب ہو جائے (بخاری:۵۸۳؛۵۸۶)۔اس انتظار میں نہ رہو کہ سورج طلوع ہوتے ہی یا سورج ڈوبتے ہی نماز کے لئے کھڑے ہو جاؤ (بخاری:۵۸۵)۔ اگر فجر کے وقت آنکھ نہ کھلے تو جب سورج بلند ہو کر روشن ہو جائے تب بھی نماز فجر ادا کی جا سکتی ہے (بخاری:۵۹۵)۔اگر کسی وجہ سے عصر کی نماز رہ جائے سورج غروب ہونے کے بعد پہلے عصر کی نماز، اس کے بعد مغرب کی نماز پڑھی جائے (بخاری:۵۹۶؛۵۹۸)۔صبح کی نماز کے بعد سورج نکلنے تک اور عصر کی نماز کے بعد سورج چھپنے تک کوئی نفل نماز نہ پڑھی جائے (بخاری:۱۱۹۷)۔لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کرنے والوں پر روزانہ پانچ وقت کی نمازیں فرض ہیں (بخاری:۱۳۹۳)۔عصر کی نماز کے بعد غروب آفتاب تک اور فجر کی نماز کے بعد طلوع آفتاب تک کوئی نماز نہ پڑھی جائے (بخاری:۱۸۶۴)۔نماز فجر کے بعد سورج نکلنے تک اور نماز عصر کے بعد سورج ڈوبنے تک کوئی نماز جائز نہیں (بخاری:۱۹۹۵)۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب عصر کی نماز پڑھتے تو دھوپ ابھی حضرت عائشہؓ کے حجرے میں باقی رہتی تھی (بخاری:۳۱۰۳)۔نمازوں میں عصر کی نماز ایسی ہے جس سے وہ چھوٹ جائے تو گویا اس کا گھر بار سب برباد ہو گیا (بخاری:۳۶۰۲)۔نماز فجر کے بعد سورج بلند ہونے تک اور نماز عصر کے بعد سورج غروب ہونے تک نماز پڑھنا منع ہے (بخاری:۵۸۱۹)۔ایک رات نبی کریم ﷺ نے عشاء کی نماز میں اتنی تاخیر کی کہ حضرت عمرؓ نے کہا: یا رسول اللہ! نماز پڑھئے عورتیں اور بچے سونے لگے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر میری امت پر دشوار نہ ہوتا تو میں اسی وقت رات گئے عشاء کی نماز پڑھنے کا حکم دیتا (بخاری:۷۲۳۹)۔

نماز۔اونگھ:

نماز پڑھتے وقت تم میں سے کسی کو اونگھ آ جائے تو اسے چاہئے کہ وہ سو رہے۔اونگھتے ہوئے نماز پڑھنے کے دوران اسے یہ معلوم نہ ہوگا کہ وہ مغفرت طلب کر رہا ہے یا اپنے نفس کو بددعا دے رہا ہے (بخاری:۲۱۲؛۲۱۳)۔

نماز۔تحیۃ المسجد، تحیۃ الوضو:

جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھ لے (بخاری:۴۴۴)۔حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ دن رات میں جب بھی وضو کرتے تو اس وضو سے نفل کی نماز پڑھتے رہتے تھے۔(بخاری:۱۱۴۹)۔جب تم مسجد میں آؤ تو دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھے بغیر نہ بیٹھو (بخاری:۱۱۶۳)۔امام اگر جمعہ کا خطبہ بھی دے رہا ہو تو مسجد آنے والا دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھ لے (بخاری:۱۱۶۶)۔

نماز۔تسبیح واذکار:

ہر نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ، ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر کا ذکر کرو (بخاری:۸۴۳)۔

نماز۔تشہد:

نماز میں اگر تم نے التحیات للہ والصلوات والطیبات ۔۔ پڑھ لیا تو گویا اللہ کے ان تمام صالح بندوں پر سلام پہنچا دیا جو آسمان اور زمین میں ہیں (بخاری:۱۲۰۲)۔ جب تم نماز میں بیٹھو تو یوں پڑھو: التحیات للہ، والصلوات والطیبات السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین ۔کیونکہ جب تم یہ دعا پڑھو گے تو آسمان وزمین کے ہر صالح بندے کو تمہاری یہ دعا پہنچے گی (بخاری:۶۲۳۰)۔

نماز۔ تکبیر تحریمہ، رفع یدین:
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز شروع کرتے وقت (تکبیر تحریمہ میں) اپنے دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اُٹھاتے تھے (بخاری: ۷۲۸)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سر مبارک اٹھاتے وقت دونوں ہاتھ بھی اُٹھاتے یعنی رفع یدین کرتے تھے۔ قعدہ اولیٰ سے اٹھتے یعنی تیسری رکعت کے لئے اٹھتے تب بھی رفع یدین کرتے۔ البتہ سجدہ میں جاتے وقت رفع یدین نہیں کرتے تھے (بخاری: ۷۳۵تا۷۳۹)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر تحریمہ اور قرات کے درمیان یہ دعا بھی پڑھتے تھے: اے اللہ! میرے اور میرے گناہوں کے درمیان اتنی دوری کر جتنی مشرق و مغرب میں ہے۔ اے اللہ! مجھے گناہوں سے اس طرح پاک کر جیسے سفید کپڑا میل سے پاک ہوتا ہے۔ اے اللہ! میرے گناہوں کو پانی، برف اور اولے سے دھو ڈال (بخاری: ۷۴۴)۔

نماز۔ قیام الیل (تہجد، وتر، تراویح)
تہجد کی نفلی نماز دو دو رکعت کر کے پڑھو اور آخر میں الگ سے ایک رکعت وتر پڑھو جو ساری نماز کو طاق بنا دے (بخاری: ۴۷۲؛ ۴۷۳)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رات میں اُٹھ کر مسجد میں تہجد کی نماز پڑھنے کھڑے ہوئے تو چند صحابہ کرامؓ بھی آپ ﷺ کی اقتدا میں نماز پڑھنے لگے۔ اسی طرح تین متواتر راتوں میں ہوتا رہا اور بڑے تعداد میں لوگ تہجد کی نماز میں شریک ہونے لگے تو چوتھی رات نبی کریم ﷺ نے یہ نماز نہ پڑھائی اور فجر کی نماز کے بعد فرمایا: میں اس بات سے ڈرا کہ کہیں یہ نماز تم پر فرض نہ ہو جائے، پھر تم سے یہ ادا نہ ہو سکے (بخاری: ۹۲۴)۔ رات کی نماز (قیام الیل یا نماز تہجد) دو دو رکعت ہے۔ پھر جب کوئی صبح ہو جانے سے ڈرے تو ایک رکعت (وتر) اور پڑھ لے، جو اس کی ساری نماز کو طاق بنا دے گی (بخاری: ۹۹۰؛ ۹۹۳؛ ۹۹۵)۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ وتر جب تین رکعت پڑھتے تو دو رکعت پڑھ کر سلام پھیرتے یہاں تک کہ سلام کے بعد ضرورت سے بات بھی کرتے (بخاری: ۹۹۱)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آدھی رات کے بعد بیدار ہوئے اور تہجد کی دو دو رکعت کر کے کُل بارہ رکعتیں پڑھیں پھر ایک رکعت وتر پڑھ کر آپ ﷺ لیٹ گئے یہاں تک کہ صبح صادق ہوگئی۔ پھر آپ ﷺ نے فجر کی دو سنت پڑھی اور پھر فجر کی فرض نماز پڑھائی (بخاری: ۹۹۲)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تہجد اور وتر کی کل گیارہ رکعتیں پڑھتے تھے۔ نمازِ فجر سے پہلے یہی آپ کی رات کی نماز تھی (بخاری: ۹۹۴)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر کی نماز رات کے ہر حصہ میں پڑھی ہے (بخاری: ۹۹۶)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کی نماز پڑھتے رہتے اور اُم المومنین حضرت عائشہؓ بستر پر عرض میں لیٹی رہتی تھیں۔ آپ ﷺ جب وتر پڑھنے لگتے تو حضرت عائشہؓ کو بھی وتر پڑھنے کے لیے جگا دیتے (بخاری: ۹۹۷)۔ وتر رات کی تمام نمازوں کے بعد پڑھا کرو (بخاری: ۹۹۸)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اونٹ پر سواری کے دوران بھی تہجد اور وتر کی نماز پڑھ لیا کرتے تھے، خواہ سواری کا رُخ کسی طرف بھی ہو۔ مگر فرض نماز اس طرح نہیں پڑھتے تھے (بخاری: ۹۹۹؛ ۱۰۰۰)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں دعائے قنوت مغرب اور فجر کی نماز میں پڑھی جاتی تھی۔ دعائے قنوت رکوع سے پہلے پڑھنے کا معمول تھا (بخاری: ۱۰۰۴)۔

نماز۔ قیام الیل: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب رات میں تہجد کے لیے کھڑے ہوتے تو یہ دعا پڑھتے: اے میرے اللہ! ہر طرح کی تعریف تیرے لیے ہی زیبا ہے۔ تو آسمان، زمین اور ان میں رہنے والی تمام مخلوق کا سنبھالنے والا بھی ہے اور ان پر حکومت صرف تیرے لیے ہی ہے۔ تو آسمان اور زمین کا نور ہے۔ تو سچا، تیرا وعدہ سچا، تیری ملاقات سچی اور تیرا فرمان سچا ہے۔ جنت سچ ہے، دوزخ سچ ہے، انبیاء سچے ہیں، محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہیں اور قیامت کا ہونا سچ ہے۔ اے میرے اللہ! میں تیرا ہی فرماں بردار ہوں اور تجھی پر ایمان رکھتا ہوں، تجھی پر بھروسہ ہے، تیری ہی طرف رجوع کرتا ہوں تیرے ہی عطا کئے ہوئے دلائل کے ذریعہ بحث کرتا ہوں اور تجھی کو حکم بناتا ہوں۔ پس جو خطائیں مجھ سے پہلے ہوئیں اور جو بعد میں ہوں گی، ان سب کی مغفرت فرما۔ خواہ وہ ظاہر ہوئی ہوں یا پوشیدہ۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں (بخاری: ۱۱۲۰)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات تہجد میں گیارہ رکعتیں پڑھتے تھے۔ ہر رکعت میں سجدے اتنے طویل ہوتے کہ اس دوران کوئی بھی پچاس آیتیں پڑھ سکتا تھا (بخاری: ۱۱۲۳)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو ایک یا دو رات تہجد کے لیے نہ اُٹھ سکے۔ (بخاری: ۱۱۲۴)۔ رمضان میں ایک رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام الیل کی نماز (تہجد یا تراویح) پڑھی تو صحابہ کرامؓ نے بھی یہ نماز آپ کے ساتھ پڑھی۔ تیسری اور چوتھی شب صحابہ کرامؓ کی تعداد بہت بڑھ گئی مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھانے تشریف نہیں لائے اور نماز فجر کے بعد فرمایا: میں اس لئے نہیں آیا کہ کہیں تم پر یہ نماز فرض نہ ہو جائے (بخاری: ۱۱۲۹)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات تہجد کے لیے کھڑے ہوتے تو پہلے اپنا منہ مسواک سے خوب خوب صاف کرتے تھے (بخاری: ۱۱۳۶)۔ رات کی نماز دو، دو رکعت

کر کے پڑھو اور جب طلوع صبح کا اندیشہ ہو تو ایک رکعت وتر پڑھ کے ساری نماز کو طاق کر لو (بخاری: ۱۱۳۷)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز تیرہ رکعت ہوتی تھی (بخاری: ۱۱۳۸)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کی تہجد کی نماز میں سات، نَو اور گیارہ تک رکعتیں پڑھتے تھے (بخاری: ۱۱۳۹)۔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کی نماز (تہجد) ایسی پڑھتے کہ تم انہیں نماز پڑھتے ہوئے بھی دیکھ سکتے تھے اور سوتے ہوئے بھی دیکھ سکتے تھے۔ (بخاری: ۱۱۴۱)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کی نماز میں تیرہ رکعت پڑھتے تھے (بخاری: ۱۱۷۰)۔ اُم المومنین حضرت عائشہؓ کا فرمان: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کے قیام الیل (تہجد، تراویح) میں وتر کے ساتھ گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے، خواہ رمضان کا مہینہ ہو یا کوئی اور۔ (بخاری: ۱۱۴۷)۔

نماز۔ قیام الیل: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کی نماز میں کبھی بیٹھ کر قرآن نہیں پڑھتے تھے۔ البتہ جب بوڑھے ہو گئے تو بیٹھ کر قرآن پڑھتے تھے۔ جب تیس چالیس آیات رہ جاتیں تو کھڑے ہو جاتے اور پھر اسے پڑھ کر رکوع کرتے (بخاری: ۱۱۴۸) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رات اُٹھ کر تہجد کی آٹھ رکعتیں پڑھیں (بخاری: ۱۱۵۹)۔ جو رات کو بیدار ہو کر یہ دعا پڑھے: لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ، لہ الملک، والہ الحمد، وھو علی کل شیء قدیر، الحمدللہ، وسبحان اللہ، ولا الہ الا اللہ، واللہ اکبر، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ (ترجمہ) اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ ملک اسی کے لیے ہے اور تمام تعریفیں بھی اسی کے لیے ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں۔ اللہ کی ذات پاک ہے، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ کی مدد کے بغیر کسی کو کوئی کام کرنے کی طاقت نہیں۔ پھر یہ پڑھے: اللھم اغفرلی (ترجمہ) اے اللہ! میری مغفرت فرما۔ یا کوئی دعا کرے تو اس کی دعا قبول ہوتی ہے۔ (بخاری: ۱۱۵۴)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آدھی رات کے قریب اٹھے۔ (بغیر وضو کئے) سورت آلِ عمران کی آخری دس آیات تلاوت کیں۔ پھر اچھی طرح وضو کیا اور دو دو رکعت کر کے دس رکعت نفل یعنی تہجد اور ایک رات وتر پڑھا اور پھر لیٹ گئے۔ جب مؤذن نے نماز فجر کی اطلاع دی تب فجر کی دو مختصر سنتیں پڑھیں اور فجر کی فرض پڑھانے کے لیے مسجد تشریف لے گئے (بخاری: ۱۱۹۸)۔ رات میں عبادت بھی کیا کرو اور سویا بھی کرو (بخاری: ۳۴۱۸)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور دیگر مہینوں میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ پہلے آٹھ رکعت طویل قرآت کے ساتھ اور پھر اس کے بعد تین رکعت وتر (بخاری: ۳۵۶۹)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کے تیسرے پہر اُٹھے، مسواک اور وضو کیا۔ پھر گیارہ رکعتیں تہجد اور وتر پڑھیں۔ جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے فجر کی اذان دی تو دو رکعت سنت پڑھ کر مسجد تشریف لے گئے (بخاری: ۴۵۶۹ تا ۴۵۷۲)۔ نماز۔ وتر: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اٹھانے والے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے عشاء کے بعد وتر کی نماز صرف ایک رکعت پڑھی اور حضرت ابن عباسؓ نے ان کے اس عمل کی تائید کی کہ وہ خود فقیہ ہیں۔ (بخاری: ۳۷۶۴؛ ۳۷۶۵)۔ بیعت رضوان میں شریک عائذ بن عمروؓ فرماتے ہیں کہ اگر کسی نے شروع رات میں وتر پڑھ لیا ہو تو آخر رات میں نہ پڑھو (بخاری: ۴۱۷۶)۔ اللہ ہر رات کے آخری تہائی حصے میں آسمان دنیا پر آ کر کہتا ہے کہ کوئی ہے جو مجھ سے مانگے اور میں اسے عطا کروں۔ کوئی ہے جو مغفرت طلب کرے اور میں اس کی مغفرت کروں؟ (بخاری: ۷۴۹۴)۔

نماز۔ جماعت، صف بندی:

جس نے ایک رکعت بھی با جماعت پالی، اس نے با جماعت نماز کا ثواب پالیا (بخاری: ۵۸۰)۔ تم نماز کے لئے جلدی جلدی نہیں بلکہ وقار اور سکون کے ساتھ آؤ۔ با جماعت نماز کی جتنی رکعتیں مل جائیں، اسے پڑھو اور جو رہ جائے اسے بعد میں پورا کر لو (بخاری: ۶۳۵؛ ۶۳۶)۔ با جماعت نماز کے لئے اقامت کہی جانے کے باوجود ضرورت ہو تو گفتگو کی جا سکتی ہے (بخاری: ۶۴۲؛ ۶۴۳)۔ جماعت کے ساتھ نماز، تنہا نماز پڑھنے سے ستائیس (دوسری روایت میں پچیس) درجہ زیادہ افضل رکھتی ہے (بخاری: ۶۴۵ تا ۶۴۹؛ ۴۷۱۷)۔ نماز میں اپنی صفوں کو برابر کر لو اور مل کر کھڑے ہو جاؤ ورنہ اللہ تمہارا منہ اُلٹ دے گا۔ میں تمہیں اپنی پیٹھ کے پیچھے سے بھی دیکھتا رہتا ہوں۔ صفوں کا برابر رکھنا نماز کے قائم کرنے میں داخل ہے۔ صحابہ کرامؓ اپنا کندھا اپنے ساتھی کے کندھے سے اور اپنا قدم اس کے قدم سے ملا دیتے تھے۔ (بخاری: ۷۱۷ تا ۷۱۹؛ ۷۲۳؛ ۷۲۵؛ ۷۴۱؛ ۷۴۲)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح نماز پڑھائی کے آپؐ کے پیچھے مردوں اور لڑکوں کی صف اور آخر میں عورتوں کی صف تھی (بخاری: ۷۲۷؛ ۸۶۰؛ ۸۷۱؛ ۸۷۴)۔ اگر لوگوں کو معلوم ہوتا کہ اذان اور صف اول میں کتنا ثواب ہے تو اس کے حصول کے لئے اگر قرعہ اندازی بھی کرنی پڑتی تو وہ ضرور کرتے (بخاری: ۲۶۸۹)۔ میرا ارادہ ہوا کہ لکڑیاں جمع کرنے، نماز کے لیے اذان دینے اور کسی سے نماز پڑھانے کا کہہ کر میں ان لوگوں کے پاس جاؤں جو جماعت میں شریک نہیں ہوتے اور انہیں ان کے گھروں سمیت جلا دوں (بخاری: ۲۲۴۷)۔

نماز۔ جمعہ:

جب کوئی نماز جمعہ کے لیے آنا چاہے تو اسے غسل کر لینا چاہئے (بخاری:۸۷۷؛۸۹۴؛۹۱۹)۔حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ نے بوجوہ غسل کے بغیر نماز جمعہ کے لیے آنے والے صحابی سے کہا کہ وضو بھی اچھا یعنی کافی ہے (بخاری:۸۷۸)۔ ہر مسلمان پر اگر میسر ہو تو جمعہ کے دن غسل، مسواک اور خوشبو لگانا ضروری ہے (بخاری: ۸۸۰؛۸۹۵؛۹۰۲؛۹۰۳)۔جو شخص جمعہ کے دن غسل جنابت کر کے نماز جمعہ کے لیے اول وقت میں مسجد پہنچا تو گویا اُس نے ایک اونٹ کی قربانی دی۔اگر بعد میں گیا تو گویا ایک گائے کی قربانی دی۔اگر تیسرے نمبر گیا تو گویا ایک مینڈھے کی قربانی دی۔جو چوتھے نمبر پر گیا تو اس نے گویا ایک مرغی کی قربانی دی اور جو کوئی پانچویں نمبر پر گیا تو اُس نے اللہ کی راہ میں انڈا صدقہ کیا۔لیکن جب امام خطبہ کے لیے آ جاتا ہے تو فرشتے خطبہ سننے میں مصروف ہو جاتے ہیں (بخاری:۸۸۱؛ ۹۲۹)۔جو شخص جمعہ کے دن غسل کر کے خوب اچھی طرح پاکی حاصل کرے،میسر تیل اور خوشبو استعمال کرے،مسجد پہنچ کر دو آدمیوں کے درمیان گھسے بغیر نوافل ادا کرے پھر خاموشی سے خطبہ سنتا رہے تو اس کے اس جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کے گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں (بخاری:۸۸۳؛۹۱۰)۔جمعہ کے دن کے بارے میں اہل کتاب نے اختلاف کیا۔اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ دن بتلا دیا ہے۔اس کے بعد دوسرا دن یعنی ہفتہ یہودیوں کا دن ہے اور تیسرا یعنی اتوار نصاریٰ کا دن ہے (بخاری:۸۹۴)۔اللہ تعالیٰ کا ہر مسلمان پر حق ہے کہ ہر سات دن میں ایک جمعہ کے دن غسل کرے (بخاری:۸۹۸)۔جمعہ کی نماز فرض ہونے کے باوجود عبداللہ بن عباسؓ نے بارش کی وجہ سے اذان میں حی علی الصلاۃ یعنی نماز کی طرف آؤ کی بجائے صلوا فی بیوتکم یعنی اپنے گھروں میں نماز پڑھ لو کہنے کا حکم دیا (بخاری:۹۰۱)۔

نماز۔ جمعہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کی نماز اس وقت پڑھتے جب سورج ڈھل جاتا (بخاری:۹۰۴)۔اگر سردی زیادہ ہوتی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کی نماز سویرے پڑھ لیتے لیکن جب گرمی زیادہ ہوتی تو ٹھنڈے وقت میں پڑھتے (بخاری:۹۰۶)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں جمعہ کی اذان اس وقت دی جاتی تھی جب امام خطبہ کے لیے منبر پر بیٹھ جاتے تھے۔لیکن حضرت عثمانؓ کے عہد میں مسلمانوں کی کثرت ہوگئی تو وہ مدینہ کے بازار میں ایک اور اذان دلوانے لگے (بخاری:۹۱۲؛۹۱۳؛۹۱۵؛۹۱۶)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر خطبہ دیتے تھے۔پھر تھوڑی دیر کے لیے بیٹھ جاتے اور پھر کھڑے ہو کر خطبہ دیتے (بخاری:۹۲۰)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ میں دو خطبہ دیتے تھے اور دونوں خطبوں کے بیچ میں بیٹھتے تھے (بخاری:۹۲۸)۔نماز جمعہ کے لیے امام خطبہ شروع کر دے تب بھی مسجد میں داخل ہونے والوں کو سب سے پہلے دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھنی چاہئے (بخاری:۹۳۰؛۹۳۱)۔جب امام خطبہ دے رہا ہو تو اپنے پاس بیٹھے ہوئے کسی آدمی سے، چُپ رہ کہنا بھی ایک لغو حرکت ہے (بخاری:۹۳۴)۔جمعہ کے دن ایک ایسی مختصر سی گھڑی آتی ہے جس میں اگر کوئی مسلمان کھڑا نماز پڑھ رہا ہو اور کوئی چیز اللہ سے مانگے تو اللہ پاک اسے ضرور دیتا ہے (بخاری:۹۳۵)۔صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھ کر دوپہر کی نیند لیا کرتے تھے (بخاری:۹۴۱)۔جب جمعہ کا دن آتا ہے تو مسجد کے ہر دروازہ پر فرشتے کھڑے ہو کر آنے والوں کے نام کو نمبر وار لکھتے جاتے ہیں۔جب امام خطبہ کے لیے منبر پر بیٹھ جاتا ہے تب یہ فرشتے رجسٹر بند کر کے ذکر سننے لگ جاتے ہیں (بخاری:۳۲۱۱)۔صحابہ کرام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھ کر واپس ہوئے تو دیواروں کا سایہ اتنا بھی نہیں ہوا تھا کہ لوگ اس میں آرام کر سکیں (بخاری:۴۱۶۸)۔

نماز۔ جنازہ:

جو کوئی ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے کسی مسلمان کے جنازے کے ساتھ جائے اور نماز جنازہ اور تدفین تک ساتھ رہے تو وہ دو قیراط ثواب لے کر لوٹے گا۔اور جو جنازہ پڑھ کر تدفین سے پہلے لوٹ جائے تو وہ ایک قیراط ثواب لے کر لوٹے گا۔ہر قیراط اتنا بڑا ہوگا جیسے اُحد کا پہاڑ۔(بخاری:۴۷) اُم کعبؓ زچگی میں فوت ہوگئیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی نماز جنازہ اس طرح پڑھائی کہ آپ ان کے جسم کے وسط میں کھڑے ہوئے (بخاری:۳۳۲) مسجد نبوی میں جھاڑو دینے والے حبشی کی قبر پر آ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھی تھی (بخاری:۴۵۸؛۴۶۰) حبشہ کے بادشاہ نجاشی کی وفات کی خبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات والے دن ہی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیتے ہوئے فرمایا تھا: آج ایک مرد صالح اس دنیا سے چلا گیا۔اٹھو اور اپنے بھائی کی نماز جنازہ پڑھ لو۔ پھر آپؐ نے نماز میں چار مرتبہ تکبیریں کہی (بخاری:۱۳۱۷؛۱۳۱۸؛۱۳۲۰؛۱۳۳۳؛۱۳۳۴؛۳۸۷۷ تا ۳۸۸۰)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک الگ تھلگ قبر کے پاس آئے،صحابہ کرامؓ نے صف بندی کی اور آپؐ نے چار تکبیریں کہتے ہوئے نماز جنازہ پڑھی (بخاری:۱۳۱۹؛۱۳۳۶)۔نبی کریمﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ مل کر ایک ایسی قبر پر نماز جنازہ پڑھی، جسے گزشتہ رات ہی نبی کریمﷺ کی غیر موجودگی میں دفنا دیا گیا تھا (بخاری:۱۳۲۲؛۱۳۲۶؛۱۳۳۷؛۱۳۴۰)۔جس

نے نماز جنازہ میں شرکت کی اسے ایک قیراط اور جو تدفین تک ساتھ رہا تو اسے دو پہاڑوں کے برابر دو قیراط کا ثواب ملتا ہے۔(بخاری:۱۳۲۵)۔نبی کریم ﷺ نے اُم کعبؓ کی نماز جنازہ میت کی کمر کے مقابل کھڑے ہو کر ادا کی (بخاری:۱۳۳۱؛۱۳۳۲)۔نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ پڑھنا نبوی طریقہ ہے (بخاری:۱۳۳۵)

نماز۔چاشت:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی کبھار چاشت کی نماز پڑھنا بھی ثابت ہے (بخاری:۶۷۰)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی کام پسند ہوتا مگر اس خیال سے ترک کر دیتے کہ دوسرے صحابہ بھی دیکھ کر اس پر عمل شروع کر دیں اور وہ کام ان پر فرض ہو جائے، جیسے چاشت کی نماز رسول اللہ ﷺ نے کبھی نہیں پڑھی لیکن اُم المومنین حضرت عائشہ پڑھتی تھیں (بخاری:۱۱۲۸)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بالعموم چاشت کی نماز نہیں پڑھا کرتے تھے البتہ صرف اُم ہانی کی روایت میں ہے کہ فتح مکہ کے دن نبی کریم ﷺ نے ان کے گھر میں چاشت کی آٹھ رکعت نماز پڑھی تھی (بخاری:۱۱۷۵ تا ۱۱۷۷)۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاشت کی دو رکعت نماز کی وصیت کی تھی۔(بخاری:۱۱۶۷)۔

نماز۔خلل:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجرہ عائشہؓ میں پردہ کے لیے لٹکے ہوئے باریک رنگین کپڑہ کو یہ کہہ کر اتروا دیا تھا کہ اس پر نقش شدہ تصاویر میری نماز میں خلل انداز ہوتی رہی ہیں (بخاری:۳۷۴)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو نماز میں اپنی نظریں آسمان کی طرف اٹھانے سے سختی سے روکا اور فرمایا کہ لوگ اس حرکت سے باز آجائیں ورنہ ان کی بینائی اچک لی جائے گی (بخاری:۷۵۰)۔نماز میں اِدھر اُدھر دیکھنے کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ توڈاکہ ہے جو شیطان بندے کی نماز میں ڈالتا ہے (بخاری:۷۵۱)۔کل رات میری نماز خراب کرنے ایک سرکش جن میرے سامنے آیا تو میں نے اسے ذلیل کر کے بھگا دیا (بخاری:۳۴۲۳؛۴۸۰۸)۔

نماز۔خواتین:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فجر کی نماز پڑھتے ہوئے کئی مسلمان خواتین اپنی چادر اوڑھے ہوئے شریک نماز ہوتیں، پھر اس طرح واپس چلی جاتی تھیں کہ انہیں کوئی پہچان نہیں سکتا تھا (بخاری:۳۷۲؛۸۶۷؛۸۷۲)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز میں سلام پھیرتے تو عورتیں مسجد سے باہر نکلنے کے لیے فوراً کھڑی ہو جاتیں۔آپؐ کھڑے ہونے سے پہلے تھوڑی دیر ٹھہرے رہتے۔صحابہ کرامؓ اس کا یہ مطلب سمجھتے تھے کہ عورتیں جلدی چلی جائیں تاکہ مرد نماز سے فارغ ہو کر ان کو نہ پائیں (بخاری:۸۳۷؛۸۴۹؛۸۵۰؛۸۶۶؛۸۷۰؛۸۷۵)۔اگر تمہاری بیویاں تم سے رات کی نماز کے لیے بھی مسجد آنے کی اجازت مانگیں تو تم لوگ اس کی اجازت دے دیا کرو (بخاری:۸۶۵؛۸۷۳؛۸۹۹؛۹۰۰)۔صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تہدیں غربت کے سبب چھوٹی ہوتی تھیں۔چنانچہ نماز میں شریک خواتین کو حکم تھا کہ جب تک مرد پوری طرح سمٹ کر نہ بیٹھ جائیں، وہ سجدے سے اپنے سر نہ اٹھائیں (بخاری:۱۲۱۵)۔پردہ والی دوشیزائیں اور حائضہ عورتیں بھی عیدگاہ جانے کے لیے باہر نکلیں۔مسلمانوں کی دعا اور خیر کے کاموں میں شرکت کریں۔لیکن حائضہ نماز کی جگہ سے الگ رہیں (بخاری:۱۶۵۲)۔جب تم میں سے کسی کی بیوی نماز پڑھنے کے لیے مسجد جانے کی اجازت مانگے تو اسے نہ روکو (بخاری:۵۲۳۸)۔

نماز۔خوف (جنگ):

غزوہ ذات الرقاع میں مسلمان دشمن سے مقابلہ کے لیے صف آرا تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ خوف اس طرح پڑھائی کہ ایک جماعت آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھنے میں شریک ہوگئی اور دوسرا گروہ دشمن کے مقابلہ میں کھڑا رہا۔نبی کریم ﷺ نے اس جماعت کے ساتھ ایک رکوع اور دو سجدے کئے۔پھر یہ لوگ اس جماعت کی طرف چلے گئے، جس نے ابھی نماز نہیں پڑھی تھی۔اب نبی کریم ﷺ نے دوسری جماعت کے ساتھ ایک رکوع اور دو سجدے کر کے سلام پھیر دیا۔بعد میں ہر شخص نے اکیلے اکیلے ایک رکوع اور دو سجدے کر کے نماز مکمل کی (بخاری:۹۴۲)۔جب جنگ میں لوگ ایک دوسرے سے بھڑ جائیں تو کھڑے کھڑے اور سوار رہ کر اشاروں سے ہی سہی مگر نماز پڑھ لیں (بخاری:۹۴۳) ﷺ غزوہ خندق میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سورج غروب ہونے کے بعد عصر اور مغرب کی نماز ادا کی (بخاری:۹۴۵)۔غزوہ خندق سے فارغ ہونے کے بعد واپسی پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ کوئی شخص بنو قریظہ کے محلّہ

تک پہنچنے سے پہلے نمازِ عصر نہ پڑھے۔ پھر جب راستے ہی میں عصر کا وقت ختم ہونے لگا تو چند صحابہؓ نے راستہ ہی میں نماز پڑھ لیا ور کچھ نے کہا کہ ہم تو بنو قریظہ کے محلّہ میں پہنچنے پر ہی نماز پڑھیں گے۔ جب آپ ﷺ سے اس اختلافِ عمل کا ذکر کیا گیا تو آپ ﷺ نے کسی پر بھی ملامت نہیں فرمائی۔ (بخاری:۹۴۶)۔ اگر خوف زیادہ ہو تو نمازِ خوف ہر شخص تنہا ہی پڑھ لے۔ پیدل ہو یا سوار، قبلہ کی طرف رُخ ہو یا نہ ہو (بخاری:۴۵۳۵)۔

نماز۔ رکعتیں:
پہلی اور تیسری رکعت میں سجدوں سے سر اٹھانے بعد ذرا بیٹھ کر پھر کھڑا ہونا چاہئے (بخاری:۶۷۷)۔ جب نماز کے لیے تکبیر کہی جائے تو دوڑتے ہوئے نہ آؤ بلکہ اطمینان کے ساتھ آؤ۔ با جماعت جتنی رکعت مل جائے، اسے پڑھ لو اور جو رہ جائے تو اسے بعد میں پورا کرلو (بخاری:۹۰۸)۔

نماز۔ جمع بین الصلاتین: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر اور عصر کی ملا کر آٹھ رکعتیں اور مغرب اور عشاء کی ملا کر سات رکعتیں پڑھیں۔ پہلی نماز آخر وقت میں اور دوسری نماز اول وقت میں پڑھیں (بخاری:۱۱۷۴)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں ظہر اور عصر کی نماز ایک ساتھ ملا کر پڑھتے۔ اسی طرح مغرب اور عشاء کی نماز بھی ایک ساتھ ملا کر پڑھتے (بخاری:۱۱۰۷؛۱۱۰۸)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اگر سورج ڈھلنے سے پہلے سفر شروع کرتے تو ظہر کی نماز عصر تک نہ پڑھتے پھر ظہر اور عصر ایک ساتھ پڑھتے۔ اگر سورج ڈھل چکا ہوتا تو پہلے ظہر پڑھ لیتے پھر سوار ہوتے (بخاری:۱۱۱۱؛۱۱۱۲)۔

نماز۔ سترا:
حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک برچھی کو زمین میں بطور سُترا (نماز کے لیے سامنے کی آڑ) گاڑ دیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خیمہ میں سے سرخ پوشاک پہنے ہوئے باہر تشریف لائے اور برچھی کی طرف منہ کر کے لوگوں کو دو رکعت نماز پڑھائی اور دیگر لوگ اور جانور برچھی کے پرے سے گزر رہے تھے (بخاری:۳۷۶)۔ کھلے میدان میں نماز کے لئے نبی کریم کے سامنے ایک نیزہ بطور سُترا زمین میں گاڑ دیا جاتا اور آپ ﷺ کے پیچھے لوگ نماز ادا کرتے جبکہ آپ کے سامنے سے لوگ اور جانور گزر رہے ہوتے (بخاری:۴۹۴؛۴۹۵؛۴۹۸؛۴۹۹؛۵۰۱)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سواری کو اپنے سامنے عرض میں کھڑا کر کے نماز پڑھ لیتے تھے (بخاری:۵۰۷)۔ جب کوئی شخص کسی چیز (سُترا) کو آڑ بنا کر نماز پڑھ رہا ہو اور کوئی پھر بھی اس کے سامنے سے گزرے تو اسے روک دینا چاہئے۔ اگر وہ پھر بھی اصرار کرے تو اسے لڑنا چاہئے کیونکہ وہ شیطان ہے (بخاری:۵۰۹)۔ اگر نمازی کے آگے سے گزرنے والے کو خبر ہو کہ اس کا کتنا بڑا گناہ ہے تو وہ لمبے عرصہ تک وہیں کھڑے رہنے کو ترجیح دے (بخاری:۵۱۰)۔ طلوع کے وقت جب سورج کا اوپر کا کنارہ نکل آئے تو اُس وقت تک نماز نہ پڑھو جب تک وہ پوری طرح ظاہر نہ ہو جائے۔ اور جب غروب ہونے لگے تب بھی اس وقت تک کے لیے نماز چھوڑ دو جب تک بالکل غروب نہ ہو جائے (بخاری:۳۲۷۲)۔ سورج کے نکلنے اور ڈوبنے کے وقت نماز نہ پڑھو (بخاری:۳۲۷۳)۔ اگر نماز پڑھتے ہوئے تمہارے سامنے سے کوئی گزرے تو اسے بار بار روکو (بخاری:۳۲۷۴)۔ ایک سفر کے دوران نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بطحا نامی مقام پر ظہر اور عصر کی دو دو رکعت قصر نماز ادا کی۔ آپ کے سامنے ایک چھوٹا سا نیزہ بطور سترہ گڑا ہوا تھا اور نیزے کے باہر کی طرف سے انسان اور جانور گزر رہے تھے (بخاری:۳۵۵۳؛۳۵۶۶؛۵۷۸۶)۔

نماز۔ سجدہ:
ظہر کی نماز میں گرمی سے بچنے کے لئے کپڑوں پر سجدہ کرنا جائز ہے (بخاری:۵۴۲)۔ سجدہ کرنے میں اعتدال رکھو اور اپنے بازوؤں کو کتے کی طرح نہ پھیلاؤ (بخاری:۵۳۲؛۸۲۲)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تو اپنے دونوں بازوؤں کو اس قدر پھیلا دیتے کہ بغل کی سفیدی ظاہر ہو جاتی تھی (بخاری:۸۰۷)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تو دونوں ہاتھ پیٹ سے الگ رکھتے یہاں تک کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی دکھائی دیتی تھی (بخاری:۳۵۶۴)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بالوں اور کپڑے کو سمیٹے بغیر ان سات اعضاء پر سجدہ کا حکم دیا گیا: پیشانی مع ناک، دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں (بخاری:۸۰۹؛۸۱۰؛۸۱۲؛۸۱۵؛۸۱۶)۔ سخت گرمیوں میں صحابہ کرامؓ نماز پڑھا کرتے تو گرمی کی وجہ سے کوئی صحابی اپنے کپڑے کا کنارہ سجدے کی جگہ رکھ لیتے (بخاری:۳۸۵؛۱۲۰۸)۔ بارش کی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیچڑ میں سجدہ کرتے تو مٹی کا اثر آپ ﷺ کی پیشانی پر صاف نظر آتا تھا (بخاری:۸۳۶)۔ سجدہ کرتے

ہوئے سامنے موجود کنکریاں ہر مرتبہ برابر کرنے والے صحابیؓ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر ایسا کرنا ہو تو صرف ایک بار کر (بخاری:۱۲۰۷)۔

نماز۔سنتیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے پہلے دو رکعت اور اس کے بعد دو رکعت؛ مغرب کے بعد دو رکعت اور عشاء کے بعد دو رکعت اپنے گھر میں پڑھتے؛ جمعہ کے بعد گھر واپس ہوتے تب دو رکعت پڑھتے (بخاری:۹۳۷) تم میں سے جس کا جی چاہے مغرب کے فرض سے پہلے دو رکعت سنت پڑھ لے (بخاری:۱۱۸۳)۔ کچھ نمازیں اپنے گھروں میں بھی پڑھا کرو اور انہیں قبرستان نہ بنالو۔ (بخاری:۱۱۸۷) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی نفل نماز کی فجر کی دو رکعت سنت سے زیادہ پابندی نہیں کرتے تھے (بخاری:۱۱۶۹)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر سے پہلے دو رکعت، ظہر کے بعد دو رکعت، جمعہ کے بعد دو رکعت، مغرب کے بعد دو رکعت، اور عشاء کے بعد دو رکعت نماز سنت پڑھی (بخاری:۱۱۶۵؛۱۱۷۲؛۱۱۸۰)۔

نماز۔سجدہ سہو:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں رکعتوں کی تعداد بھول گئے تو صحابہؓ کے بتلانے پر سجدہ سہو کیا اور فرمایا: جس طرح تم بھولتے ہو، میں بھی بھول جاتا ہوں۔ کسی کو نماز میں رکعتوں کی تعداد پر شک ہو جائے تو جتنی رکعتوں پر اسے یقین ہو، اُسی کے مطابق نماز پوری کرے اور ایک سلام پھیر کر سہو کے دو سجدے کر کے نماز پوری کر لے (بخاری:۴۰۱)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ بھولے سے ظہر کی نماز میں پانچ رکعت پڑھی۔ یاد دلانے پر اپنے پاؤں قبلہ کی طرف موڑ لئے اور سہو کے دو سجدے کئے۔ (بخاری:۴۰۴)۔ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھول کر ظہر کی دو رکعت پڑھی۔ صحابہ کرامؓ کے بتلانے پر بقیہ دو رکعت پڑھ کر دو سجدہ سہو ادا کیا (بخاری:۷۱۴؛۷۱۵)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز میں دو رکعت کے بعد بیٹھنے کی بجائے بھول کر کھڑے ہو گئے تو نماز کے اختتام پر سلام پھیرنے سے پہلے اللہ اکبر کہا اور سہو کے دو سجدے کیے پھر سلام پھیرا (بخاری:۸۲۹؛۸۳۰)۔ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چار رکعت نماز پڑھاتے ہوئے دو رکعت کے بعد بھولے سے قعدہ نہیں کیا تو چار رکعت مکمل کرنے کے بعد بیٹھے بیٹھے اللہ اکبر کہا اور سہو کے دو سجدے کئے پھر سلام پھیرا (بخاری:۱۲۲۴؛۱۲۲۵؛۱۲۳۰)۔ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر میں بھولے سے پانچ رکعت پڑھ لیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ کے بتلانے پر آپؐ نے سلام کے بعد دو سجدے کیے (بخاری:۱۲۲۶)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ظہر یا عصر کی نماز میں اور ایک مرتبہ مغرب کی نماز میں بھولے سے دو رکعت کے بعد سلام پھیر دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ کی نشاندہی پر آپ نے بقیہ رکعت پڑھ کر نماز مکمل کی اور سہو کے دو سجدے کیے (بخاری:۱۲۲۷ تا ۱۲۲۹)۔ تم میں سے جب کسی کو شیطان یہ بھلا دے کہ اس نے کتنی رکعتیں پڑھیں تو وہ بیٹھے بیٹھے دو سجدے کر لے۔ (بخاری:۱۲۳۲)۔ نبی کریم ﷺ نے غلطی سے ظہر کی پانچ رکعت نماز پڑھائی اور صحابہ کرامؓ کے بتلانے پر سلام کے بعد سہو کے دو سجدے کئے (بخاری:۷۲۴۹)۔ رسول اللہ ﷺ نے مغرب یا عشا کی نماز میں دو ہی رکعت میں نماز ختم کر دی تو مقتدیوں کے بتلانے پر بقیہ آخری رکعتیں پڑھیں اور سلام کے بعد دو سجدے کئے (بخاری:۷۲۵۰)۔

نماز۔طریقہ:

جب تم نماز کے لیے تیار ہو تو پہلے پوری طرح وضو کیا کرو، پھر قبلہ رو ہو کر تکبیر تحریمہ کہو، اس کے بعد قرآن میں سے جو تمہارے لیے آسان ہو وہ پڑھو، پھر رکوع کرو اور جب رکوع کی حالت میں برابر ہو جاؤ تب سر اٹھاؤ۔ جب سیدھے کھڑے ہو جاؤ تب سجدہ میں جاؤ، جب سجدہ پوری طرح کر لو تب سر اٹھاؤ اور اچھی طرح سے بیٹھ جاؤ پھر دوسرے سجدہ میں جاؤ۔ دوسرا سجدہ بھی پوری طرح کر لو تب سر اٹھاؤ اور اچھی طرح سے بیٹھ جاؤ۔ یہی عمل ہر رکعت میں کرو (بخاری:۶۲۵۱)۔ عبداللہ بن مسعودؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نماز میں پڑھنے کے لیے تشہد اسی طرح سکھایا جیسے آپ قرآن کی سورت سکھایا کرتے تھے۔ اس وقت میرا ہاتھ نبی کریم ﷺ کی ہتھیلیوں کے درمیان تھا۔ التحیات للہ والصلوات والطیبات، السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین، اشہدان لا الہ الا اللہ واشہدان محمداعبدہ ورسولہ۔ جب نبی کریم ﷺ کی وفات ہوگئی تو ہم خطاب کا صیغہ کی بجائے اس طرح پڑھنے لگے: السلام علی النبی یعنی نبی کریم ﷺ پر سلام ہو (بخاری:۶۲۶۵)۔

نماز۔عیدین:

عیدین کے دن حائضہ اور پردہ نشیں عورتوں کو بھی عیدگاہ لانے کا حکم تھا تاکہ وہ بھی مسلمانوں کے اجتماع اور دعاؤں میں شریک ہوسکیں۔البتہ حائضہ عورتیں نماز سے الگ رہتی تھیں۔(بخاری:۳۵۱)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خواتین نے بھی عید کی نماز ادا کی۔خطبہ کے بعد آپ ؐخواتین کی طرف آئے اور انہیں بھی وعظ و نصیحت کی۔صدقہ خیرات کی نصیحت پر عورتوں نے اپنے زیورات بھی صدقہ کی جھولی میں ڈال دئے (بخاری:۸۶۳)۔

نماز۔فضائل:

جس نے عصر کی نماز چھوڑی،اس کا عمل اکارت ہوگیا (بخاری:۵۹۴)۔جس نے ٹھنڈے وقت کی دو نمازیں یعنی فجر اور عصر وقت پر پڑھیں تو وہ جنت میں داخل ہوگا (بخاری:۵۷۴)۔ جس کی نماز عصر چھوٹ گئی گویا اس کا گھر اور مال سب لُٹ گیا (بخاری:۵۵۲)۔جس نے عصر کی نماز چھوڑ دی،اس کا نیک عمل ضائع ہوگیا (بخاری:۵۵۳؛۵۷۳)۔آخرت میں اپنے رب کو تم اسی طرح دیکھو گے جیسے اس دنیا میں چاند کو دیکھتے ہو لہٰذا تم سے فجر اور عصر کی نمازیں چھوٹنے نہ پائیں (بخاری:۵۵۴)۔رات اور دن میں ڈیوٹی دینے والے فرشتوں کا فجر اور عصر کی نمازوں میں اجتماع ہوتا ہے۔جب یہ فرشتے اوپر چڑھتے ہیں تو اللہ کے پوچھنے پر جواب دیتے ہیں کہ جب ہم نے انہیں چھوڑا تو وہ فجر کی نماز پڑھ رہے تھے اور جب ان کے پاس گئے تب بھی وہ عصر کی نماز پڑھ رہے تھے (بخاری:۵۵۵؛ ۷۴۲۹؛ ۷۴۸۶)۔اللہ پانچ وقت نماز پڑھنے والوں کے گناہوں کو ان نمازوں کے ذریعہ مٹا دیتا ہے (بخاری:۵۲۸)۔افضل یہی ہے کہ کھڑے ہوکر نماز پڑھو۔کیونکہ بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کو کھڑے ہوکر نماز پڑھنے والے سے آدھا ثواب ملتا ہے اور لیٹے لیٹے پڑھنے والے کو بیٹھ کر پڑھنے والے سے آدھا ثواب ملتا ہے (بخاری:۱۱۱۵؛۱۱۱۶) نماز کھڑے ہوکر پڑھا کرو،اگر اس کی طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر،بیٹھنے کی بھی طاقت نہ ہو تو پہلو کے بل لیٹ کر نماز پڑھ لیا کرو (بخاری:۱۱۱۷)۔اگر لوگوں کو عشاء اور فجر نماز کی فضیلتیں معلوم ہوجائے تو انہیں گھٹنوں کے بل بھی آنا پڑے تو ضرور آئیں (بخاری:۲۶۸۹)۔

نماز۔نفلی نماز:

کچھ نمازیں اپنے گھروں میں بھی پڑھا کرو اور انہیں قبرستان نہ بنالو۔(قبرستان میں نماز پڑھنا ممنوع ہے البتہ نماز جنازہ پڑھنا نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے)۔ (بخاری:۱۱۸۷)۔نفل نمازیں تم اپنے گھروں میں ہی پڑھا کرو کیونکہ فرض نمازوں کے سوا آدمی کی بہترین نفل نماز وہ ہے جو گھر میں پڑھی جائے (بخاری:۶۱۱۳)۔مغرب کی نماز سے پہلے بھی نماز پڑھو،جس کا جی چاہے (بخاری: ۷۳۶۸)۔

نماز۔قبلہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سولہ یا سترہ ماہ تک بیت المقدس کی طرف منہ کرکے نمازیں پڑھیں۔پھر آپ کی خواہش پر اللہ نے بیت اللہ کی طرف رُخ کرکے نماز پڑھنے کا حکم دیا (بخاری:۳۹۹؛۴۴۸۶؛۴۴۸۸؛۴۴۹۰ تا۴۴۹۴؛۷۲۵۲)۔مسجد قباء میں نماز فجر کے دوران ایک آنے والے نے اطلاع دی کہ رات اللہ کا حکم نازل ہوا ہے کہ نماز میں کعبہ کی طرف منہ کرلیں۔اس وقت لوگ بیت المقدس کی طرف رُخ کئے ہوئے تھے،پھر وہ لوگ کعبہ کی طرف مڑ گئے (بخاری:۷۲۵۱)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری پر خواہ اس کا رُخ کسی طرف بھی ہو،نفل نماز پڑھ لیتے تھے۔لیکن جب فرض نماز پڑھنا چاہتے تو سواری سے اُتر جاتے اور قبلہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے (بخاری:۴۰۰)۔نماز میں کوئی شخص قبلہ کی طرف یا اپنی داہنی جانب نہ تھوکے۔ضرورت ہو تو اپنی بائیں طرف یا قدموں کے نیچے یا اپنے کپڑے کے پلو پر تھوک سکتا ہے کیونکہ نماز میں اس کے اور قبلہ کے درمیان اس کا رب ہوتا ہے،جس سے وہ سرگوشی کرتا ہے (بخاری:۴۰۵ تا ۴۱۷؛۵۳۱؛۵۳۲؛ ۷۵۳؛۱۲۱۳؛۱۲۱۴)۔بیت اللہ (کعبہ) کے اندر جس کونے میں چاہیں،نماز ادا کرسکتے ہیں۔عبداللہ بن عمرؓ (بخاری:۵۰۶)۔کوئی شخص نماز میں اپنے سامنے (قبلہ کی طرف) نہ تھوکے کیونکہ جب کوئی نماز میں ہوتا ہے تو اللہ اس کے سامنے ہوتا ہے (بخاری:۶۱۱۱)۔

نماز۔سفر:

پہلے اللہ تعالیٰ نے سفر اور حضر دونوں میں دو دو رکعت نماز فرض کی تھی۔پھر ہجرت مدینہ کے بعد سفر کی نماز تو دو رکعت باقی رکھی گئی اور حالت اقامت کی نمازوں میں

اضافہ کر دیا گیا (بخاری: ۳۵۰؛ ۱۰۹۰؛ ۳۹۳۵)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے موقع پر اُنیس دن مکہ میں ٹھہرے اور برابر قصر کرتے رہے (بخاری: ۱۰۸۰) ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ مکہ جانے کے لیے مدینہ سے نکلے اور مکہ میں دس دن قیام کر کے واپس ہوئے تو اس دوران مسلسل دو، دو رکعت کر کے قصر نماز پڑھتے رہے (بخاری: ۱۰۸۱)۔ دورانِ حج منیٰ میں قیام کے دوران نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما چار رکعت والی نمازوں میں دو رکعت قصر پڑھا کرتے تھے (بخاری: ۱۰۸۲)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ میں امن کی حالت میں دو رکعت قصر نماز پڑھائی (بخاری: ۱۰۸۳)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں ظہر کی چار رکعت پڑھی اور ذوالحلیفہ میں عصر کی دو رکعت پڑھی (بخاری: ۱۰۸۹)۔ سفر میں جب جلدی ہوتی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کی نماز دیر سے پڑھتے حتیٰ کہ مغرب اور عشاء ایک ساتھ ملا کر پڑھ لیتے (بخاری: ۱۰۹۱؛ ۱۰۹۲؛ ۱۱۰۶؛ ۱۱۰۹؛ ۱۱۱۰)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں اونٹنی پر وتر اور نفل نمازیں پڑھتے رہتے، خواہ اس کا منہ کسی طرف ہو۔ البتہ فرض نماز سواری سے اُتر کر قبلہ رُخ ہو کر پڑھتے تھے (بخاری: ۱۰۹۳ تا ۱۱۰۰؛ ۱۱۰۴؛ ۱۱۰۵)۔ سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنتیں پڑھتے نہیں دیکھا گیا (بخاری: ۱۱۰۱)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات ابوبکر، عمر و عثمان رضی اللہ عنہم سفر میں دو رکعت فرض سے زیادہ نہیں پڑھا کرتے تھے (بخاری: ۱۱۰۲)۔

نماز ۔ قضاء:

تم جب کوئی نماز بھول جاؤ تو جب بھی یاد آ جائے، اس نماز کی قضاء پڑھ لو۔ اس بھول کا کوئی اور کفارہ نہیں (بخاری: ۵۹۷)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھکے ہوئے اصحاب اتنی گہری نیند سو گئے کہ سورج پوری طرح نکل آیا۔ پھر نبی کریم ﷺ نے دن کی روشنی میں نماز فجر پڑھائی (بخاری: ۳۵۷۱)۔

نماز ۔ قیام:

نماز میں حکم تھا کہ دایاں ہاتھ بائیں کلائی پر رکھیں (بخاری: ۷۴۰)۔ جس نے سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز نہیں ہوئی (بخاری: ۷۵۶)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر اور عصر کی پہلی دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ اور ہر رکعت میں ایک ایک سورت پڑھتے جبکہ آخری دو رکعتیں ہلکی پڑھا کرتے تھے۔ آپؐ فجر کی نماز میں پہلی رکعت لمبی اور دوسری ہلکی پڑھا کرتے تھے (بخاری: ۷۵۹؛ ۷۶۲؛ ۷۷۶؛ ۷۷۸)۔ جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو۔ کیونکہ جس کی آمین ملائکہ کے آمین کے ساتھ ہو گئی، اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دئے جائیں گے (بخاری: ۷۸۰ تا ۷۸۲)۔ پہلو پر ہاتھ رکھ کر نماز پڑھنا منع ہے (بخاری: ۱۲۱۹؛ ۱۲۲۰)۔

نماز ۔ کلام:

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم دورانِ نماز پہلے سلام و کلام کر لیا کرتے تھے۔ پھر آیت حافظوعلی الصلوات (سورۃ البقرۃ: ۲۳۸) نازل ہونے کے بعد انہیں نماز میں خاموش رہنے کا حکم ہوا یعنی سلام و کلام سے منع کر دیا گیا (بخاری: ۱۲۰۰؛ ۱۲۱۶؛ ۱۲۱۷)۔

نماز ۔ گرہن:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج گرہن کی نماز پڑھی تو معمول سے طویل قیام، طویل رکوع اور طویل سجدے کئے۔ (بخاری: ۷۴۵)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سورج گرہن کی نماز کے دوران جنت اور جہنم کے نظارے دکھلائے گئے (بخاری: ۷۴۵؛ ۷۴۸)۔ سورج کو گرہن لگنا شروع ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جلدی جلدی مسجد پہنچے اور صحابہؓ کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھائی اور فرمایا: جب تم گرہن دیکھو تو اس وقت نماز اور دعا کرتے رہو، جب تک گرہن کھل نہ جائے (بخاری: ۱۰۴۰)۔ سورج اور چاند گرہن کسی کی موت و زندگی سے نہیں لگتا بلکہ یہ اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ جب تم یہ دیکھو تو اللہ سے دعا کرو، نماز پڑھو اور صدقہ دو حتیٰ کہ سورج صاف ہو جائے (بخاری: ۱۰۴۰ تا ۱۰۴۴؛ ۱۰۵۷؛ ۱۰۶۰؛ ۱۰۶۳؛ ۱۲۱۲)۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سورج گرہن لگا تو یہ اعلان کیا گیا کہ نماز ہونے والی ہے (بخاری: ۱۰۴۵؛ ۱۰۶۶)۔ سورج گرہن کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چار رکوع اور چار سجدے کے ساتھ دو رکعت نماز یوں پڑھائی: تکبیر کے بعد طویل قرآت کیا، پھر طویل رکوع کیا اور کھڑے ہو کر سجدہ میں جانے کی بجائے دوبارہ پہلے سے کم طویل قرآت کیا اور پھر رکوع کیا جو پہلے رکوع سے کم طویل تھا۔ اس کے بعد دو سجدے کیے اور دوسری رکعت بھی اسی طرح ادا کی۔ نماز سے فارغ ہونے سے پہلے ہی سورج صاف ہو چکا تھا (بخاری:

۱۰۴۶؛۱۰۴۷؛۱۰۵۰ تا ۱۰۵۲؛۱۰۵۸)۔سورج اور چاند دونوں اللہ کی نشانیاں ہیں۔کسی کی موت وحیات سے ان میں گرہن نہیں لگتا بلکہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے (بخاری:۱۰۴۸)۔ایک مرتبہ چاشت کے وقت سورج گرہن لگا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں طویل قرآت، چار طویل رکوع اور چار سجدوں کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھائی اور لوگوں کو سمجھایا کہ قبر کے عذاب سے اللہ کی پناہ مانگیں (بخاری:۱۰۵۶؛۱۰۶۵)۔سورج اور چاند گرہن کسی کی موت وحیات کی وجہ سے نہیں لگتا۔بلکہ یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے۔جب تم گرہن دیکھو تو نماز پڑھا کرو (بخاری:۳۲۰۱ تا ۲۳۰۴؛۵۱۹۷)۔

نماز۔لباس:

اگر دو کپڑے موجود نہ ہوں تو مرد صرف ایک تہبند (ازار، پاجامہ وغیرہ) میں بھی نماز ادا کر سکتے ہیں۔کپڑے میں گنجائش ہو تو اسے کندھے پر بھی ڈال لینا چاہئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا کرنا ثابت ہے (بخاری:۳۵۲ تا ۳۵۶؛۳۵۸ تا ۳۶۰؛۳۷۰)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کئی آدمی بچوں کی طرح اپنی گردنوں پر ازار باندھے ہوئے نماز پڑھا کرتے تھے اور عورتوں کو حکم تھا کہ سجدے سے اس وقت تک سر نہ اُٹھائیں جب تک مرد سیدھے ہو کر بیٹھ نہ جائیں (بخاری: ۳۶۲)۔اللہ فراغت دے تو تم بھی فراغت کے ساتھ رہو۔تہبند اور چادر، تہبند اور قمیص، تہبند اور قباء، پاجامہ اور چادر، پاجامہ اور قمیص، پاجامہ اور قباء، جانگیا اور قباء، جانگیا اور قمیص، جانگیا اور چادر میں بھی نماز ادا کی جا سکتی ہے (بخاری:۳۶۵) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نقش ونگار والی چادر میں نماز ادا کی پھر اس چادر یہ کہتے ہوئے عامر بن حذیفہ کی سادی چادر سے تبدیل کر لی کہ اس نقش ونگار نے نماز سے مجھ کو غافل کر دیا تھا (بخاری:۳۷۳؛۷۵۲)۔

نماز۔لقمہ:

نماز میں اگر کوئی بات پیش آ جائے تو مَردوں کو سبحان اللہ کہہ کر اور عورتوں کو سیدھے ہاتھ سے اُلٹے ہاتھ پر تالی بجا کر امام کو اطلاع دینی چاہئے (بخاری:۱۲۰۳؛ ۱۲۰۴؛۱۲۱۸؛۲۶۹۰؛۷۱۹۰)۔

نماز۔مسواک:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو اُٹھتے تو اپنے منہ کو مسواک سے صاف کرتے (بخاری:۲۴۴ تا ۲۴۶)۔اگر مجھے لوگوں کی تکلیف کا خیال نہ ہوتا تو میں ہر نماز کے لیے انھیں مسواک کرنے کا حکم دیتا۔آپ ﷺ جب رات کو اُٹھتے تو منہ کو مسواک سے خوب صاف کرتے اور بیماری کی حالت میں بھی مسواک کرنا پسند کرتے (بخاری:۸۸۷ تا ۸۹۰)۔اگر میری امت پر شاق نہ ہوتا تو میں ان پر مسواک کرنا واجب قرار دیتا (بخاری:۷۲۴۰)۔

نماز۔مصلیٰ:

مسجد کی تعمیر سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھ لیا کرتے تھے (بخاری:۲۳۴)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چھوٹے مصلے (جائے نماز) پر نماز پڑھا کرتے تھے (بخاری:۳۸۱)۔مدینہ میں مسجد کی تعمیر سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بکریوں کے باڑے میں بھی نماز پڑھ لیا کرتے تھے (بخاری: ۴۲۹)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اونٹ کی طرف نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔(بخاری:۴۳۰)۔اپنے گھروں میں بھی نمازیں پڑھا کرو اور انہیں قبرستان نہ بنالو (قبرستان میں نماز پڑھنا منع ہے) (بخاری:۴۳۲)۔تمام زمین میں نماز پڑھنے اور پاکی حاصل کرنے کی اجازت۔جہاں نماز کا وقت آئے، اُمت کو وہیں نماز پڑھ لینی چاہئے (بخاری:۴۳۸)۔نماز پڑھنے کے بعد جب تک تم اپنے مصلے پر باوضو بیٹھے رہتے ہو، ملائکہ برابر تمہارے لئے دعا کرتے رہتے ہیں کہ اے اللہ! اس کی مغفرت کیجئے۔اے اللہ! اس پر رحم کیجئے (بخاری:۴۴۵؛ ۶۵۹)۔

نماز۔نبویؐ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چھوٹے مصلے (جائے نماز) پر نماز پڑھا کرتے تھے (بخاری:۳۸۱) ﷺ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر کے بچھونے پر نماز پڑھتے اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ ﷺ اور قبلہ کے درمیان اس طرح لیٹی ہوتیں جیسے نماز کے لیے جنازہ رکھا جاتا ہے (بخاری:۳۸۳؛۳۸۴)۔نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم جوتے پہن کر بھی نماز پڑھ لیا کرتے تھے (بخاری:۳۸۶)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم موزوں پر مسح کر کے موزوں سمیت نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔ (بخاری:۳۸۷؛۳۸۸)۔ رکوع اور سجدہ پوری طرح نہ کیا جائے تو گویا نماز ہی نہیں پڑھی (بخاری:۳۸۹)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کے اندر دو رکعت نماز ان دو ستونوں کے درمیان پڑھی تھی، جو کعبہ میں داخل ہوتے وقت بائیں طرف واقع ہیں۔ پھر جب باہر تشریف لائے تو کعبہ کے سامنے دو رکعت نماز ادا فرمائی (بخاری:۳۹۷)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے اندر تشریف لے گئے تو اس کے چاروں کونوں میں دعا کی اور نماز نہیں پڑھی۔ پھر جب باہر تشریف لائے کعبہ کے سامنے دو رکعت نماز پڑھی (بخاری:۳۹۸)۔ دورانِ نماز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پیٹھ کے پیچھے مقتدیوں کے خشوع اور رکوع کو بھی دیکھ لیا کرتے تھے (بخاری:۴۱۸؛۴۱۹)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بستر پر نماز پڑھتے اور اُم المومنین حالتِ حیض میں برابر میں سو رہی ہوتی تھیں۔ جب نبی ﷺ سجدہ میں جاتے تو آپ کا کپڑا اُم المومنین کو چھو بھی جاتا (بخاری:۵۱۸؛۵۱۹)۔ اگر سامنے کھانا رکھ دیا جائے اور دوسری طرف نماز کا وقت بھی ہو جائے تو نماز کے لئے جلدی نہ کرو بلکہ پہلے کھانا کھالو (بخاری:۶۷۱ تا ۶۷۴)۔ جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو تو پہلے تکبیر تحریمہ کہو۔ پھر آسانی سے جتنا قرآن یاد ہو اس کی تلاوت کرو۔ اس کے بعد رکوع کرو۔ اچھی طرح سے رکوع ہو لے تو پھر سر اٹھا کر پوری طرح کھڑے ہو جاؤ۔ اس کے بعد پورے اطمینان کے ساتھ سجدہ کرو۔ پھر سر اٹھا کر اچھی طرح بیٹھ جاؤ۔ اسی طرح اپنی نماز اطمینان اور سکون سے پوری کرو (بخاری:۷۵۷)۔ نبی ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے۔ جب رکوع کرتے تب بھی تکبیر کہتے۔ پھر جب رکوع سے سر اٹھاتے تو سمع اللہ لمن حمدہ کہتے۔ جب سجدہ کے لیے جھکتے تب تکبیر کہتے اور جب سجدہ سے سر اٹھاتے تب بھی تکبیر کہتے۔ قعدہ اولیٰ سے تیسری رکعت کے لیے اٹھنے پر بھی تکبیر کہتے تھے۔ اسی طرح آپ تمام نماز پوری کر لیتے تھے (بخاری:۷۸۹؛۷۹۵؛۸۰۳)۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے رکوع و سجود، سجدوں کے درمیان کا وقفہ اور جب رکوع سے سر اٹھا کر کھڑے ہونے کا وقفہ تقریباً سب برابر تھے، سوائے قیام اور تشہد کے قعود کے (بخاری:۷۹۲؛۸۰۱؛۸۲۰)۔

نماز۔نبویؐ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب طاق یعنی پہلی اور تیسری رکعت میں ہوتے تو اس وقت تک نہ اُٹھتے جب تک تھوڑی دیر بیٹھ نہ لیتے (بخاری:۸۲۳)۔ تشہد میں دایاں پاؤں کھڑا رکھنا اور بایاں پاؤں پھیلا کر اُس پر بیٹھنا چاہئے الا یہ کہ بڑھاپے یا کمزوری کی وجہ سے کھڑا پاؤں بوجھ نہ اٹھا سکے (بخاری:۸۲۷)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب تکبیر تحریمہ کہتے تو اپنے ہاتھوں کو کندھوں تک لے جاتے۔ جب رکوع کرتے تو گھٹنوں کو اپنے ہاتھوں سے پوری طرح پکڑ لیتے اور پیٹھ کو جھکا دیتے۔ جب رکوع سے سر اُٹھاتے تو اس طرح سیدھے کھڑے ہو جاتے کہ تمام جوڑ سیدھے ہو جاتے۔ جب سجدہ کرتے تو ہاتھوں کو زمین پر اس طرح رکھتے کہ نہ بالکل پھیلے ہوتے اور نہ سمٹے ہوئے۔ پاؤں کی انگلیوں کے منہ قبلہ کی طرف رکھتے۔ جب دو رکعت کے بعد بیٹھتے تو بائیں پاؤں پر بیٹھتے اور دایاں پاؤں کھڑا رکھتے۔ جب آخری رکعت میں بیٹھتے تو بائیں پاؤں کو آگے کر کے سُرین پر بیٹھتے اور دائیں پاؤں کو کھڑا رکھتے (بخاری:۸۲۸)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں یہ دعا پڑھتے تھے: اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں قبر کے عذاب سے، زندگی اور موت کے فتنوں سے، دجال کے فتنہ سے، گناہوں سے اور قرض سے (بخاری:۸۳۲؛۸۳۳)۔ تم نماز میں یہ دعا پڑھا کرو: اے اللہ! میں نے گناہ کر کے اپنی جان پر بہت زیادہ ظلم کیا اور گناہوں کو تیرے سوا کوئی دوسرا معاف کرنے والا نہیں لہٰذا مجھے اپنے پاس سے بھرپور مغفرت عطا فرما اور مجھ پر رحم کر کہ تو ہی مغفرت کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے (بخاری:۸۳۴)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اتنی اتنی دیر تک کھڑے رہ کر نماز ادا کرتے کہ آپ کی پنڈلیوں پر ورم آجاتا۔ اس بارے میں آپ سے کچھ کہا جاتا تو فرماتے: کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں (بخاری:۱۱۲۳)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کے اندر دو ستونوں کے درمیان اور پھر باہر آکر کعبہ کے دروازہ کے سامنے دو رکعت نماز پڑھی۔ (بخاری:۱۱۶۷) داؤد علیہ السلام کی نماز اور ان کا روزہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ ترین ہے۔ آپ آدھی رات تک سوتے اس کے بعد تہائی رات نماز پڑھنے میں گزار دیتے۔ پھر رات کے چھٹے حصے میں بھی سو جاتے۔ اسی طرح آپ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے (بخاری:۱۱۳۱)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابتدائی رات میں سو رہتے اور آخر شب میں بیدار ہوتے۔ تہجد کی نماز پڑھ کر بستر پر آجاتے اور پھر مؤذن کی اذان سن کر فجر کے لیے اٹھتے (بخاری:۱۱۴۶)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نفلی نماز اس طرح بھی پڑھتے رہتے کہ اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپؐ کے سامنے پاؤں پھیلائے لیٹی رہتیں۔ جب آپؐ سجدہ کرنے لگتے تو انہیں ہاتھ لگاتے اور حضرت عائشہؓ پاؤں سمیٹ لیتیں اور جب نبی کریم ﷺ کھڑے ہو جاتے تو حضرت عائشہ پاؤں پھیلا لیتیں (بخاری:۱۲۰۹)۔ ایک مرتبہ نماز کے دوران نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شیطان آگیا اور کوشش کرنے لگا کہ آپؐ کی نماز توڑ دے مگر آپؐ نے اس کو دھکیل دیا (بخاری:۱۲۱۰)۔

نماز۔وضو:

وضو میں ایڑیوں کو اچھی طرح دھوکر اسے دوزخ سے بچانا چاہئے۔(بخاری:۶۰) حدث یعنی ریح خارج ہونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔اس کے بعد دوبارہ وضو کئے بغیر نماز نہیں ہوتی (بخاری:۱۳۵)۔ وضو کے نشانات کی وجہ سے قیامت کے دن اس اُمت کے لوگ سفید پیشانی اور سفید ہاتھ پاؤں والوں کی شکل میں بلائے جائیں گے۔جو کوئی اپنی چمک بڑھانا چاہتا ہے، اچھی طرح وضو کیا کرے (بخاری:۱۳۶)۔ پانی کے چند چلو سے وضو کرنے کا مسنون طریقہ:ایک چلو سے کلی اور ناک کی صفائی،دوسرے چلو سے دونوں ہاتھوں سے چہرہ دھونا، تیسرے چلو سے داہنا ہاتھ دھونا، چوتھے چلو سے بایاں ہاتھ دھونا اور مسح کرنا، پانچویں چلو سے داہنا پاؤں اور چھٹے چلو سے بایاں پاؤں دھونا (بخاری:۱۴۰)۔وضو میں ہر عضو کو ایک ایک بار، دو دو بار یا تین تین بار دھونا بھی درست ہے۔(بخاری:۱۵۷تا۱۵۹)۔ جب کوئی شخص اچھی طرح وضو کر کے خلوص کے ساتھ نماز پڑھتا ہے تو اس کے ایک نماز سے دوسری نماز پڑھنے تک کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں (بخاری:۱۶۰) ۔وضو میں پاؤں اچھی طرح نہ دھونے والوں کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار تنبیہ کی کہ وضو میں خشک رہ جانے والی ایڑیوں کے لیے آگ کا عذاب ہے (بخاری:۱۶۳)۔وضو کا مسنون طریقہ:۱۔دونوں ہاتھوں پر تین مرتبہ پانی ڈالنا،۲۔کلی اور ناک صاف کرنا،۳۔تین مرتبہ چہرہ دھونا،۴۔تین مرتبہ پہلے دایاں اور پھر بایاں ہاتھ کہنی تک دھونا،۵۔سر کا مسح کرنا،۶۔تین مرتبہ پہلے دایاں اور پھر بایاں پاؤں دھونا۔جس نے میری طرح وضو کیا اور دل میں کسی قسم کے وسوسہ کئے بغیر دو رکعت نماز تحیۃ الوضو پڑھی، اس کے اگلے گناہ معاف کر دئے جائیں گے (بخاری:۱۶۴؛۱۹۳۴)۔بندہ اس وقت تک نماز ہی میں شمار ہوتا ہے، جب تک وہ باوضو رہتے ہوئے نماز کا انتظار کرتا رہتا ہے (بخاری:۱۷۶)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک دوسرے کے محرم مرد اور عورتیں ایک ساتھ ایک ہی برتن سے وضو کرلیا کرتے تھے (بخاری:۱۹۳)۔

نماز۔وضو۔مسح: سفر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے منہ اور ہاتھوں کو دھویا، سر کا مسح کیا اور موزوں پر مسح کیا (بخاری:۱۸۲)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرکے پہنے گئے موزوں پر دوران وضو مسح کرلیا کرتے تھے (بخاری:۲۰۲تا۲۰۶)۔ ایک سفر میں وضو کرتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے موزوں پر مسح کیا اور فرمایا: میں نے طہارت کے بعد انہیں پہنا تھا (بخاری:۵۷۹۹)۔وضو کرتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کلی کی، ناک میں پانی ڈالا اور اپنے چہرے کو دھویا۔ہاتھ دھونے کے لیے شامی جبہ کی تنگ آستین پہلے چڑھانے کی کوشش کی پھر اسے نیچے سے نکال کر دھویا۔سر کا مسح کیا اور دونوں موزوں پر بھی مسح کیا (بخاری:۲۹۱۸)۔

نماز۔وضو ٹوٹنا: وضو اُس وقت کافی ہوتا ہے جب تک کوئی وضو توڑنے والی (ریح، بول و براز، نیند وغیرہ) پیش نہ آجائے (بخاری:۲۱۴)۔ہوا خارج ہونے یعنی ریح کے شک میں نماز سے نہ پھرو، جب تک واضح آواز یا بو نہ پالو۔شک کا کوئی اعتبار نہیں (بخاری:۱۳۷؛۱۷۷؛۲۰۵۶)۔سیلان مذی کی شکایت میں صرف وضو فرض ہے، غسل نہیں (بخاری:۱۷۸)۔کھانا کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا (بخاری:۵۷۵)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ بکری کے شانہ کا گوشت کھایا، دوسری مرتبہ ستو کھایا اور دوبارہ وضو کئے بغیر نماز پڑھی (بخاری:۲۰۷تا۲۰۹؛۲۹۲۳)۔

نماز۔وضو۔تلاوت: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آدھی رات کے قریب اٹھے۔(بغیر وضو کئے) سورت آلِ عمران کی آخری دس آیات تلاوت کیں۔پھر اچھی طرح وضو کیا اور دو دو رکعت کر کے دس رکعت نفل یعنی تہجد اور ایک رات وتر پڑھا اور پھر لیٹ گئے (بخاری:۱۱۹۸)۔اللہ کسی ایسے فرد کی نماز قبول نہیں کرتا جسے وضو کی ضرورت ہو یہاں تک کہ وہ وضو کرلے (بخاری:۶۹۵۴)۔

وضو۔تیمّم: ایک سفر میں حضرت عائشہؓ کا ہار گم ہوگیا۔ہار کی تلاش میں نماز کا وقت ہوگیا مگر وضو کے لیے پانی موجود نہ تھا۔اسی موقع پر تیمّم کی آیت نازل ہوئی (بخاری:۵۱۶۴)۔

نیت:

اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔انسان کو اس کے ہر عمل کا نتیجہ اس کی نیت کے مطابق ہی ملے گا۔(بخاری:۱؛۲۵۲۹؛۶۶۸۹) جس کی ہجرت دولت دنیا حاصل کرنے کے لیے ہو یا کسی عورت سے شادی کی غرض ہو، اس کی ہجرت ان ہی چیزوں کے لیے ہوگی۔(بخاری:۱؛۲۵۲۹)۔عمل کا دارومدار نیت پر ہے۔جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی رضا کے لیے ہو اسے اللہ اور اس کے رسول کی رضا حاصل ہوگی۔لیکن جس کی ہجرت دنیا حاصل کرنے یا عورت سے شادی کرنے کی غرض سے

ہواس کی ہجرت اسی کے لیے ہے جس کے لیے اس نے ہجرت کی (بخاری:۵۰۷۰)۔

وراثت:

مکہ کے مہاجر اور مدینہ کے انصار کے درمیان مواخات کا رشتہ قائم ہونے کے سبب مہاجر انصار کا ترکہ پاتے اور انصاری کے رشتہ دار محروم رہ جانے لگے تو اللہ نے اس مواخات کے سبب اس طرح کی میراث کا حکم سورۃ نساء آیت ۔۳۳ کے ذریعہ منسوخ کر دیا (بخاری:۲۲۹۲)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابر بن عبداللہؓ کو بحرین کے آنے والے جزیہ میں سے دونوں لپ بھر بھر کر مال دینے کا وعدہ کیا مگر بحرین کا جزیہ آنے سے قبل ہی آپ وفات پا گئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کا یہ وعدہ نبھایا (بخاری:۲۲۹۶)۔ جب فتح کے دروازے کھل گئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اب وفات پا جانے والے مقروض کا قرض ادا کرنا میرے ذمے ہے۔ اور جو مسلمان مال چھوڑ جائے وہ اس کے وارثوں کا ہے (بخاری:۲۲۹۸)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات کے بعد اپنے سفید خچر، اپنے ہتھیار اور اپنی وقف کردہ زمین کے سوا کوئی درہم، دینار، غلام، باندی یا کوئی اور چیز اپنے پیچھے نہیں چھوڑا (بخاری:۲۷۳۹)۔ اگر تم اپنے وارثوں کو اپنے پیچھے مالدار چھوڑو تو یہ اس سے بہتر ہے کہ انہیں محتاج چھوڑو کہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں (بخاری:۲۷۴۲؛ ۵۶۶۸)۔ میری چھوڑی ہوئی دولت وارثوں میں تقسیم نہ کی جائے۔ میری بیویوں کا خرچ اور جائیداد کا اہتمام کرنے والے کا خرچ نکالنے کے بعد جو بچے وہ صدقہ ہے (بخاری:۲۷۷۶)۔

وراثت ۔ مسلمان، کافر: مسلمان باپ کافر بیٹے کا وارث نہیں ہوتا اور نہ ہی کافر بیٹا مسلمان باپ کا وارث ہوتا ہے (بخاری:۶۷۶۴)۔ عقیل اور طالب، ابوطالب کی جائیداد کے وارث ہوئے اور سب کچھ بیچ کر برابر کر دیا۔ جعفر اور علیؓ کو وراثت میں کچھ نہیں ملا تھا کیونکہ یہ مسلمان ہو گئے تھے۔ اسی بنیاد پر فرمان حضرت عمرؓ ہے: مسلمان کافر کا وارث نہیں ہوتا (بخاری:۱۵۸۸)۔

وراثت ۔ حصہ:

میراث میں لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے برابر، ماں اور باپ کا چھٹا حصہ، اولاد کی موجودگی میں بیوی کا آٹھواں حصہ، اولاد نہ ہونے کی صورت میں چوتھا حصہ ہے۔ اسی طرح اولاد والے شوہر کا چوتھائی حصہ اور بے اولاد شوہر کا آدھا حصہ ہے (بخاری:۲۷۴۷) مومن کافر کا وارث نہیں ہو سکتا اور نہ کافر مومن کا وارث ہو سکتا ہے (بخاری:۴۲۸۳) ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ میت کے ترکہ میں مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہے۔ صاحب اولاد میت کے ماں باپ میں سے ہر ایک کے لیے مال کا چھٹا حصہ ہے جبکہ بے اولاد میت کے ماں باپ کے لیے ایک تہائی حصہ ہوگا۔ اولاد والی میت کی بیوی کا آٹھواں حصہ اور بے اولاد میت کی بیوی کا چوتھائی حصہ ہوگا۔ بے اولاد میت عورت کے شوہر کا آدھا حصہ ہوگا، اولاد والی میت کے شوہر کا حصہ چوتھائی ہوگا (بخاری:۴۵۷۸)۔ فرمانِ عبداللہ بن عباسؓ: اللہ نے لڑکوں کو لڑکیوں کے دگنے کا حق دیا ہے۔ والدین میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ، بیوی کو آٹھویں اور چوتھے حصہ کا اور شوہر کو آدھے یا چوتھائی کا حقدار قرار دیا ہے (بخاری:۶۷۳۹)۔

وصیت، وصی، وقف:

جس مسلمان کے پاس وصیت کے قابل کوئی مال ہو، اس کے لیے درست نہیں کہ دو رات بھی وصیت کو لکھ کر اپنے پاس محفوظ رکھے بغیر گزارے (وراثت کے احکام نازل ہونے کے بعد وصیت کی فرضیت کا حکم منسوخ ہو گیا ہے۔ البتہ مقروض کے لیے قرض کی ادائیگی کی وصیت کرنا فرض ہے۔ ورثاء کے حق میں وصیت کرنا جائز نہیں اور غیر ورثاء کے حق میں کُل ترکہ کے ایک تہائی مال کے برابر وصیت کی جا سکتی ہے۔ مؤلف) (بخاری:۲۷۳۸)۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہاں کچھ لوگوں نے ذکر کیا کہ حضرت علیؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصی (وصیت پر عملدرآمد کے لیے نامزد کردہ فرد) تھے تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا: نبی کریم ﷺ نے وفات تک کے آخری لمحات تو میرے پاس گزارے تھے۔ آپ ؐ نے حضرت علیؓ کو وصی کب بنایا؟ (بخاری:۲۷۴۱)۔ غیر ورثاء کے حق میں صرف ایک تہائی مال کی وصیت کی جا سکتی ہے، اس سے زائد کی نہیں (بخاری:۲۷۴۲؛ ۲۷۴۴)۔ ابنِ عمرؓ کو کوئی وصی بناتا تو وہ کبھی انکار نہ کرتے (بخاری:۲۷۶۷)۔ حضرت عمرؓ نے اپنے وقف میں شرط لگائی تھی کہ اس کا متولی اس میں سے کھا سکتا ہے، دوست کو کھلا سکتا ہے لیکن اپنے لیے مال جمع نہیں کر سکتا۔ وقف کرنے والے کا خود بھی وقف سے فائدہ اٹھانا جائز ہے (بخاری:۲۷۷۷؛ ۲۷۷۸)۔ وصیت صرف ایک تہائی مال کی کرو۔ اپنی اولاد کو محتاج چھوڑ جانے سے مالدار چھوڑ جانا بہتر ہے (بخاری:۳۹۳۶)۔

یتیم، بیوہ، مسکین:

مسکین وہ ہے جو مانگنے سے بچتا رہے۔ سورۃ البقرہ آیت: ۲:۲۷۳ میں ہے کہ وہ لوگوں سے چمٹ کر نہیں مانگتے (بخاری: ۴۵۳۹)۔ یتیم کی پرورش کرنے والا اور میں جنت میں اس طرح ہوں گے جس طرح شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی ہوتی ہے (بخاری: ۵۳۰۴)۔ فرمانِ حضرت عائشہؓ: مالدار ولی اپنی زیر کفالت یتیم کا مال بالکل نہ کھائے البتہ نادار ولی بقدرِ ضرورت یتیم کا مال استعمال کرسکتا ہے (بخاری: ۲۷۶۵)۔ ایک آدمی کی پرورش میں ایک یتیم لڑکی تھی، جس کی ملکیت میں کھجور کا ایک باغ تھا۔ پھر اس آدمی نے اس یتیم لڑکی سے نکاح کرلیا (بخاری: ۴۵۷۳)۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ فرماتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سورت النساء میں فرمایا ہے کہ جب تم کم مال و جمال والی یتیم لڑکیوں سے نکاح نہیں کرنا چاہتے ہو تو مال و جمال والی پسندیدہ یتیم لڑکیوں سے بھی نکاح نہ کروالا یہ کہ انصاف کے ساتھ ان کا مہر پوری طرح ادا کرو (بخاری: ۴۵۷۴)۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ النساء کی آیت: ۶ یتیم کے بارے میں اتری ہے کہ اگر ولی نادار ہو تو یتیم کی پرورش اور دیکھ بھال کی اجرت میں وہ واجبی طور پر کھا سکتا ہے لیکن اگر وہ خوشحال ہو تو وہ یتیم کے مال سے اپنے آپ کو بالکل روکے رکھے (بخاری: ۴۵۷۵)۔ میں اور یتیم کی پرورش کرنے والا جنت میں اسی طرح قریب ہوں گے جیسے شہادت اور درمیانی انگلیاں قریب ہیں (بخاری: ۶۰۰۵)۔ بیواؤں اور مسکینوں کے لیے کوشش کرنے والا اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے یا اس شخص کی طرح ہے جو دن میں روزے رکھتا ہے اور رات کو عبادت کرتا ہے (بخاری: ۶۰۰۶؛ ۶۰۰۷)۔

☆☆ تمت بالخیر ☆☆